انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	**فتاویٰ محمودیہ......۵**
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	سنہ ۱۴۳۰ھ - سنہ ۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۷۱
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد......۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

کتاب التبلیغ

﴿تبلیغ کا بیان﴾

تبلیغی جماعت

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

☆......☆......☆......☆......☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

کتاب البدعات والرسوم

﴿بدعات ورسوم﴾

☆............باب اوّل............☆

بدعات ورسوم

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۱۲	مستحب پر اصرار	۲۲۵
۱۱۳	تاریخ ۳،۱۳،۲۳ کی تعیین	۲۲۷
۱۱۴	چندہ کا مخصوص طریقہ	۲۲۸
۱۱۵	اصلاح کی خاطر بدعات میں شرکت	۲۲۸
۱۱۶	اصلاح کی نیت سے بدعتیوں کے ساتھ امام صاحب کی کھانے میں شرکت	۲۳۰
۱۱۷	بدعتی سے میل جول	۲۳۳
۱۱۸	پیر کے بتلائے ہوئے وظیفہ کی شرعی حیثیت	۲۳۴
۱۱۹	بدعتی اور متبعِ سنت عالم کو پرکھنے کا طریقہ	۲۳۴
۱۲۰	کیا گدی نشین کا نکاح جرم ہے؟	۲۳۵
۱۲۱	کسی بزرگ کی دہائی	۲۳۶
۱۲۲	پیرانِ پیر کا کلمہ اور جلوس	۲۳۷
۱۲۳	نماز کے بعد ذکر جہراً	۲۳۷
۱۲۴	ہر نماز کے بعد ذکر بالجہر کا التزام	۲۳۸
۱۲۵	نماز کے بعد دعا اور اس پر آمین بالجہر	۲۳۹
۱۲۶	دعا کا ایک مخصوص طریقہ	۲۴۰
۱۲۷	دعا میں توسل	۲۴۰
۱۲۸	فقراء کے رموز کا حکم	۲۴۱
۱۲۹	حال و وجد	۲۴۲
۱۳۰	قبر پر اذان دینا	۲۴۳
۱۳۱	قبر پر اگربتی جلانا، اذان دینا، تیجہ کرنا	۲۴۳

☆............باب دوم............☆

مروجہ صلاۃ وسلام

☆............**باب چہارم**............☆

فرائض اور عیدین کے بعد مصافحہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆..........**باب پنجم**..........☆	
	اذان کے وقت انگوٹھے چومنا	
۲۱۶	اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا......	۳۵۶
۲۱۷	اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا	۳۵۸
۲۱۸	اذان کے بعد انگوٹھے چومنا	۳۵۹
۲۱۹	اذان میں انگوٹھے چومنا	۳۵۹
۲۲۰	بوقت اذان تقبیل ابہامین	۳۶۲
۲۲۱	انگوٹھے چومنا اور حیلۂ اسقاط	۳۶۴
۲۲۲	انگلی چوم کر آنکھوں کو لگانا نام مبارک پر..........	۳۶۶
	☆..........**باب ششم**..........☆	
	دفع مصائب کے لئے وظائف واعمال	
۲۲۳	دفع مصائب کے لئے ختم بخاری شریف	۳۶۷
۲۲۴	ختم میں سوالاکھ کی تعداد	۳۶۸
۲۲۵	رفعِ وباء کے لئے اذان	۳۶۹
۲۲۶	دفعِ وباء وبلاء کے لئے اذان	۳۷۰
۲۲۷	مصیبت کے دفعیہ کے لئے صدقہ	۳۷۱

☆..........باب هفتم..........☆

میلا دو سیرت کی محافل اور عرس وغیرہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

تمت وبالفضل عمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت

تعلیم وتبلیغ کی ضرورت

سوال:- (۱) دُنیامیں ایک لاکھ چوبیس یا پچیس ہزار کم وبیش انبیاء علیہم السلام آئے اور سب نے دین حق کی دعوت دی اور گشت کیا۔ یہ گشت کرنا سنت ہے یا نہیں؟ مبلغین حضرات اکثر اپنے گشت کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گشت کرنا تمام انبیاء کی سنت ہے اور اس گشت کو کرنے کے بعد جو نماز پڑھی جائے گی اس کی فضیلت سات لاکھ ہو جائے گی۔ لفظ گشت کرنا سنت ہے۔ یہ کیسے ثابت کیا جائے؟ حوالہ حدیث سے دیں۔

(۲) اللہ کے راستے میں نکل کر ہر نیک عمل سات لاکھ بن جاتا ہے۔ نماز، ذکر، قرآن اور ہر نیکی سات لاکھ بن جاتی ہے۔ نظام الدین مرکز کے اکابرین کہتے ہیں کہ یہ چودہ روایتوں سے منقول ہے۔ مسند احمد، مشکوٰۃ شریف، ترغیب وترہیب کا حوالہ دیتے ہیں۔

(۳) کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ حضور ﷺ نے کلمہ، نماز کی دعوت ودین حق کی دعوت مسلمانوں کو دی تھی یا کفار کو اور یہ تبلیغی مسلمانوں کو کلمہ اور نماز پڑھاتے پھرتے ہیں۔ کیا مبلغین اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے یہ شک کرتے ہیں اور صرف اپنے آپ کو ہی مسلمان

سمجھتے ہیں، تو اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲،۳) اللہ کے رسول ﷺ کے کاموں میں تبلیغ بھی ہے اور تعلیم بھی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے يَاۤ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَه[1] (الاٰیۃ سورہ مائدہ) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[2] (الاٰیۃ سورہ اٰل عمران) آپؐ نے دونوں ہی کام کئے ہیں تبلیغ کیلئے دوسروں کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور تعلیم کے لئے دوسرے لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں۔ تبلیغ کے معنی ہیں پہونچانا۔ اس کے لئے مبلغ کو جانا بھی ہوتا ہے۔ تعلیم کے معنی ہیں علم سکھانا۔ اس کے لئے سیکھنے والے کو معلم کے پاس آنا ہوتا ہے۔ یہ دونوں کام امت کے سپرد بھی فرمائے بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً[3] اخیر خطبہ میں ارشاد فرمایا اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ[4] (الحدیث) یعنی جو شخص حاضر ہے، جس نے براہِ راست مجھ سے دین سیکھا ہے وہ غائب تک پہونچادے۔ دین کے

---

[1] سورہ مائدہ آیت ٦٧.

ترجمہ:- اے رسول جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا۔ (بیان القرآن ص ۴۷ ج ۳)

[2] (سورہ آل عمران آیت ١٦٤، **ترجمہ**:- حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں (از بیان القرآن)

[3] مشکوٰۃ شریف ص ٣٢، کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، **ترجمہ**:- میری طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت ہو پہنچادو۔

[4] بخاری شریف ص ٢٩ ج ١، باب یبلغ الشاھد الغائب، مطبوعہ دار السلام بیروت، حدیث: ١٠٥)

ہر ہر جزء اور حکم کی تبلیغ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہے۔اس لئے کہ دین کا ہر حکم امانت ہے اس کا پہونچانا ضروری ہے۔بعض چیزیں ایسی بھی تھیں کہ بعض صحابۂ کرامؓ نے بالکل اپنی اخیر حیات میں بیان فرمائی ہیں کہ کہیں یہ امانت ہمارے ذمہ باقی نہ رہ جائے۔[1] حضرت رسول مقبول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر جس نے ایک دفعہ صدقِ دل سے کلمہ پڑھ لیا وہ مومن کامل ہوگیا، اس کا درجہ اتنا بلند ہے کہ بعد والوں کو میسر نہیں۔[2] پھر اس کے دل میں ایسی لگن پیدا ہوجاتی تھی کہ وہ سارا دین سیکھنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے اور بے چین رہتا تھا اور خود حاضر ہوکر یا جس طرح سے بھی اس کو ممکن ہو دین سیکھتا تھا۔ایک ایک حکم بتانے اور پہنچانے کیلئے اس کے پاس جانے کی نوبت نہیں آتی تھی، تاہم بعض احکام دوسروں تک پہنچانے کے

---

[1] عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَامُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی قَوْلِہٖ اَلَااُخْبِرُبِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْاقَالَ اِذًا یَتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَبِھَا مُعَاذُ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا متفق علیه. (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴ / کتاب الایمان الفصل الاول طبع یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۲۴۸ / ج ۱ / کتاب العلم، باب من خصّ بالعلم قومادون قوم، مطبوعه اشرفی دیوبند)

ترجمه:- حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ معاذؓ سواری پر آپؐ کے ردیف تھے فرمایا کہ اے معاذ! حضرت معاذؓ نے جواب دیا حاضر ہوں اے اللہ کے رسولؐ (یہاں تک کہ حضرت معاذؓ نے کہا) کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دوں کہ بشارت حاصل کریں۔آپؐ نے فرمایا تب تو وہ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔پھر حضرت معاذؓ نے اس کی خبر دی موت کے وقت گناہ سے بچتے ہوئے۔

[2] عن ابی سعید الخدری قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْااَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍذَھَبًامَابَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَانَصِیْفَہٗ متفق علیه، (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳ / باب مناقب الصحابة، الفصل الاول یاسر ندیم دیوبند، بهشتی زیور ص ۳۵ / ج ۱ / عقیدوں کابیان)

ترجمه:- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو گالی مت دینا اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ ان میں سے کسی کے ایک مد یا نصف مد کو نہیں پہنچ سکتا۔

انتظامات بھی کئے کبھی کسی کو متعین کیا کہ گشت کر کے فلاں حکم پہنچادو[۱] کبھی لوگوں کو بلا کر جمع کرلیا گیا پھر حکم سنادیا گیا[۲] کبھی حج کے موقعہ پر آدمی بھیجے گئے کہ فلاں حکم کا اعلان کردو[۳] وغیرہ

۱ عَنْ اَنَس بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جاءَ ہٗ جَاءٍ فَقَالَ اُکِلَتِ الْحُمُرُ فَسَکَتَ ثُمَّ اَتَاہُ الثَّانِیَۃُ فَقَالَ اُکِلَتِ الْحُمُرُ فَسَکَتَ ثُمَّ اَتَاہُ الثَّالِثَۃُ فَقَالَ اُفْنِیَتِ الْحُمُرُ فَاَمَرَ مُنَادِیًافَنَادٰی فِی النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یَنْھَیَانِکُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحَمَرِ الْاَھْلِیَّۃِ الخ. (بخاری شریف ص ۶۰۴ ج ۲ حدیث ۴۰۴۶ باب غزوۃ خیبر مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ: انس بن مالکؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آنے والا آیا اور کہا کہ گدھے کھالئے گئے، آپؐ خاموش رہے، پھر دوسرا آیا اور کہا گدھے کھالئے گئے، پھر تیسرا آیا اور کہا گدھے ختم کردیے گئے، آپؐ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کرے کہ اللہ اور اس کے رسول تم کو پالتو گدھوں کے گوشت سے روکتے ہیں۔

۲ عن کعب بن عجرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوْا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّااَنْ اِرْتَقٰی دَرَجَۃً قَالَ آمِیْنَ فَلَمَّافَرَغَ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ قُلْنَالَہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْسَمِعْنَامِنْکَ الْیَوْمَ شَیْئاً مَاکُنَّانَسْمَعُہٗ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَائِیْلَ عَرَضَ لِیْ الخ، (الترغیب الترھیب ص ۸۹۱ ج ۲، حدیث ۲۱۸۲، باب فی الترھیب من عقوق الوالدین. مکتبہ النھضۃ الحدیثیہ بیروت، القول البدیع ص ۱۴۱)

ترجمہ: -کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منبر کے قریب ہوجاؤ چنانچہ ہم منبر کے قریب ہوگئے جب آپؐ ایک سیڑھی پر چڑھے تو آپؐ نے فرمایا آمین (یہانتک کہ) جب آپؐ فارغ ہوئے اور منبر سے اترے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! ہم نے آج آپ سے ایسی چیز سنی جو ہم نہیں سنتے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے سامنے آئے۔

۳ اَنَّ ابی ھریرۃ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍفِیْ تِلْکَ الْحَجَّۃِ فِیْ مُؤْذِنِیْنَ بَعَثَھُمْ یَوْمَ النَّحَرِیُؤْذِنُوْنَ بِمِنٰی اَنْ لَّایَحُجُّ بَعْدَالْعَامِ مُشْرِکٌ وَلَایَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ قَالَ حُمَیْدٌثُمَّ اَرْدَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَمَرَہٗ اَنْ یُّؤَذِّنَ بِبَرَاۃٍ الخ. (بخاری شریف ص ۶۷۱ ج ۲، کتاب التفسیر، باب قولہ فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر، مطبوعہ اشرفی شرفی دیوبند)

ترجمہ: -حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکرؓ نے اس حج میں کچھ مؤذنین کے ساتھ بھیجا جن کو آپؐ نے یوم النحر میں منیٰ کے اندر یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی برہنہ طواف کرے گا، حمید کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو سوار کیا اور حکم دیا کہ براءۃ کا اعلان کردیں۔

وغیرہ اس کے علاوہ کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم سب ہی صحابہ کرامؓ کو دیا گیا اور فرمایا گیا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔ لا الہ الا اللہ پڑھو[1] کر اس کا یہ مطلب نہیں کہ (معاذ اللہ) ان حضرات میں ایمان موجود نہیں تھا۔ یہاں دارالعلوم میں بھی بعض حضرات معلم ہیں، ان کی درسگاہ میں علم سیکھنے کے لئے طلبہ حاضر ہوتے ہیں اور بعض حضرات مبلغ ہیں کہ وہ مختلف مقامات پر خود سفر کر کے جاتے ہیں اور دین پہونچاتے ہیں۔ آج یہ بات نہیں کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا اس میں دین سیکھنے کی لگن پیدا ہو جائے یا وہ خود اپنی جگہ ایمان کی تجدید میں لگا رہے۔ عربی مدارس جگہ جگہ خدا کے فضل سے قائم ہیں تعلیم کا انتظام ہے مگر دین کی لگن نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم آدمی اپنے بچوں کو علم سیکھنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ مسجدیں ویران ہیں۔ مسلمانوں کا محلّہ ہونے کے باوجود کتنی مساجد ایسی ہیں جن میں اذان و جماعت کا اہتمام نہیں کسی مسجد میں تنہا ایک شخص اذان کہتا ہے اور نماز پڑھ لیتا ہے۔ کسی میں دو تین نمازی ہو جاتے ہیں۔ ضلع کے ضلع ایسے ملیں گے جن میں کوئی عالم نہیں، حافظ نہیں۔ بہت علاقے ایسے ہیں جن میں بسنے والے مسلمانوں کو دین کی بینادی چیزیں کلمہ وغیرہ بھی معلوم نہیں، صورت شکل، چال چلن، رسم و رواج کسی چیز سے بھی اسلام ظاہر نہیں ہوتا۔ رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے اور وہاں خبر تک نہیں ہوتی۔ پانچ وقت کی نماز ہی غائب ہے تو پھر تراویح کا کیا ذکر ہے۔ ہوٹل کھلے ہوئے ہیں اور خدا کے قانون روزہ کو علی الاعلان توڑا جا رہا ہے۔ ان سب حالات کے پیش نظر دین حاصل کرنے کی لگن کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس تبلیغ کا حاصل یہی ہے کہ دین

---

[1] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ. (مسند احمد ص ۳۵۹ ج ۲، طبع دار الفکر)

ترجمہ :- رسول خداؐ نے فرمایا اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو، کہا گیا اے اللہ کے رسولؐ کیسے تجدید کریں، آپؐ نے فرمایا کثرت سے کلمۂ طیبہ پڑھا کرو۔

سیکھنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔کلمہ پڑھنے اور پڑھانے سے یہ ہرگز تصور نہ کریں کہ مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔کلمہ پڑھ کراور پڑھا کراس کا مطلب اور مطالبہ سمجھایا جاتا ہے اور جن کو کلمہ یاد نہیں ان کا کلمہ صحیح کرایا جاتا ہے، جن کو نماز یاد نہیں ان کو نماز یاد کرائی جاتی ہے۔جن کو مطلب یاد نہیں ان کو مطلب سمجھایا جاتا ہے۔اس کی بدولت بے شمار آدمی کلمہ سیکھ گئے، نمازیں سیکھ گئے، نمازیں پڑھنے لگے، حج میں کام کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کا حج صحیح طریقہ پر ادا ہونے لگا۔لوگوں میں دین کا عام چرچا ہو گیا۔جگہ جگہ دینی مکتب و مدرسے قائم ہو گئے۔بڑی عمر کے لوگوں میں دین سیکھنے کے لئے سفر کرنے کا رواج ہو گیا۔بکثرت لوگ زکوٰۃ دینے لگے، حرام معاملات سے پرہیز کرنے لگے، خدا کے راستے میں جدوجہد کے لئے جو شخص نکلے اس کے واسطے ہر نیکی کا ثواب سات لاکھ والی حدیث حضرت علی، ابوالدرداء، ابو ہریرہ، ابوامامہ، ابن عمر جابر، عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔وَمَنْ اَرْسَلَ بِنَفْقَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِهٖ فَلَهٗ بِکُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْهِهٖ ذٰلِکَ فَلَهٗ بِکُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَة وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ[1] اس مضمون کی اور حدیثیں بھی ہیں۔ جمع الفوائد ص ۳ ج ۲[2] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ص ۲۸۲ ج ۵[3] میں ملاحظہ فرمائیں یہ روایات

[1] (جمع الفوئد ص ۲۶۹/ ج ۲/ کتاب الجهاد، حدیث ۷۱۰۲/ باب فضل الرباط والجهاد فی سبیل الله)

ترجمہ:- جو شخص اپنے گھر میں رہتے ہوئے اللہ کے راستہ میں خرچ بھیجے تو اس کے لئے ہر درہم کے بدلہ سات سو (۷۰۰) درہم ہیں اور جو شخص خود راہِ خدا میں جہاد میں نکلے اور اس کی رضا کے لئے خرچ کرے تو اس کے لئے ہر درہم کے بدلہ سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) درہم ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

[2] جمع الفوائد ص ۲۶۴/ ج ۲/ کتاب الجهاد، فضل الرباط والجهاد فی سبیل الله)

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ص ۵۱۹/ ج ۵/ باب فضل الغبار فی سبیل الله، مطبوعه دار الفكر بيروت.

اصالۃً غزوہ اور جہاد سے متعلق ہیں مگر جہاد کا مفہوم قتال سے عام ہے۔[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۲/۱ھ

کیا تبلیغ تعلیم سے افضل ہے؟

سوال: - یہاں ایک مسئلہ بہت عام ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ تبلیغی کام تعلیم دین سے (ناظرہ قرآن ہی کیوں نہ ہو) زیادہ اہم اور افضل (فرض) ہے۔ گذارش یہ ہے کہ تبلیغی کام تعلیم علم دین سے (ناظرہ قرآن ہی کیوں نہ ہو) کیا افضل ہے؟ بیان فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ خیال اصولِ تبلیغ کے بھی خلاف ہے۔ یعنی علم چھوڑ کر تبلیغ میں جانا غلط ہے۔ البتہ تعطیل اور فارغ اوقات میں جانا بہتر ہے۔ نیز کسی مدرس کو مجاہدہ کی مشق کیلئے یا کسی اور مصلحت کے تحت اگر کسی تبلیغ کیلئے بھیجا جائے اس طرح کہ اس کے متعلق تعلیم میں بھی حرج نہ ہو تو یہ دوسری بات ہے۔[۲] فقط تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۲/۲۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۲/۲۶ھ

---

[۱] فالجهاد اربع مراتب جهاد النفس ،وجهاد الشيطان ،وجهاد الكفار ،وجهاد المنافقين (الٰی قوله) وأما جهاد الكفار والمنافقين فاربع مراتب بالقلب، واللسان، والمال، والنفس (زادالمعاد ص ۹ / ج ۳/ فصلی فی هديه صلى الله عليه وسلم فی الجهاد، مراتب الجهاد، مطبوعه بيروت، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تبلیغی جماعت پر اعتراضات اوران کے جوابات" مؤلفه حضرت شيخ الحديث مولانا زكريا صاحب كاندهلوى نورالله مرقدهٗ.

[۲] ملاحظه هو آداب المبلغين ص ۷ (مطبوعه مرادباد)

تبلیغ کب سے فرض ہے؟

سوال:- تبلیغ کس زمانہ تک فرض تھی اور نبی کریم ﷺ کے وصال کے کتنے دنوں پر فرضیت جاتی رہی اور اب تبلیغ کا شرع شریف میں کیا درجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امر بالمعروف ونہی المنکر کا حکم قرآن شریف میں ہے[1] اور وہ منسوخ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس کے شروط وآداب اتحاف[2]، نہایۃ الامل وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۷/۸۹ھ

کیا تبلیغ فرض ہے

سوال:- تبلیغ دین اس زمانہ میں واجب ہے یا کچھ اور؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغ دین ہر زمانہ میں فرض ہے، اس زمانہ میں بھی فرض ہے لیکن فرض علی الکفایہ ہے۔ جہاں جتنی ضرورت ہو اسی قدر اس کی اہمیت ہوگی اور جس جس میں جیسی اہلیت ہو اس کے حق میں اسی قدر ذمہ داری ہوگی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صراحت قرآن کریم

---

[1] وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الایه سورة آل عمران آیت ۱۰۴ (**ترجمہ**) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں۔ (از بیان القرآن)

[2] اعلم ان الرکن فی الحسبة التی هی عبارة شاملة للامر بالمعروف والنهی عن المنکر اربعة الخ (الاتحاف ص ۱۴ ج ۷ انظر کتاب الامر بالمعروف، دار الفکر بیروت)

میں ہے[1] سب سے بڑا معروف ایمان ہے اور سب سے بڑا منکر کفر ہے، ہر مومن اپنی اپنی حیثیت کے موافق مکلّف ہے کہ خدائے پاک کے نازل فرمائے ہوئے دین کو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق پہونچاتا رہے[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تبلیغ مستحب ہے یا فرض

سوال:- ایک صاحب تبلیغی جماعت میں جانے کو فرض عین فرماتے ہیں؟ اور حضرت تھانویؒ تبلیغ عام کو مندوب فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ دین سیکھنا فرض عین ہے[3] اس کی ایک صورت مدارس میں پڑھنا ہے اور ایک صورت تبلیغ میں جانا ہے اور بھی صورتیں ہیں میوات کے لوگوں کو بتایا گیا تھا کہ دین سیکھنا فرض ہے۔ اس لئے یا مدارس قائم کرو۔ یا دوسری صورتیں اختیار کرو۔ اگر تم کوئی دوسری صورت اختیار نہ کرسکو تو متعین طور پر تبلیغ ہی میں نکلو اس لئے وہاں یہی کہہ کر لوگ نکلتے ہیں کہ

---

[1] وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر . آلاية سوره آل عمران آيت: ۱۰۴ .

[2] وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآية، سورة آل عمران آيت: ۱۰۴، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم(بلغوا عنى ولو آية)اى انقلوا الى الناس وافيدوهم ماامكنكم اوما استطعتم الخ، (مرقاة ص۲۱۷ ج ۱، مكتبه اصح المطابع بمبئى، اول كتاب العلم)

[3] طلب العلم فريضة على كل مسلم الحديث مشكوة شريف ص ۳۴/ كتاب العلم، الفصل الثانى، واعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر مايحتاج اليه فى دينه الخ شامى كراچى ص ۴۲/ ج ۱/ فى المقدمة.

دین سیکھنے کے لئے چلو۔ اتنی بات میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت تھانویؒ نے جس چیز کو مندوب فرمایا ہے اس تبلیغ کے یہ معنی نہیں۔ بلکہ وہاں تبلیغ سے مراد دوسروں کو دین سکھانے کے لئے نکلنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام عوام کا نہیں بلکہ خواص اہل علم کا کام ہے[1] پھر اس کو فرض عین کیسے کہا جا سکتا ہے لہٰذا دونوں کا محمل الگ الگ ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا تبلیغ ہر شخص کے ذمہ واجب ہے

سوال: -(۱) قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں موجودہ ''تبلیغی جماعت'' کی حیثیت کیا ہے؟

(۲) جو مسلمان ''تبلیغی جماعت'' میں داخل نہیں ہوتا اور نہ گشت و چلہ کشی کرتا ہے اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

(۳) جو اصطلاحی عالم کسی دینی مدرسہ یا حکومت سے منظور شدہ مدارس میں درس نظامی کی تعلیم و تعلم یا خطابت یا قرآن و حدیث خیر الانام کی نشر و اشاعت کرتا ہو یا عالم باعمل مجاز یا خلیفہ سلاسل ہر چہار میں منسلک ہو کر خانقاہ میں متوسلین و مسترشدین کی تعلیم و تربیت کرتا ہو اور موجودہ تبلیغی جماعت سے کوئی واسطہ نہ رکھتا ہو ایسے اشخاص و افراد کیا آنحضرت ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں یا دین اسلام کے مخالف شمار ہو سکتے ہیں؟

---

[1] تبلیغ کی دو قسمیں ہیں خاص و عام تبلیغ خاص انفرادی طور سے ہر شخص کے ذمہ ہے اور تبلیغ عام علماء کے ساتھ خاص ہے اسی طرح خطاب بغیر المنصوص علماء کا کام ہے اور خطاب بالنصوص کے ساتھ ہر مسلمان تبلیغ کا کام کر سکتا ہے، (انفاس عیسی ص ۲۸۴ ج ۱، مطبوعہ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند) جاہل کو امر بالمعروف جائز نہیں کیونکہ وہ اصلاح سے زیادہ فساد کرے گا (انفاس عیسی ص ۲۸۰ ج ۱)

(۴) تبلیغی جماعت میں شامل ہوکر امریکہ، انگلینڈ۔ ایشیا، یورپ وغیرہ ممالک کی سیر وسیاحت کے مقصد کو گشت میں پنہاں کر کے اور ''انفروا خفافاً وثقالاً'' الایۃ کے تحت نکلنا کیسا ہے۔ یہ گشت از روئے شرع واجب ہے یا سنت یا مستحب؟

(۵) جو شخص عربی زبان سے واقف نہ ہو اور کسی مستند درسگاہ یا درس نظامی کا فارغ التحصیل بھی نہ ہو ایسے شخص کا مذہبی مجامع ومجالس میں عالمانہ، فقیہانہ، قائدانہ، ومصلحانہ حیثیت سے قرآن وحدیث بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) ایسا شخص یا ایسے افراد جو عام طور پر تبلیغی جماعت میں داخل ہوجاتے ہیں اور پھر علماء اصطلاحی کی شان میں گستاخانہ، حاکمانہ، پیرایہ میں یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ مولویوں کے لئے ''سات چلے'' ہیں اور عوام کے لئے صرف تین چلے ہیں۔ عوام کے سامنے ایسا بیان کرنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ دین سیکھنے، پختہ کرنے، اشاعت کا ایک ذریعہ ہے۔ اصول کے ساتھ کیا جائے تو تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بے حد مفید ہے[۱]۔

(۲) اس کا جو فائدہ ہے اس کو حاصل نہیں ہوگا۔

(۳) نہ وہ مخالف سنت ہیں نہ مخالف اسلام ہیں[۲]۔

---

[۱] كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الاية سورة ال عمران آیت ۱۱۱.

ترجمہ:۔تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ (از بیان القرآن)

[۲] اس لئے کہ اشاعت دین کے مختلف طریقے ہیں ان میں سے مدارس وخانقاہ بھی ہیں، ملاحظہ ہو: آداب المبلغین ص ۶، ۷ مطبوعہ مرادآباد)

(۴) اگر نیت سیر وسیاحت کی ہے اور تبلیغ کو پردہ بنایا ہے تو یہ بنیادی غلطی ہے تبلیغ کے نمبروں میں سے ایک بہت اہم نمبر تصحیح نیت ہے[۱] اس سیر وسیاحت کے سفر پر اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً الایۃ[۲] پڑھ کر آمادہ کرنا غلط ہے۔ آیت کا محمل دوسرا ہے[۳]۔

(۵) اگر وہ صحیح مضامین بیان کرتا ہے حدود سے تجاوز نہیں کرتا تو مضائقہ نہیں، اہل علم حضرات ایسے شخص کی تقریر میں جو غلطی دیکھیں اصلاح فرمائیں اور اس مقرر کو لازم ہے شکریہ کے ساتھ اصلاح کو قبول فرمالے۔ لیکن ایسا کم ہوتا ہے کہ ایسا شخص پورے حدود کی رعایت کر سکے اس لئے عامۃً تبلیغی جماعت کو چھ نمبروں میں مقید کر دیا جاتا ہے اور جو شخص جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے مضمون میں اضافہ کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض آدمی عربی سے ناواقف ہونے کے باوجود کئی گھنٹہ تقریر کر لیتا ہے اور آیات واحادیث کے مطالب کو بھی پورے طور پر صحیح صحیح بیان کر دیتا ہے اور کبھی ہمارے درس نظامی کے بعض فارغ شدہ پرانے مقررین جن کا کام ہی شب وروز سفر کرنا اور تقریر کرنا ہے۔ اپنی تقریر میں موضوع روایات اور غلط حکایات بیان کر جاتے ہیں وقت ضرورت ان کی نشاندہی بھی کیجاتی ہے اور ان کے لئے سوالات بھی آتے رہتے ہیں کہ فلاں واعظ صاحب نے فلاں آیت یا فلاں روایت کا یہ مطلب بیان کیا اور فلاں بات کو حدیث کہہ کر بیان کیا ہے۔ اور فلاں مسئلہ اس طرح بیان کیا ہے، مگر اس کی وجہ سے تمام فارغ شدہ مقررین سے کلیۃً اعتماد ختم نہیں کیا جا سکتا ہے اور ہر ناواقف تبلیغی آدمی کی تقریر پر کلیۃً اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

(۶) گستاخانہ، حاکمانہ پیرایہ اختیار کرنا تبلیغ کے بنیادی اصول ''اکرام مسلم'' کے بھی

---

[۱] اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ ارادہ کرے کہ اسکے بارے میں جو اللہ نے حکم دیا ہے مجھے اس پر عمل کر کے محض اللہ کو راضی کرنا ہے اور اس عمل کے ذریعے کوئی دنیا کا نفع مقصود نہیں، ملاحظہ ہو: چھ باتیں ص ۸،

[۲] سورۃ توبہ آیت ۴۱ر: نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے، بیان القرآن۔

[۳] آیت کا محمل جہاد ہے (بیان القرآن ص ۱۱۳ ج ۴، سورۃ توبہ آیت ۴۱)

خلاف ہے جوایسا کرتے ہیں وہ تبلیغ کی روح کونقصان پہنچاتے ہیں[۱]

عوام کے لئے تین چلے اورمولوی کے لئے سات چلے، یہ تو گستاخی نہیں بلکہ بلندی مقام کے لئے ہے۔عوام کے لئے معمولی مسائل ضروریات دینی کا سیکھ لینا کافی ہے مگر مولوی کو دس سال درس نظامی میں صرف کرنیکی ضرورت ہوتی ہے عوام کے لئے بہشتی زیور کا پڑھنا کافی ہے اور مولوی کے لئے ہدایہ اور بخاری کا پڑھنا بھی ضروری ہے اور عمر بھر کتابوں میں لگا رہنا ضروری ہے، اس لئے کہ مولوی کی ذمہ داری بڑی ہے اس کے لئے مدت بھی زیادہ چاہیے، اس قسم کی چیزیں مشائخ کی خانقاہوں میں بھی سنی ہیں کہ مولوی کے لئے معمولی مجاہدہ کافی نہیں بہ نسبت عوام کے اس کو بہت زیادہ مجاہدہ کرنا ہوتا ہے اس فقرہ کو بلاوجہ ہمیشہ گستاخی پر حمل کرنا بھی نہیں چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۸/۹۰ھ

امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا تبلیغ کرنا

سوال:- یہاں کی جامع مسجد کا امام نیم ملا ہے۔اگر کوئی شخص اس کے بغیر تبلیغ کریگا تو امام صاحب کو ناگوار گذرتا ہے۔حالانکہ خود تبلیغ کرنے کا طریقہ نہیں رکھتا ہے۔کیا یہ طریقہ جو امام صاحب نے اختیار کررکھا ہے قرآن وحدیث کی رو سے جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس میں تبلیغ کی اہلیت ہوامام صاحب کوچاہیے کہ خودہی اس کوتبلیغ کے لئے

---

[۱] وینبغی ان یکون التعریف اولاً باللطف والرفق لیکون ابلغ فی الموعظة والنصیحة ثم التعنیف بالقول لابالسب والفحش (عالمگیری ص ۳۵۲ ج۵، الباب السابع عشرفی الغناء واللھو وسائرالمعاصی والامر بالمعروف. کتاب الکراھیة،طبع کوئٹه.

فرمادیں،[۱] وقت ضرورت ہرگز اس کو منع نہ کریں۔ان کا منع کرنا غلط ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مدارس اور تبلیغی کام

سوال:- گزارش خدمت اقدس میں یہ ہے کہ ایک استفتاء بسلسلہ موجودہ تبلیغی جماعت آیا ہے، دو کا جواب اپنی سمجھ کے مطابق لکھ دیا ہے تیسرے کے جواب میں تردد ہے۔ حضرت والا تینوں کی بابت اپنی تحقیق تحریر فرمائیں، کیونکہ وقتی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے ہم لوگوں سے لوگ مشورہ بھی کرتے ہیں،اس کی شرعی حد اگر معلوم ہو جائے تو اس کی رعایت کرتے ہوئے مشورہ دیں گے۔

(۱) بعض فارغ شدہ مولوی موجودہ صورت تبلیغ میں شریک ہونا فرض کہتے ہیں ان کا کہنا درست ہے یا نہیں۔اس کی کوئی فقہی اصل تحریر فرمائیں۔

(۲) خانقاہ اور مدارس سے موجودہ صورت تبلیغ افضل ومندوب ہے یا نہیں اس کو بھی مدلل تحریر فرمائیں۔

(۳) اہل علم حضرات کا تبلیغ میں لگنا وقتی اعتبار سے زیادہ بہتر ہے یا تعلیم میں لگنا، دینی رجحانات پامال ہو چکے ہیں۔ مدارس جو چل رہے تھے وہ ٹوٹ رہے ہیں، خانقاہیں ویران ہو رہی ہیں، دینی رجحانات اگر عام ہو جائیں تو سب زندہ ہو جائیں گے۔اس اعتبار سے وقتی طور پر اہل حضرات کا تبلیغ میں لگ کر دینی رجحان پیدا کرنا ہزاروں مدارس اور خانقاہوں کو آباد کرنا زیادہ بہتر ہے یا تعلیم میں لگنا۔

---

[۱] الامر بالمعروف يحتاج الى خمسة أشياء الاول العلم لان الجاهل لايحسن الأمر بالمعروف الخ، عالمگیری ص ۳۵۳/ ج ۵/ كتاب الكراهيه، الباب السابع عشر فى الغناء الخ، مطبوعه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

عقائد حقہ، اخلاق فاضلہ، اعمالِ صالحہ کی تحصیل فرض ہے[۱] اور حسب حیثیت ان کی تبلیغ واشاعت بھی لازم ہے[۲]۔ مگر تحصیل وتبلیغ کی کوئی معین ومشخص صورت علی الاطلاق لازم نہیں کہ سب کو اس کا مکلّف قرار دیا جائے مدارس، خانقاہوں، انجمنوں، کتابوں، رسالوں، اخباروں، مواعظ، مذاکرات، تقاریر، مجالس، تعلیمات، توجہات اور ان کے علاوہ بھی جو جو صورتیں معین و مفید ہوں ان کو اختیار کیا جاسکتا ہے جب تک ان میں کوئی قبح ومفسدہ نہ ہو، مختلف استعداد رکھنے والوں کے لئے کوئی خاص صورت اسہل[۳] وانفع ہو اس کا انکار بھی مکابرہ ہے اور اس خاص صورت کو سب کے لئے لازم کردینا بھی تضییق وتحجیر ہے، اگر کسی فرد یا جماعت کے لئے اسباب خاصہ کی بناء پر دیگر طرق مسدود یا متعذر ہوں، اور کوئی ایک طریقہ ہی متعین ہو تو ظاہر ہے کہ اس واجب کی ادائیگی کے لئے اس طریق کو مشخص تصور کیا جائے گا واجب مخیّر کی ادائیگی اگر ایک ہی صورت میں منحصر ہوجائے تو ظاہر ہے کہ اسی صورت کو لازم کہا جائے گا اور تخییر میں تحجیر ہوگی۔

---

[۱] الفرض العین هوالعلم بالعقائد الصحیحة (الی قوله) واماالعلم اللدنی الذی یسمون اهلها بالصوفیة الکرام فهو فرض عین ،ولاشک ان هذه الامور محرمات وفرائض علی کل بشر (تفسیر مظهری ص ۳۲۳/تا۳۲۴/ج۴/) مکتبه ندوة المصنفین دهلی، تحت قوله تعالیٰ ولینذر قومهم اذاجعلوا، سورۂ توبه آیت ۱۲۱/ شامی کراچی ص ۴۲/۱، مقدمه)

[۲] قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بلغوا عنی) ای انقلوا الی الناس وافیدوهم ما امکنکم او ما استطعتم الخ (مرقاة ص۲۱۷/ج۱، مطبوعه بمبئی، اول کتاب العلم، بخاری شریف ص ۴۰۱/۱، کتاب الانبیاء، باب ماذکر بنواسرائیل، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[۳] وفرض علی الکفایة کتحصین الحصون واقامة الحدود والفصل بین الخصوم ونحوه اذ لایصلح ان یتعلمه جمیع الناس فتضیع احوالهم واحوال سرایاهم وتنقص او تبطل معایشهم فتعین بین الحالین ان یقوم به البعض من غیرتعیین وذلک بحسب مایسره الله لعباده وقسمه بینهم من رحمته وحکمته الخ (قرطبی ص ۲۱۱/۴، سورۂ توبه آیت ۱۲۱، دارالفکر بیروت)

مثلاً کفارہ یمین میں اشیاء ثلٰثہ، تحریر رقبہ، اطعام عشرۃ مساکین اوکسوتہم میں تخییر ہے، لیکن اگر کسی پر ان میں سے دو کا راستہ مسدود ہو تو ایک کی تعیین خود بخود لازم ہو جائے گی، اور جیسے اضحیہ میں اشیاء ثلٰثہ، شاۃ، بقر، ابل میں تخییر ہے مگر دو کے مفقود ہونے سے ایک کی تعیین خود بخود ہو جائے گی۔ التقریر والتحبیر[1]، میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

تبلیغی جماعت کا اصل مقصد دین کی طلب کا عام کرنا ہے جس سے مدارس کو طلبہ بھی کثرت سے ملتے رہیں اور خانقاہوں کو ذاکرین بھی کثرت سے ملیں[2] اور مسلمان کے دل میں دین کی اہمیت پیدا ہو۔ اہل مدارس اور اہل خانقاہ حضرات کو حسب موقعہ تبلیغی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ان میں کوتاہی اور خلاف اصول چیزیں دیکھیں تو خیر خواہی اور ہمدردی سے ان کو نصیحت کریں، اصلاح فرمائیں، اور جماعتوں کے ذمہ ضروری ہے کہ خانقاہوں اور مدارس کا پورا احترام کریں اور اپنی اصلاح کے لئے ان حضرات سے مشورہ لیں اور ان کی ہدایات کو دل و جان سے قبول کریں، ان کو ہرگز ہرگز یہ دعوت نہ دیں کہ یہ حضرات اپنے دینی مشاغل کو ترک کر دیں[3] مدارس اور خانقاہوں کو بند کر کے تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوں، دینی مدارس کا قیام از حد ضروری ہے ورنہ صحیح علماء پیدا ہونے بند ہو جائیں گے، اور دین جاہلوں کے ہاتھ میں جا کر کھلونا بن جائے گا خانقاہوں کا قیام بھی ضروری ہے اس لئے کہ محض کتابیں پڑھنے سے عامۃً تزکیۂ باطن نہیں ہوتا اور بغیر اخلاق رذیلہ کی اصلاح کے اخلاص پیدا نہیں ہوتا جو کہ روح ہے جمیع اعمال صالحہ کی تمام اعمال بغیر اخلاص کے ایسے ہیں جیسے بے جان

---

[1] (مسئلة الامر بواحد) ای ایجاب واحد منهم (من امور معلومة صحیح)عند جمهور الفقهاء والاشاعرة واختاره الامدی فکفارته اطعام عشرة مساکین فی قوة الامر بالاطعام فیفید ایجابه وقد عطف الکسوة التحریر علیه الخ (التقریر والتحبیر ص ۱۳۴/ ۲، مطبوعه کبری مصر)

[2] ملاحظہ ہو: خطبات حکیم الاسلام ص ۴۳۰/ ج ۴/ جماعتی تبلیغ، تعلیم وتبلیغ کا باہمی تقابل نہیں ہے، مطبوعه فصل دیوبند،

[3] ملاحظه ہو ملفوظات حضرت مولانا الیاسؒ ص ۳۵/

ڈھانچہ ہوتا ہے۔ اخلاص اکابر اہل اللہ کی صحبت اور ان کی ہدایات پر عمل کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

ابن عمرؓ سے مرفوع روایت ہے ''لکل شیء معدن ومعدن التقویٰ قلوب العارفین'' اھ جمع الفوائد[۱] امید ہے کہ تحریر مذکور سے ہر سہ سوال کا جواب نکل آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳۰/۳/۸۸ھ

علماء پر تبلیغ نہ کرنے کا اعتراض

سوال:- مسلمان نہ صرف علومِ دینی سے بے بہرہ ہیں، بلکہ ان کے دنیوی اور دینی لیڈر بھی مسلمانوں کا علوم دین سے مستفید ہونا پسند نہیں کرتے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے دینی لیڈر تو علماءِ کرام ہیں اور دنیوی غیر متقی مسلمان ہیں۔ تو کیا یہ دونوں رہبران دینی علوم حاصل کرنا پسند نہیں کرتے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علماء نے تو مدارس قائم کئے، کتابیں جمع کیں، اساتذہ کو مقرر کیا، طلبہ کو اکٹھا کر کے تعلیم کا انتظام کیا، جگہ جگہ وعظ کہتے ہیں، جلسے کرتے ہیں، تبلیغ کرتے ہیں، کتابیں تصنیف کرتے ہیں، پھر اس کا مشاہدہ کر لیا جائے، پھر ان کے متعلق یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ یہ مسلمانوں کا دینی علوم سے مستفیض ہونا پسند نہیں کرتے۔ اس بات کا غلط ہونا تو آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۵/۱۱/۸۹ھ

---

[۱] جمع الفوائد ص ۲۸۱/ ج ۲/ قبیل کتاب التوبة، مطبوعه رشیدیه، مجمع الزوائد ص ۴۷۴/ ج ۱۰/ مطبعوعه دار الفکر، باب معادن التقوی قلوب العارفین، کتاب الزهد، رقم الحدیث ص ۱۷۹۴۴/

ترجمہ:- ہر چیز کی کان ہوتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین کے قلوب ہیں۔

کیا نصرت مدینہ طیبہ سے ہوئی وہیں سے دین پھیلا مکہ سے نہیں

سوال:- ہمارے گاؤں میں بروز جمعرات تبلیغی جماعت آئی اور بعد نماز مغرب ان میں سے ایک صاحب نے تقریر کی جس میں گاؤں کے بہت سے لوگ شریک تھے ان میں میں بھی موجود تھا، لائق مقرر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مکہ معظّمہ میں نصرت نہیں ہوئی۔ جب نصرت اور ہجرت جمع ہوئی تب دین پھیلا، دین دراصل مدینہ منورہ ہی سے پھیلا ہے لائق مقرر کی اس بات کو سنکر مجھ کو بہت رنج ہوا کیونکہ میرے ذہن میں حضرات مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کچھ واقعات ہیں، مثلاً جناب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کمزور مسلمانوں کو اپنے روپے سے آزاد کرانا یا خانہ کعبہ میں حضور اقدس ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر بیٹھنے والے کو ہٹاتے ہوئے بری طرح مار کھانا اور بوقت ہجرت سردار دو جہاں کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چلنا اور پشت مبارک پر جناب نبی کریم ﷺ کو بٹھلا کر پنجوں سے چلنا وغیرہ، جناب سیدنا حضرت حمزہؓ و جناب سیدنا حضرت عمرؓ کا مسلمانوں کو لے کر خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا اور دوسرے حضرات سے بھی اس قسم کے افعال سرزد ہوئے ہوں گے، میں تو ان واقعات کو نصرت ہی سمجھتا ہوں۔ درخواست یہ ہے کہ میری رہبری فرمائی جائے کہ کیا میں غلط سمجھتا ہوں ایسے بھی واقعات میرے ذہن میں ہیں کہ مکہ معظّمہ میں ان لوگوں نے بھی مسلمانوں کی اور جناب رسول خدا ﷺ کی امداد کی ہے جو اس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے مثلاً طائف سے لوٹتے وقت مطعم ابن عدی نے کی، یا ترک تعلقات کے وقت وہ پانچ اشخاص۔ یہ ضرور ہے کہ وہ امداد حمایت اسلام نہ سہی رشتہ داری یا اور کسی بناء پر مبنی ہوگی حالانکہ مدینہ منورہ میں تو شاید ہی کوئی ایسی مثال ہو کہ دل میں اسلام کا داعیہ نہ ہو اور امداد کی ہو،

رہا دین کا پھیلنا۔ لائق مقرر نے فرمایا دین مکہ سے نہیں پھیلا بلکہ مدینہ سے پھیلا تو میں یہ سمجھتا ہوں واقعی دینی امداد اور گنتی کے لحاظ سے مدینہ منورہ سے پھیلا اور جناب انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بہت امداد کی اور تن من دھن سے ساتھ دیا۔ لیکن ہم کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ جناب مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رشتہ دار لڑائیوں میں سامنے ہوتے تھے اور وہ حضرات ان سے لڑتے تھے جیسا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کا سر کاٹ دیا تھا اور دوسرے حضرات نے بھی بہت کچھ کیا ہوگا اس سے میرا مطلب جناب مہاجرین حضرات کی فضیلت ہے اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی جگہ بہت بڑے ہیں اور ان کے کارنامے رہتی دنیا تک بے مثال ہیں دین کی اشاعت بھی مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے بھی جناب سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی کوشش سے ایک جماعت مشرف باسلام ہوئی اور دوسرے حضرات نے بھی کوشش کی ہوگی یہ ضرور ہے کہ مکہ معظّمہ میں مخالفوں کا بہت زور تھا اور وہ ان کے عزیز ورشتہ دار تھے حالانکہ مدینہ منورہ میں شاید کوئی ایسی مثال نہ ہو کہ کوئی مشرف باسلام ہوا ہو اور عزیز رشتہ داروں نے اس پر سختی کی ہو ہاں باہر کے دشمنوں کا بہت زور تھا اندر منافقوں وغیرہ سے ہر وقت بے اطمینانی تھی، مجھے اس بات کا بہت رنج ہے کہ عام مجمع میں کھڑے ہوکر یہ کہنا کہ مکہ معظّمہ میں نصرت نہیں ہوئی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نصرت نہیں کی اور دین بھی مکہ معظّمہ سے نہیں پھیلا۔ لہٰذا درخواست یہ ہے کہ میری وجہ سے تکلیف کو گوارا فرما کر میری رہبری فرمائی جائے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ ذرا وسعت حوصلہ سے کام لیں اور ان مقرر صاحب کے کلام کا وہ محمل تجویز کرلیں جو آپ کے نظریہ کا بھی خلاف نہ ہو تو آپ کا رنج سب ختم ہوجائے۔ مقامی حضرات جو کچھ جدوجہد اور دینی خدمت کرتے ہیں وہ ایسا ہے جیسا کہ ان کا اپنا اصلی کام۔

فرض منصبی ، ڈیوٹی ، ان کی محنت بہت وزنی اور قیمتی ہوگی اگر ایسے لوگ باہر جائیں اور وہاں کے آدمی انکا استقبال کریں ، اور ان کے کام میں نصرت کریں تو وہ تھوڑی نصرت بھی کام کو بہت جلد آگے بڑھائے گی مہاجرینؓ نے دین کی خاطر وہ مشقتیں برداشت کی ہیں جو دوسروں کے بس کی نہیں ان کو درجات بھی وہ ملے جہاں تک دوسرے نہیں پہونچ سکتے ان حضرات کے مدینہ منورہ پہنچنے پر وہاں کے حضرات نے جو ان کا ساتھ دیا اس کا نام نصرت ہے اس اصطلاح کے اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہے کہ نصرت مدینہ پاک سے ہوئی[1] یعنی ان حضرات کی خدمت دین واعانت کا نام نصرت ہے اور دین کی جس قدر اشاعت بصورت وفود وبصورت غزوات وسرایا مدینہ طیبہ سے ہوئی ہے وہ مکہ مکرمہ سے نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ اسی نصرت کی بدولت مکہ مکرمہ فتح ہوگیا ان نصرتوں میں بھی مہاجرین کی ہدایات کے ماتحت اور بکثرت ان کی سرکردگی وامارت میں خدمات انجام دی گئی ہیں یعنی مدینہ پاک میں جو دین کی خدمات ہوئی ہیں۔ وہ تنہا انصارؓ کی نہیں ہیں ان میں بھی مہاجرینؓ پیش پیش تھے ہاں مہاجرین کو قوت اور کام میں سہولت زیادہ تر انصارؓ کی نصرت واعانت سے حاصل ہوئی ، مکہ مکرمہ میں ۱۳؍ سال کی مدت میں چند حضرات ایمان لائے ۔ اگرچہ وہ اس قدر بلند مرتبہ ہیں کہ دوسرے لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ۔ لیکن مدینہ منورہ پہونچ کر دس سال کی مدت میں سارا جزیرہ عرب اسلام سے مالا ل ہوگیا اور مکہ شریف کے وہ ازلی دشمن جو سد راہ بنے ہوئے

---

[1] وهو جمع ناصر او نصير والمراد انصار رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاوس والخزرج الىٰ ماقال فسماهم النبى صلى الله عليه وسلم الانصار فصار علماً لهم ونزل القرآن بمدحهم وانما فازوا بهٰذه المنقبة لاجل ابوائهم النبى صلى الله عليه وسلم ونصرته حيث تبووا الدار والايمان وجعلو مستقراً ومتوطناً لهم لتمكنهم منه واستقامتهم عليه كما جعلوا المدينة الخ، مرقات ص ۶۲۵ / ج۵ / باب جامع المناقب، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى،

تھے وہ مختلف غزوات میں مغلوب وختم ہوگئے اور جن کے لئے ہدایت مقدر تھی انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور جزیرۂ عرب ہمیشہ کے لئے کفر سے محفوظ ہوگیا اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے باوجود مہاجرین، مہاجرین ہیں، رضی اللہ عنہم، اور انصار انصار ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ علاوہ اس اصطلاحی مفہوم نصرت کے دوسری بات یہ ہے کہ مقرر صاحب کے کلام کا مطلب یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اکابر صحابہ ومہاجرینؓ نے دین کی خدمت اور نصرت نہیں کی، معاذ اللہ، ان کی خدمت ونصرت کا تو قرآن پاک میں اعتراف ہے[1] احادیث میں صراحۃً ذکر ہے تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی ادنیٰ مسلم بھی ان کی خدمت و نصرت کا انکار کرے بلکہ کوئی غیر مسلم تاریخ داں بھی انکار نہیں کرسکتا۔ پھر آپ ایسا مطلب کیوں مراد لیتے ہیں کم از کم اتنا تو دیکھیں، مقرر جب ان کی ہجرت کا معترف ہے تو یہ ہجرت خود اتنی بڑی خدمت ونصرت ہے کہ جس کی تعریف قرآن کریم میں بار بار آئی ہے[2] اور مقرر بھی یہی کہتا ہے کہ جب نصرت اور ہجرت جمع ہوئی تب دین پھیلا لامحالہ اس کی یہ مراد نہیں جو آپ کے لئے رنج دہ ہے آپ یہ مطلب مراد لیجئے کہ مکہ مکرمہ کے عام باشندوں نے نصرت نہیں کی بلکہ دین کی راہ میں ہر طرح کی رکاوٹیں ڈالیں، چند مخصوص مقبول صحابہ کرامؓ خدمت کرنے والے تھے اور دشمن ان کو ہر طرح ستاتے اور اذیت دیتے تھے مدینہ پاک کا یہ ماحول نہیں تھا وہاں پہنچ کر یہ روکاٹیں نہیں رہیں اور آزادی کیساتھ دین پھیلا۔

اس کا حاصل یہ نکلا کہ مکہ مکرمہ میں نصرت نہ کرنے والوں کے مصداق مشرکین اوراعداء دین ہیں نہ کہ مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ نصرت حقیقی اللہ پاک کی طرف

---

[1] والذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا فى سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عندالله وأولئک هم الفائزون، سورۂ توبه آیت ۲۰، ۲۱/.

[2] والسابقون الاولون من المهاجرون والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه، سورۂ توبه آیت ۱۰۰/

سے ہوتی ہے اوراس عالم اسباب میں اشاعت دین کے لئے یہ تدبیر تجربہ سے بہت مفید ومؤثر ثابت ہوئی ہے کہ لوگ اپنے مقام سے دین کی خاطر سفر کریں جیسے مہاجرینؓ نے سفر کیا اور مدینہ طیبہ گئے اور جہاں جائیں وہاں کے لوگ ان کے ساتھ اس کام میں پورا تعاون کریں جیسے کہ انصارؓ نے کیا تھا اس سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنا دین بھی پختہ ہوگا اور اشاعت بھی زیادہ ہوگی مگر اصول کی پابندی بہرحال ضروری ہے اصول چھوڑنے میں منفعت کم اور مفسدہ زیادہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند

تبلیغی جماعت کی حقیقت

سوال:- تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اور تبلیغ کن لوگوں کو کرنی چاہئے اور کن لوگوں کو تبلیغ کرنے کا حق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دہلی نظام الدین میں مدت دراز تک حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ کا قیام رہا جو کہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور ان کے پاس تربیت پائی تھی[۱] پھر ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور ان سے بھی سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت پائی[۲] دہلی کے قریب علاقہ میوات ہے وہاں مسلمانوں کا یہ عالم تھا کہ لاکھوں مسلمانوں کی تعداد تھی مگر ان کے سروں پر چوٹے تھے نام ہندوانہ، رسوم مشرکانہ، نماز سے ناواقف، کلمہ سے بھی ناآشنا تھے

---

۱ مولانا الیاس اوران کی دینی دعوت ص۴۶ مطبوعہ ادارۂ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی۔

۲ مولانا الیاس اوران کی دینی دعوت ص۴۹، ۵۰ مطبوعہ ادارۂ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی۔

ان[۱] میں ابتداءً مولانا الیاسؒ نے تبلیغ شروع کی اور لوگوں میں شوق پیدا کیا کہ دین سیکھنے کے لئے چلو چنانچہ جھولے میں چنے لیکر ایک چلہ کیلئے ایک ایک جماعت دس دس بارہ بارہ آدمیوں کی نکلی جن میں ایک شخص ایسا ساتھ کر دیا جو وضو نماز ایک دو پارہ قرآن شریف پڑھا ہوا ہے اور وہ اس جماعت کو تعلیم دیتا اور وضو نماز سکھاتا اور جگہ جگہ جا کر وہاں کے لوگوں کی خوشامد کر کے اپنے ساتھ کام میں شامل کرنے کی دعوت دیکر جماعت کو بڑھاتا چالیس روز تک خراب اخلاق واعمال سے یہ لوگ بچے رہے کہ شراب نہیں پی زنا نہیں کیا چوری نہیں کی لڑائی نہیں کی گالی نہیں دی وغیرہ وغیرہ اور استعداد کے موافق کسی نے پوری نماز سیکھ لی کسی نے کچھ سورتیں یاد کر لیں جب یہ جماعت واپس آئی تو اپنی بستی سے دوسری جماعت کو تیار کیا غرض دین سیکھنے کے واسطے نکلنے کا شوق عام ہو گیا اس سے بہت بڑا فائدہ مسلمانوں کو ہوا اور ہو رہا ہے۔ اس کا نام تبلیغی کام ہے اور اس کے کرنے والوں کا نام تبلیغی جماعت ہو گیا[۲] چھ ۶ / اصول یا چھ ۶ / نمبر اس لئے مقرر کر دیئے گئے جن کے سمجھنے یاد کرنے سے پورے دین کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ تقریر بھی انہیں چھ باتوں کی ہوتی ہے جو اہل علم ہوں وہ تفصیل سے تبلیغ و تقریر کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبلیغی جماعت کا کام اور فائدہ

سوال:- ہمارے شہر مظفر نگر میں تبلیغی جماعت کا کام بڑے زوروں پر ہے اس جماعت میں جو حضرات کام کرتے ہیں وہ ہم کو مندرجہ ذیل کام کرنے کی صلاح دیتے ہیں۔

(۱) یہ کہ اپنی زندگی میں چار مہینے اللہ کے راستہ میں لگاؤ۔

---

۱ مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۶۹ / مطبوعہ ادارۂ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی۔

۲ مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۹۴ / مطبوعہ ادارۂ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی،

(۲)ایک سال میں چالیس روز اللہ کے راستہ میں لگاؤ۔

(۳)مہینہ میں تین دن اللہ کے راستہ میں لگاؤ۔

(۴)ایک وقت مقرر کر کے گھر میں تبلیغی نصاب کی تعلیم ہونی ضروری ہے۔

(۵)ایک وقت مقرر کر کے مسجد میں تبلیغی نصاب کی تعلیم ہونی ضروری ہے۔

(۶) ایک ہفتہ میں ایک روز اپنی قریبی مسجد میں جو اجتماع ہوتا ہے اس میں بھی ضرور شریک ہوں اور ایک ہفتہ میں مرکز والی مسجد میں اجتماع ہوتا ہے اس میں بھی ضرور شریک ہوں۔

(۷) صبح کے وقت نماز فجر پڑھنے کے فوراً بعد اپنے محلّہ میں گشت کرو جس میں لوگوں کو اس بات کی دعوت دو کہ ہر ایک آدمی ان تمام مندرجہ بالا باتوں میں کام کرنے والا بن جائے جس وقت یہ جماعت مسجد سے روانہ ہوتی ہے تو اس وقت یہ جماعت عاجزانہ دعا مانگ کر روانہ ہوتی ہے یہ تمام پروگرام جو کسی کی ملازمت کرتا ہے وہ بھی کرے اور جو خود اپنا کام کرتا ہے وہ بھی کرے یہ ہدایت کرتے ہیں جس جگہ ملازمت کرتے ہیں چاہے وہ منع بھی کرے جب بھی جانا چاہئے ان تمام باتوں سے ہم لوگوں کو آپ احادیث کی روشنی میں بتلانے کی تکلیف گوارہ کریں تا کہ ہم ٹھیک طرح سے کریں۔

الجواب حامداً ومصلياً

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ**[۱] تمام دنیا کو ہمارے لئے پیدا کیا اور ہم کو آخرت کیلئے پیدا کیا۔ **اِنَّمَا الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ**[۲] اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہماری زندگی کا ہر سانس اللہ کی عبادت

---

[۱] سورہ والذاریات آیت ۵۶/

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں، (از بیان القرآن)

[۲] تنبیہ الغافلین ص ۱۳۵ /باب رفض الدنیا، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت.

میں لگا رہے اور کل کائنات کو اللہ کی عبادت کے لئے استعمال کیا جائے جس چیز کے استعمال سے منع کر دیا گیا ہے اس سے پورا پرہیز کیا جائے[۱] مگر افسوس کہ ہماری موجودہ زندگی اس کے بالکل برعکس ہے ہمارے سامنے دنیا ہی دنیا رہ گئی ساری زندگی دنیا کمانے میں اور دنیا کی چیزوں کے حاصل کرنے میں صرف ہو رہی ہے آخرت کی طرف سے پوری غفلت ہے زندگی کے اس رخ کو بدلنے کیلئے تبلیغی جماعت نے یہ نظام تجویز کیا ہے کہ جس قدر محنت اس فانی دنیا پر ہو رہی ہے آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹ کر محنت آخرت پر ہونے لگے اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا مبارک دین زندہ ہو کر مسلمانوں کی پوری زندگی میں سرایت کر جائے تجربہ یہ ہے کہ تحریر کردہ نظام پر عمل کرنے سے زندگی کا رخ بڑی حد تک بدل جاتا ہے۔ مگر چھ اصولوں کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ ورنہ حدود پر قائم رہنا دشوار ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۲۵/۵/۱۴۰۱ھ

دین کا سیکھنا سب پر فرض ہے

سوال:- (۱) کیا پرفتن پرآشوب زمانے میں عورتوں کو تبلیغ کے لئے محلّہ محلّہ شہر شہر و قصبات وغیرہ میں جانا درست ہے؟

(۲) کیا محلّہ یا غیر محلّہ میں پنج وقتہ نماز باجماعت ترجمۂ قرآن پاک سننے کے لئے عورتیں شریک ہو سکتی ہیں؟

(۳) کیا عورتوں کو علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ براہِ مہربانی یہ بھی بتلائیں کہ وہ کونسے

---

[۱] وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. سورۃ الحشر آیت ۷/.

ترجمہ:- اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روکیں تم رک جایا کرو۔ (از بیان القرآن)

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat

علوم ہیں جن کا سیکھنا ضروری ہے؟ کیا اس کا ذریعہ مروجہ تبلیغ ہے؟ اور کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے؟ اور اس کے لئے وہ باہر نکل سکتی ہیں یا نہیں؟ علماء سے معلوم ہوا کہ بغیر محرم کے حج تک کی بھی عورتوں کے لئے اجازت نہیں ہے۔

(۴) مبلغین عورتوں میں کہتے ہیں کہ اگر تبلیغ کے لئے تمہارے مرد منع کریں تو ان کا کہنا مت مانو کیونکہ اللہ کے مقابلہ میں والدین وخاوند سب غیر ہیں کیا اس قسم کے الفاظ کہنا درست ہے۔

(۵) اکثر مبلغین تبلیغ کی فضیلت اور اجر وثواب میں وہ آیات واحادیث پڑھ کر سناتے ہیں جو جہاد اکبر کے لئے آئی ہیں کیا ان مروجہ تبلیغ میں ان احادیث وآیات کا پڑھنا درست ہے؟ مثلاً اِنْفِرُوْا خِفَافاً وَّثِقَالاً الایة. اور مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے سات لاکھ نیکیوں کا ثواب آیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ضروریات دین کا علم حاصل کرنا مرد وعورت سب پر فرض ہے۔[1]

جو والدین اولاد کو علم دین نہیں سکھائیں وہ بڑی حق تلفی اور ظلم کرتے ہیں جس کا بھگتان دنیا میں بھی کرنا ہوتا ہے اور آخرت میں بھی کرنا ہوتا ہے اس تعلیم نہ ہونے کے مفاسد عالمگیر ہیں۔ اگر والدین اپنے اپنے گھروں میں ضروری دینی تعلیم کا انتظام کرلیں تو معاملہ بہت آسان

---

[1] طلب العلم ای الشرعی فریضةای مفروض فرض عین علی کل مسلم ای ومسلمة الخ (مرقاة شرح مشکوٰة ص۲۳۳ ج۱، کتاب العلم، الفصل الثانی تحت حدیث طلب العلم فریضة الخ، مطبوعه بمبئی) وتعلم مالابدمنه من الفقه فرض عین قال فی الخزانة وجمیع الفقه لابدمنه الخ (شامی زکریا ص۵۸۴ ج۹، مطبوعه کراچی ص۴۰۷، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع)

ہو جائے اگر ایسا نہیں کر سکتے تو کم از کم ہر محلّہ میں دینی تعلیم کے لئے مدارس ومکاتب کا قیام عمل میں لایا جائے۔

اگر یہ بھی نہیں تو جہاں مدارس قائم ہیں وہاں بچوں کو بھیجا جائے۔لیکن اس میں بھی عمل دشوار سمجھا جاتا ہے اور بے علمی کے سبب بے عملی عام ہے۔اعتقادات اخلاق اعمال، اقوال معاشرت میں عمومی خرابی کے دروازے کھل رہے ہیں اور مسلمان ذلت ورسوائی میں گرفتار ہیں اس عمومی بگاڑ کی اصلاح کے لئے دینی تعلیم کو عام کرنے اور دینی فضا بنانے کے لئے تبلیغی جماعت کا کام اس وقت مناسب اور مفید ہے۔لیکن یہ بھی اسی وقت مفید ہے جب کہ اس میں احکام شرعیہ کی پابندی کی جائے اگر حدود شرع سے تجاوز ہوگا تو یہ کام بھی فتنوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔اس لئے اب مقررین کو انتہائی احتیاط اور حدود کے ماتحت تقریر کرنا لازم ہے۔کوئی بات خلاف سنت زبان سے نہ نکلے کوئی عمل احکام فقہ کے خلاف نہ ہو ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے۔عورتوں کے لئے پردہ کی سخت تاکید ہے بلاضرورت اپنے مکان سے نہ نکلیں نامحرموں کے سامنے نہ ہوں یہ بات نہ ہو کہ سینما جانے سے تو ان کو روکا جائے اور تبلیغی اجتماع میں بے پردہ زیب وزینت کے ساتھ خوشبو لگا کر اجازت دی جائے بلکہ دونوں جگہ بے پردہ جانے سے روکنا ضروری ہے سنیما بہرحال معصیت گاہ ہے جس کو سب ہی ناجائز جانتے ہیں۔وہاں کسی طرح بھی جانا کسی کیلئے بھی درست نہیں تبلیغی اجتماع میں اگر ان کے بے پردہ جانے سے فتنہ پیدا ہو جائے تو اور زیادہ معصیت کا سامنا ہوگا۔وہاں پردہ کے ساتھ اپنے محرم کے ساتھ جانے سے ان کی اصلاح محلّہ والوں کے لئے مفید اور درست ہے۔بغیر محرم کے سفر کرنا درست نہیں [1] اگر شوہر ایسا حکم دے جس سے خدا کا حکم ٹوٹتا ہو تو پھر اس کی اطاعت

[1] وفيه اشارة الى ان الحرة لاتسافر ثلاثة ايام بلامحرم الخ، شامی زکریا ص ۵۵۹ ج ۹، مطبوعه کراچی ص ۳۹۰ ج ۶، كتاب الحظروالاباحة، فصل فى البيع، البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۳۱۴، كتاب الحج، النهر الفائق ص ۲/۵۹، كتاب الحج، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

جائز نہیں[1] لیکن اگر وہ احکام شرعیہ کے مطابق حکم دے تو اطاعت لازم ہے۔ جہاد کا مفہوم بہت عام ہے۔ دین کی خاطر پر جد وجہد کو جہاد کہا گیا ہے۔ امام نوویؒ اور دوسرے بہت سے شراح حدیث نے جہاد کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں۔ قلم کے ذریعہ دین کے احکام کو لکھنا بھی جہاد ہے، دینی کتابیں پڑھنا بھی جہاد ہے مدارس ومکاتب قائم کرنا بھی جہاد ہے، تبلیغ کے لئے جانا بھی جہاد ہے، وعظ ونصیحت کرنا بھی جہاد ہے اس پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب دینا ان سے مقابلہ کرنا بھی جہاد ہے[2] امام بخاریؒ نے حدیث۔ **مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ** بخاری[3] ص۱۲۴ کو جمعہ کی نماز کے لئے بیان کیا ہے اور جہاد کے لئے بھی یعنی جس کے قدم خدا کے راستہ میں غبار آلود ہو جائیں۔ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ خدا کے راستہ سے مراد بظاہر جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مگر جو شخص جمعہ کے لئے جائے اس کے راستہ کا بھی یہی اجر ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے کتاب الجمعہ میں[4] ص۱۲۴ پر اس حدیث کو بیان فرمایا ہے۔

---

۱ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، مشکوٰۃ ص ۳۲۱/ طبع یاسرندیم دیوبند، وفی المرقات انماالطاعة فی المعروف، مرقاۃ ص ۲۳۱ ج۴، کتاب الامارۃ، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی،

۲ الجهادمكسورالجيم اصله لغة المشقة وشرعابذل الجهد فی قتال الكفارويطلق ايضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فامامجاهدة النفس فعلى تعلم امورالدين ثم على العمل بهاثم على تعليمهاالخ، فتح الباری ص۷۷ ج۶، کتاب الجهاد والسير، مطبوعه نزارمصطفٰی الباز مكه مكرمه، ليس الجهادفی الاية قتال الكفارفقط بل هونصرالدين والردعلى المبطلين وقمع الظالمين وعظمه الامربالمعروف والنهی عن المنكرالخ، الجامع لاحكام القرآن ص۳۳۶ ج۷، سوره عنكبوت آيت ۶۹، مطبوعه دارالفكربيروت، نووی علی مسلم شريف ص۱۳۴ ج۲، باب فضل الجهاد والخروج فی سبيل الله، مطبوعه رشيديه دهلی، زاد المعاد ص۹/ ج۳/ فصل فی هديه فی الجهاد، طبع بيروت،

۳/ ۴ بخاری شريف ص۱۲۴ ج۱، حديث ۸۹۷، باب المشی الی الجمعة، مطبوعه مكتبه اشرفی ديوبند،

پھر اس کو کتاب الجہاد[۱] میں ذکر فرمایا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا مفہوم ان کے نزدیک بھی عام ہے لیکن خدا کے راستہ میں قتل ہونے کا ثواب جو مخصوص ہے وہ قتل ہونے ہی میں ملے گا۔وہ دوسری طرف جہاد سے نہیں ملیگا۔ لہٰذا جہاد کو قتل کے ساتھ مخصوص کر دینا صحیح نہیں امید ہے کہ جملہ اعتراضات کا جواب اس تحریر سے حاصل ہو جائیگا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۵ھ

تبلیغ پہلے گھر میں پھر باہر

سوال: -زید پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے گاہ بگاہ تبلیغی جماعت میں چلہ لگاتا ہے مسجد کے امام جو مستند عالم ہیں اس سے کہتے ہیں تمہارے لئے ضروری ہے کہ پہلے تبلیغ اپنی بستی و گھرانہ کی کرو جب کہ گھرانہ میں بے نمازی ہوں اور بستی میں کس قدر بے نمازی ہیں۔گھر گھر تبلیغ کرو اس کے بعد باہر دوسری جگہ تبلیغ کے لئے جاؤ اور استدلال میں **وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا** الآیۃ بیان کرتے ہیں۔کیا یہ صحیح ہے؟ اور کس کا قول انسب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے گھر اور بستی کا حق دوسروں پر مقدم ہے[۳] لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ گھر بستی

---

[۱] بخاری شریف ص ۳۹۴ ج ۱، باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ، حدیث ۲۷۲۷، مطبوعہ مکتبہ اشرفی دیوبند،

[۲] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات" مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ،

[۳] وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا. الآیہ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۲ **ترجمہ**:-اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے بعد پابند رہئے۔(از بیان القرآن) **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

والے جب تک پورے پابند نہ ہوجائیں دوسروں تک پیغام نہ پہونچانا چاہئے۔مثلاً کسی جگہ دینی مدرسہ جیسے دارالعلوم دیوبند ہی ہے یہاں اس کی پابندی نہیں کی گئی کہ دیوبند کے ایک ایک آدمی کو پورا عالم دین بنایا جائے تب دوسری جگہ کے طالب علم کو داخلہ کی ترغیب دی جائے نہ کسی بزرگ کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ اپنے گھر اور بستی والوں کی اصلاح تام کئے بغیر باہر کے آدمیوں کی بیعت نہ کی ہو، نہ کسی حافظ عالم نے باہر کے لڑکوں کو پڑھانے کے لئے اس کا اہتمام کیا بلکہ بکثرت یہی دیکھا جاتا ہے کہ گھر اور بستی والے فیض حاصل نہیں کرتے باہر والے کر لیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے طائف وغیرہ تشریف لے جانے سے پہلے کیا مکہ کے سب لوگوں کو مسلمان کر لیا تھا۔ یہ جواب اس وقت ہے جب کہ تبلیغ کا مقصد بھی یہی ہو۔لیکن اگر تبلیغ کا مقصد محنت اور مجاہدہ کر کے اپنے دین کو پختہ کرنا ہو[1] تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا تبلیغ میں نکلنا فرض ہے؟

سوال:- تبلیغی جماعت والے جو یہ کہتے ہیں کہ گھر بار بیوی بچوں کو چھوڑ کر تبلیغی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً الآية سورۂ تحریم آیت ۶.

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ (از بیان القرآن)

وانذر عشيرتك الأقربين الاية ووجه تخصيص عشيرته صلى الله عليه وسلم الاقربين بالذكر مع عموم رسالته عليه الصلاة والسلام دفع توهم المحابات وأن الاهتمام بشأنهم اهم وان البداءة تكون بمن يلي ثم من بعده الخ روح المعاني ص ۲۰۳/ج ۱۱/ الجزء التاسع عشر، سورة الشعراء آيت ۲۱۴/ مطبوعه دار الفكر.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] ملاحظه هو چھ نمبر ص ۵۱ (مكتبه نئی دهلی ديوبند)

جماعت کے ساتھ چلواور اس تبلیغی کام کو ہر خاص وعام کے لئے فرض بتلاتے ہیں۔ آیا ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ یہ تبلیغ والے میلادِ مروجہ اور قیام وسلام بھی کرلیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے جوڑ پیدا ہوتا ہے اور جوڑ بہت ضروری ہے۔ ایسا کہنا اور کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقائد، اخلاق، اعمال کی اصلاح ضروری ہے[1] خواہ وہ تبلیغی جماعت کی صورت سے ہو یا کسی دوسری صورت سے۔ تبلیغی جماعت میں یہ چیز سہولت سے حاصل ہوسکتی ہے بشرطیکہ جماعت خود غلط طریقہ اختیار نہ کرے۔ جوڑ پیدا کرنے کے لئے غلط کام کرنا یا غلط کام میں شرکت کرنا خود ہی غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۴/۲/۹۳ھ

تبلیغ کا طریقہ

سوال:- تبلیغ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جولوگ براہِ راست تبلیغ کا طریقہ نہیں جانتے ہیں، ان کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ دہلی نظام الدین میں تبلیغ کا مرکز ہے وہاں چلے جائیں اور وہاں کی ہدایت کے موافق کام میں لگ جائیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۲/۸۸ھ

---

[1] فالفرض هو العلم بالعقائد الصحيحة ومن الفروع مايحتاج اليه الخ، (تفسير مظهری ص ۳۲۳ تا ۴/۳۲۴، مطبوعه ندوة المصنفين دهلی، تحت قوله تعالیٰ ولينذروا قومهم اذا رجعوا الآية سورة توبه آيت: ۱۲۱،

مسلمانوں میں تبلیغ کا ثبوت

سوال:- رسول اللہ ﷺ کفار کے پاس تبلیغ کیلئے جاتے تھے اورآج کل لوگ مسلمانوں کوتبلیغ کرتے ہیں کیا حدیث سے یہ ثابت ہے حضور نے مسلمانوں میں اس طرح چل کرتبلیغ کی ہے جیسے کہ آج کل تبلیغ کرتے ہیں۔اس قسم کی روایتیں اگرمشکوٰۃ شریف یا بخاری شریف میں ہوں تو مع باب وصفحہ مطلع فرمائیں!

الجواب حامداًومصلیاً

کوفہ اورقرقیسیہ میں جماعت صحابہ کا تبلیغ کے لئے جانا[۱] فتح القدیر میں مذکور ہے[۲]۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوایک جماعت کے ساتھ کوفہ بھیجا اور حضرت معقل بن یسارؓ،عبداللہ بن مغفلؓ،عمران بن حصینؓ کی جماعت کوبصرہ اورعبادہ ابن الصامتؓ وابو درداءؓ کی جماعت کوشام بھیجا۔یہ جماعتیں مسلمانوں کے پاس گئیں جیسا کہ ازالۃ الخفاء میں

۱؎ ان اهل الكوفة تعلموه من ابن مسعود وعلى رضى الله عنهما وكانت الكوفة معسكراً فى زمن عمرؓ فلعله وردفيها الوف من الصحابةؓ الخ، (فيض البارى ص۲۵۵ ج۲، مكتبه خضرراه ديوبند، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين)

ترجمہ :-اہل کوفہ نے ابن مسعود وعلی رضی اللہ عنہما سے علم سیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ چھاؤنی تھا شاید کہ ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں تشریف لائے ہیں۔

۲؎ قال العجلى فى تاريخه نزل الكوفة الف و خمسمائه من الصحابة ونزل قرقيسا ستمائة الخ. (فتح القدير ص۴ ۱۰ ج ۱ مكتبه دارالفكر، فصل فى البئر، فيض البارى ص۲۵۵/ ۲، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين، مطبوعه خضرراه بكڈپو ديوبند)

ترجمہ :-عجلیؒ نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ کوفہ میں ایک ہزار پانچسو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قیام فرمایا ہے اورقرقیسیہ میں چھ سو نے۔

مذکور ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا تبلیغ نبیوں والا کام ہے

سوال:- آنجناب کو بخوبی علم ہوگا کہ مدت مدید سے تبلیغی جماعت کے نام سے ایک جماعت ہندوستان و بیرون ہندوستان میں تبلیغ کا کام کر رہی ہے اور اب تو اس کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے بفضلہٖ، غالباً شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا گوشہ ہوگا جہاں یہ کام نہ ہو رہا ہو بفضلہٖ تعالیٰ احقر کا بھی بارہا اس سلسلہ میں کئی مقامات پر جانا ہوا ہے مگر عینی مشاہدہ ہوا ہے کہ جن لوگوں کو تبلیغی جماعت سے وابستگی کو ۲۰/۲۰/۲۵/۲۵ / سال ہوگئے ان کے اندر نماز جیسی اہم ترین عبادت کے آداب ولوازمات خشوع وخضوع کی بات ذرا نہیں پائی گئی ان کا محور صرف چھ نمبر ہیں جو کہ زبانی سنا دیئے جاتے ہیں اور لوگوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ تم بھی زبانی یاد کرو اور عملی طور پر بس۔

اور ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ نبیوں والا کام ہے کیا اس طریقہ پر حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے تبلیغ کا کام کیا ہے اگر ایسا ہے جیسا کہ یہ لوگ فرماتے ہیں تو ہمارے اسلاف کرام، علماء سابقین رحمہم اللہ علیہم اجمعین اس طریقہ تبلیغ کے تارک رہے ہیں اور تارک سنت محمدیہ ﷺ بھی رہے اور ایسا ہونا بعید از فہم اور ناممکن ہے۔ براہ کرم جواب بالتفصیل دیجئے۔ کہ کیا واقعی یہ نبیوں والا کام ہے۔

---

[1] چنانکہ فاروق اعظم عبداللہ بن مسعود را با جمعے بکوفہ فرستاد و معقل بن یسار و عبداللہ بن مغفل وعمران بن حصین را ببصرہ وعبادہ بن صامت وابو درداء را بشام الخ (ازالة الخفاء ص ٦ ج ٢، مطبوعه بریلی، مقصد دوم) نکتہ سوم درمیان توسط خلفاء راشدین درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وامت او الخ، اس کا ترجمہ جواب کے تحت اوپر گذر چکا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چھ نمبروں کو زبانی سنا دینے اور دوسروں کو یاد کرا دینے پر کفایت کر لینا اور بقیہ اعمال و افعال سے صرف نظر کرنا بڑی کوتاہی ہے تبلیغ کا مقصد یہیں تک محدود نہیں ہر عمل صالح میں اخلاص پیدا کرنا ضروری ہے جو کہ تمام اعمال صالحہ کی جان ہے۔ اعمال صالحہ کا سیکھنا بھی ضروری ہے ان پر پابندی بھی ضروری ہے ان میں اخلاص کی کوشش بھی ضروری ہے بہت سے اللہ کے بندوں کو یہ دولت بھی نصیب ہو جاتی ہے جو محروم رہتے ہیں وہ اپنی کوتاہی کی بناء پر محروم رہتے ہیں ان کو اس طرف توجہ اور اس میں محنت کی ضرورت ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی محروم نہیں رہیں گے۔ ان چھ نمبروں کی کوشش کے ساتھ دیگر امور ضروریہ کی طرف بھی ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ تشریف لیجاتے ہی ہیں آپ ان کو متوجہ کیا کریں اس طرح دیگر اخلاص والے جائیں تو وہ بھی متوجہ کیا کریں۔ جو شخص شریک کار ہوتا ہے اس کی بات زیادہ مؤثر ہوتی ہے خدا نے چاہا تو آپ کا اجر بہت زیادہ ہو جائے گا۔ جتنے آدمیوں میں آپ کی کوشش سے اخلاص، خشوع، خضوع پیدا ہوگا وہ آپ کے نامۂ اعمال میں بھی لکھا جائیگا[1] ہر جماعت کے امیر کو اگر توجہ دلائی جائے

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِيْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَاوَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِهَامِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِاَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، مشکوٰة شريف ص ۳۳، کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مسند احمد ص ۳۵۷/۴، حديث جرير بن عبد الله، مطبوعه دار الفکر بيروت)

ترجمہ:- حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اس کو اس کا اجر اور اس کے بعد ان پر عمل کرنے والوں کا اجر ملیگا ان کے اجر میں کمی کئے بغیر۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِفَاعِلِهٖ(مسلم شريف ص ۱۳۷ ج ۲ باب فضل اعانة الغازی مطبوعه رشيديه دهلی)

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی عمل خیر پر دلالت کرے اسکو اس پر عمل کرنیوالے کے مثل اجر ملیگا۔

کہ وہ بار بار تنبیہ کرتے رہا کریں تو جلد نفع کی توقع ہے۔

انبیاء علیہم السلام عموماً اور ہمارے آقائے نامدار حضرت رسول اکرم ﷺ خصوصاً معلم بنا کر بھیجے گئے[۱] اور دین سیکھنے اور سکھلانے کی ذمہ داری سب پر ڈالی گئی[۲] پھر اس کے طریقے مختلف رہے شروع میں نہ آج کل کی طرح مدارس تھے نہ خانقاہیں تھیں، نہ کتابیں تصنیف کرنے کا سلسلہ تھا نہ وعظ وتقریر کے جلسے ہوتے تھے۔ نہ انجمنیں بنانے کا دستور تھا بلکہ زبانی ہی سیکھنے اور سکھانے کا عموماً معمول تھا اصحاب صفہ نے بھی اسی طرح سیکھا[۳] اور جہاں جہاں آدمی بھیجے گئے مثلاً حضرت ابودرداء حضرت عبادة حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سب اسی طرح سکھاتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی درخواست پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ

---

[۱] عن عبدالله بن عمرو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِده فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْر وَاحدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّاهٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّاهٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ .مشكوة شريف ص ۳٦ كتاب العلم الفصل الثالث، سنن الدارمی ص ۱۱۱/۱، كتاب العلم، باب فی فصل العلم والعالم، مطبوعه دار الريان،

ترجمہ :-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گذرے اور فرمایا دونوں خیر پر ہیں اور ان میں ایک دوسری سے افضل ہے۔ بہرحال یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں اور اس کی طرف رغبت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ چاہے ان کو عطا کرے چاہے منع فرمادے اور بہرحال یہ لوگ فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں اور جاہلوں کو سکھا رہے ہیں یہ لوگ افضل ہیں اور بس مجھ کو تو معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہے (یہ ارشاد فرما کر) ان میں تشریف فرما ہوگئے۔

[۲] عن ابن مسعود رضی الله عنه قال لی رسول الله صلی الله عليه وسلم تعلموا العلم وعلموه الناس تعلموا الفرائض وعلموها الناس الحديث، مشكوة شريف ص ۳۸/ كتاب العلم الفصل الثالث.

[۳] عن عبادة ابن صامت قال علمت نأ سامن اهل الصفة الكتابة والفراق والحديث، مسند احمد ص ۴۳۰/ ج ٦/ رقم الحديث ص ۲۲۱۸۱/ مطبوعه دار احياء التراث العربی بيروت،

ابن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا وہ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی بڑی جماعت کو ساتھ لے کر گئے[۱] اور تمام علاقہ کوفہ میں دین سکھانے کا انتظام فرمایا[۲] پھر احادیث جمع کرنے اور سیکھنے کا رواج ہو گیا تو انکے ذریعہ سے دین لکھا گیا، پھر مدارس قائم کئے گئے انکے ذریعہ سے سیکھا گیا اور اس جیسے طریقے سب جائز ہیں اور مفید ثابت ہوئے لیکن اول اول جو طریقہ تھا وہ بلا کتاب کے ہی تھا اور ہر زمانہ میں بلا کتاب ہی سیکھنے اور سکھانے کا دستور باقی رہا اگرچہ قرن اولیٰ کی طرح نہیں تھا مگر فنا کبھی نہیں ہوا، اب تبلیغی جماعت کی مساعی سے اللہ پاک نے پھر اس طریقہ کو رواج عام دیدیا[۳]

لہٰذا یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے یعنی بغیر مدرسہ و کتاب کے زبانی دین سیکھنے اور سکھانے کی کوشش کرنا اور اپنی زندگی کو اس کے لئے وقف کر دینا طریقۂ انبیاء ہے مگر دین سیکھنے کے جو دوسرے طریق ہیں ان کو ناجائز کہنا جائز نہیں، اور اصول تبلیغ کے بھی خلاف ہے اس سے پورا پرہیز لازم ہے اور ہر مسلم کا اکرام اور علمی اور دینی خدمت کرنے والوں کا اکرام بھی لازم ہے[۴] فقط واللّٰہ الموفق لمایحب ویرضیٰ

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۴/۱۶ھ

---

[۱] قال العجلی فی تاریخہ نزل الکوفۃ الف وخمسمائۃ من الصحابۃ الخ، فتح القدیر ص ۱۰۴ / ج ۱ / فصل فی البئر، مطبوعہ دارالفکر، فیض الباری ص ۲۵۵ / ۲، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین، مطبوعہ خضر راہ بکڈپو دیوبند،

[۲] چناں کہ فاروق اعظم عبداللہ بن مسعود را باجمعے بکوفہ فرستاد وعبادۃ بن صامت وابودرداء را بشام الخ (ازالۃ الخفاء ص ۶ ج ۲، نکتہ سوم دربیان کیفیت توسط خلفاء راشدین، مطبوعہ بریلی.

ترجمہ: جیسا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں بھیجا اور عبادہ بن صامت اور ابودرداء رضی اللہ عنہما کو شام میں بھیجا۔

[۳] دین کی عمومی تعلیم وتربیت کا جو طریقہ ہم اپنی اس تحریک کے ذریعہ رائج کرنا چاہتے ہیں صرف وہی طریقہ حضور ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا. الخ. ملفوظات حضرت مولانا الیاسؒ ص ۴۷، مطبوعہ اشاعت العلوم سہارنپور.

[۴] آداب المبلغین ص ۶،

تبلیغ کا ثواب

سوال:- کہا جاتا ہے کہ تبلیغ میں نکل کر عمل کرنے سے ایک کو سات لاکھ نیکیاں ملیں گی اور ایک ساعت تبلیغ میں نکلنا ۷۰ ستر سال گھر بیٹھے عبادت کرنے سے بھی افضل ہے اور ان کی دعائیں پیغمبروں کی دعائیں جیسی قبول ہوتی ہیں اور ایک روپیہ اس راہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ روپیہ اس راہ میں خرچ کرنے کی مقدار ثواب ملتا ہے۔ آیا یہ مفہوم بعینہ حدیث سے ثابت ہے یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اگر حدیث میں ہے تو کیا وہ حدیث صحیح بھی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خروج فی سبیل اللہ میں ہر نیکی سات لاکھ نیکی کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ حدیث شریف الترغیب والترہیب[۱] میں حافظ عبد العظیم منذری نے بیان کی ہے اور اس کو معتبر و معتمد قرار دیا ہے۔ خروج فی سبیل اللہ سے عامۃً یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس سے مراد فنا فی سبیل اللہ ہے۔ لیکن یہ لفظ خروج فی سبیل اللہ بہت عام ہے دین کی ہر جد و جہد کے لئے نکلنا خروج فی سبیل اللہ ہے۔ مثلاً علم دین سیکھنے کیلئے، وعظ کہنے کے لئے، اصلاح نفس کی خاطر کسی بزرگ کی خدمت میں جانے کے لئے تبلیغ کے واسطے جماعت بنا کر نکلنے کے لئے، کہیں فساد ہو گیا ہو تو مظلوموں

---

[۱] عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰی لِمَنْ اَکْثَرَ فِیْ الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ لَہٗ بِکُلِّ کَلِمَۃٍ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حَسَنَۃٍ کُلُّ حَسَنَۃٍ مِنْهَا عَشَرَۃُ اَضْعَافٍ مَعَ الَّذِیْ لَہٗ عِنْدَاللّٰہِ مِنَ الْمَزِیْدِالْحَدِیْث (الترغیب و الترھیب ص ۳۵۴، ج ۲ مطبوعہ مصطفی البابی مصر) الترغیب فی النفقۃ فی سبیل اللّٰہ.

ترجمہ :-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں ذکر اللہ کی کثرت کرے اس کے لئے مبارکباد ہے اس لئے کے اس کیلئے ہر کلمہ کے بدلہ میں ستر ہزار نیکی اور ہر نیکی دس گنا زیادہ ہے اس کے جو اس کے لئے اللہ کے پاس مزید نعمت ہے۔

کی امداد کے لئے ، اہل باطل کے فتنہ سے مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر مناظرہ کرنے کے لئے یہ سب خروج فی سبیل اللہ ہے[1] حتیٰ کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں جمعہ کے واسطے جانے کو بھی خروج فی سبیل اللہ تجویز فرمایا ہے ہے جیسا کہ[2] ص۱۲۴/ج۱/ میں ہے اپنے گھر بیٹھ کر دعا اور عبادت کرنے[3] اور خدا کی راہ میں نکل کر دعا اور عبادت کرنے میں بھی بڑا فرق ہے

---

[1] ویؤیدہ ماذکرت فی الترغیب والترھیب کمافیه انواع الجهادفی سبیل الله وعدت فیها محاربة الکفار لاجل نصر دین الله ومحاربة السارقین ومخاصمة الملحدین واقناعهم بالحجة الدامغة حتی یبوء وابالخزی المبین ودعوة الناس الی الحق وحثهم علی العمل بکتاب الله وسنة حبیبه صلی الله علیه وسلم ومجاهدة النفس بالتحلی بالمکارم والتخلی عن الرذائل وتعلم امورالدین الخ (الترغیب والترھیب ص۲۵۷ ج۲) مطبوعه مصطفیٰ البابی مصر،

[2] عن عبایة ابن رفاعة قَالَ اَدْرَکَنِیْ اَبُوْعَبْسٍ وَاَنَااَذْھَبَ اِلَی الْجُمُعَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ (بخاری شریف ص۱۲۴ ج۱، کتاب الجمعة، باب المشی الی الجمعة، مکتبه اشرفی دیوبند، رقم الحدیث:۸۹۷)

ترجمہ:-عبایہ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوعبس رضی اللہ عنہ مجھ کو ملے میں نماز جمعہ کیلئے جارہا تھا فرمایا، رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ارشاد فرمایا جس کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوجائیں اللہ تعالیٰ اسکو آگ پر حرام کردیتا ہے۔

[3] وَعَنْ عَلِیٍّ وَاَبِیْ الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ ھُرَیْرَةَ کُلُّھُمْ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِهٖ فَلَهٗ بِکُلِّ دِرْھَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْھَمٍ وَمَنْ غَزَابِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْهِهٖ ذٰلِکَ فَلَهٗ بِکُلِّ دِرْھَمٍ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفِ دِرْھَمٍ ثُمَّ تَلَا ھٰذِهِ الآیة وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ (مشکوٰۃ شریف ص۳۳۵ مکتبه یاسر ندیم دیوبند، کتاب الجهادالفصل الثالث)

ترجمہ:-رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں خرچ بھیجا اور خود اپنے گھر مقیم رہا اس کو ہر درہم کے بدلہ سات سو درہم کا اجر ملے گا اور جو خود جہاد کرے اور اس میں خرچ کرے اس کو ہر درہم کے بدلہ سات لاکھ درہم کا اجر ملے گا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرات انبیاءؑ کی بعثت کا مقصود اسی دین حق کی تبلیغ واشاعت ہے لہٰذا جس کی زندگی اس راہ سے زیادہ قریب ہوگی اس کو اسی قدر انبیاءؑ سے دعا وعبادت میں زیادہ قرب ہوگا۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۸۹/۵/۲۴ھ

تبلیغ میں ہر نماز کا ثواب سات لاکھ

سوال:- موجودہ تبلیغی جماعت میں بار ہا سنا گیا ہے کہ اس جماعت میں نکلنے سے جو عمل کیا جاتا ہے وہ سات لاکھ گناہ زیادہ ہوتا ہے یعنی ایک عمل گھر پر کیا گیا مثلاً ایک نماز گھر پر ادا کی گئی تو ایک ہی نماز کے اجر کا استحقاق ہے اور اگر وہی نماز تبلیغی جماعت میں نکل کر ادا کی جائے تو سات لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے اور اس کی کیا اصل ہے اور جو فضائل احادیث شریف میں مجاہدین کے سلسلہ میں وارد ہیں، کیا تبلیغی جماعت میں کام کرنے والوں کو وہ فضائل حاصل ہوں گے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغ بھی ایک قسم کا جہاد ہے اور جہاد کے متعلق یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص اس راہ میں نکل کر ایک روپیہ صرف کریگا تو اس کو سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا بلکہ ہر نیکی کا ثواب اسی طرح ہے اور خدا کی راہ میں جو جان دے گا اس کا ثواب الگ مستقل ہے۔

وعن علی وابی الدرداء وابی هریرة وابی امامة وعن عبدالله بن عُمَرو وعبدالله بن عَمرو وجابر بن عبدالله وعمران بن حصین رضی الله عنهم اجمعین کُلُّهُمْ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَرْسَلَ نَفْقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِهٖ فَلَهٗ بِکُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْهِهٖ

ذٰلِکَ فَلَهُ بِکُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفُ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَاهٰذِهِ الاٰیة وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ.
مشکوۃ شریف[۱] ص ۳۳۵ ج ۲. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۲ھ

تبلیغ میں ایک قدم پر سات لاکھ کا ثواب

سوال:- تبلیغی لوگ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ساتھ چل کر مسلمانوں کو نماز کی دعوت دینے سے اللہ پاک ایک ایک قدم پر سات سات لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ یہ بات قرآن پاک یا حدیث پاک سے کہیں ثابت ہو تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مضمون کی حدیث ''الترغیب والترہیب''[۲] میں حافظ عبدالعظیم بن عبدالمنذ ر نے روایت کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] (مشکوٰۃ شریف ص: ۳۳۵، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، کتاب الجهاد، الفصل الثالث، الترغیب والترهیب للمنذری ص ۲۵۳ / ج ۲ / کتاب الجهاد، الترغیب فی النفقة فی سبیل اللّٰه، مطبوعه داراحیاء التراثی العربی بیروت، ابن ماجه ص ۱۹۸، کتاب الجهاد، باب فضل النفقة فی سبیل الله، مطبوعه اشرفی دیوبند)

ترجمہ:- حضرت علی ابو درداء ابو ہریرہ ابوامامہ عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عمر جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سب کے سب نبی ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنے کیلئے مال بھیجے اور خود گھر میں رہے اس کو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے اور جو شخص خود خدا کی راہ میں لڑا اور جہاد میں اپنا مال بھی خرچ کیا اس کو ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی واللہ یضاعف لمن یشاء الایۃ۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تبلیغ میں ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ

سوال:- تبلیغی جماعت والوں کا کہنا ہے کہ اگر عید کی نماز اپنے گاؤں اور بستی سے باہر جماعت کے ساتھ کسی دوسری جگہ عیدگاہ میں نماز پڑھیں تو اس کا ثواب سات لاکھ عید کا ثواب ملے گا۔ کیا واقعی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو مجھے حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

الترغیب والترہیب[1] میں حافظ عبدالعظیم منذری نے حدیث نقل کی ہے کہ راہِ خدا میں نکل کر ایک حسنہ کا ثواب سات لاکھ ہو جاتا ہے جب آدمی خدا کے راستے میں نکلتا ہے تو جتنا بھی اللہ تعالیٰ ثواب دیں تو اس کے خزانہ میں کمی تو نہیں آئے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**) [2] عن معاذبن جبل رضی ا للّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال طوبی لمن اکثر فی الجهاد فی سبیل اللّٰہ من ذکرالله فان له بکل کلمة سبعین الف حسنة کل حسنة منهاعشرة اضعاف مع الذی له عندالله من المزید (الترغیب و الترهیب ص ۲۵۴، ج ۲، (مکتبه مصطفی البابی مصر، کتاب الجهاد، الترغیب فی النفقة فی سبیل الله الخ)

ترجمہ :- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص کیلئے بہت مبارکبادی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں ذکراللہ کی کثرت کرے پس بیشک اس کیلئے ہر کلمہ کے بدلہ ستر ہزار نیکیاں ہیں ان میں سے ہر نیکی دس گنی ہے؟ اس مزید اجر کے ساتھ جو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(**حاشیہ صفحہ ھذا**) [1] عن معاذبن جبل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهماان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال طوبی لمن اکثرفی الجهادفی سبیل الله من ذکراللّٰہ فان له بکل کلمة سبعین الف حسنة کل حسنة منها عشرة اضعاف مع الذی له عندالله من المزید (الترغیب والترهیب للمنذری ص ۲۵۴ ج ۲، کتاب الجهاد، الترغیب فی النفقة فی سبیل الله، مکتبه مصطفی البابی الحلبی مصر)

(**نوٹ**) ستر ہزار کو دس سے ضرب دینے سے سات لاکھ بن جاتے ہیں۔ حدیث پاک کا ترجمہ اوپر گذر چکا۔

موجودہ تبلیغ کا شرعی ثبوت

سوال:- آج کل جو تبلیغی جماعت کام کررہی ہے اس جماعت کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں ایک امیر جماعت، متکلم اور رہبر مقرر کئے جاتے ہیں امیر کے ماتحت جماعت قریہ بقریہ، شہر بشہر کام کررہی ہے، یہ طریقہ پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں یا صحابہؓ کے زمانہ میں تھا یا نہیں اگر اس زمانہ میں یہ طریقۂ تبلیغ موجودہ زمانہ کی تبلیغ کے مطابق نہ ہو تو یہ کام جو نیا ایجاد کیا گیا ہے کس امر میں داخل ہے۔ یعنی بدعت ہے یا بدعت حسنہ ہے؟ معلوم کریں، آیا ہم لوگوں کو صرف امت مسلمہ ہی کو اسلام کی تبلیغ کرنا چاہیئے یا غیر اقوام میں بھی اسلام کی تبلیغ کرنا لازم ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس تبلیغ کا حکم تو کتاب وسنت[1] میں موجود ہے اور ہر زمانہ میں اس پر عمل بھی ہوتا رہا البتہ ہر زمانہ کے حالات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کے قلوب میں مفید طریقے القاء فرماتے رہے ہیں حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس لوگ جمع ہوتے اور وہ احادیث سناتے مسائل بتایا کرتے تھے[2]،

---

[1] یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ (سورہ مائدہ آیت ۶۷/ تفسیر مظهری ص ۱۴۳/ ج ۳/ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ آیة (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲/ کتاب العلم، الفصل الاول، مرقاۃ ص ۲۶۴/ ج ۱/ کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعہ بمبئی)

[2] عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عَبْدُاللّٰهِ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ، الحدیث (بخاری شریف ص ۱۶/ ج ۱) کتاب العلم، باب من جعل لا هل العلم ایاماً معلوماً، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

حضرت ابو ہریرہؓ[۱] ہفتہ میں ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں منبر کے قریب کھڑے ہوکر احادیث سنایا کرتے تھے، حضرت تمیم داریؓ[۲] ہر جمعہ کو خطبہ شروع ہونے سے پہلے احادیث سنایا کرتے تھے، حضرت عبادہؓ، ابودرداءؓ، بھی مستقلاً تبلیغ کیا کرتے تھے[۳] حضرت سعد بن وقاصؓ نے کوفہ سے حضرت عمرؓ کے پاس خط لکھا کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کو یہاں بھیجد یجئے تبلیغ کیلئے، اس پر حضرت عمرؓ نے بھیجا تو عبداللہ بن مسعودؓ ڈیڑھ ہزار کے قریب اپنے تلامذہ کو لیکر تشریف لے گئے[۴] پھر ایک وقت آیا کہ احادیث کو لکھا گیا، اور کتابی شکل دی گئی۔ جگہ جگہ حدیث سنانے کے حلقے ہوتے تھے، بعض محدثین کے حلقہ میں ایک لاکھ یا اس سے بھی[۵] زائد آدمی موجود رہتے تھے (یہ سب

---

۱ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدِبْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلٰى جَانِبِ الْمِنْبَرِ فَيَطْرَحُ اَعْقَابَ نَعْلَيْهِ فِيْ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ يَقْبِضُ عَلٰى رِمَانَةِ الْمِنْبَرِيَقُوْلُ قَالَ اَبُوْالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ (المستدرک ص ۱۹۰/۱، کتاب العلم حدیث ۳۶۷، دارالکتب العلمیه بیروت)

۲ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُقَصُّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَااَبِىْ بَكْرٍوَكَانَ اَوَّلُ مَنْ قَصَّ تَمِيْمَاالدَّارِىْ اِسْتَأْذَنَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ اَنْ يَّقُصَّ عَلَى النَّاسِ قَائِماً فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ، مسند احمد ص ۴۴۹/ ج۳/ مطبوعه دارالفکر بیروت.

۳ وَكَانَ عُبَادَةُ يُعَلِّمُ اَهْلَ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَلَمَّافَتَحَ الْمُسْلِمُوْنَ الشَّامَ اَرْسَلَهٗ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ وَاَرْسَلَ مَعَهٗ مُعَاذَبْنِ جَبَلٍ وَاَبَاالدَّرْدَاءِ لِيُعَلِّمُوْاالنَّاسَ الْقُرْآنَ بِالشَّامِ وَيُفَقِّهُوْهُمْ فِى الدِّيْنِ الخ، اسدالغابة ص ۵۶/ ج۳/ عبادةبن الصامت، مطبوعه دارالفکر بیروت، قال العجلی فی تاریخه نزل الکوفة الف، خمسمائة من الصحابة الخ فتح القدیر ص ۱۰۴/ ج ۱/ فصل فی البئر، مطبوعه دارالفکربیروت، فیض الباری ص ۲۵۵/۲، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین، مطبوعه خضرراه بکڈپو دیوبند)

۴ شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ چنانکہ فاروق اعظمؓ عبداللہ بن مسعودؓ را با جمعے بکوفہ فرستاد الخ، (ازالة الخفاء ص ۶/ ج ۲/ نکته سوم دربیان توسط خلفاء راشدین، مطبوعه بریلی،

۵ کان البخاری یجلس ببغدادویجتمع فی مجلسه اکثرمن عشرین الف وکنت استملی له ببغداد فبلغ من حضرالمجلس عشرین الفاً الخ، (مقدمه فتح الباری ص ۶۷۲/ ذکرطرف من ثناء اقرانه، مطبوعه نزار مصطفٰی الباز مکه مکرمه، تاریخ بغداد ص ۲۰/ ج۲/ عقدالبخاری مجلس الحدیث، مطبوعه دارالفکربیروت،

مخاطبین مسلمان ہی تھے) پھرایک وقت آیا کہ مشائخ نے تصوف اورتوجہ باطن کے ذریعہ تبلیغ کی ،علماء نے مدارس قائم کئے، واعظین نے وعظ کہے،غرض یہ امت کسی وقت بھی مجموعی حیثیت سے نفس تبلیغ سے کلیۃً غافل نہیں رہی اور ہر ہر طریقۂ تبلیغ نہایت مؤثر ومفید ثابت ہوا۔ ان میں کوئی طریقہ غلط نہیں، آج کے دور میں تبلیغی جماعت کا طریقہ اصول کی پابندی کے ساتھ نہایت موثر ومفید ہے،جس طرح مدارس کے عمل کو نیا طریقہ کہہ کر غلط نہیں کہا جاسکتا[1] اسی طرح تبلیغ کے اس طریقہ کو نیا طریقہ کہہ کر غلط نہیں کہا جاسکتا۔مسلمان کا اپنے اسلام میں پختہ ہونا لازم ہے پھراس کی غیر مسلموں میں بھی فی الجملہ تبلیغ ہوتی ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ خود ہی اس طرف مائل ہوجائے۔ موجودہ جملہ طرق تبلیغ سے غیرمسلموں میں بھی فی الجملہ تبلیغ ہوتی ہے اور مستقلاً بھی ان میں تبلیغ کی ضرورت ہے اوراس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تبلیغ کرنا

سوال:-صحابہ کرامؓ اورتابعینؒ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے یا نہیں؟اگر نہیں کیا تو اس قسم کی تبلیغ کو کیا کہیں گے؟

---

[1] البدعة اماواجبة کتعلم النحولفهم کلام الله ورسوله وکتدوین اصول الفقه والکلام فی الجرح والتعدیل وامامندوبة کاحداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعهدفی الصدرالاول قال الشافعی رحمه الله مااحدث ممایخالف الکتاب اوالسنة اوالاثراوالاجماع فهوضلالة ومااحدث من الخیر مما لایخالف شیأمن ذلک فلیس بمذموم الخ(مرقاة شرح مشکوٰة شریف ص: ۱۷۹، ۱/۱/۱۷۸ ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، تحت حدیث فان خیرالحدیث کتاب الله . مطبوعه بمبئی، شامی زکریا ص ۲/۲۹۹، باب الامامة، البدعة خمسة اقسام)

الجواب حامداً ومصلیاً

ان حضرات نے بھی دین سیکھنے اور اس کو پھیلانے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ وہ بڑے انہماک سے یہ کام کرتے تھے۔ جماعتیں بھی نکلتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انتظام فرمایا کرتے تھے۔ ازالۃ الخفاء[1] اور حیات الصحابہ[2] میں تفصیلات مذکور ہیں۔ فتح القدیر[3] میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ڈیڑھ ہزار کی جماعت لے کر کوفہ تشریف لے گئے۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۰/۲۲ھ

تبلیغی جماعت کی حیثیت

سوال:- موجودہ تبلیغ جس کا مرکز نظام الدین دہلی میں ہے، اس تبلیغ کا کیا درجہ ہے؟

---

[1] چناں کہ حضرت فاروق اعظم عبداللہ بن مسعود را با جمعے بکوفہ فرستاد و معقل بن یسار و عبداللہ ابن مغفل و عمران بن حصین را ببصرہ و عبادہ بن صامت و ابو درداء را بشام الخ (ازلۃ الخفاء ص ۶/ ج ۲/ مطبوعہ بریلی) (مقصد دوم) نکتہ سوم در بیان توسط خلفاء راشدین در بیان آنحضرت ﷺ وامت او الخ۔

ترجمہ :- جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ بھیجا اور معقل بن یسار، عبداللہ بن مغفل و عمران بن حصین رضی اللہ عنہم کو بصرہ میں اور عبادہ بن صامت اور ابو درداء رضی اللہ عنہم کو شام میں بھیجا۔

[2] اخرجه ابن سعد عن حارثة المضرب قال قرأت كتاب عمربن الخطاب رضى الله عنه الىٰ اهل كوفة، امابعد فانى بعثت اليكم عماراً اميراً وعبدالله معلما ووزيرا وهمامن النجباء من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ حياة الصحابة ص ۱۹۵/ ج ۳/ الباب الثالث فى رغبة الصحابة فى العلم الخ ارسال عمر عماراً وابن مسعودؓ الى الكوفة، مطبوعه دمشق.

[3] وقال العجلى فى تاريخه نزل الكوفة الف خمسمائه من الصحابة الخ، فتح القدير، باب المياه، فصل فى البئر ص ۱۰۴/ ج ۱/ مطبوعه دارالفكر، فيض البارى ص ۲۵۵/ ج ۲/ (مكتبه خضرراه ديوبند، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين)

فرض، واجب، سنت یا مستحب؟ جو لوگ اس میں نہیں جاتے ان سے مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ اور جو لوگ مدرسہ میں پڑھاتے ہیں ان کو مدرسہ چھوڑ کر تبلیغ میں جانا ضروری ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس میں نہیں لگتے ہیں ان کو لعن اور طعن کرنا کیسا ہے؟ اس کو فرض، واجب قرار دینا کیسا ہے؟ اور اگر فرض یا واجب اور سنت ہے تو اس سے پہلے علماء وصلحاء ومشائخ حضرات سے ضرور واجب اور سنت ترک ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم ﷺ کا لایا ہوا دین سیکھنا، اس پر یقین کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کو دوسروں تک پہونچانا نہایت اہم اور ضروری ہے[1] امت نے اس کی اہمیت کو محسوس کیا ہے البتہ طریقہ اس کا یکساں اختیار نہیں کیا۔ کسی ایک طریقہ کو سب کے لئے لازم قرار نہیں دیا۔ وعظ وتقریر، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، ارشاد وتلقین حسب استعداد مناسب طرق سے کام لیا گیا۔ جس طرح سے مدارس کا نصاب ونظم ہے کہ وہ نہایت مفید ہے اور اس کو برقرار رکھنا ضروری ہے، مگر قرون اولیٰ میں یہ طریقہ موجود نہیں تھا۔ محض اس بناء پر اس کو غلط نہیں کہا جائے گا اور متقدمین پر یہ الزام نہیں ہوگا کہ انھوں نے اس کو کیوں نہیں اختیار کیا۔ اس نصاب ونظم کی ترغیب دی جائے گی اس کی افادیت کو ثابت کیا جائے گا۔ لیکن جو شخص مدرسہ میں داخل نہ ہو اس کو مطعون وملعون نہیں قرار دیا جائے گا۔ بہت سے بہت کہا جائے گا کہ وہ اس نصاب کے

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِّمُوْا النَّاسَ فَاِنِّی مَقْبُوْضٌ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵/ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، کتاب العلم، الفصل الثانی، ترمذی شریف ص ۲/۲۹، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی تلیم الفرائض، مطبوعہ اشرفی دیوبند)

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرائض اور قرآن کو سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ اسلئے کہ میں وفات دیا جانے والا ہوں۔

وقال رسول اللّٰہ ﷺ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃ، الحدیث مشکوٰۃ شریف ۳۲، کتاب العلم، الفصل الاول.

فوائد سے بے بہرہ ہے۔اس دور میں بے علمی، بے عملی عام ہے، مدارس میں اگر پڑھنے والوں کی تعداد قلیل ہے تو عوام تک دین پہونچانے اوران کے دین کو پختہ کرنے کا ذریعہ موجودہ تبلیغی کام ہے جو کہ بیحد مفید ہے اوراس کا مشاہدہ ہے۔لیکن جو شخص دوسرے طریقہ سے دین حاصل کرے اوردوسروں تک پہونچائے اس کومطعون اورملعون کرنا ہرگز جائزنہیں۔ جو حضرات تدریس میں مشغول ہیں وہ ہرگز اپنا مبارک مشغلہ ترک نہ کریں۔البتہ فارغ اوقات میں تبلیغی جماعت کے ساتھ تعاون کرتے رہیں اورمقامی کام میں حصہ لیتے رہیں،طلباء کواس سے باخبر کرتے رہیں۔ہاں جواہل علم حضرات تدریس کے مشاغل میں نہیں لگے ہوئے ہیں بلکہ فارغ ہیں ان کی ذمہ داری زیادہ ہے وہ اس میں شرکت کریں[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۲/۹۱ھ

تبلیغی چلہ وغیرہ کا ماخذ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء ماقول العلماء من اهل السنة والجماعة فی المسائل الأتية؟

(الف) الجماعة التبليغية المتعارفة كيف ذاك علىٰ اصول الشريعة الغراء والملة البيضاء.؟

(ب) الاربعينة التی فی ا لجماعة هل لهااصل ثابت فی الدين المتين؟[2]

---

[1] ملاحظه هو آداب المبلغين ص ۸ (مطبوعه مرادآباد)

[2] **ترجمہ سوال**:-علماءاہل سنت والجماعت مسائل ذیل میں کیا فرماتے ہیں

(الف) متعارف تبلیغی جماعت کا اصول شریعت کے مطابق کیا حکم ہے۔

(ب) جماعت میں جو چلہ ہوتا ہے دین میں اس کی کوئی اصل ہے؟

(ج) جرت عادة اولٰئک المبلغین البیتوتة فی المساجدوالمآکل والمشارب فیها وهم یقولون نحن معتکفون نفلاً،هل لهم فیه سعة؟ ام حرام؟

(د)ماحکم من یکفرالجماعة المذکورة باسرهاحتی حماتهاومؤسسها؟

نرجومن جنابکم .الجواب مع غراء الادلة والکتاب کی تیسرلناارسال الفتویٰ الیٰ الممالک العربیة للتصدیقات فلیکتب خلاصة الاجوبة البالغة مختصراً ولیزین کلا العبارتین بالامضاء والمهرالخاص. فقط توجرواعنداللّٰه[1]

باسمه سبحانه وتعالیٰ

الجواب وبیده ازمة الحق والصواب

دین کا سیکھنا سکھانا اوراس پرعمل کرنا فرض ہے۔[2] دین سیکھنے کے لئے کسی کوسہولت ہے کہ مدارس دینی میں داخل ہوکر باقاعدہ پورانصاب پڑھے تو وہ یہی صورت اختیار کرلے جس کے پاس اتناوقت نہیں یااتنی مالی وسعت نہیں یاعمرزائد ہوچکی یاحافظہ وذہن ایسانہیں توخواہ وہ خودآہستہ آہستہ اہل دین سے زبانی سیکھے یاکتاب کے ذریعے سیکھے یااہل دین کی تقریر سے سیکھے غرض جوصورت اس کے قابوکی ہواس کواختیارکرے۔ اس مقصد کے لئے تبلیغی جماعتیں نکلتی ہیں، دہلی نظام الدین بڑامرکز ہے،ان جماعتوں میں ان پڑھ، کاشتکار،مزدور، تاجر، ملازمت پیشہ،اہل صنعت، کارخانہ دار، اہل علم، گریجویٹ، ہرطبقہ کےلوگ ہوتے ہیں، اپنے مصارف سے سفرکرتے ہیں،کوئی ایک دن کے لئے نکلا،کوئی دودن،تین دن، دس دن،

[1] **ترجمہ سوال**:-(ج)ان مبلغین کی عادت نفلی اعتکاف کرکے مساجد میں رات گذارنے،کھانے پینے کی ہے کیااس کی گنجائش ہے یاحرام ہے(د) جو جماعت مذکورہ کی بالکلیہ تکفیرکرے حتیٰ کہ اس کے معاونین اوربانیین کی بھی اس کا کیاحکم ہے۔فقط

[2] طلب العلم أی الشرعی فریضة أی مفروض فرض عین علی کل مسلم الخ، (مرقاة شرح مشکوٰة ص۲۳۳/۱، مطبوعه بمبئی، کتاب العلم، الفصل الثانی، تحت حدیث طلب العلم فریضة)

بیس دن، چالیس دن، چار مہینے، سال بھر تین سال کے لئے جس کو جتنا وقت ملا وہ نکلا، ہر فرد اپنے سے بڑے سے سیکھتا ہے اور چھوٹے کو سکھاتا ہے کسی نے کلمہ سیکھا، کسی نے نماز سیکھی، کسی نے قرآن کریم کی سورتیں سیکھیں کسی نے ترجمہ ومطلب سیکھا کسی نے حدیثیں سیکھیں پھر یہ لوگ گشت کے لئے نکلتے ہیں، اور اپنے بھائیوں کے پاس جا کر نہایت ہمدردی ودلسوزی سے ان کی خوشامد کر کے ان کو مسجد لاتے ہیں، دین کی اہمیت بتلاتے ہیں نماز کی طرف توجہ دلاتے ہیں، کوئی وضو کراتا ہے کوئی الحمد یاد کراتا ہے کوئی **قل ھو اللہ احد**، یاد کراتا ہے کوئی تشہد یاد کراتا ہے، مسجد میں عموماً راتیں گذارتے ہیں، اعتکاف کی نیت کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، تہجد کا سب کو عادی بناتے ہیں، دعا میں روتے ہیں، پیدل سفر کرتے ہیں، گاؤں در گاؤں پھرتے ہیں، بس اور ٹرین سے بھی سفر کرتے ہیں، ہر جگہ اپنا مشغلہ (سیکھنا سکھانا) جاری رکھتے ہیں، جہازوں میں بھی، حجاج میں بھی کام کرتے ہیں بندرگاہ پر، جدّہ میں، مکہ مکرمہ میں، منیٰ میں، عرفات میں، مدینہ منورہ میں سب جگہ یہ جماعتیں کام کرتی ہیں، بیرون ہند، دیگر ممالک، اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں بھی جاتی ہیں، ان جماعتوں کی مساعی سے بہت بڑی تعداد نے پورا علم دین حاصل کیا، بہت بڑی تعداد نمازی بن گئی، روزہ رکھنے لگی، با قاعدہ زکوٰۃ دینے لگی، صحیح طریقہ پر حج ادا کرنے لگی، اس جماعت کی بدولت بہت سی بدعات ختم ہوگئیں، سنت پر لوگوں نے عمل شروع کر دیا، بہت سے ان پڑھوں کو دیکھا کہ ہزاروں حدیثوں کے مطالب ان کو یاد ہوگئے، عالم نہ ہونے کے باوجود ان کی طویل طویل تقریر وگفتگو میں حدیث شریف کے مضامین ہوتے ہیں، صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے کہ نطفہ رحم میں چالیس روز گذرنے پر علقہ بنتا ہے، پھر چالیس روز گذرنے پر مضغہ بنتا ہے، پھر چالیس روز گذرنے پر اس کی روزی، عمر، وغیرہ لکھدی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبدیل طبیعت میں چلہ کو بڑا دخل ہے، نیز چالیس روز نماز میں جماعت کے ساتھ مکمل طور پر ادا کرنے سے نار ونفاق سے برأت

کی بشارت بھی وارد ہوئی ہے۔اورچالیس روز تک مسلسل عمل صالح کرنے پرعلم عطاء ہونے کی بھی بشارت ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ شادی سے قبل مسجد میں سویا کرتے تھے، معتکف کے لئے کھانے پینے اورسونے کی فقہاء نے اجازت دی ہے،اس جماعت کو چھ نمبر یاد کرائے جاتے ہیں،(۱) کلمہ طیبہ ''لاالٰہ الاّ الله محمدرسول الله'' اس کے الفاظ کوصحیح یادکریں،اس کا ترجمہ سیکھیں،اس کا مطلب وضاحت سے سمجھیں،اس کے مطالبہ کو پورا کریں،(۲)نماز،(۳)علم وذکر،(۴)اکرام مسلم،(۵) تصحیح نیت،(۷)ترک مالایعنی ان جملہ امورکوسمجھنے ذہن نشین کرنے،عملی مشق کرنے اوردوسرے بھائیوں تک پہنچانے کے لئے جماعتیں نکلتی ہیں کیونکہ اپنی جگہ اوراپنے مشاغل زراعت وحرفت وغیرہ میں رہتے ہوئے ان امورکی تکمیل دشوار ہوتی ہے،اس طرح جماعت بناکر نکلنے میں ناموافق لوگوں کے اخلاق و افعال پرصبروتحمل،رفقاء کے لئے ایثاروہمدردی،عامۂ مخلوق کے لئے خیرخواہی واحسان،بڑوں کااعزاز واحترام چھوٹوں پرشفقت ومہربانی،امیر کی اطاعت وفرمانبرداری،ماتحتوں کی نگرانی و غمگساری باہمی مشورہ کی اہمیت وعادت وغیرہ وغیرہ بےشماراخلاق وتعلیمات نبویہ کی آہستہ آہستہ مشق ہوجاتی ہے اوررفتہ رفتہ تمام دین کے سمجھنے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے اوردین کی خاطرسرکھپانے،محنت کرنے کا جذبہ مستحکم ہوتا ہےایسی جماعتوں اوران کے بانیوں کوکافرکہنا نہایت خطرناک ہے جولوگ ان کوکافرکہتے ہیں وہ اپنے ایمان کی فکرکریں،کیونکہ حدیث شریف میں مذکورہے کہ جوشخص کسی کوکافرکہتا ہے حالانکہ وہ کافرنہیں ہےتوان کوکافر کہنےکاوبال اسی کافرکہنےوالےکی طرف لوٹتا ہے۔

(۱)عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَدَّثَنَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اَنَّ اَحَدَکُمْ یَجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً ثُمَّ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ مَلَکًافَیُؤْمَرُبِاَرْبَع بِرِزْقِہٖ وَاَجَلِہٖ وَشَقِیٍّ

اَوْسَعِیْدٍ. (الحدیث البخاری ص ۹۷۶/)[1]

(۲)انس رَفَعَهُ مَنْ صَلّٰی اَرْبَعِیْنَ یَوْماً فِیْ جَمَاعَةٍ لَمْ تَفُتْهُ التَّکْبِیْرَةُ الْاُوْلیٰ کَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بَرَاْئَتَیْنِ، بَرَاءَ ةٌ مِّنَ النَّارِ،وَبَرَاءَ ةٌ مِّنَ النِّفَاقِ (للترمذی جمع الفوائد ص ۲۳۴)[2]

(۳)مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً ظَهَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَةَ مَنْ قَلْبِهٖ عَلیٰ لِسَانِهٖ (رواہ ابونعیم بسند ضعیف عن ابی ایوب کشف الخفاء[3].

(۴) وقال ابوقلابة عن انس ابن مالک قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُکْلٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْافِی الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اِبْنِ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَ اَصْحَابُ

---

[1] بخاری شریف ص ۹۷۶/ ج ۲/ رقم الحدیث ۶۳۴۲/ کتاب القدر، باب فی القدر، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم ص ۳۳۲/ ج۲/ کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی، مطبوعہ سعد دیوبند،

ترجمہ: -حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایااورآپ صادق و مصدوق ہیں، کہ تم میں سے ہرایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس روزتک رہتاہے پھراسی طرح چالیس روزتک علقہ کی صورت میں رہتاہے پھراسی طرح چالیس روزتک مضغہ کی صورت میں رہتاہے پھراللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کوبھیجتاہے جس کوچارچیزوں کے لکھنے کاحکم ہوتاہے رزق کااورموت کااوراس بات کاکہ وہ بدبخت ہوگایانیک بخت الحدیث۔

[2] (ترمذی جمع الفوائد ص ۲۴۳/ ج ۱/ حدیث ۱۶۶۷، فضل صلاة الجماعة والمشی الی المساجد، ترمذی ص ۵۶/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة، باب فضل تکبیرة الاولیٰ)

ترجمہ: -حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے چالیس روزتک نماز باجماعت اسطرح اداکی کہ تکبیراولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہوتواللہ اس کیلئے دوبرأتیں لکھدیتے ہیں۔ایک براءة آگ سےایک نفاق سے،

[3] (کشف الخفاء ص ۲۲۴/ ج ۲/ حدیث ۲۳۶۱/ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ :--جس شخص نے چالیس روزتک اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کامعاملہ کیاتواس کے دل سےاس کی زبان پرحکمت کےچشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءُ[۱] اخبرني عبدالله بن عمرؓ اَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَشَابٌّ اَعْزَبُ لَااَهَلَ لَهُ فِيْ مَسْجِدِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[۲] بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِد.

(۵) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَؓ فَلَمْ يَجِدْعَلِياً فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ قَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبُنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْاَيْنَ هُوَفَجَاءَ فَقَالَ يَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَفِي الْمَسْجِدِ رَاقِدْفَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْسَقَطَ رِدَائُهُ عَنْ شَقِّهٖ وَاَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ يَااَبَاتُرَاب قُمْ يَااَبَاتُرَابٍ.[۳]

---

[۱] **بخاری شریف ص ۶۳ / ۱، باب نوم الرجال فی المسجد، کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ دیوبند.**
ترجمہ:-حضرت ابوقلابہ نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ عکل کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اوروہ اصحاب صفہ میں سے تھے اورعبدالرحمٰن ابن ابی بکر نے فرمایا کہ اصحاب صفہ فقراء میں سے تھے۔

[۲] **(بخاری شریف ص ۶۳ / ج ۱ / حدیث ۴۳۵ / کتاب الصلاۃ، باب نوم الرجال فی المسجد، مطبوعہ اشرفی دیوبند)** **ترجمہ**:-خبردی مجھ کوعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سویا کرتے تھے اوروہ بے شادی شدہ جوان تھے ان کے اہل وعیال نہ تھے۔

[۳] **(بخاری شریف ص ۶۳ / ج ۱ / حدیث ۴۳۶) کتاب الصلوٰۃ، باب نوم الرجال فی المسجد، مطبوعہ اشرفی دیوبند.** **ترجمہ**:-حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ابن عم کہاں ہیں حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میری انکی کچھ بات ہوگئی وہ مجھ پر غصہ ہوئے اور یہاں سے چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کہاں ہیں۔ وہ صاحب آئے اورعرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اوروہ لیٹے ہوئے تھے ان کی ایک طرف سے چادر ہٹی ہوئی تھی اوراس حصہ کو مٹی لگ گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوپر سے مٹی صاف کرنے لگے اورآپ یہ فرمار ہے تھے کہ اے ابوتراب اُٹھ اے ابوتراب اٹھ۔

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat

(۶)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَامِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ اَمَّا اِزَارٌ وَاَمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ (بخاری شریف ص ۶۳)[۱]

(۷) وخص المعتكف باكلٍ وشرب ونوم ۱۵ درمختار[۲] ای فی المسجد يكره النوم والاكل فی المسجدلغير المعتكف واذاارادذٰلك ينبغی ان ينوی الاعتكاف فيدخل فيذكر الله بقدرمانویٰ اويصلی ثم يفعل ماشاء رد المحتار ص ۱۳۴/ ج ۲/.[۲]

(۸) عَنْ اَبِیْ ذرؓانه سمع النبی ﷺ يَقُوْلُ لَا يَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذَالِكَ (بخاری شریف ص ۸۹۳)[۳]

---

[۱] (بخاری شریف ص۶۳/ ۱/ حدیث ۴۳۷) باب نوم الرجال فی المسجد، کتاب الصلوٰۃ)
ترجمہ:-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ان میں سے کسی آدمی کے پاس چادر نہیں تھی یا تو ازار ہوتا تھا یا اور کوئی کپڑا۔ وہ اپنی گردنوں میں اس کو باندھ لیا کرتے تھے، بعض کپڑا ان کی آدھی پنڈلیوں تک اور بعض ٹخنوں تک پہونچتا تھا تو پھر ستر کھل جانے کے اندیشہ سے اس کو اپنے ہاتھ سے روکے رہا کرتے تھے۔

[۲] (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۱۳۴ ج ۲، مطبوعه زکریا ص ۴۴۰، مطبوعه کراچی ص۴۴۸ ج ۲، باب الاعتکاف،
الشامی نعمانیه ص ۱۳۴ ج ۲، مطبوعه زکریا ص ۴۴۰ ج ۳، مطبوعه کراچی ص۴۴۸ ج ۲، باب الاعتکاف)
ترجمہ:-معتکف کیلئے کھانا پینا سونا خاص ہے یعنی مسجد میں۔ غیر معتکف کیلئے مسجد میں سونا اور کھانا مکروہ ہے اور کوئی ایسا کرنا چاہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اعتکاف کی نیت کرلے پھر مسجد میں داخل ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے یا نماز پڑھے پھر جو چاہے کرے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تنبیہ :-ایک دفعہ ایک صاحب نے عربی میں سوالات کئے اور جوابات بھی عربی میں لکھے گئے وہ خط مخدوش سمجھ کر مصر بھیجا گیا۔ خدا جانے اس میں کیا سیاسی باتیں ہونگیں حالانکہ صرف مذہبی مسائل کے متعلق وہ خط تھا اس لئے جوابات اردو میں لکھے گئے ہیں آپ چاہیں تو ان کو عربی میں لکھ کر حسب صوابدید بھیجدیں نیز اگر کوئی فرد اس کے خلاف تقریر کرے تو اس کی اطلاع مرکز کو کیجائے تا کہ اس کو تنبیہہ کی جاسکے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چلہ کے فوائد

سوال :-تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ جماعت لوگوں کو باہر نکلنے پر کیوں مجبور کرتی ہے۔ کیا باہر نکلنا اور چلہ دینا ضروری چیز ہے اس جماعت کے بانی کیا اس تحریک کے ذریعہ کوئی نئی قوم تیار کرنا چاہتے تھے۔ اس سے ان کی مراد کیا تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دہلی نظام الدین مرکز تبلیغ مسجد بنگلہ سے جو جماعتیں تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔ ان کے لئے ایک دستور العمل موجود ہے ایک چھوٹا سا کتابچہ چھپا ہوا ہے جس کا نام ہے۔ ''چھ باتیں'' ان چھ باتوں کو سیکھنے، سمجھنے صحیح کرنے، دل میں جمانے، زندگی میں جاری کرنے کیلئے لوگ نکلتے ہیں، اپنے اپنے خرچ کا ہر شخص خود ذمہ دار ہوتا ہے، کوئی ایک روز کے لئے، کوئی تین دن کیلئے، کوئی دس دن کیلئے، کوئی ایک چلہ کیلئے، کوئی تین چلوں کے لئے، کوئی سال بھر کیلئے، نکلتا ہے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ (بخاری شریف ص ۸۹۳ ج ۲ حدیث ۵۸۱۰ کتاب الادب باب ماینھی عن السباب واللعن. مطبوعه اشرفی دیوبند. **ترجمہ**:-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی کسی کو فسق کی تہمت نہیں لگا تا اور نہ کفر کی تہمت لگا تا مگر وہ تہمت اسی پر واپس لوٹ آتی ہے،

بعضوں نے پوری زندگی ہی اسی مقصد کے لئے دیدی، اس طریقہ پر نکلنے سے عقائد بھی درست ہوتے ہیں، اخلاق واعمال کی بھی اصلاح ہوتی ہے جس سے دین پختہ ہوتا ہے غلط چیزیں چھوٹتی ہیں، مثلاً جو شخص ایک چلہ کے لئے نکلا وہ اس مدت میں نماز باجماعت کا پابند ہوجائیگا قرآن کریم کا بھی حسب حیثیت کچھ نہ کچھ حصہ حاصل کرلے گا، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا، شراب نوشی، جھوٹ، غیبت، بہتان، بدخواہی، حسد وغیرہ برائیوں سے محفوظ رہے گا، چلہ سے واپسی پر بھی امید ہے کہ دیر تک اثرات باقی رہیں گے۔ پھر کچھ مدت بعد دوبارہ چلہ کے لئے نکلا تو پہلے چلہ کی باتوں میں پختگی آئے گی۔ تبلیغی نصاب سن کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق درست کرنے کا اچھا خاصا جذبہ پیدا ہوگا۔ غرض اس طرح جتنا زیادہ سے زیادہ وقت دے گا اسی قدر زیادہ اصلاح ہوگی، دین قائم ہوگا۔ غلط باتوں سے بچے گا جو لوگ مالدار تاجر وغیرہ زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے وہ اس تبلیغ کی بدولت باقاعدہ پورا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرنے لگے ہیں۔ جن پر حج فرض تھا مگر ارادہ نہیں کرتے تھے وہ فضائل حج سن کر حج کے لئے آمادہ ہوگئے۔ بلکہ عمرہ کرنے کے لئے بھی مستقل سفر کرنے لگے، جگہ جگہ مکاتب ومدارس قائم ہوگئے۔ جن سے قرآن کریم اور دینی تعلیم کو فروغ ہوا ہے۔

اچھی خاصی بڑی عمر والوں کو بھی جب تعلیمی حلقوں میں نماز سننے اور سنانے کی نوبت آئی اور اپنی غلطی پر اطلاع ہوئی تو وہ اصلاح کی فکر میں لگ گئے، نمازیں درست کرنے لگے، جو صرف الفاظ جانتے تھے انھوں نے معانی ومطالب کو بھی سیکھنا شروع کردیا۔ جن لوگوں نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی اس تبلیغ کی بدولت بہت سی احادیث کا مطلب یاد کرلیا الغرض اس کے بیشمار منافع ہیں ریلوں میں، بسوں میں، جہازوں میں جماعتیں جاتی ہیں۔ ہر بندرگاہ پر حاجیوں میں کام کرتی ہیں، بلکہ مکہ مکرمہ، عرفات، مزدلفہ، منٰی میں کام کرتی ہیں۔ بے شمار لوگوں کا حج اس تبلیغی کام کی بدولت صحیح اور شریعت کے مطابق ہونے لگا۔ مختلف ممالک کے

لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں عرب میں بھی اجتماعات ہوتے ہیں، ترکی، سوڈانی، یمنی، فلسطینی، شامی، عراقی، ہر جگہ کے لوگ آتے ہیں اور جماعتیں بنا کر نکلتے ہیں، الغرض کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں یہ کام نہ پہونچا ہو اس کی بدولت بہت بڑی مخلوق کی اصلاح ہوئی اور ہورہی ہے۔

جو لوگ جماعت کے مخالف ہیں انہوں نے مستقل گروہ بنا کر بڑے بڑے اجتماعات میں مخالفت اور فتنہ پردازی کے لئے بھیجے اس گروہ نے جب دین حق کی باتیں سنیں اور عملی زندگی کو دیکھا تو وہ گروہ رو پڑا اور بہت ندامت کے ساتھ اپنے غلط ارادوں سے توبہ کی اور جن لوگوں نے اس گروہ کو بھیجا تھا ان پر بہت زیادہ اظہار افسوس کیا کہ ہمیں ان لوگوں نے اندھیرے میں رکھا اور غلط باتیں بتائیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اگر یہی چیز وہابیت، دیوبندیت ہے تو اس پر کیا اعتراض ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ العزیز ایک بے نفس بزرگ تھے جن کو حضرت رسول اکرم ﷺ سے عشق تھا اور آپ کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا[1] اور چاہتے تھے کہ ایک مستقل جماعت ہر علاقہ میں ایسی ہونی چاہیے جن کا مقصد زندگی ہی دین اسلام اور سنت رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ واشاعت ہو صرف کلمہ ونماز پر کفایت نہ کرے بلکہ تمام دین کو لے کر دنیا میں پھیلے یہی وہ چیز ہے جس کو فرمایا تھا ''ایک نئی قوم پیدا کرنا ہے'' جو سارے دین کو لے کر پوری دنیا میں پھیلے، اور اس کی زندگی اسی مقصد کے لئے وقف ہو، چنانچہ کتابچہ ''چھ باتیں'' کے آخیر میں جو ہدایات دی ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا لایا ہوا پورا دین مسلمانوں تک پہونچا دیں اور ان کو سکھا دیں اور یہ کلمہ ونماز اس کی الف، ب، ت، ہے[2] اس پر کیا اعتراض

[1] مولانا کو اتباع سنت کا جیسا اہتمام تھا اس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل ہے ان کے اس اہتمام والتزام سے ائمہ سلف کی یاد تازہ ہوتی تھی چھوٹی چھوٹی سنتوں کی تلاش اور تتبع پھر ان کی پابندی اور اشاعت کا شوق الخ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت ص ۲۳۴ (مطبوعہ نئی دہلی)

[2] ملاحظہ ہو چھ نمبر ص ۴۶ (مکتبہ نئی دہلی)

ہے کیونکہ صرف نماز کے لئے تو وعظ بھی ہوتے رہتے ہیں۔مگر یہاں صرف نماز پر کفایت کرنا نہیں ہے بلکہ پورے دین کو لے کر مستقلاً مقصد بنانا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

تبلیغی چلہ کا حکم

سوال:-مروجہ تبلیغی جماعت جس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ہیں لوگوں کو چلہ یعنی چالیس ۴۰/دنوں کا انتظام کر کے تربیت دیتی ہے، آیا یہ چلہ کی رسم بدعت ہے یا مستحسن؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس نیک کام پر چالیس روز پابندی کی جائے اسپر بہت اچھے ثمرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں اور اسکام سے خاصی قلبی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے، یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے[۱]

---

[۱] (انس) رفعه من صلى اربعين يوماً في جماعة لم تفته التكبيرة الاولىٰ كتب الله له براء تين براء ة من النار وبراء ة من النفاق (جمع الفوائد ص۲۴۳/ ۱/ رقم الحديث:۱۶۶۷/ فضل صلاة الجماعة والمشى الى المسجد، ترمذى ص۵۶/ ۱، كتاب الصلوٰة، باب فى فضل التكبيرة الاولىٰ، مطبوعه بلال ديوبند) من اخلص لله اربعين يوماً ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه (رواه ابونعيم بسند ضعيف عن ابى ايوب (كشف الخفاء ص۲۲۴ ج۲) رقم الحديث ۲۳۶۱/ مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت.

[۲] ميقات ربه اربعين ليلة. اصل للاربعين المعتادعندالمشائخ الذى يشاهدون البركات فيها (بيان القرآن ص۵۶۵ ج۱، مسائل السلوک) قال ابو الطيب وفى عدد الاربعين سرمكين للسالكين نطق به كتاب من رب العالمين فى كل شان كماكملت له الاطوار فى هذا المقدار (حاشية الكوكب الدرى ملخصاً ص۱۲۴/ ج۱/ باب فضل التكبيرة الاولىٰ)

اور بہت سے اکابر و مشائخ کا تجربہ بھی ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۴/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۸۸ھ

کیا تبلیغی گشت کرنا ثابت ہے

سوال:- تبلیغی جماعت میں ایک امیر ہوتا ہے ان کے لئے کن کن باتوں کا ہونا شرط ہے اگر اتنی باتیں نہ ہوں تو اس کو امیر بنانا کیسا ہے جس طرح ابھی تبلیغ کا کام مسلمانوں کی ٹولی میں چلہ لکھا کر جاہل و عالم سب مل کر گھومتے ہیں ایسا گھومنا حضور اکرم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین یا چاروں امام میں سے کسی کا ایسا طریقہ رہا ہے کہ مسلمانوں میں جا کر تبلیغ کریں اور وہ بھی چلہ لکھا کر پہلے کی تاریخ دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بزرگان دین چلہ ۴۰ روز یا اس سے بھی زائد ایک جگہ بیٹھ کر عبادتوں میں مشغول رہتے تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جیسے امام نماز کے لئے اعلیٰ صفات کی ضرورت ہے مگر جب ان صفات کا امام نہ ملے تو مجبوراً کم درجے کے آدمی کو امام بنالیا جاتا ہے اسی طرح تبلیغی جماعت کے امیر کا حال ہے جو شخص نماز کے لئے مسجد میں نہ آتا حضور اکرم ﷺ ان کے متعلق تحقیق فرماتے[۱] مکان پر آدمی

---

[۱] عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الصُّبْحِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا الخ مشکوٰۃ ص ۹۶ باب الجماعۃ الفصل الثانی، مسند احمد ص ۱۴۰/۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، **ترجمہ:-** حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ﷺ نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا، کیا فلاں حاضر ہے لوگوں نے کہا نہیں، ارشاد فرمایا۔ کیا فلاں حاضر ہے، لوگوں نے کہا نہیں الخ۔

بھیجتے تھے یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کہ جولوگ صبح کی نماز میں نہیں آتے جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگادوں[1] یہ بھی روایات میں موجود ہے کہ ترک جماعت کی ہمت منافق کو بھی نہیں ہوتی تھی[2] ایسی حالت میں جماعت بنا کر لوگوں کے مکانوں پر جانے اور گھومنے کی ضرورت نہیں تھی اب آپ خود دیکھ لیں کہ کتنے لوگ ہیں جو مسجد میں نہیں آتے اور کتنے لوگ ہیں جن کو نماز نہیں آتی اور کتنے لوگ ہیں جن کو کلمہ بھی نہیں آتا۔ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کا مطلب سمجھنے والے تو بہت ہی کم ہیں اس لئے اب ضرورت ہے۔

جیسے کہ دینی مدارس اور اساتذہ وطلبہ کیلئے کتابیں درسگاہیں کمرے مطبخ امتحان وغیرہ کتنی چیزیں ہیں جنکا انتظام کیا جاتا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے وقت نہیں تھیں یہ سب دین سیکھنے اور

---

[1] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْهَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَیُؤْذَنُ لَهَاثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًافَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَایَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ الخ، مشکوٰة شریف ص ۹۵، باب الجماعة وفضلها. مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند. بخاری شریف ص ۸۹ ج ۱، حدیث ۶۳۵، باب وجوب صلاة الجماعة، مطبوعه اشرفی دیوبند. مسند احمد ص ۲۴۴/۲، مطبوعه دار الفکر بیروت،

ترجمہ:-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کیلئے اذان دینے کا حکم دوں پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں شریک نہیں ہوتے اور ان کے گھروں میں آگ لگادوں۔

[2] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْرَاَیْتُنَاوَمَایَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّامُنَافِقٌ قَدْعُلِمَ نِفَاقُهٗ الخ مشکوٰة شریف ص ۹۶/ باب الجماعة وفضلها، الفصل الثالث، ابوداؤد ص ۸۱/ج ۱/ باب التشدید فی ترک الجماعة، مسند احمد ص ۳۸۲/۱، مطبوعه دار الفکر بیروت،

ترجمہ :-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ ہم میں کوئی نماز (باجماعت) سے پیچھے نہیں رہتا تھا بجز اس منافق کے جس کا نفاق معلوم ہو۔

اس پر عمل کرنے اور اسکی اشاعت کیلئے ہے جو سراسر خیر ہی خیر ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳ / ۷ / ۱۴۰۰ھ

تبلیغی گشت والوں کے سامنے عذر بیان کرنا

سوال:- جیسا کہ آج کل تبلیغی جماعت اپنے کام تبلیغ دین میں گاؤں درگاؤں لگی ہوئی ہے اور سنت رسول ﷺ کو زندہ کر رہی ہے۔ لیکن وہ حضرات اپنی تقریر کے بعد جماعت میں شامل ہونے کے لئے بہت ہی زیادہ تشدد اختیار کرتے ہیں اور چلہ میں جانے کے لئے مجبور کرتے ہیں اور مقامی جماعت گاؤں میں گشت کرتے وقت لوگوں کو اپنے پاس بلانے میں مجبور کرتے ہیں اگر کوئی یہ عذر کرے کہ میں اس وقت کھانا کھا رہا ہوں، یا کوئی بیماری کی وجہ سے دوا لگا کر آرام کر رہا ہوں اور اپنے یہ اعذار بیان کرنے پر کیا وہ آدمی جو حقیقت میں ان کاموں میں مشغول نہیں ہے گنہگار ہوگا؟ خلاصہ یہ ہے کہ دینی کاموں میں مجبور کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص واقعی کسی قوی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے وہ اللہ کے نزدیک مجرم اور گنہگار نہیں۔ لیکن معمولی عذر کو بہانا نہیں بنانا چاہیئے۔ چونکہ لوگوں کے ذہن میں آج کل دنیا کے کاموں کی عموماً جو اہمیت ہے اس کے مقابلہ میں دین کی اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی

---

[۱] البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله وكتدوين اصول الفقه واما مندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد في الصدر الاول الخ، مرقاة شرح مشكوٰة ص ۱۷۹، ۱۷۸/ ج ۱/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، تحت حديث فان خير الحديث كتاب الله، مطبوعه بمبئى، شامى زكريا ص ۲/۲۹۹، باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام،

لئے تبلیغی کام کرنے والے زیادہ زور دیتے ہیں اور بعض ناواقف جو شیلے مبلغ حدود کو پہچانتے بھی نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

تبلیغی گشت میں ناپاک ومشتبہ کپڑے والوں کونماز کیلئے کہنا

سوال:- ہم لوگ نماز کی تبلیغ کرتے ہیں اور جن کو کلمہ یاد نہیں ان کو کلمہ یاد کراتے ہیں اور بعض اوقات ان کا مطلب بھی بتلاتے ہیں اس پر چند امور معلوم کرنے ہیں، ہر نمبر کا جواب مختصر وعام فہم عنایت ہو، اللہ تعالیٰ اجر عنایت فرمائے۔

(۱) بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو کپڑے پاک ہونے میں شبہ ہے یا کچھ معمولی ناپاک چھینٹ کپڑوں پر آ گئیں ہیں تو ایسے آدمیوں سے ہم کہہ دیتے ہیں کہ اس وقت انھیں کپڑوں میں نماز پڑھو آئندہ احتیاط کرو۔

(۲) بعض آدمی کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے کپڑے بالکل ناپاک ہیں ان سے ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس وقت جماعت میں برابر مل کر کھڑے ہو جاؤ آئندہ کپڑے پاک کرو اور نماز پڑھو۔

(۳) جو نماز جماعت سے نہ پڑھے ان پر رسول اللہ ﷺ نے کیا حکم فرمایا ہے۔

(۴) کوئی کہہ دیتا ہے کہ میں ناپاک ہوں اس کو ہم غسل کرا دیتے ہیں۔

(۵) بے نمازیوں کی بعض اوقات ہم بہت خوشامد کرتے ہیں۔

(۶) بعض آدمی کہہ دیتے ہیں کہ ہم تم کو کلمہ نہیں سناتے اس پر ہم کہتے ہیں کہ تم ہمارا سنو اور ہم تمہارا سنیں تاکہ ایمان تازہ ہو اور جو غلطی ہو وہ نکل جائے۔

---

[۱] آداب المبلغین ص ۵ (مطبوعہ مرادآباد) مصنفہ احمد حسینؒ مرادآبادی.

(۷) اگر ہماری جماعت کا کوئی آدمی اتفاقیہ کسی بے نمازی پر کسی وقت سختی کرتا ہے اور زبان سے برا کہتا ہے تو ہم اپنے آدمی کو تنبیہ کرتے ہیں اور توبہ کراتے ہیں اور اگر وہ پھر بھی سختی کرتا ہے۔ تو اس کو اپنی جماعت سے علیٰحدہ کر دیتے ہیں۔

(۸) بعض لوگ ہماری اس تبلیغ کی مخالفت کرتے ہیں تو آیا اس میں ہمارا قصور ہے یا مخالفین کا قصور ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲) محض شبہ سے کچھ نہیں ہوتا[۱] البتہ اگر صحیح علم یا ظن غالب ہو تو پھر اس کی مقدار معلوم کی جائے اگر نجاست غلیظہ ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ ایک درہم سے کم معاف ہے اس کا دھونا افضل ہے نہ دھونے سے بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور ایک درہم مقدار کا دھونا واجب ہے نہ دھونے سے نماز مکروہ تحریمی ہے اور ایک درہم سے زائد کا دھونا فرض ہے بغیر دھوئے نماز صحیح نہیں ہوتی اور پیشاب وغیرہ کی بہت چھوٹی چھوٹی سوئی کے سرے کے برابر چھینٹیں معاف ہیں۔ بغیر دھوئے نماز درست ہے۔

اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو جب تک ایک چوتھائی کپڑے سے کم پر لگی ہو تو اس کا دھونا فرض نہیں۔ بغیر دھوئے ہوئے بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے تاہم دھو لینا بہتر ہے اور جب ایک چوتھائی پر یا اس سے زائد پر لگی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے۔[۲] یہ تو نفس مسئلہ کا حکم ہے لیکن آپ حضرات

---

[۱] وقع الشک فی قیام النجاسة لاحتمال کون المغسول محلهافلایقضی بالنجاسة بالشک (الاشباه ص ۱۰۰، مطبوعه دارالعلوم دیوبند، تحت القاعده الثالثة)

[۲] وعفی قدرالدرهم ای عفا الشارع عن ذلک والمرادعفاعن الفسادبه والافکراهة التحریم باقیة اجماعاان بلغت الدرهم وتنزیهاان لم تبلغ الخ(من)النجاسة (المغلظة)فلایعفی عنها اذازادت علی الدرهم مع القدرة علی الازالة (و) عفی قدر مادون ربع الثوب الکامل من الخفیفة (وعفی رشاش بول) ولومغلظا (کرؤس الإبر) طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۲۴ تا ۱۲۵، مصری باب الانجاس والطهارة عنها، شامی کراچی ص ۱/۳۱۶/ کتاب الطهارة، باب الانجاس،

اگر لنگیوں کا انتظام کرلیں تو اچھا ہو کیونکہ زیادہ تر لوگ پائجامہ کی ناپاکی کا عذر کرتے ہیں۔

(۳) حضور ﷺ کے زمانہ میں ترک جماعت منافق کی علامت تھی[۱] آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ایسے لوگ کے گھروں میں آگ لگادوں[۲] فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر اہل شہر ترک جماعت کے عادی ہوجائیں اور باوجود کہنے سننے کے نہ مانیں تو حاکم وقت کو ان سے قتال کرنا چاہئے اور جو شخص بلاعذر جماعت ترک کرے تعزیر اس پر واجب ہے[۳]

(۴) ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

(۵) اس کا اثر اچھا ہوتا ہے۔اول ایسا ہی چاہیئے۔

(۶) کلمہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے، ثواب ملتا ہے۔الفاظ کا صحیح کرنا مطلب سمجھ کر دل سے صحیح یقین کرنا ضروری ہے۔

(۷) بے محل سختی کرنے کا نتیجہ خراب ہوتا ہے اول نرمی سے سمجھانا چاہئے اگر کوئی نہ مانے اور نماز کا یا اس کی فرضیت کا انکار کرنے لگے تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو تبلیغ کرنا چاہئے۔ البتہ اگر کسی پر اپنا اثر اور قدرت ہو اور اس پر سختی کرنے سے کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر شریعت نے

۱؎ عن عبداللّٰہ لقد رایتنا ومایتخلف عن الصلوٰۃ الامنافق قدعلم نفاقه (مسلم شریف ص ۲۳۲، ج ۱) مطبوعه رشیدیه دهلی، ابو داؤد شریف ص ۲/۸۱، باب التشدید فی ترک الجماعة، مشکوۃ ص ۹۶، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثالث، دارالکتاب دیوبند،

ترجمہ :-حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی نماز با جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا بجز اس منافق کے جس کا نفاق معلوم ہو۔

۲؎ عن ابی هریرة قال قال رسول الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لقد هممت ان اٰمر بحطب فیحطب الٰی ماقال لایشهدون الصلوٰۃ فاحرق علیهم بیوتهم الحدیث مشکوٰۃ شریف ص ۹۵ / باب الجماعة وفضلها،

۳؎ لوترکهااهل مصریؤمرون بهافان ائتمرواوالایحل مقاتلتهم وفی القنیة وغیرها بانه یجب التعزیرعلی تارکهابغیرعذرالخ (البحرالرائق ص ۳۴۵/ ج ۱) باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی کراچی ص ۵۵۲/ ج ۱/ باب الامامة،

قابل برداشت سختی کا بھی حکم فرمایا ہے[۱] تاہم زبان سے برا کہنے اور لڑنے سے اجتناب کیا جائے کیوں کہ مقصود کام ہے۔ لڑائی اور برا کہنا نہیں۔

(۸) طریق مذکورہ بالا پر تبلیغ کرنا ہرگز اسلام کے مخالف نہیں بلکہ مامور بہ ہے اس کی مخالفت کرنے والا ناواقف ہے یا مخالف ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح عبد اللطیف ۱۵/ ربیع الاول ۵۷ھ

تبلیغی جماعت کی کوتاہی اور اس کا علاج

سوال: -تبلیغی جماعت کے امیر نیز شرکت کرنے والے افراد اپنی چندروزہ کلمہ ونماز کی تحریکی گشت پر اتنے نازاں ہیں کہ علماء حقہ کی قدر تو درکنار بلکہ ان کی توہین وتذلیل کرتے ہیں اور سر بازار عوام میں کہتے ہیں، یہ لوگ مدارس سے تنخواہ لیتے ہیں نذرانے وصول کرتے ہیں لیکن عوام کو صحیح معنی میں دین سکھانا تو درکنار کلمہ ونماز کی تحریک میں بھی شامل نہیں ہوتے علماء کی مجبوریوں سے آپ اچھی طرح واقف ہونگے علماء کثیر تعداد میں مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں اور مساجد کی امامت کی ذمہ داری بھی انکا خاص مشغلہ ہے مدارس اور مساجد تعلیم وتبلیغ کے اہم مراکز ہیں جنھیں چندروزہ نمازی دین کی کوئی خدمت ہی تصور نہیں کرتے علماء پر آوازیں کستے ہیں۔

---

[۱] وینبغی أن یکون التعریف اولاً باللطف والرفق لیکون ابلغ فی الموعظة والنصیحة ثم التعنیف بالقول ثم بالیدالخ، عالمگیری ص ۳۵۲/ ج۵/ کتاب الکراھیة، الباب السابع عشر فی الغناء الخ، مطبوعه کوئٹه.

تبلیغی جماعت کے امراء دینی تعلیم سے ناواقف اکثر وبیشتر قرآن کوبھی صحیح نہیں پڑھ سکتے ، بلکہ جہلاء کی تعداد زیادہ رہتی ہے انہیں میں سے کسی معمولی اردوخواں کوامیر بنادیا جاتا ہے وہ عوام کے سامنے نیابت رسول کے فرائض **قال اللہ وقال الرسول** کے ذریعہ دودو گھنٹے تین تین گھنٹے جھوم جھوم کرتقریریں کرتے رہتے ہیں لیکن کوئی خوف نہیں ہوتا، اللہ پر افتراء ہوگا، یارسول پر، مسائل تو قیاسی بھی ہیں، اجماعی بھی، لیکن عوام کودین کی طرف مائل کرنے کے لئے اللہ فرماتے ہیں، رسول فرماتے ہیں، کونہیں چھوڑ سکتے حالانکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ مدارس کے طلبہ کی جب انجمنیں ہوتی ہیں اور ہمارے علماء کی جماعت ان کی نگرانی کرتی ہے، تو مبتدی اور متوسط تو درکنار، دورۂ حدیث کے طلبہ بھی ایک آدھ گھنٹہ صحیح نہیں بول پاتے ، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکابرین پر ایسا ناروا حملہ محض مخالفت کیوجہ سے کرتے ہیں عام طور پر علماء کی حجامت بنائی جارہی ہے، ہندوستان کے کونے کونے سے آپ حضرات کے کان تک یہ صدائیں پہونچی ہونگی، ایک میری بات ہوتو ضرور شکایت ہے ، لیکن جب اس کا ہیضہ ہی شروع ہوجائے تو ٹیکہ لگانا اور انجکشن دلانا لازمی ہے، لہذا دریافت طلب یہ ہے کہ علماء کی تذلیل وتوہین وطعن وتشنیع شرعاً جائز ہے؟ جب کہ وہ اپنے فرائض کوانجام دینے کی وجہ سے ان کی جماعت میں شریک ہونے سے مجبور ہیں اور ہمارے اکابرین میں سے کون کون حضرات کتنے دنوں کا چلہ کرچکے ہیں، اس سے بھی باخبر کیا جائے تاکہ تبلیغی جماعت کوعبرت ہو، اور آوازیں بُرا بھلا کہنا چھوڑ دیں، ورنہ آپ حضرات تک بھی یہ وباپہونچ سکتی ہے۔ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

کلمہ نماز وغیرہ کواللہ پاک کی نعمت عظیمہ تصور کرتے ہوئے شکرحق ادا کرنا تو واجب ہے کہ اس سے مزید توفیق ہوگی۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَ نَّکُمْ .الآیۃ[1] لیکن اس پرناز کرکے دوسروں کوحقیر

---

[1] سورۂ ابراھیم آیت ۷، **ترجمہ**: -اوراگرتم شکرگذاری کروگےتوتم کوزیادہ نعمت دونگا، (بیان القرآن)

وذلیل سمجھنا سخت معصیت ہے کہ یہ تکبر ہے، جس کی سزا جہنم ہے[۱] اللہ پاک حفاظت فرمائے اس تبلیغی کام کے اہم نمبروں میں ایک اہم نمبر ''اکرام مسلم'' کا بھی ہے مذکورہ روش اس نمبر کے بھی خلاف ہے۔ اس غلط طریقہ کو تبلیغی کام کی طرف منسوب کرنا اصل کام کو بدنام کرنا ہے ان کی پوری نگرانی کی ضرورت ہے۔ کام چونکہ زیادہ پھیل چکا ہے۔ اس لئے ہر جماعت کو عالم اس میں میسر بھی نہیں آ سکتا، جو واقعی علماء حق ہیں وہ جن مشاغل کو اختیار کئے ہوئے ہیں (تدریس، تذکیر، تصنیف وغیرہ) ان کے اوقات میں اتنی گنجائش نہیں کہ جماعتوں کے ساتھ جائیں اور ہر جماعت کی امارت کے فرائض انجام دیں۔

اور علماء نام کے علماء ہیں کہ محض فارغ ہوگئے۔ نہ ان کو صحیح تذکیر ووعظ کا سلیقہ ہے نہ تصنیف وتالیف کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نہ تدریس کے اہل ہیں ان سے توقع ہی کیا کی جاسکتی ہے کہ وہ اصلاح کرینگے۔ کتابوں کی عبارتیں بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ آیات وروایات ومسائل کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اس مجبوری کیوجہ سے جماعت ہی میں سے کسی کو امیر بنادیا جاتا ہے پھر جماعتوں کو مقید کیا جاتا ہے۔ کہ وہ چھ نمبروں سے زائد بات نہ کہیں، جو مستقل وعظ کی شکل میں ہوجائے۔ اگر کچھ کہنا ہے تو زبانی نہ کہیں بلکہ کتاب سنادیں تاکہ ان کی اپنی ذمہ داری کچھ نہ رہے پھر جو شخص اس میں زیادہ محنت کرتا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو ملتا بھی ہے چنانچہ بعض ایسے آدمی ہیں، جو جماعت میں کام کرنے اور اصول کی پابندی کی وجہ سے کئی کئی گھنٹے تقریر کرتے ہیں اور ان کی تقریر صحیح ہوتی ہے مگر جماعتوں کے تناسب سے ایسے آدمی خال

---

[۱] عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ الحديث، (مشكوٰة شريف ص: ۴۳۳، باب الغضب والكبر، مبطوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (جب تک سزا نہ پالے یا اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمادے)

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat

خال ہیں، جولوگ آیات واحادیث بکثرت بیان کرتے ہیں ،اگرانکا مقصود فقہی اجتہادی مسائل کا استخفاف ہے (معاذ اللہ) تونہایت خطرناک پہلو ہے اسکا پوری طرح سد باب ضروری ہے اگران کا مقصود یہ ہے کہ فقہی اجتہادی مسائل میں ائمہ علماء کا اختلاف بھی ہوتا ہے، مفتی بہ اور غیر مفتی بہ راجح ومرجوح اقوال بھی ہوتے ہیں ،اور صورت مسئلہ کچھ بھی بدل جائے توحکم بدل جاتا ہے، نیز مسائل میں قیود وشروط بھی ہوتے ہیں جو پورے طور پر مستحضر نہیں ہوتے اس لئے ایسے مسائل کا بیان فرمانا علماء حق ہی کا منصب ہے اس لئے تبلیغی جماعت کے عام لوگ ان مسائل کو بیان نہیں کرتے ۔تو یہ پہلو قابل قدر اور لائق تحسین ہے، تبلیغی جماعت کے اصول میں سے ہے کہ جوحضرات علماء ومشائخ دینی مشاغل ہی میں لگے ہوئے ہیں ان کو باہر نکلنے کی دعوت ہرگز نہ دیجائے ۔جیسا کہ چھ باتیں میں تصریح ہے۔[1] البتہ اس کو پسند کرنے والے اور بغیر چلہ ہی کے وقتاً فوقتاً اس میں شرکت کرنے والے بہت علماء ہیں ،حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی سوانح حیات میں بہت تفصیل ملے گی ۔

خود یہاں دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ نے میرے سامنے فرمایا، کہ میں بھی چلہ میں جاتا مگر وقت میں گنجائش نہیں ۔

اوراپنے سامنے طلباء کی زمانۂ تعطیل میں جانے کے لئے کوشش فرمائی اور چلہ کو بہت اہمیت دی، جہاں جہاں جماعت جائے وہاں کے علماء کرام نگرانی فرما کر غلطیوں پر تنبیہ[2] فرمائیں انشاءاللہ

---

[1] چھ باتیں ص ۴۸/ (مطبوعہ نئی دھلی)

[2] مَنْ رَأىٰ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (مشکوٰۃ شریف ص: ۴۳۶/ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، باب الامر بالمعروف الخ، مسلم شریف ص ۱/۵۱ ، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان، مطبوعہ رشیدیہ دھلی)

ترجمہ:-تم میں سے جوشخص کسی منکر کو دیکھے اسکو اپنے ہاتھ سے بدلدے اگر اسکی طاقت نہ ہوتو اپنی زبان سے (اسپر نکیر کرے)اگر اسکی بھی طاقت نہ ہوتو اپنے دل سے (اسکو براجانے)اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

تعالیٰ نفع ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

تبلیغی جماعت کے نقائص

سوال:- موجودہ فسادِ دین کے زمانہ میں عمومی تبلیغ کا صحیح طریقہ کیا ہونا چاہیے۔ آج کل جو تبلیغی نہج پر کام ہورہا ہے وہ بظاہر بہت نافع نظر آرہا ہے لیکن اکثر وبیشتر جگہ یہ دیکھا گیا کہ جو تبلیغی کارکن ہیں اسی نہج پر کام کرتے ہوئے جن کو عرصہ گذر رہا ہے اوراس کام میں جڑنے کی برکت سے بہت سے فرائض سے آشنا ہوئے اور عملی حیثیت سے حج وزکوٰۃ وغیرہ جیسے فرائض کو انجام دے چکے ہیں، آج برسوں کے بعد ان کو دیکھا جارہا ہے کہ وہ اعلانیہ جن شادیوں میں منکرات ہیں شرکت کرتے ہیں مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں، چھوٹے چھوٹے قریوں میں جہاں شرائط جمعہ نہیں پائے جاتے جمعہ ادا کرتے ہیں اور بوقت عیدین بعد نماز مصافحہ ومعانقہ کرتے ہیں اور جن تبلیغی کارکن حضرات کو دینی مدارس میں چندہ دینے کا شرف بھی حاصل ہے وہاں باوجود بتلانے کے پردہ سے طالبات کی تعلیم کا نظم نہیں کرتے ہیں اور یومیہ مروجہ فاتحہ وغیرہ جیسی رسومات میں شریک ہوتے ہیں، بعض کارکن حضرات کی خدمت میں یہ بھی گذارش کی جاتی ہے کہ بھائی دیکھو فلاں محقق بزرگ خلیفۂ تھانوی وغیرہ ہمارے مقام پر ہماری طلب پر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلہ میں کوشش کریں گے، مگر باوجود اطلاع ہونے کے شریک نہیں ہوتے۔

برخلاف اس کے اگر کوئی بزرگ یا عالم ان کی موجودہ جماعت کا حامی ساعی وداعی آنا چاہے وہ ان بزرگ سے مرتبہ میں اور علم میں کتنا ہی گھٹیا کیوں نہ ہو مگر اس کے لئے بڑے اہتمام سے اسٹیشن میں آدمی بھیجے جائیں گے اوران کا ادب واحترام کرکے ان کے آدمی کو اطلاع بھی

کی جاویگی اور جگہ جگہ بیانات بھی ہونگے۔ مگراس کے برخلاف ایک محقق عالم اور مصلح زمانہ کی آمد کی اطلاع دی جاتی ہےتو اس وقت منہ غم سے سکڑ جاتا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی اہتمام نہیں ہوتا اور بعضوں کی یہ حالت ہے کہ روزمرہ کی تعلیم کے سلسلہ میں جوکوئی تبلیغی لگاؤ کا آدمی ہو وہ کتاب سناتا ہے اور وہ نہ ہوتو ان میں ایک آدمی جو لگاؤ رکھتا ہے مگر کتاب وغیرہ پڑھنے سے معذور ہوتو وہ کسی ایسے شخص کو کتاب پڑھنے کے لئے دیگا جس کو دیکھ کرار دو صحیح نہیں پڑھنا آتا مگر ایسا شخص یا بعض اوقات علماء حضرات بھی موجود ہوتے ہیں جو زیادہ اچھے طریقہ سے انشاء اللہ کتاب پڑھ سکتے ہیں، مگر بدقسمتی سے ان کا حال یہاں یہ ہے کہ وہ اس کام سے والہانہ لگاؤ نہیں رکھتے ان کا طریقہ ایسا ہے کہ وہ بوقت ضرورت مسائل کے خلاف ہونے پر بعض وقت ان لوگوں کو مسئلہ بتلانے پر نہیں مانتے، بلکہ خود اپنی عملی علیٰحدگی اختیار کرتے ہیں ایسے عالم کو بھی کتاب نہیں دیتے ہیں۔

اس کو چھوڑ کر دوسرے اناڑی کو کتاب سنانے کے لئے دیتے ہیں جس کی بنیاد اردو کے جملہ غلط ہونے کی بناء پر جہلاء میں ہنسی مذاق کا ذریعہ بن رہا ہے اور بعض اہل علم نے بھی اس کمی کو دیکھ کر ٹوکا۔ مگر پھر بھی اس کے باوجود جاہلوں کو کتاب سنانے کا موقعہ دیتے ہیں۔ غرض مندرجہ بالا منکرات کا جو درجہ ہے اسکو بتلا کر منکر سے اجتناب کرنے کی گذارش عمومی اور خصوصی طور سے کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ایسا کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ آج وہ زمانہ کہاں رہا کہ لوگوں سے ہم چھوٹی چھوٹی منکرات کی خاطر علیٰحدگی اور ناراضگی کا اظہار کرسکیں۔ اس لئے کہ لوگ آج فرائض سے بھی ناآشنا ہیں ایمان ان کا بہت کمزور ہوگیا ہے، کیا ان حضرات کا ایسا کہنا بجا اور درست ہے۔ کیا اس زمانہ کے فساد کی خاطر عوام وخواص کے اتحاد و اجتماعی کام کی انجام دہی کی خاطر، مکروہ تحریمی اور بعض بدعات والے اعمال کو اختیار کرلیا جائے اوران کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کی دل شکنی نہ ہو، اور وہ کہیں اتنے سخت احکامات دیکھیں تو

بھاگ نہ جائیں۔ اس لئے ہم سابق اور پرانے کارکن حضرات کو ان کی اصلاح کی خاطر خصوصاً غیر عالم یا عالم کو تھوڑی دیر کے لئے ان کی تالیف قلوب کی خاطر منکرات میں مبتلا ہو جانا درست ہے؟ اس سے کہیں ایسا تو نہیں ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی خاطر جو منکر کو دل سے بُرا سمجھ کر کیا ہے تو وہ عندالشرع معصیت کے عذاب و پرسش سے بری ہوتا ہے یا کیا حکم ہے؟

(۲) آج کل کے تبلیغی کارکن حضرات میں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ آج عمومی لوگوں میں دین کی احیاء کا صرف یہی ایک واحد ذریعہ ہے اور یہ کام منہاجِ نبوت ہے، اس کے سوا دوسرے طریقۂ تبلیغ کو جس میں مشائخ حضرات وغیرہ لگے ہوئے ہیں کم نافع بلکہ بے سود ہونے کے درجہ میں سمجھتے ہیں۔ یہ خیالات واقوال ان حضرات کے کہاں تک صحیح ہیں؟

(۳) جب کوئی شخص ہر منکر سے بچنے کی سعی کرتا ہے اور ہمارے امی نبی ﷺ کا بھی کارِ منصبی عمومی تبلیغ ہے، سمجھ کر ان جماعتوں کے ساتھ باوجود معصیت نکل جائے تو کیا عمومی اور جماعتی مصلحت کی خاطر دل سے بُرا سمجھتے ہوئے جماعت کا ساتھ دے، یا اس وقت بھی ادباً عرض کر کے معصیت سے اجتناب کیا جائے۔ جب ان میں رہ کر ایسا کرتے ہیں تو کہتے ہیں بہت متشدد ہے اور اس کی وجہ سے جماعتی کام متأثر ہوتا ہے۔ تو اب ایسا خیال ہے تو پھر ایسے شخص کو صرف مقامی اجتماعات اور گشت کی حد تک ساتھ دیکر پھر خاموش رہنا یا بالکل شرکت ہی نہ کرنا چاہیے۔ یا کیا کرے؟ رہبری چاہتا ہوں جملہ مقاصد کے لئے چاہتا ہوں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جو چیزیں شرعی منکرات ہیں ان کو منکر سمجھنا اور حسب حیثیت ان پر نکیر کرنا ضروری ہے ان میں شرکت جائز نہیں۔ اگر تبلیغی کارکن منکرات میں شرکت کرتے ہیں تو وہ غلطی کرتے ہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ منکر پر نکیر سے پہلے ذہن کو کچھ ہموار کیا جائے تا کہ وہ نکیر کو قبول کرلے اور اس سے باز آجائے۔ نیز ذہن کو ہموار کئے بغیر نکیر بے تاثیر ہوتی ہے۔ بعض لوگ

ایسے بھی ہیں ان کا ایمان بہت ضعیف ہے علم بھی ان کو حاصل نہیں، ان کے لئے پہلے ایمان کی چیزوں کو پیش کرنا ضروری ہے ان پر نکیر منکرات متعلقہ اعمال کا وقت دیر میں آتا ہے[۱] حضرت اقدس تھانویؒ اور ان کے خلفاء کے اقوال واحوال سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، کسی محقق عالم مصلح کی تشریف آوری پر منہ چڑھانا اور ان سے استفادہ نہ کرنا بڑی محرومی ہے تبلیغی جماعت کو اس کی ہدایت نہیں بلکہ ان کو تاکید کی جاتی ہے کہ جس بستی میں جانا ہو وہاں کے اہل علم کی خدمت میں ضرور حاضر ہوں اور ان سے دعا کی درخواست کرو خواہ تبلیغی کام سے ان کو والہانہ تعلق ہو یا نہ ہو[۲] بعض اہل علم اور تعلیم یافتہ حضرات کے متعلق اس کا بھی تجربہ ہوا کہ ان کے اعزاز کی خاطر ان سے تقریر یا کتاب سنانے کی درخواست کی گئی تو انھوں نے پھر تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی اصلاح کے نام پر بہت کچھ نازیبا الفاظ فرمائے یا موضوع سے ہٹ کر مروجہ پیشہ ور واعظوں کی طرح قصے اور چٹکلے سنا کر سامعین کا وقت ضائع کیا، مگر سب ایسے نہیں، جن کے متعلق اطمینان ہو یہ کام سے والہانہ تعلق نہ رکھنے کے باوجود کام اور جماعت کے متعلق مفید باتیں بتائیں گے ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔ لیکن مقدر سے یہ چیز مرض کے درجہ تک پہونچ گئی ہے۔ دیگر جماعتیں اور ادارے بھی اس مرض سے خالی نہیں۔ حضرت تھانویؒ کے بعض مجازین کے مریدوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اپنے پیر کے علاوہ دوسرے مجاز سے نہ عقیدت رکھتے ہیں نہ استفادہ کرتے ہیں، نہ کشادہ روئی سے ملاقات کرتے ہیں، کہیں موقعہ ہوتا ہے تو کترا جاتے ہیں، بعض مرتبہ زبانی یا تحریری الفاظ بھی ناشائستہ کہتے اور لکھ دیتے ہیں مگر یہ خود

---

[۱] عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مَنْ رَایٰ مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ. (مسلم شریف ص ۵۱ / ج ۱، مطبوعہ بلال دیوبند، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان، مشکوۃ شریف ص ۴۳۶، باب الامر بالمعروف، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)

[۲] ملاحظہ ہو چھ باتیں ص ۴۷، ۴۸، مطبوعہ نئی دھلی،

ان کی غلطی ہے، یہ نہیں کہا جائے گا کہ حضرت تھانویؒ کی تعلیم ہے یا ان کے خلفاء کی تعلیم ہے۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ.

(۲) خانقاہوں اور مدارس کا کام بہت اہم ہے اس کو بے سود کہنا گمراہی ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ مدارس وخانقاہوں میں وہ آتے ہیں جن کے دل میں طلب ہو، جن کے دل میں طلب نہیں وہ نہیں آتے اور اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ تبلیغی جماعت بے طلب لوگوں کے پاس جاتی ہے۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ بے طلب لوگوں کے پاس تشریف لے گئے، اس اعتبار سے تبلیغی جماعت کا کام زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس کا نفع بھی ظاہر ہے۔ لیکن یہ تقابل کا طریقہ ہرگز اختیار نہ کیا جائے، اس میں فتنہ ہے، اپنی اپنی جگہ پر سب حضرات کا کام بہت اہم ضروری ہے کسی سے استغناء نہیں ہر ایک کو دوسرے کے کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے، تخریبی تنقید سے بچنا چاہیئے ورنہ اس تخریبی تنقید کا عمومی دروازہ کھل گیا تو بس تنقید، تحمیق، تجہیل، تفسیق، تضلیل کا بازار گرم ہوکر تکفیر تک نہ پہونچ جائے۔ کوتاہیوں سے کون خالی ہے[۱]۔

(۳) منکر ومعصیت میں شرکت نہ کرے، اگر جماعت میں نکلے اور وہاں شرکت معصیت پر مجبور کیا جائے تو ان سے کہدے کہ میں معذور ہوں۔ اس پر وہ مجبور کریں تو ان سے رخصت ہوکر چلا آئے۔ آئندہ اگر وہ جانے کے لئے کہیں تو شرط کرلے کہ میں معصیت میں شریک نہ ہوں گا۔ یہ شرط منظور ہو تو میں چلتا ہوں ورنہ مجھے معاف کیا جائے[۲]۔ ہر جماعت میں تو شاید یہ بات نہ ہو کہ معصیت میں ضرور شرکت کرتی ہو، ایسی جماعت کے ساتھ چلا جایا

---

[۱] ملاحظہ ہو آداب المبلغین ص ۶، (مکتبہ مرادآباد) مصنفہ احمد حسین مرادآبادی،

[۲] وَاِذَا رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ يَخُوۡضُوۡنَ فِیۡۤ اٰيٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ اِلٰی قَوۡلِهٖ تَعَالٰی وَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ سورۃ الانعام آیت ۶۸،

ترجمہ:- اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کرتے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہوجا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں یاد آنے کے بعد ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (از بیان القرآن)

کرے جس میں معصیت میں شرکت نہ ہوتی ہو، ورنہ مقامی گشت واجتماع پر کفایت کرلیا کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور جوابات

سوال:- (۱) دورِ حاضر میں دعوت وتبلیغ یا تبلیغی جماعت کے نام سے جو محنت چل رہی ہے اور گشتوں، ذکرواذکار وغیرہ اعمال کی دعوت دیتی ہے۔ یہ جماعت قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے طریقہ پر ہے یا نہیں؟

(۲) کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ جماعت ایمان کو مردہ بناتی ہے اور جذبۂ جہاد کو ختم کرتی ہے اور اسلام کے خلاف کام کرتی ہے یا غیر مسلموں کی اسلام کے خلاف سازش ہے؟

(۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کی جمع کردہ کتاب فضائل تبلیغی نصاب یا فضائل اعمال کے بارے میں حضرات علماء کی کیا رائے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے نظام الدین دہلی سے تبلیغی جماعت کا جو کام شروع فرمایا، جس کے چھ نمبر ہیں اور وہ کام اللہ کے فضل سے بڑھتے بڑھتے آج تمام عرب وعجم میں پھیل چکا ہے جس کی بدولت بے شمار بددین، فاسق اب متبع سنت اور پابندِ شریعت ہوگئے، بے نمازی بڑی تعداد میں نمازی بن گئے، جو لوگ کبھی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے وہ باقاعدہ زکوٰۃ دینے لگے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ مالدار ہونے کے باوجود ان کو حج کا خیال تک نہیں آتا تھا۔ انھوں نے حج کیا اور باربار حج کرتے ہیں۔ کتنی مسجدیں ویران پڑی ہوئی

تھیں وہ نمازیوں سے آباد ہوگئیں۔ کتنی بستیوں میں دینی مدارس قائم ہوگئے۔ جن میں قرآن کریم، حدیث، تفسیر کی تعلیم ہوتی ہے، کتنے ان پڑھ اور جاہل آدمی عالم ہوگئے اور تمام دنیا میں دین کی خدمت اور اشاعت کے لئے پھر رہے ہیں۔ کتنے لوگوں کے ایمان نہایت پختہ ہوگئے جب کہ وہ پہلے سے مشرکانہ عقائد میں مبتلا تھے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر بھی کیا اس کے دینی کام ہونے میں شبہ ہوسکتا ہے قرآن کریم اور حدیث شریف کا بھی تو یہی حکم ہے[1]۔ اور سلف صالحین نے اپنی زندگیاں اسی کام کے لئے تو وقف کی ہیں۔

(۲) اس جماعت کے نصاب میں ایک کتاب ''حکایات صحابہؓ'' بھی ہے جس میں جذبۂ جہاد اور صحابہ کرامؓ کی بہادری اور شجاعت اور دین کی خاطر جان کی قربانی اور صحابی بچوں اور صحابی عورتوں کے واقعات بھی اس سلسلہ میں ترغیب اور اتباع کے لئے مذکور ہیں۔ کم سے کم اسی کا مطالعہ کرلیا جائے تو معترض کے اعتراضات خود بخود ختم ہوجائیں گے۔ اگر کوئی شخص ایمان کے زندہ ہونے کا نام ہی ایمان کا مردہ ہونا رکھ دے اور قرآن کریم اور حدیث شریف کے امر کو جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے دشمنانِ اسلام کی سازش قرار دینے لگے وہ اپنے کام کا خود ذمہ دار ہے یا اس کی اصطلاح ہی کچھ اور ہو کہ وہ ایمان واسلام کے ایسے معنی بیان کرتا ہو جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوں اور سلف صالحین نے بھی کبھی ایسے معنی بیان نہ کئے ہوں تو وہ اپنی جداگانہ اصطلاح میں مسلم ومومن ہے۔

(۳) بہت مفید ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ

---

[1] كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الأيه سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰/ عَنْ اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَان، مشکوٰۃ شریف ۴۳۶/ باب الامر بالمعروف، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

تبلیغی جماعت پر اعتراض

سوال:- تبلیغی جماعت کیسی ہے؟ کیا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس کی ہر بات کو مان کر عمل کریں، حالانکہ ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو دینی تعلیم سے بہت ہی کم واقف ہوتے ہیں اور منبر پر کھڑے ہو کر وعظ و دیگر ضروری امور کلیہ وغیرہ پر زور دیتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ جب کہ غالباً حضرت علیؓ کا واقعہ ہے کہ کوفہ کی جامع مسجد میں ایک عالم تقریر کر رہے تھے، ان سے جب دریافت کیا گیا کہ تم کو ناسخ ومنسوخ کا علم ہے تو انھوں نے انکار کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے ان کو مسجد سے باہر کر دیا۔ تو یہ تبلیغی جماعت والے کس طرح وعظ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سے جب کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خود سیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ کیا سیکھنے کے لئے دارالعلوم ناکافی ہے؟ بہرصورت اس بارے میں تشفی بخش جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت جس کا مرکز نظام الدین دہلی ہے اچھی اور صحیح العقیدہ جماعت ہے۔ اس جماعت میں جو معتمد اہل علم ہیں ان کی تقریروں میں تو کوئی اشکال نہیں۔ جو غیر عالم ہیں ان کو ہدایت ہے کہ چھ نمبر سے زائد کوئی بات بیان نہ کریں، یا تو چھ نمبروں کو بیان کریں تا کہ وہ پختہ ہو جائیں یا کتاب پڑھ کر سنائیں اور کتابیں بھی قابل اعتماد تجویز ہیں۔ اس کے علاوہ غیر اہل علم کو اجازت نہیں۔ چھ نمبروں میں کوئی بات قرآن کریم اور حدیث شریف اور فقہ کے خلاف نہیں ہے۔[1] ان کو بیان کرنے اور سننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ نفع ہی نفع ہے۔ علم دین سیکھنے کا یہ طریقہ بھی ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو کر سیکھا جائے مگر یہ ظاہر ہے کہ

[1] ملاحظہ ہو چھ نمبر (مطبوعہ نئی دھلی)

کروڑوں مسلمان سب کے سب دارالعلوم دیوبند میں نہ سیکھنے کے لئے آسکتے ہیں، نہ سما سکتے ہیں نہ سب کے پاس اتنا وقت ہے، نہ سب کو شرعاً اس پر مجبور کیا جاسکتا ہے، نہ سب میں اس کی صلاحیت ہے، نہ مدرسہ ان سب کا صرفہ برداشت کرسکتا ہے۔ اس لئے جگہ جگہ مدارس و مکاتب قائم کئے جاتے ہیں اور کتابیں بھی تصنیف کی جاتی ہیں، رسالے اور اخبار شائع کئے جاتے ہیں، فتاویٰ کا انتظام بھی کیا جاتا ہے، انجمن بھی بنائی جاتی ہے، وعظ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سب ہی طریقے دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے ہیں، اسی طرح تبلیغی جماعت کا جو طریقہ ہے وہ بھی دین سیکھنے کا بہت مفید طریقہ ہے۔ جس شخص کو نماز، کلمہ، وضو کچھ نہیں آتا وہ چالیس روز کے لئے جماعت کے ساتھ نکل جاتا ہے تو اسی مدت میں اچھا خاصا وہ سیکھ لیتا ہے اور پابند ہوجاتا ہے اور پھر آگے ترقی کرتا جاتا ہے۔ تجربہ اس کا شاہد ہے۔ جو شخص براہِ راست قرآن پاک سے مسائل استنباط کرکے بیان کرے اس کے لئے ناسخ منسوخ کا علم ہونا ضروری ہے اور بھی بہت سی چیزوں کا علم ہونا ضروری ہے[1] اور جو شخص ائمہ دین کے بیان فرمودہ منقح مسائل کو نقل کرے اس کے لئے علم ناسخ منسوخ کا ماہر ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی بناء پر تبلیغی جماعت کو یا کسی اور کو وعظ اور تقریر سے روکنا غلط اور بے محل ہے۔ البتہ جو بات خواہ روایت ہو یا مسئلہ غلط بیان کریں اس پر ضرور تنبیہ کی جائے

---

[1] وليس لكل انسان أن يجتهدويحكم علىٰ الامور مالم يتصف باربع صفات احداها العلم بكتاب الله ناسخه ومنسوخه وماجاء فيه مفروضاو للأدب أو للارشاداو للاباحة الثانية السنة النبوية والصفة الثالثة الاجماع والصفة الرابعة القياس الىٰ قوله ان المجتهدمن عرف الاحكام الشرعية من قواعدهافى الكتاب والسنة والاجماع والقياس وهوالفقيه العارف بعلوم القرآن والحديث والناسخ والمنسوخ واللغة والنحووالصرف الخ المجموع شرح المهذب مقدمه ص ۴۱،۴۳ (مكتبه دارالفكر،فى بيان الاجتهاد والتقليد)مرقات ص ۲۳۹/ ج ۱/ كتاب العلم، الفصل الثانى، مطبوعه اصح المطابع بمبئى، روح المعانى ص ۵۰۶/ ج ۱/ الفائدة الثانية، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت،

اور غلطی کو واضح کر دیا جائے۔ اس میں بھی شفقت اور اصلاح کا جذبہ ہونا چاہیے[۱] تحقیر اور تذلیل کا جذبہ ہرگز نہ ہو یہی معاملہ تبلیغی جماعت کے ساتھ کیا جائے یہی دوسرے دینی خدمت کرنے والوں کے ساتھ کیا جائے، خواہ تقریر وعمل سے خدمت کی جائے، یا تحریر و تصنیف سے یا افتاء وتدریس سے یا گشت واجتماع وغیرہ سے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۹/۱۶ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۹/۱۸ھ

تبلیغی جماعتوں اور تبلیغی کتابوں پر کچھ اعتراضات اوران کے جوابات

سوال:- (۱) آج کل تبلیغی جماعت کا رویہ زور پکڑتا جارہا ہے کہ ہر محلّہ کی مسجد میں تبلیغی نصاب کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ لوگوں کو زبردستی روکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص نہ بیٹھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں۔ یہ التزام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تبلیغی نصاب میں صرف عبادات کے فضائل کا بیان ہوتا ہے مسائل ضروریہ کا حصہ نہیں اور اگر کوئی عالم سمجھائے کہ مسائل کی کتاب بھی پڑھو تو ہرگز نہیں پڑھتے۔ اگر کوئی شخص پڑھے تو پڑھنے نہیں دیتے، ان کا یہ فعل جائز ہے۔ یا نہیں؟

(۳) ان فضائل کی کتابوں میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو موضوع ہیں، مگر مرتب

---

[۱] من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان قال النووى تحت هذاالحديث ينبغى للآمربالمعروف والناهى عن المنكرأن يرفق ليكون اقرب الىٰ تحصيل المطلوب الخ، مسلم شريف مع نووى ص ۵۱/ ج ۱/ مطبوعه رشيديه دهلى، كتاب الايمان، باب بيان كون النهى عن المنكرمن الايمان الخ، عالمگيرى كوئٹه ص ۵/۳۵۲، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فى الغناء)

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

کتاب نے عربی عبارت میں تو ان کا موضوع ہونا واضح کر دیا لیکن اردو ترجمہ میں نظر انداز کر دیا۔ اب وہ احادیث موضوعہ اردو میں پڑھی جاتی ہیں۔ کیا ایسی حدیثوں کا پڑھنا جائز ہے؟

(ب) کیا مصنف کو ایسی حدیثیں جن کا وضع ہونا خود ان پر واضح تھا درج کرنا اور بطورِ نصاب ان کی اشاعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اصل یہ ہے کہ دین کا سیکھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے[۱] اس مقصد کے لئے کتابیں تصنیف اور شائع کی جاتی ہیں، مدارس قائم کئے جاتے ہیں، ان کے لئے مستقل نصاب تجویز کیا جاتا ہے۔ جماعتوں اور درجوں کا نظام بنایا جاتا ہے، خانقاہیں قائم کی جاتی ہیں، مبلغ واعظ رکھے جاتے ہیں، ان کی تقریریں ہوتی ہیں، انجمنیں بنائی جاتی ہیں، کتب خانے بنائے جاتے ہیں غرض جس جس طریقہ پر دین حاصل کرنا آسان ہو جائے وہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ شرعاً ممنوع نہ ہو۔ اسی طریقے پر تبلیغی جماعت کا حال ہے۔ مدارس میں نہ سب دین حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں، نہ سب کے پاس اتنا وقت ہے کہ پورا نصاب پڑھیں، نہ مدارس میں اتنی گنجائش ہے، نہ سب میں نصاب کے پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہے۔ یہی حال خانقاہوں کا ہے۔ خود کتابیں دیکھ کر بھی دین حاصل کرنے کی صلاحیت عموماً نہیں۔ واقعہ تو یہ ہے کہ عمومی طور پر دین کی طلب ہی اس قدر قلیل ہے کہ جس کو شمار میں لانا ہی محل تأمل ہے۔ کتنے کروڑ کی مسلم آبادی ہے اور کتنے مدارس وخانقاہوں سے استفادہ کرنے والے ہیں، انجمنوں اور واعظوں سے استفادہ اس سے بھی کماً وکیفاً کم ہے، بے دینی جس قدر عام ہے اس کو دور کرنے کے لئے بھی ایسے طریقے کی ضرورت تھی جو عام اور سہل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ تبلیغی جماعت کا طریقہ جاری فرمایا۔ خدائے پاک کے

---

[۱] طلب العلم ای الشرعی فریضة ای مفروض عین علیٰ کل مسلم ای ومسلمة کما فی روایة الخ، مرقات ج ۱، ۲۳۳، مکتبہ اصح المطابع بمبئی، کتاب العلم، الفصل الثانی،

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

فضل وکرم سے اس کا نفع بہت ہی عام ہوا۔ کتنے لوگوں کا کلمہ درست ہوا۔نماز درست ہوئی۔بے نمازیوں نے نماز کی پابندی کی۔کتنے تاجرزکوٰۃ زکوٰۃ نہیں دیتے تھے،سودی معاملہ کرتے تھے، انہوں نے باقاعدہ دینی شروع کی،سودی معاملات سے پرہیز کرنے لگے۔کتنے لوگوں نے حج کیا۔یہ جماعت بندگارہ پر، جہازوں میں، جدہ میں،مکہ مکرمہ میں،منٰی میں،عرفات میں، مدینہ طیبہ میں غرض سب جگہ کام کرتی ہے جس کی بدولت بہت سے لوگوں کا حج صحیح طور پرادا ہوتا ہے۔انگریزی ممالک میں مساجد کی تعمیر ہوئی۔قرآن پاک تراویح میں پڑھا جانے لگا۔مکاتب قائم ہوئے۔چونکہ یہ جماعت کوئی منظّم جماعت نہیں بلکہ دین سیکھنے والے ہر چھوٹے بڑے طبقہ کے لوگ ہیں۔اس لئے بے عنوانیاں بھی ہوتی ہیں۔بعض جوش میں تقریر کرتے ہوئے اپنی حد سے بڑھ کر بھی باتیں کہہ دیتے ہیں، حالانکہ ان کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ چھ نمبروں سے زائد بات نہ کہیں۔شکایات معلوم ہونے پر تنبیہ بھی کی جاتی ہے،کبھی تقریر سے ہی بالکل روک دیا جاتا ہے۔[1] مقامی علماء اگر سرپرستی فرمائیں اور غلطیوں پر تنبیہ کریں تو اس جماعت کو قدردانی کرنی چاہیے۔ان مخلص علماء کو تبلیغ کا مخالف سمجھنا غلطی اور سخت غلطی ہے۔اس جماعت کو ان کی شفقت اور خیرخواہی کا تجربہ نہیں۔اس لئے اہل علم حضرات اگر ان کے حلقوں میں تھوڑی سی شرکت بطورنگرانی فرمالیں تو ان کی غلطی کی اصلاح بھی ہوجائے اور قلوب میں ہمدردی اور شفقت کا احساس بھی ہوجائے۔بعد نماز جو شخص اپنی ضرورت کی خاطر جانا چاہتا ہے اس کو زبردستی روکنا بھی نہیں چاہیئے۔غالباً اس سے بھی آپ کو انکار نہ ہوگا کہ قلوب میں دین کی طلب نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بکثرت ضرورت کا حیلہ کرکے بھی چلے جاتے ہیں۔اہل مدارس غیر حاضر طلباء، ناکام طلباء کا کھانا وظیفہ بند کردیتے ہیں، اور دوسری سزائیں بھی دیتے ہیں۔یہ جماعت اس قسم کا کوئی کام نہیں کرسکتی بلکہ خوشامد کا طریقہ استعمال کرتی ہے۔تاہم خوشامد سے آگے بڑھ کر کسی

[1] ملاحظہ ہو چھ باتیں ص ۲۵، (مکتبہ تبلیغی کتاب گھر نئی دھلی)

کومجبور کرنا غلط ہے[۱] اس سے پرہیز لازم ہے، چہ جائیکہ اس پر نکیر کی جائے۔

(۲) اس جماعت کے اصول میں علم کی تحصیل بھی ہے[۲] لیکن جس طرح مدارس میں کتابیں ہدایہ وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں، اس طرح یہاں تعلیم نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہدایہ، شرح وقایہ وغیرہ پڑھانے کے لئے پہلے کتنی کتابوں کا پڑھانا ضروری ہے۔ مدارس میں میزان سے جماعت پڑھنا شروع کرتی ہے شروح، حواشی، تراجم دیکھتی ہے، مطالعہ کرتی ہے، استاذ کی تقریر سنتی ہے۔ پھر ہدایہ وغیرہ میں کیا پوری جماعت ایسی ہوتی ہے کہ اس کی عبارت کو حل کرے، اور مسائل صحیح سمجھ جائے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ پھر تبلیغی جماعت میں کوئی تین دن کے لئے نکلا، کوئی دس بیس چالیس دن کے لئے نکلا۔ نہ امیر ایک رہتا ہے نہ جماعت ایک رہتی ہے، ایسی حالت میں اگر مسائل کی کتابیں ان کو سنائی جائیں تو غلطی کا احتمال کس قدر غالب ہوگا۔ البتہ ان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے طور پر اپنی استعداد اور حالت کے مطابق ضرور دین کا علم حاصل کریں اور وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں، کوئی مسائل پوچھ کر، کوئی اہل علم کی صحبت میں جا کر، کوئی مطالعہ کتب سے، کوئی مدارس میں داخل ہوکر۔ جو شخص حاصل نہیں کرتا وہ کوتاہی کرتا ہے۔ اصول کا پابند نہیں۔ امام عالم اگر مسائل کی کتاب سنانا چاہیں تو ضرور سنائیں جماعت نہ روکے۔ البتہ باہمی مصالحت سے وقت متعین کرلیا جائے کہ فلاں وقت مسائل کی کتاب ہوگی۔

(۳) ایسی حدیث تو شاید کوئی نہ ہو جسکے موضوع ہونے پر اتفاق ہو ہاں یہ کہ بعض حدیثیں ضعیف ہیں اور ایسی بھی ہیں کہ بعض محدثین نے ان کو موضوع کہا ہے اس کو مصنف

---

۱ لااکراہ فی الدین. الأیۃ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۶/.

ترجمہ:- دین میں زبردستی نہیں ہے (از بیان القرآن)

۲ ملاحظہ ہو: چھ باتیں ص ۲۵ (مکتبہ تبلیغی کتاب گھر نئی دھلی) ملاحظہ ہو: آداب المبلغین ص ۶ (مطبوعہ مرادآباد)

مدظلہ نے بیان بھی کردیا۔ فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا بیان کرنا تدریب الراوی[1] وغیرہ کتب میں جائز لکھا ہے۔ آخر ابن ماجہ کے متعلق آپ کیا کہیں گے جس کی نصف سے زائد احادیث کو ابن جوزیؒ نے موضوع قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ داخل درس ہے بلکہ صحاح ستہ میں شمار ہے اور مصنف قدس سرہٗ نے کسی حدیث کے متعلق یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بلانکیر اس کا درس دیا جاتا ہے۔

(ب) مصنف مدظلہ نے تو بہت احتیاط سے کام لیا کہ جس حدیث کو بعض حضرات نے موضوع قرار دیا ہے اس کو واضح کردیا[2] اگر وہ حدیث بالاتفاق موضوع ہوتی تو ہرگز اس کو لکھ کر اس سے استدلال نہ کرتے اب رہ گیا عوام کا حال تو ان کے لئے حدیث کی قوت و ضعف کا بیان کرنا ہی کچھ مفید نہیں۔ اس لئے ترجمہ میں اس کا ذکر نہیں آیا۔ اہل علم حضرات کے لئے عربی عبارت میں موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۵/۳/۲۴ھ

کیا دیو بند کے علماء تبلیغی جماعت کو غلط سمجھتے ہیں

سوال:- ہمارے مقام کے کچھ احباب موجودہ تبلیغی کام پر جس کی سرپرستی مولانا

---

[1] قالوا اذا روينا فى الحلال والحرام شددنا وأذا روينا فى الفضائل تساهلنا الخ تدريب الراوى ص۲۹۸/ ج ۱/ قبيل النوع الثالث والعشرون صفة من تقبل روايته، مطبوعه العلمية المدينة. ان الحديث الضعيف معتبرفى فضائل الاعمال الخ مقدمه شيخ عبدالحق على المشكوٰة ص ٦، مطبوعه دارالكتاب ديوبند،

[2] اما ما أورده ابن الجوزى فى الموضوعات من احاديث ابن ماجه فنحو اربع وثلاثين حديثاً الخ، ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع، سنن ابن ماجه ص۳۸/ ما اورده ابن الجوز فى الموضوعات من احاديث ابن ماجه، مطبوعه اشرفى ديوبند،

الیاس صاحب فرماتے ہیں اعتراض کرتے ہیں مسجد میں ایک اشتہار لگایا گیا ہے کہ دیوبند کے چند علماء جن کے کچھ نام بھی لکھے گئے ہیں اس کام کو غلط سمجھتے ہیں اور یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے میں تو بالکل مطمئن ہوں کہ یہ ان حضرات کا اعتراض بالکل غلط ہے اور اشتہار بھی غلط ہے۔ پھر بھی اس بات کی یہاں ضرورت ہے کہ اس کی تصدیق ہوجائے براہ کرم تبلیغی کام کے تعلق سے علماء دیوبند کا کیا خیال ہے معلوم فرمائیے تاکہ سند رہے یہ اشتہار بریلوی عقائد کے اشخاص میں سے ایک شخص کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ جوابات اسی کاغذ پر ہوں تو بہتر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

علماء دیوبند تبلیغی جماعت میں برابر شرکت کرتے رہتے ہیں دیوبند میں مدرسہ میں بھی یہ جماعت کام کرتی ہے، اور یہاں سے مرکز نظام الدین دہلی جماعتیں جاتی رہتی ہیں بریلوی تو اپنے سوا سب ہی کو کافر کہتے ہیں[1] اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۱۴ھ

تبلیغی جماعت والے کیا وہابی ہیں؟

سوال:- ہم لوگ ہندوستان سے بہت دور ساؤتھ افریقہ کے ایک مُلک سُرِیتام میں رہتے ہیں ہمارے یہاں ۱۹۵۰ء سے پاکستان وغیرہ سے بریلوی حضرات آتے رہتے تھے۔ ۱۹۶۸ء کے بعد سے تبلیغی جماعت کا سلسلہ جاری ہوا۔ ہمارے قریب ملک باربادوس سے پھر لندن اور افریقہ سے جماعتیں آتی رہیں۔ اس کے بعد گذشتہ سال امریکہ کے اجتماع

---

[1] حسام الحرمین ص ۱۱۳، پر بریلویوں کے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے یہ طائفے سب کے سب کافر اور مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں بحوالہ تکفیری افسانے ص ۴۶، ۴۷، مطبوعہ نورانی فیض آباد،

سے پہلے ہندوستان میں سورت اور بمبئی سے وہاں کے سات حضرات جماعت میں آئے تھے، کافی ووافی کام کیا تھا جس سے ہم لوگ متأثر ہوکر اجتماع میں شریک ہوئے تھے اور ہمارا پورا یقین ہے۔لیکن پاکستان سے بریلوی اشرف القادری آ کے یہاں رہتا ہے جس کے پاس ایک بڑی مسجد اور بڑی جماعت ہے۔ وہی زیادہ شور مچاتا ہے اور کہتا ہے کہ مولوی الیاس وہابی ہے۔ وہابی مدرسہ کا پڑھا ہوا ہے، وہابی کا شاگرد ہے، وہابی عقیدہ پھیلاتا ہے اور مولانا اشرف علی کی تعلیم کو دنیا میں عام کرنا چاہتا ہے۔ایسا ایک پرچہ بمبئی سے منگوا کر لوگوں میں تقسیم کیا ہے اور لوگوں کو بتاتا ہے کہ سب دیوبندی اور تبلیغی جماعت والے وہابی اور کافر ہیں، لہٰذا زبردستی مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا اسماعیل دہلوی وغیرہ کو کافر کہلواتا ہے اور مجھ کو کہتا ہے کہ تم لوگ تبلیغی جماعت والوں کا ساتھ چھوڑ دو، ان کو مسجدوں میں گھسنے نہ دو، لات مار کے نکالو، یہ لوگ پہلے پہلے نماز کلمہ کی دعوت دیتے ہیں پھر اپنا رسوخ ہونے کے بعد اپنا وہابی عقیدہ ظاہر کریں گے۔

لہٰذا مفتی صاحب آپ تفصیل سے نقل شدہ پرچہ کا جواب دیں تاکہ ہم دوسرے حضرات کو دکھا سکیں اور مفتیان کرام کے دستخط اور مدرسہ کی مہر کے ساتھ جواب جلدی سے روانہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت والے چاہے پُرانے ہوں یا نئے ہوں یا عالم ہوں یا عامی ہوں۔اسی طرح سے دیوبند سے تعلق رکھنے والے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہم اللہ سے عقیدت اور تعلق والے (ان کے شاگرد، مرید اور معتقد) لاکھوں موجود ہیں جنھوں نے ہزاروں دینی مدارس قائم کئے جن میں قرآن کریم، حدیث شریف، تفسیر، فقہ کی تعلیم ہوتی ہے۔اور تبلیغی

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

جماعت تو خدا کے فضل سے تمام دنیا میں دینی کام کررہی ہے۔اس کام کی برکت سے فرائض زندہ ہورہے ہیں، سنتیں زندہ ہورہی ہیں، مسلمانوں کی زندگی سنتِ رسول ﷺ کے مطابق درست ہورہی ہیں، جو لوگ کبھی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے وہ باقاعدہ زکوٰۃ دے رہے ہیں۔جن کے ذمہ حج فرض تھا اور ان کو حج کرنے کا خیال بھی نہ ہوتا تھا وہ حج کررہے ہیں، بے نمازی نماز کے پابند ہورہے ہیں، غلط رسوم میں جو لوگ مبتلا تھے وہ ان کو چھوڑ رہے ہیں، بدعات سے توبہ کررہے ہیں، پکے پکے پُرانے بدعتیوں اور بریلویوں کے عزیز بھی تبلیغی جماعت میں آرہے اس عملی انقلاب کو دیکھ دیکھ کر بریلوی رہنما پریشان ہیں ان کو اس کی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ بے نمازیوں کو مسجد میں لائیں جس کی تاکید قرآن[1] وحدیث[2] سے ثابت ہے اور جس کے لئے اللہ پاک نے ایک لاکھ[3] سے زیادہ پیغمبر بھیجے اور حضور ﷺ اور انکے صحابہ کرام اور امت کے اکابر نے اپنی زندگیاں صرف کردیں۔ہاں ان بریلویوں کا کام صرف یہی رہ گیا ہے کہ نماز کے لئے مسلمانوں کو مسجد میں بلانے والوں کو گالیاں دے کر کافر بنا کر سیدھے[4] سادے مسلمانوں کو ان سے دور رکھیں تاکہ وہ اصل دین سے بے خبر رہیں اور بریلویوں کے معتقد بنے رہیں اور نذرانہ

۱؎ وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا الآية (سورۂ طٰهٰ آیت ۱۳۲)

ترجمہ:- اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے (از بیان القرآن)

۲؎ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بِنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْماً فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَبُرْهَاناً وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوراً وَلَا بُرْهَاناً وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَیِّ بِنْ خَلَفٍ .مشكوٰة شريف ص ۵۹ (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) كتاب الصلوٰة.

۳؎ سئل عن عدد الانبياء فقال مائة الف واربعة وعشرون الفاً الخ شرح فقه اكبر ص ۶۸ / عدد الانبياء ،مطبوعه رحيميه ديوبند.

۴؎ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَالِكَ، مشكوٰة شريف ص ۴۱۱، باب الغيبة والشتم (طبع ياسر نديم ديوبند)

ان سے لیتے رہیں۔ قیامت آنے والی ہے اس وقت سب کچھ سامنے آجائے گا اور اپنے اعمال وعقائد کی حقیقت کھل جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹؍۴؍۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۴؍۱۴۰۱ھ

کیا تبلیغی جماعت فتنہ ہے

سوال:- مسلک دیوبند سے وابستہ ایک عالم نے ابھی حال میں ایک رسالہ تحریر کیا جس کا نام ہے ''مروجہ تبلیغی جماعت'' کتاب ملنے کا پتہ مدرسہ فاروقیہ اتراؤں ضلع الٰہ آباد۔ اس رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت منجملہ فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے اس میں شرکت بدعت وگمراہی ہے ان عالم صاحب کا کہنا یہ ہے کہ مروجہ تبلیغی جماعت اپنی موجودہ ہیئت کذائیہ مثلاً چلہ دعا بالجہر بیداری شب جمعہ وغیرہ وغیرہ بدعت ہے اس کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے تو کیا حضرات علماء حق کا اس میں شریک ہونا اعانت کرنا حرام ہے۔ بعض حضرات کا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ رسالہ خود ایک زبردست فتنہ ہے اس سے عوام میں گمراہی کے شیوع کا اندیشہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس رسالہ کے مصنف کے شیخ حضرت مولانا وصی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مروجہ تبلیغی جماعت'' اور اس کے کام کو پسند فرمایا اور تائید کی ہے[1] نیز مصنف رسالہ کے استاد ومربی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اخیر حیات تک تائید فرماتے رہے[2] نیز دیگر اکابر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب وغیرہ رحمہ

[1] (چشمۂ آفتاب ص ۱۳ / مرتبہ قمر الدین مظاہری، مکتبہ نظام کانپور)

[2] (چشمۂ آفتاب ص ۱۵ / مرتبہ قمر الدین مظاہری، مکتبہ نظام کانپور)

اللہ علیہم نے تائید فرمائی ہے[1] ایک کتاب ہے جس کا نام ہے ''کیا تبلیغی کام ضروری ہے'' اس میں اکابر مرحومین اور موجودین کی تحریرات ایک صاحب نے شائع کردی ہیں اصل یہ ہے کہ قریب سے کام میں حصہ لے کر دیکھا جائے تو صحیح رائے قائم کی جائے اور جواشکالات لکھے ہیں وہ خود ہی حل ہوجائیں میرے خیال میں اس کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں کہ قلمی لڑائی کا دروازہ کھلتا ہے جس کو اشکال ہو وہ حل کرے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے اعتراضات کے جوابات شائع کردیئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۸/۷ھ

کیا تبلیغی جماعت حضرت تھانویؒ کے خلاف ہے

سوال:- تبلیغی جماعت جو دہلی سے نکلتی ہے وہ حضرت تھانویؒ کے بالکل خلاف ہے ان کی نہ کوئی کتاب مطالعہ میں ہے نہ حق اللہ کا خیال نہ حق العباد کا نہ قرضہ سے نفرت نہ بزرگوں سے عبرت نہ مسائل سے محبت یہ کیا دین ہے جب حضرت تھانویؒ نے مکمل کر دکھایا تو ان کا طریقہ کیوں نہ اپنایا اس جماعت کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دہلی نظام الدین کی تبلیغی جماعت کے متعلق یہ کہنا کہ وہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نوراللہ مرقدہٗ کے مخالف ہے بالکل غلط ہے۔ میں نے جماعت کے اکابر کے پاس حضرت تھانوی کی کتابیں دیکھی ہیں جو ان کے مطالعہ میں رہتی ہیں۔ بدعتیوں کا تو بڑا اعتراض ہی اس جماعت پر یہ ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ کی جماعت

[1] مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۱۴۴ مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی۔

ہے اور انکے بیان کئے ہوئے مسائل پھیلاتی ہے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا ایک ملفوظ ہیکہ میری تمنا یہ ہے کہ علوم حضرت تھانویؒ کے ہوں اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو[۱] لہٰذا یہ جماعت تو ان کے علوم کو سب دنیا میں ہدایت کیلئے پھیلانے والی ہے۔ حق اللہ اور حق العباد کی فکر سب کو ضروری ہے جو شخص اسمیں کوتاہی کرتا ہے اسکو اپنی اصلاح ضروری ہے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۴ھ

تبلیغی جماعت کا تعلق اساتذۂ دارالعلوم دیوبند سے اور مظاہر علوم سے

سوال: -(۱) تبلیغی جماعت جس کا مرکز بستی نظام الدین دہلی ہے۔ ازرُوئے شرع شریف کیسی ہے؟

(۲) دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا علماء دیوبند بھی اس کے خلاف ہیں؟

(۳) کیا متذکرہ بالا تبلیغی جماعت اصول اسلام وقوانین تبلیغ کے خلاف کام کررہی ہے؟

(۴) کیا مندرجہ بالا تبلیغی جماعت دیوبندی مسلک اور حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت شاہ

---

[۱] ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحب ص۵۷.

[۲] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْشَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّایَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ الخ بخاری شریف ص ۳۳۱ ج ۱ حدیث (۲۳۸۵) کتاب المظالم، باب من کانت مظلمة عند الرجل الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند،

ترجمہ: -حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس اس کے بھائی کا کوئی حق ہو اسکی عزت یا اور کسی چیز سے متعلق وہ اسکو آج حلال کرالے (معافی وغیرہ چاہ لے) اس سے پہلے پہلے کہ اسکے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم۔

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

ولی اللہ محدث دہلویؒ اور علماءِ حق کے مسلک کے خلاف ہے؟

(۵) یہاں پر عوام الناس میں مشہور ہو رہا ہے کہ ذیل کے علماء دیو بند (۱) مولانا فخر الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیو بند (۲) مولانا عبدالاحد صاحب محدث دارالعلوم دیو بند (۳) مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغ دارالعلوم دیو بند (۴) مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری استاذ دارالعلوم دیو بند (۵) مولانا ابوالکلام صاحب مبلغ دارالعلوم دیو بند (۶) مولانا عبدالرحیم صاحب اور (۸) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند نے بھی اور دیگر علماء دیو بند نے اس تبلیغی جماعت کے خلاف اپنی اپنی رائے دی ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس جماعت کے اصول شریعت کے مطابق اور بہت اہم ہیں۔ ''چھ باتیں'' کے نام سے چھپے ہوئے ہیں، ان پر عمل کرنے سے اعتقادی، اخلاقی، عملی اصلاح ہوتی ہے[۱]۔

(۲) اس جماعت کے پہلے بزرگ اور بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تھے جو کہ دیو بند کے پڑھے ہوئے اور حضرت شیخ الہندؒ کے بہت قابلِ اعتماد شاگرد تھے[۲] دارالعلوم دیو بند کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے ہیں۔ دارالعلوم دیو بند کے صدر مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ اہتمام سے تبلیغی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں۔ سہارن پور کے اجتماع میں ان چھ نمبروں پر ہی تقریر فرمائی اور ہر نمبر کو قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت کر کے فرمایا کہ اس دور میں یہ طریقہ نہایت جامع ہے، ہمہ گیر ہے، انتہائی مفید ہے۔ متعدد تقریریں ان کی طبع بھی ہو چکی ہیں۔ دہلی نظام الدین خط لکھ کر خود بھی اجتماعات میں شرکت کی خواہش کی، اور دارالعلوم میں جماعتیں بھیجنے کی فرمائش کی۔ اب بھی جماعتیں آتی ہیں۔ آج

۱؎ ملاحظہ ہو چھ باتیں (مطبوعہ نئی دھلی)

۲؎ حضرت مولانا الیاس صاحب اور ان کی دینی دعوت مولفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی ص ۴۹،

بھی ایک جماعت آئی اوراس نے ایک مسجد میں قیام کیا۔خبر ملنے پراس جماعت کودارالعلوم کے مہمان خانہ میں بلاکر قیام کرایا اورتمام طلبہ میں اس جماعت نے کام کیا۔ بقرعید کی تعطیل میں یہاں سے طلبہ کی جماعت نکلنے کا انتظام کیا جارہا ہے حضرت مولانا فخرالحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بھی شرکت فرمارہے ہیں مستقل سفرکرکے مدراس کے اجتماع میں بھی تشریف لے گئے تھے۔حضرت مولانا محمدالیاس صاحبؒ کے ہمراہ بارہا میوات وغیرہ کے علاقہ میں تشریف لے گئے،حضرت مولانا عبدالاحد صاحب مدظلہٗ اس جماعت سے محبت کرتے ہیں اور جماعت کواپنے مکان پرلے جاکردعوت کااہتمام فرماتے ہیں، حضرت مولانا ارشاد صاحب نے مستقل جماعت کی مدافعت کیلئے مناظرہ کئے اور بارہااس مقصد کیلئے طویل طویل سفرکیا۔سہ ماہی،ششماہی،سالانہ امتحان کے موقع پریہاں طلبہ کوجمع کرکے باہر نکلنے پرآمادہ کیاجاتاہے اوراجتماع کے موقع پرعامۃً حضرت مولانا انظرشاہ صاحب تقریرفرماتے ہیں اور ترغیب دیتے ہیں۔

مدرسہ مظاہرعلوم توپورے طورپرہمیشہ ہی اس جماعت کی نصرت کے لئے اپنے آدمی بھیجتا اورسعی کرتارہتاہے۔مولانا محمدیعقوب صاحب مدرس مظاہرعلوم بھی اجتماعات میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔مولانا عبدالرحیم صاحب نہ دارالعلوم کے مدرس ہیں نہ مظاہرعلوم کے۔ممکن ہے کہ اس نام کے کوئی صاحب مخالف جماعت ہوں۔مگران کی مخالفت کی وجہ سے نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ علماء دارالعلوم دیوبند اس جماعت کے مخالف ہیں، نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ علماء مظاہرعلوم سہارنپوراس کے مخالف ہیں، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ مولانا صاحب موصوف خودہی علماءدارالعلوم دیوبندومظاہرعلوم کی رائے سے اختلاف یامخالفت رکھتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے کچھ تنبیہ کی ہوجس سے ان کومخالف تصورکیاگیاہو[۱]

[۱] ملاحظہ ہوحضرت مولانا الیاسؒ اوران کی دینی دعوت ص۱۴۳ تا۱۷۷/ طبع ادارہ اشاعت دینیات نظام الدین دھلی، وانوارھدایت ص ۳۸۰، الخ باب تبلیغی جدوجھد میں اکابر علماء کی شرکت،

(۳) اس کا جواب (۱) و (۲) سے واضح ہے۔

(۴) جو کام قرآن وحدیث کے موافق ہو ان حضرات کے مسلک کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ اکابر قرآن وحدیث سے جداگانہ کوئی مسلک نہیں رکھتے تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے متبع تھے۔

(۵) اس کا جواب اوپر آ گیا۔ مزید تفصیل مطلوب ہو تو حضرت مہتمم صاحب مدظلہٗ کی تقریر مطبوعہ ''کیا تبلیغی کام ضروری ہے'' اور ''تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات'' مطالعہ فرمائیں۔ کوئی ایک فرد یا چند افراد کوئی غلطی اور کوتاہی کریں اور اس پر اہلِ علم حضرات تنبیہ فرمائیں تو یہ اصلاح کے لئے ہے اور اس کی ہمیشہ ہر جگہ ضرورت رہتی ہے، کیونکہ کوتاہی سے کوئی خالی نہیں۔ ہر جماعت اور ہر ادارہ میں ہوتی ہے اور اکابر اصلاح وتنبیہ فرماتے رہتے ہیں اس کو مخالفت سمجھنا اور کہنا قصورِ فہم ہے یا عناد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۱/۲۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۱/۲۹ھ

تبلیغی جماعت کے متعلق اہلِ بدعت کی پھیلائی ہوئی بدگمانیوں کا ازالہ

سوال:- چند دن پہلے ملک ویتنام سائیگون شہر میں ہندوستان سے ایک تبلیغی جماعت آئی اور چند دن یہاں قیام کر کے تبلیغ واشاعتِ دین کا اہم فریضہ انجام دیتی رہی۔ کچھ دن بعد یہ جماعت یہاں سے چلی گئی۔ اس کے بعد شہر کی جامع مسجد کے امام وخطیب نے لوگوں میں یہ بات پھیلانا شروع کر دی کہ تبلیغ والے وہابی ہیں، اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں۔ اس سے اہل شہر میں ایک قسم کا اضطراب اور بے چینی پھیل گئی ہے اور امام صاحب

نے سیلون سے چند پمفلٹ منگوا کر لوگوں میں پھیلانا شروع کر دیا جس میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف یہ تاثر پیش کیا گیا ہے کہ یہ لوگ سرکارِ دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور اہلِ سنت کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہاں پران تمام واقعات نے بہت برااثر پیدا کر دیا ہے۔ اس لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کا مدلل جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

نیز مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا تھانویؒ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں، ان کی کتابوں میں بہت سی غلط باتیں ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ مذکورہ علمائے کرام کی حقانیت کے بارے میں مدلل جواب دیں۔ اگر دارالعلوم دیوبند سے یا کسی اور جگہ سے تبلیغی جماعت اور ان اکابر کی براءت میں کتابیں شائع ہوئی ہوں تو اس کی نشاندہی فرمادیں۔ تاکہ ان پر یہ کتاب بطور حجت پیش کرسکیں۔

نیز ان حالات میں تبلیغی جماعت کا کام یہاں سائیگون میں ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حقانی علماء کرام کی ایک کانفرنس ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۱ء کو ہونا طے پائی ہے جس میں اس بارے میں مشورہ ہوگا۔ آپ براہِ کرم ممکن حدتک جواب جلد عنایت فرمادیں، تاکہ ہم اس کو جماعت کے سامنے پیش کرسکیں۔

مختصراً یہ کہ ہمارے یہاں تبلیغی جماعت کے خلاف لوگ ایک محاذ بنا چکے ہیں جس سے آئندہ کے لئے رُکاوٹ پیدا ہوگئی ہے۔ مدلل جواب عنایت فرمادیں تو بڑی نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت کا مقصد دین برحق کی اشاعت ہے یعنی حضرت رسولِ مقبول سید عالم ﷺ کو اللہ رب العزت نے جو دین عطا فرمایا اور اس کے کامل فرمان کی بشارت اس

آیت شریفہ میں دی ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ. الآیہ[۱] اس دین کو دنیا کے تمام لوگوں کو پہونچادیں اوران کو سکھادیں۔ اس مقصد کے لئے حدیث شریف کی روشنی میں جو جو ہدایات ملتی ہیں ان کے تحت اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو جو صورتیں تبلیغ دین کی اختیار فرمائی ہیں ان کے تحت اپنے اپنے مکان سے نکلیں، جماعتیں بنا کر بستی بستی میں گشت کریں، اور اپنے بھائیوں کو انتہائی شفقت ومحبت کے ساتھ مسجد میں لائیں، دین کی اہمیت سمجھائیں، حضرت رسولِ اکرم ﷺ کے حقوق بتائیں اور یہ ذہن نشین کرائیں کہ نجات کا راستہ صرف یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی کو حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی سنت اور ہدایات کے موافق بنایا جائے، کوئی کام خلافِ سنت نہ کیا جائے۔ جس قدر اس میں پختگی حاصل ہوگی اسی قدر دُنیا میں بھی فتنوں سے حفاظت رہے گی اور آخرت میں بھی حضرت فخر عالم ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔ جس قدر سنت سے بعد ہوگا اسی قدر دُنیا میں بھی فتنے بڑھیں گے اور آخرت میں بھی دوری رہے گی اس کے اصول ایسے مضبوط اور پختہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس کا نام ''چھ باتیں''[۲] ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔ اس جماعت کا کام صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں ہورہا ہے۔ بے شمار آدمیوں کا حج اس کی وجہ سے سنت کے موافق ادا ہورہا ہے۔ ہر جہاز میں جماعت کے آدمی کام کرتے ہیں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وکرامۃً، منیٰ، عرفات، بندرگاہ سب جگہ کام کرنے والے موجود ہیں۔ انگریزی ممالک لندن، امریکہ وغیرہ میں بھی بحمد اللہ تعالیٰ کام ہورہا ہے۔ کروڑوں آدمی اس جماعت کی کوشش کی بدولت نمازی ہوگئے، روزہ رکھنے لگے، حرام کمائی سے تائب ہوگئے،

---

[۱] سورۃ المائدہ آیت ۳،
ترجمہ:- آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا۔ (از بیان القرآن)
[۲] مصنفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ علیہ بلند شہر،

شراب پینے سے، زنا کرنے سے توبہ کرچکے، زکوٰۃ ادا کرنے لگے۔ جہاں دینی مدارس نہیں تھے وہاں دینی مدارس کھل گئے، عام دینی بیداری پیدا ہوگئی۔ اس جماعت کا عمومی کام زبانی ہے، تحریری لٹریچر زیادہ نہیں۔ ایک چلہ ساتھ رہ کر اصول کی پابندی سے آدمی کام کرے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کے حالات میں کافی تغیر ہوگا اور سنت نبوی ﷺ کی رغبت اور محبت میں اضافہ ہوگا۔ بدعات اور معاصی سے نفرت ہوگی۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور خطوط اور حالات بھی کسی حدتک شائع ہوچکے ہیں، ان کے پڑھنے سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے اور تعلق مع اللہ ومع الرسول ﷺ میں ترقی ہوتی ہے مخالفین ان سب چیزوں کو برداشت نہیں کرپاتے تو مخالفت کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ افسوس کہ وہ مخالفت کی وجہ سے بہت بڑی نعمت سے محروم ہیں۔

ایک مختصر رسالہ "غلط فہمیوں کا ازالہ" ہے جس میں اکابر دیوبند کی پوری عبارتیں نقل کرنے کے بعد ان پر جو اعتراضات کرکے قوم کو بدظن کیا جاتا ہے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اس کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ اس سے بڑی بھی یہ کتاب ہے جس کا نام "**الجُنةً لاهل السنة**"[1] ہے۔ اس میں تفصیل سے اعتراضات کو نقل کرکے جوابات دیئے گئے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۷/۹۱ھ

---

[1] للشیخ محمد عبدالغنی خاں پاکستان،

تبلیغی جماعت سے مولانا احتشام الحسن صاحبؒ کا اختلاف

جہاد فی سبیل اللہ کی تشریح

مکرمی محترمی جناب حضرت قبلہ مفتی صاحب .... مدظلہٗ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال:-واضح ہو کہ جناب کا تحریر کردہ ملفوف بنام جناب اشفاق الرحمٰن موصول ہوا، اور احقر نے بھی اس کا مطالعہ کیا بڑی مسرت ہوئی۔مگر احقر کو کچھ اشکال تھا اس لئے یہ تحریر کرنے پر مجبور ہوا۔آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ تبلیغ والوں کا یہ کہنا بھی بجا اور درست ہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے اور اس کی وجہ بھی جناب والا نے تحریر کی ہے اول تو وہ حضرات اس توجیہہ سے خالی ہیں بلکہ وہ حضرات اس کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں لیکن آپ نے حسن ظن رکھتے ہوئے توجیہہ فرمائی ہے۔تو آپ ہی فرمائیں۔کیا ادنیٰ مناسبت سے کلی پر حکم لگایا جاسکتا ہے، اگر زید گوشت آگ پر سینک کر کھائے اور کہے کہ یہ نبیوں والا کام ہے تو آیا یہ درست ہوگا اگرچہ یہ ایک بعید مثال ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہوتی ہے عقیدہ کی غلطی اور دوسری عمل کی غلطی، میں سمجھتا ہوں عملی غلطی بہتر ہے عقیدہ کی غلطی سے یہ حضرات بے شک عملی غلطی کی اصلاح کرتے ہیں۔مگر اس میں عقیدہ کی غلطی ضرور پیدا ہو جاتی ہے جو زیادہ مضر ہے، اول یہ کہ مستحب کو فرض

سمجھتے ہیں، فضائل جہاد کو محمول کرتے ہیں فضائل تبلیغ پر۔آپ کی توجیہہ سے زیادہ سے زیادہ استحباب کا درجہ دیا جاسکتا ہے مگر وہ حضرات اس کو سنت مؤکدہ کا درجہ دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ تارک تبلیغ کو مبغوض اور تارک سنت کہتے ہیں اگر یہ سنت ہے تو کیا تمام علماء کرام خود زیادہ گنہ گار ہیں اور کیا انہوں نے کتمانِ علم کیا اور قیامت میں جواب دہ ہوں گے احقر نے جمعہ ایڈیشن

میں پڑھا تھا کہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب نے فرمایا کہ بعض لوگ تبلیغ کے نام پر کچھ دین کا کام کر رہے ہیں مگر وہ تبلیغ نہیں۔ تحریف ہے اور حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی نے فرمایا (جو حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ ہیں) نظام الدین کی موجودہ تبلیغ نہ قرآن وحدیث کے موافق اور نہ علماء حق اور حضرت مجدد الف ثانی کے مسلک کے مطابق بلکہ آگے فرماتے ہیں۔ بے انتہا اصولوں کے بعد جو کام حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے سامنے بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا اب بے انتہا بے اصولیوں کے باوجود اس کو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے نام کتاب ''بندگی کی صراط مستقیم''

امید کہ جناب بلا رورعایت کے جواب قرآن وحدیث کے موافق عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ قل الحق ولو کان مُراً.

الجواب حامداً ومصلیاً

محترمی زید مجدکم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے جس بے تکلفی سے اپنا اشکال تحریر فرمایا اس سے بہت مسرت ہوئی دین کے جس کام یا جس مسئلہ میں بھی شبہ پیدا ہو اس کو ضرور حل کر لینا چاہیئے۔ دل میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ اگر نفس الامر میں وہ مسئلہ غلط چل رہا ہے تو اصلاح کی جائے گی اگر اپنے سمجھنے میں غلطی ہے تو اس کی اصلاح ہو جائے گی یعنی غلط روی اور غلط فہمی دونوں ہی کی اصلاح ضروری ہے۔

احقر نے اس کام کو نبیوں والا کام قرار دینے کی جو توجیہہ کی ہے اس پر آپ کا اشکال ہے (گوشت آگ پر سینک کر کھانا بھی نبیوں والا کام ہے) اس کا جواب بغیر رورعایت کے یہ ہے کہ نبیوں نے دو قسم کے کام کئے ہیں ایک وہ جو طبعی بشری تقاضہ کے تحت ہیں، جیسے کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا، بیٹھنا، خریدنا، فروخت کرنا وغیرہ کہ چاہے وحی آئے یا نہ آئے نبی غیر نبی اپنی اپنی ضرورت کے موافق یہ سب کام کرتے ہیں ایسے کاموں کے متعلق تو نبیوں نے ان

کے طریقوں کی اصلاح کی ہے۔ مثلاً فلاں فلاں چیز کا کھانا پینا درست ہے اور فلاں فلاں چیز کا کھانا پینا درست نہیں، نیز کھانے پینے کا طریقہ یہ ہے۔ فلاں فلاں چیز کی خرید وفروخت درست ہے اور فلاں فلاں چیز کی خرید وفروخت درست نہیں، نیز خرید وفروخت کا طریقہ یہ ہے۔ ایسے کاموں کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا کہ نبی ان کاموں کے لئے بھیجے گئے ہیں کیونکہ یہ کام تو دنیا میں پہلے ہی سے ہورہے ہیں اور سب لوگ کررہے تھے خواہ نبی پر ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ ہاں نبیوں نے ایسے کاموں کے طرق وحدود کو متعین فرمادیا۔

دوسرے کام نبیوں نے وہ کئے جن کے لئے نبی اصالۃً مبعوث ہوئے۔ انکا خلاصہ اجمالی اور کلی طور پر یہی ہے کہ بندوں کو بندگی کی زندگی سکھائی جائے جس کی بنیاد توحید و رسالت پر ہے یعنی کلمہ طیبہ اس کے الفاظ سکھائے جائیں، مطلب بتایا جائے مطالبہ سمجھایا جائے، مطالبہ میں نماز، ذکر، علم، اکرام مسلم، تصحیح نیت، تفریغ وقت سب چیزیں آجائیں گی ان پر پابندی اصول کے ساتھ محنت کی جائے تو دین کا ہر ہر دروازہ کھلتا چلا جائے گا اور عملی مشق ہوتی چلی جائے گی یہاں تک کہ پورے دین کے ساتھ تعلق قوی ہوجائے گا اور جس قدر بھی دنیا میں یہ جماعتیں دین کو لے کر نکلیں گی ان کا دین پختہ ہوگا اور دوسروں تک دین کی اشاعت ہوکر کار نبوت پورا ہوگا درحقیقت اسی کام کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی اور یہی نبیوں والا کام ہے، باقی کام ضمناً وطبعاً عمل میں آئے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اس مقصد کی خود ہی وضاحت فرمادی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

''ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھادیں، یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے۔ رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے، اور کلمہ، نماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت، ہے''[1]

---

[1] ملاحظہ ہو ملفوظات مولانا الیاس صاحبؒ ص ۳۲، طبع اشاعت العلوم سہارنپور،

مثال کے طور پر سمجھئے کہ ایک طالب علم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتا ہے تو کہا جائیگا اس کا مقصد تحصیل علم ہے، اگر چہ وہ کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سب ہی کام کرتا ہے مگر اس کا سفر اور مدرسہ میں قیام ان کاموں کے لئے نہیں یہ کام تو وہ پہلے بھی کرتا تھا اور ہر جگہ کرتا تھا اور جو لوگ مدرسہ میں داخل نہیں وہ بھی یہ کام کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کا اصل کام جس کے لئے مدرسہ میں آیا ہے۔ پڑھنا ہے۔

تنبیہ :-اس مقصد عظیم (تبلیغ) نبیوں والے کام کے لئے بڑی اہلیت اور بڑے اوصاف جلیلہ کی ضرورت ہے ورنہ اہلیت اور پست اوصاف کی وجہ سے یہ کام نظروں سے گر جائیگا۔ اسی لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جب اس کام کی ابتداء میوات کے غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے کی تو ان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ دین سیکھنے کے لئے چلو، اپنے اپنے مکانات پر رہتے ہوئے شب و روز کے مسائل، کھیتی، لڑائی، چوری اور دیگر جرائم کی وجہ سے نہ ذہنوں میں دین سیکھنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے نہ اس کے اسباب موجود ہیں۔ لہٰذا وقت کو فارغ کر کے اپنے کھانے کے سامان لے کر چلّوں کے لئے نکلو۔ ایک چلّہ گذار کر واپسی پر ان میں اتنا تغیر ہو گیا کہ کسی کا ایک پارہ ہو گیا۔ کسی نے نماز سیکھ لی کسی کو استنجا وضو کا صحیح طریقہ آ گیا کسی کو ستر ڈھانکنے کا اہتمام ہو گیا، کسی کو مسجد میں داخل ہونے نکلنے اور دیگر اوقات کی کچھ دعائیں یاد ہو گئیں، کسی نے گالی دینا چھوڑ دیا، کسی نے شراب اور کسی نے دوسری برائیوں سے توبہ کر لی۔ **الیٰ غیر ذٰلک۔**

پھر دوسرے چلّہ میں اور تغیر ہوا۔ غرض حسب استعداد و طلب دین سیکھتے گئے اور اصلاح ہوتی گئی اور کار نبوت انجام پاتا گیا۔ اس اعتبار سے یہ تمرین بھی ہے۔

اصول کی پابندی نہ کرنے اور اپنی حد سے بڑھ کر تقریر کرنے سے خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور بعضوں کے ذہن میں یہ بھی آ جاتا ہے کہ اصل کام تو ہمارا ہی ہے باقی دوسرے

طریقوں پر، مدارس، خانقاہوں، وعظ وتذکیر، تصنیف وغیرہ کے ذریعہ جو دینی کام کیا جاتا ہے اس کو وہ لوگ معمولی کام بلکہ نااہل تو حقیر کام سمجھنے لگتے ہیں، یہ ان کی غلطی اور فتنہ کی چیز ہے۔ اہل علم ودانش کو ان کی نگرانی اور اصلاح ضروری ہے ورنہ یہ فتنہ متعدی ہو جائے گا۔

حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کے متعلق اتنا عرض ہے۔ کہ یہ تبلیغ کے چھ نمبران کے ہی قلم سے لکھے گئے ہیں اور دیر تک وہ خود بھی اس کام کو بہت جدوجہد سے کرتے رہے انھوں نے ایک کتاب لکھی ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' اس پر اکابر کے دستخط کرائے اس میں بھی اس کام کو بہت سراہا اور اس پر لوگوں کو ابھارا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کے انتقال کے بعد جو ان کی سوانح لکھی گئی اس پر مولانا نے مقدمہ لکھا اور اس کام کی تعریف لکھی۔ مولانا نے ''بندگی کی صراط مستقیم'' لکھی اور چھپنے سے پہلے مجھے بھی دکھلائی، پھر میرے دیکھنے کے بعد جب وہ چھپ کر آئی تو اس کے اخیر میں ''نہایت ضروری انتباہ'' کو لوگوں نے پڑھا اور میرے پاس خطوط آئے کہ میرے نزدیک کیا یہ تبلیغ ملت کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے اور کیا یہ قرآن وحدیث اور طریقۂ سلف کے موافق نہیں وغیرہ وغیرہ۔ تب میں نے بھی ایک نسخہ منگا کر اس کو پڑھا اور حیرت میں پڑ گیا کہ یا اللہ اس خطرناک بات کو میری طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ چالیس بیالیس سال کے بعد مولانا موصوف کی رائے بدل گئی ہو اور جس چیز کو انہوں نے مسلمانوں کے حق میں علاج تجویز کیا تھا اور اس پر قرآن کریم اور حدیث شریف اور عمل اسلاف سے قوی دلائل پیش کئے تھے اور اس کو وہ اپنے لئے بہت مایۂ ناز فخر تصور کرتے تھے آج وہ چیز تباہی وبربادی بن گئی ہو یا انھوں نے اپنی پہلی رائے کو غلط سمجھا ہو اور آج محسوس ہوا ہو کہ جس چیز کو علاج بنا کر پیش کیا تھا اور اس پر اکابر کی تصدیق بھی تھی وہ تباہی اور بربادی تھی اور جن آیات اور احادیث کو بطور دلیل پیش کیا تھا ان کے متعلق آج ان کو محسوس ہوا ہو کہ انکا مطلب وہ غلط سمجھتے تھے اور اب صحیح سمجھتے ہیں۔ غرض اللہ

ہی کے علم میں ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔تاہم میں نے ان کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ برائے خدادولفظ لکھکر مجھے دیدیجئے یا خودشائع کردیجئے کہ محمود کی رائے اصل کتاب کے بارے میں تو موافق ہے مگر ''نہایت ضروری انتباہ'' کے ذیل میں جوتبلیغی کام کوملت کی تباہی کاذریعہ بتایا گیاہے۔ یہ مضمون محمود نے نہیں دیکھا بلکہ یہ اضافہ بعدمیں کیا گیاہے اس کی رائے اس سے متفق نہیں،مگرمولانا اس کے لئے آمادہ نہیں ہوئے کئی بارخط لکھا،مگرمولانا نے درخواست منظورنہیں فرمائی اورآخیرمیں میں نے اپناوہ خط شائع کردیا جوان کی خدمت میں لکھا تھااوراس میں قدرے تفصیل بھی تھی۔

ادھرحضرت مولانا محمدطیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ان کی خدمت میں مدرسہ کے مبلغ مولانا ارشاداحمد صاحب کوبھیجا کہ اس غلط نسبت سےعوام میں غلط فہمی پھیلے گی۔میری طرف اس کی نسبت نہیں ہونی چاہیے۔مگرمولانا احتشام الحسن صاحب نے اس غلط فہمی کے زائل کرنے کے لئے کوئی تحریرشائع نہیں فرمائی۔حالانکہ اس وقت جہاں جہاں وہ کتاب ''بندگی کی صراط مستقیم'' پہونچی اورخوب پہونچی اس کی وجہ سے بہت فتنے پیدا ہوئے بعض جگہ کشیدگی کی نوبت بھی آئی۔مولانا کے پاس بھی ان کے قدیم احباب متعارفین مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا منظوراحمدنعمانی، مولانا جمیل احمد حیدرآبادی،مولانا عامرانصاری وغیرہ کےخطوط آئے۔حتیٰ کہ حجازمقدس سےمولانا کےخاندانی عزیزمولاناسلیم صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ کے پاس سےتو بہت سخت قسم کاخط آیاجس نےمولانا کےنفسیات کوبہت کھول کررکھدیا(وہ خاندانی عزیزاوربےتکلف ہیں ان کوحق ہوگا)سب نےہی مولانا کی اس تحریرکونامناسب،مضر،غلط قرراردیااورمشورہ دیا کہ آپ اس سے رجوع کرلیں، میں نے اپناخط شائع کرنے کے لئے کانپوربھیجا وہاں اس کے ساتھ چنداکابرکےخطوط بھی شائع کردیئےگئےجس سےتبلیغ کےمتعلق ان کانظریہ معلوم ہوتاہےاوران سب کوایک رسالہ کتابچہ

کی شکل میں دے کر ایک پیش لفظ بھی ناشر نے لکھدیا اور ان میں مولانا احتشام الحسن صاحب کے متعلق بعض ایسے لفظ بھی آ گئے جن سے مجھے دُکھ ہوا میں نہیں چاہتا تھا کہ مولانا کے احترام کے خلاف ایسے گرے پڑے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ان کی رائے اگر بدل گئی اور مجھے اس سے اتفاق نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے لڑائی کی جائے یا ان کا احترام نہ کیا جائے۔وہ کتابچہ بھی آپ کی خدمت میں ارسال ہے آئندہ بھی جو اصلاحی مشورہ دیں گے شکر گذار ہوں گا۔

ہاں ایک بات رہ گئی وہ یہ کہ فضائل جہاد کی حدیثوں کو تبلیغ پر چسپاں کیا جاتا ہے تو یہ بات صحیح ہے اور اس کی وجہ جو عام فہم ہے وہ یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو ہے خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے قتال کرنا عامۃً اسی کو جہاد کہا جاتا ہے۔اس کی فضیلتیں مستقل ہیں اور وہ بہت اعلیٰ ہیں۔دوسری چیز ہے خدا کے دین کے لئے کوشش کرنا اگر چہ اس میں قتال کی نوبت نہ آئے۔قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی جہاد ہے۔چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری[۱] شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امور دین کا علم حاصل کرنا (پڑھنا) تعلیم دین (پڑھانا) امر بالمعروف نہی عن المنکر سب جہاد ہے۔اسی طرح دینی کتابیں تصنیف

---

[۱] والجهاد بكسر الجيم اصله لغة المشقة يقال جهدت جهاداً بلغت المشقة وشرعاً بذل الجهد في قتال الكفار ويطلق ايضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فامامجاهدة النفس فعلى تعلم امور الدين ثم على العمل بهاثم على تعليمهاالخ (فتح البارى ص۷۷ ج/۶/ اول كتاب الجهاد والسير، مكتبه نزار المصطفىٰ البازمكه مكرمه، مسلم مع شرحه للنووى ص۱۳۴/ ج۲/ باب فضل الجهاد والخروج فى سبيل الله، مطبوعه رشيديه دهلى،

ليس الجهاد فى الآية قتال الكفارفقط بل هو نصرالدين والردعلى المبطلين وقمع الظالمين وعظمه الامربالمعروف والنهى عن المنكر ومنه مجاهدة النفوس فى طاعة الله وهو الجهاد الاكبر الخ، الجامع لاحكام القرآن ص۳۳۶ ج۷، سوره عنكبوت تحت آيت ۶۹، مطبوعه دارالفكر بيروت،

کرنا۔ مسائل بتانا مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا، ان سے مناظرہ کرنا بھی سب جہاد ہے حتیٰ کہ امام نوویؒ نے غالبًا تیرہ قسمیں[۱] جہاد کی لکھی ہیں۔قرآن کریم میں ہے **یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ**[۲] اس آیت میں کفار اور منافقین سے جہاد کا حکم یا گیا ہے مگر منافقین سے جہاد بالسیف کی نوبت نہیں آئی۔[۳] دوسری جگہ ارشاد ہے **وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا**[۴] الآیہ یہاں بھی قتال بالسیف مراد نہیں[۵] نیز خروج فی سبیل اللہ[۶] کا لفظ بھی

---

[۱] الجهاد له اربع مراتب (١) جهاد النفس (٢) جهاد الشيطان (٣) وجهادالكفار (٤) وجهاد المنافقين وجهادالنفس اربع مراتب ايضاً واماجهاد الشيطان فمرتبتان واما جهاد الكفار والمنافقين فاربع مراتب بالقلب واللسان والمال والنفس واما جهاد ارباب الظلم والبدع والمنكرات فثلاث مراتب فهذه ثلاثة عشر مرتبة من الجهاد (ملخصاً زادالمعاد ص ٩ ج٣، فصل فى هديه صلى الله عليه وسلم فى الجهاد، طبع مؤ سة الرسالة بيروت، شروح البخارى للنووى وغيره ص ١٩٩، ٢٠٠، فتح البارى ص٧٧ ج٦، كتاب الجهاد، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه،

[۲] سورۂ توبہ آیت ۷۳،

ترجمہ:-اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے۔(بیان القرآن)

[۳] قال ابن عباس فى تفسيرهذاالاٰية امره اللّٰه تعالىٰ بجهاد الكفاربالسيف والمنافقين باللسان واذهاب الرفق عنهم الخ (تفسير ابن كثير ص ٣٧١ ج٢) سوره توبه تحت آيت ٧٣، مكتبه نزارمصطفى الباز مكه مكرمه،

[۴] سورۂ عنکبوت آیت ٦٩،

ترجمہ:-اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ ضرور دکھادیں گے(بیان القرآن)

[۵] والذين جاهدوافيناای جاهدواا لكفارفينا ای فی طلب مرضاتناوقال السدى وغيره ان هذه الايه نزلت قبل فرض القتال قال ابن عطية فهى قبل الجهاد العرفى وانما هوجهادعام فى دين الله وطلب مرضاته الخ الجامع لاحكام القرآن ص ٣٣٦ ج٧ سوره عنكبوت آيت ٦٩ مطبوعه دارالفكر بيروت

[۶] **ترجمہ**:-اللہ کے راستہ میں نکلنا۔

قتال بالسیف کے ساتھ مخصوص نہیں حضرت امام بخاری نے کتاب الجہاد[1] ص۳۹۴ میں حدیث نقل کی ہے۔ مَااغْبَـرَّتْ قَدَمَاعَبْدٍفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ لخ[2] اوراسی مضمون کی حدیث کتاب الجمعۃ[3] میں بیان کی ہے مَنِ اغْبَـرَّتْ قَدَمَاہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ ا ھ[4] اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کو قتال بالسیف کے ساتھ مخصوص کرنا درست نہیں ہے۔

دوسرے غور کیا جائے کہ قتال سے مقصود اصلی خوں ریزی نہیں بلکہ دین کا فروغ مقصود ہے اور قتال بالسیف کی وہاں نوبت پیش آتی ہے جہاں دین کے فروغ میں ایسی رکاوٹ پیش آجائے۔ جو بغیر قتال بالسیف کے دور نہ ہوسکے اسی لئے ابتداء دین کی دعوت دیجائے اگر وہ قبول ہو جائے تو سیف کی ضرورت نہیں اگر دعوت قبول نہ ہو تو پھر جزیہ کا حکم ہے اگر اس کو منظور کرلیا جائے تب بھی سیف کی ضرورت نہیں ورنہ مجبوراً اتنی مقدار میں سیف کی ضرورت ہے[5] کہ رکاوٹ دور ہو اور اصل مقصود (فروغ دین) حاصل ہو جائے۔ جو اجزو

---

[1] بخاری شریف ص ۳۹۴ ج ۱، حدیث ۲۷۲۷، کتاب الجهاد، باب من اغبرت قدماه فی سبیل الله الخ، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[2] **ترجمہ**:-کسی بندے کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود نہیں ہوئے کہ پھر آگ اس کو چھو سکے۔

[3] بخاری شریف ص ۱۲۴، حدیث ۸۹۷، باب المشی الی الجمعة، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[4] **ترجمہ**:--جس بندے کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوگئے اللہ نے اسکو آگ پر حرام فرمادیا،

[5] عن سليمان بن بريدة عن ابيه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَااَمَّرَاَمِيْراً عَلٰى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ اَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ وَإِذَالَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ إِلٰى ثَلٰثِ خِصَالٍ فَاَيَّتَهُنَّ مَااَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ اَبُوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ اَبُوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ الخ، مسلم شريف ص ۸۲ ج ۲، نووی علی مسلم ص ۸۲ ج ۲، باب تامير الإمام الأمراء على البعوث (مكتبه رشيديه دهلی) شامی كراچی ص ۱۲۸/ ج ۴/ كتاب الجهاد. (اس حدیث کا ترجمہ اگلے صفحہ پر)

ثواب وسیلہ پر ہے[۱] اس سے زیادہ اجروثواب اصل مقصود پر ہونا بالکل ظاہر ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

تبلیغی جماعت کے متعلق سیدی ومولائی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہٗ کا مکتوب گرامی، مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ کے نام

مکرم ومحترم .... زیدت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ باعث تحریر آنکہ آپ کا رسالہ "بندگی کی صراط

(بقیہ اگلے صفحہ پر) **ترجمہ**:- حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بڑے لشکر یا چھوٹے لشکر پر کسی کو امیر بناتے تو اس کو تقویٰ کی خاص وصیت فرماتے اور فرماتے کہ جب دشمن مشرکین سے تمہارا سابقہ پڑے تو ان کو تین باتوں کی دعوت دو جس کو بھی وہ مان لیں تم منظور کرلو اور لڑائی سے باز آجاو۔ اسلام کی دعوت دو اگر مان لیں تو منظور کر کے ان سے الگ ہوجاؤ اگر انکار کریں تو جزیہ کا مطالبہ کرو اگر مان لیں؟ تو منظور کرلو اور ان سے ہاتھ اٹھالو اگر اس کا بھی انکار کریں تو خدا کی مدد پر بھروسہ کر کے ان سے قتال کرو۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] الجهاد وسيلة الى اعلان الدين ونشره واخماد الكفرودحضه الخ (فتح البارى ص ۸۰ ج ۲ باب فضل الجهاد والسير، مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه، ولاترددفى ان المواظبة على اداء فرائض الصلوٰة فى اوقاتها افضل من الجهاد ولانها فرض عين وتتكرر ولان الجهاد ليس الا للايمان واقامة الصلوة فكان حسنا لغيره والصلوة حسنة لعينها وهى المقصود منه (الشامى نعمانيه ص ۲۱۷ ج ۳، مطبوعه زكريا ص ۱۹۵ ج ۶، كتاب الجهاد، مطلب فى فضل الجهاد)

بحثیت مجموعی نافع سمجھا تھا، اختتامی دستخط کے بعد جہاں تک میں نے دیکھا تھا۔ اب بطور ضمیمہ بعنوان ''نہایت ضروری انتباہ'' اضافہ کرکے اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اس میں میرا نام بطور گواہ تصدیق پیش کیا گیا ہے جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے کہ مجھے اس ضمیمہ سے بھی اتفاق ہے۔ حالانکہ نہ میں نے اس کو دیکھا تھا نہ اس وقت تک اس کو لکھا گیا تھا نہ مجھے اس سے اتفاق ہے۔ اس لئے اسی کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ نے جس نہج پر نظام الدین سے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تھا اس سے تو آپ کو پورا اتفاق ہے، کیونکہ بقول خود آپ اس کے روح رواں تھے اور آپ کے خیال میں آپ کے اب تک کے رسائل سے موجودہ تبلیغ کی حمایت مقصود نہیں، اور آپ کے نزدیک حضرت کے وقت میں وہ تبلیغ بدعت حسنہ کے درجہ میں تھی اور اب اس میں منکرات شامل ہیں اور یہ ایک غلط چیز ہے جو دین کے نام پر پھیل رہی ہے اور اس کی وجہ سے ملت تباہی وبربادی میں مبتلا ہورہی ہے اس لئے اب یہ بدعت حسنہ بھی نہیں (جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ بدعت سیئہ اور بدعت ضلالہ ہے اب جو علماء تبلیغ میں شریک ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ اس کو قرآن وحدیث، ائمہ سلف وعلماء حق کے مطابق کریں (جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ تبلیغ نہ قرآن کے مطابق ہے نہ حدیث کے نہ ائمہ سلف کے نہ علماء حق کے)

آپ نے مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا نام بھی لکھا ہے کہ ان کو یہ رسالہ دیکھنے اور تصدیق کرنے کے لئے بھیجا اور آپ نے ان سے بھی اس کی صحت کا اطمینان کرلیا، حالانکہ مولانا موصوف نے سہارنپور کے بڑے تبلیغی اجتماع میں کئی گھنٹے تقریر فرمائی اور اس موجودہ تبلیغ کے جملہ اُصول کو قرآن پاک اور حدیث شریف سے مؤید ومؤکد فرمایا۔ اب قریب ہی مظفر نگر کے اجتماع میں انہوں نے شرکت کی اور تقریر فرمائی اور یہاں دیوبند کے مقامی اجتماعات میں بھی شرکت فرماتے رہتے ہیں اور نظام الدین جانے کی ترغیب بھی دیتے

ہیں اور خود اپنی خواہش بھی ظاہر فرمائی۔ جن لوگوں نے حضرت مہتمم صاحب کی براہِ راست تقریر سنی اور سنتے رہتے ہیں وہ آپ کے رسالہ کا یہ ضمیمہ دیکھ کر کیا رائے قائم کریں گے[1]۔

آپ اس تبلیغ کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے خلاف فرما کر اس کو ملت کی تباہی کا ذریعہ تحریر فرمارہے ہیں اور حضرت مہتمم صاحب سے اپنے رسالہ کی صحت کا اطمینان بھی کر چکے ہیں۔ اگر حضرت مہتمم صاحب اس کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے موافق۔ بیشمار رحمتوں کے نزول کا باعث اور آفات وبلیات سے حفاظت کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں تو پھر اس کی جوز دفطرۃً پڑنی چاہیئے وہ پڑ یگی آپ نے واضح طور پر یہ نہیں فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ کی وفات کے کتنے عرصہ بعد یہ تبلیغ بدعت حسنہ کی حد سے خارج ہو کر بدعت ضلالت اور ملت کی تباہی کا ذریعہ بن گئی تھی۔ کیا متصلاً ہی ایسا ہوا۔

خدانکردہ یہ ایسی بات نہ ہو جیسی ایک گروہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے[2] بعد ہی چند اہل بیت کے سوا سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صراط مستقیم سے ہٹ گئے اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے تھے (نعوذ باللہ) لیکن وہاں تو منشاء یہ تھا کہ وہ گروہ خلافت کو بزعم خود حق اہلبیت تصور کرتا تھا اور جن کو بمشورۂ ارباب حل وعقد خلیفہ بنایا گیا اور باجماع خلیفہ تسلیم کیا گیا ان کو معاذ اللہ غاصب کہتا[3] تھا مگر یہاں کا تو معاملہ برعکس ہے۔

میں ابتک یہی سمجھتا رہا کہ خرابیٔ صحت کی وجہ سے آپ نے کاندھلہ مستقل قیام فرمایا، اور نظام الدین کا قیام ترک کر دیا اور اسی وجہ سے تبلیغی کام میں حصہ نہیں لے سکتے۔ مگر

---

[1] حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی شرکت تبلیغی اجتماعات میں اور اس کام سے وابستگی اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات از ص ۹۱ تا ۹۵)

[2] الروافض حيث يقولون فى حق الثلاثة انهم تغيروا عما كانوا عليه فى زمنه صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم الخ، (شرح فقه اكبر ص ۸۵ اصل الرفض انما احدثه منافق، مطبوعه مجتبائى دهلى)

[3] تحفه اثنا عشريه مترجم ص ۲۸۳ / مكتبه مجاهد ملت ديوبند،

اس ضمیمہ سے معلوم ہوا ہے حصہ نہ لینے کیوجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک یہ تبلیغ دینی کام نہیں بلکہ مخرب دین ہے مگر تعجب ہے کہ جس کام سے آپ کو گہرا تعلق تھا اور جس پر آپ نے محنت بھی کی تھی اس کو خراب ہوتے اور اجڑتے ہوئے بیسیوں برس صبر وسکون سے کیسے دیکھتے رہے اور کوئی تحریر اس کے خلاف شائع نہیں کی اور لطف یہ کہ قوم آپ کے رسائل کو اس کا مؤید سمجھتی رہی۔

کام میں اگر خرابی آ ئی تھی تو اس کی اصلاح کچھ دشوار نہیں تھی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ حضرت حافظ فخر الدین صاحبؒ، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مدظلہٗ، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے متحدہ مشورہ سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو اس کام کا ذمہ دار بنایا گیا تھا یہ سب حضرات ان پر مطمئن تھے اور ان کی فطری صلاحیتوں سے واقف تھے اور وہ مرحوم اپنے علوم رتبت کے باوجود عمر ورشتہ کے اعتبار سے آپ کے خورد بلکہ آپ کے پروردہ تھے ان پر آپکا حق تھا، فہمائش سے کام نہ چلتا تو آپ قوت کیساتھ بھی کہہ سکتے تھے اور وہ اپنی غایت سعادت اور مرتبہ کی رعایت کے پیش نظر آپ کی بات کو ہرگز نا قابل التفات نہ قرار دیتے بلکہ اس پر غور فرماتے اور دلائل کی روشنی میں جو چیز قابل اصلاح سمجھتے وہ ضرور اصلاح فرما لیتے۔ وہ تو مشورہ کے بہت عادی تھے معمولی معمولی آدمیوں کے مشورہ کی بھی بہت قدر فرمایا کرتے تھے کام سے تعلق رکھنے والے خاص کر نظام الدین کے حاضر باش سب ہی اس چیز سے واقف ہیں کہ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ[1] پر کس مضبوطی سے عامل تھے؟

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ کے وقت سے برابر یہ طرز چلا آرہا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے مشورہ ہوتا ہے اور اسی سابق طرز پر اجتماعات، تعلیمی حلقے، علمی مذاکرے، تشکیلیں، شب گزاری، جماعتوں کی چلت پھرت وغیرہ سب اجزاء اسی

[1] سورۂ شوریٰ آیت ۳۸/

ترجمہ:- ان کا ہر کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے (بیان القرآن)

طرح جاری ہیں، اصل کام کرنے والے بڑی تعداد میں وہی ہیں۔ جن اکابر کے مشورہ سے ان کے سر ذمہ داری عائد ہوئی تھی، ان کے علاوہ حضرت مدنیؒ[1] مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ وغیرہم بھی برابر تائید ونصرت فرماتے رہے کسی کو خیال نہ آیا کہ دین کے نام پر غلط چیز پھیل رہی ہے اور اس سے ملت تباہ و برباد ہورہی ہے کیا یہ سارے حضرات قرآن وحدیث اور سارے دین سے ناآشنا اور بے خبر تھے، پھر بھی آپ نے کبھی ان کو متنبہ نہیں کیا حالانکہ یہ خود آپ کے بھی اکابر تھے۔ آپ کی بڑی ذمہ داری تھی کہ اگر یہ سب اکابر غلط چیز کی تائید فرمارہے تھے تو آپ ان کو متنبہ فرماتے۔ آپ کے دو بھائی اس میں پوری قوت سے لگے ہوئے ہیں ان کا بھی آپکے ذمہ حق تھا۔

غرض آپ کا علمی خاندان، نسبتی خاندان، جن میں آپ کے بڑے بھی ہیں اور چھوٹے بھی یہ سب ہی آپ کے نزدیک غلط راستہ پر چلتے رہے اور غلط چیز کو دین کے نام پر پھیلاتے اور اس کی تائید ونصرت کرتے رہے مگر آپ نے ان کو توجہ نہ دلائی۔ اگر آپ ان کو توجہ دلاتے اور اپنی بات کو دلائل کے ساتھ پیش کرتے اور وہ بات ان کے نزدیک صحیح ہوتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ قادیانیت، خاکساریت، مودودیت، رضاخانیت کی طرح اس کی بھی تردید نہ فرماتے ان سب حضرات کے ایک طرف ہونے اور آپ کے دوسری طرف ہونے سے شبہ ہوتا ہے کہ کبھی معاملہ برعکس ہو۔

غرض آپ کی تحریر سے سخت حیرت ہے کہ اساتذہ متحد، مشائخ متحد، مشرب متحد، مذہب متحد، تربیت متحد، پھر بھی آپ ان سب سے بعید۔

تبلیغی کام کسی خاص طبقہ کی ہی اصلاح کا ذریعہ نہیں بلکہ تمام دین کے احیا اور تمام مسلمانوں کی اصلاح اور پختگی کا ذریعہ ہے اور دائرۂ اسلام کی بیش از بیش وسعت کا ذریعہ ہے

---

[1] نظام الدین کی تبلیغ کے متعلق حضرت مدنی اور دیگر اکابر کی آراء وارشادات کے لئے ملاحظہ ہو، (جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات ص ۷۳تا۸۳/ طبع ادارۂ تھانوی دیوبند)

اور دیگر اقوام کے مطالعہ کا ذریعہ ہے کہ جو غلط چیزیں غلط ماحول اور جہالت کیوجہ سے لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ چونکہ یہ کام بہت عمومی حیثیت رکھتا ہے ہر قسم کے آدمی اس میں آتے اور کام کرتے ہیں اور ہر ایک کی اصلاح اس کے حوصلہ کے موافق ہوتی ہے اس لئے بے علم اور باعلم۔ ذہین اور غبی، نئے اور پُرانے، تجربہ کار اور بے تجربہ، متقی اور غیر متقی، ذاکر اور غافل، نستعلیق اور شکستہ، شہری اور دیہاتی، شستہ زبان اور اکھڑ، سب کو تنقید کرتے وقت ایک معیار پر جانچنا اور ایک وزن سے تولنا صحیح نہیں۔ بلکہ اصولاً غلط ہے کسی سے اگر کوتاہی ہوجائے تو اس کو اصول نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ اصلاح کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔

آپ کی اس تحریر سے انشاء اللہ کام کرنے والوں کے بددل ہوجانے کا اندیشہ تو نہیں کیونکہ ان میں جو اہل علم ہیں وہ دلائل حقہ کی روشنی میں علیٰ وجہ البصیرت کام کر رہے ہیں آپ کی مجمل تحریر سے انکے دلائل میں اضمحلال پیدا نہیں ہوگا اور جو بے علم ہیں وہ اپنی عملی اور اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر ترقی پر دیکھتے ہیں اور ان کے ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے یقین میں پختگی آتی ہے اور اللہ پاک کی رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں بے علم ہونے کے باوجود ان کو یہ چیزیں روزانہ زیادہ سے زیادہ اس کام پر مستعد کرتی ہیں۔

لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے جس کام کی خاطر زندگی قربان کردی اور اپنے زمانہ کے اکابر، عرفاء، اہل نسبت، اہل علم حضرات سے اس کی صحت وحقانیت اور مقبولیت کو تسلیم کرالیا، اور اس کو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے سپرد فرمایا۔ اس کے متعلق جب یہ رائے قائم کی جائے کہ یہ دین کے نام پر ایک غلط چیز پھیل رہی ہے اور اس سے ملت تباہی اور بربادی میں مبتلا ہو رہی ہے تو ان کی روح کو کتنا زبردست صدمہ پہونچے گا اور جو روحانی رابطہ ان کے ساتھ تھا وہ کیسے قائم رہ سکے گا؟ میرے

کہنے کی بات نہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ مگر آپ کی تحریر نے مجبور کیا۔ آپ کا ایک مضمون رسالہ ''تذکرہ'' میں بھی دیکھا۔ جس میں جماعت اسلامی کی ابتدائی داستان آپ نے بیان کی ہے، اوراس کے دستور واصول کا ماخذ اپنی ہی تحریرات کوقرار دیا ہے اوراس میں اپنی مودودی صاحب کی ملاقات اور ملاقات کی محویت میں ہر دو کا نماز سے بے ہوش ہوجانا بھی مذکور ہے اور یہ مقام مدح میں ہے یاللعجب۔

بہرحال اس کے متعلق اس خط میں کچھ عرض کرنا نہیں۔ ضرورت ہوئی تو پھر سہی جواب کے لئے لفافہ ارسال ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳/ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

تبلیغی جماعت سے متعلق حضرت تھانویؒ کی رائے

سوال:- تبلیغی جماعت کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خیالات کیا تھے؟ اگر وہ خیالات کسی کتاب میں شائع ہوئے ہوں تواس کتاب کا نام کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مستقلاً کسی کتاب میں ان کی رائے میں نے نہیں دیکھی، البتہ دوسرے حضرات نے خود ان سے سن کر جو نقل کیا ہے وہ متعدد جگہ دیکھی ہے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ ''چشمۂ آفتاب[2]'' ہے اس میں متعدد اکابر کے خطوط تبلیغی کام سے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ اس میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی منقول ہے۔ یہ رسالہ دفتر ماہنامہ نظام الدین کرنیل گنج

---

[1] چشمۂ آفتاب ص ۵، مرتبہ قمرالدین مظاہری، مکتبہ نظام کانپور،

[2] (چشمۂ آفتاب ص ۱۱/ مکتبہ نظام کرنیل گنج کانپور)

کانپور یوپی سے شائع ہوا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا تبلیغی جماعت کے ساتھ جانا جہاد ہے؟

سوال: – کیا تبلیغی جماعت کے ہمراہ جا کر لوگوں کو صرف نماز کی دعوت دینا جہاد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جہاد کہتے ہیں خدا کے دین کی خاطر محنت ومشقت جدو جہد کرنے کو۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے جو تبلیغی جماعت کرتی ہے۔[1] اور خدا کے راستہ میں جان دیدینا۔ یعنی دشمنوں سے لڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے مقتول ہو جانا یہ جہاد کا بڑا درجہ ہے جو کہ قتال سے ہی حاصل ہوتا ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مولانا علی میاں کی عبارت سے

مولانا الیاس صاحب پر اعتراضات

سوال: – ''مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور ان کی دینی دعوت'' مرتبہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، باب ہفتم ص ۲۰۵ / پر ہے۔

---

[1] والجهاد بكسر الجيم اصله لغةً المشقة وشرعًا بذل الجهد فى قتال الكفار ويطلق ايضاً علىٰ مجاهدة النفس والشيطان والفساق فامامجاهدة النفس فعلىٰ تعلم امور الدين ثم العمل بهاثم علىٰ تعليمها الخ. فتح البارى ص۷۷/ج۶/ (مطبوعه نزار مصطفى مكه مكرمه، اول كتاب الجهاد) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"مولانا محمد الیاس صاحب نے اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب ایم ،اے، علیگ سے فرمایا۔ جوایک وسیع النظر عالم ہیں۔

"ظہیر اس میں میرا مدعا کوئی پاتا نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں"

ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا۔ کہ

"میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ ص ۲۰۶ ر پر ہے، منشی نصر اللہ راوی ہیں کہ ایک روز میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ مجدد وقت ہیں۔ فرمایا تم سے کون کہتا تھا، میں نے کہا، لوگوں میں چرچا ہے۔ فرمایا نہیں! میری جماعت مجدد ہے"

ص ۲۰۹ ر اور ص ۲۱۰ ر پر ہے "اگر کوئی شخص ان جگہوں سے غیر مسلم اہل شوکت کے مقامات ومرکزوں سے قنوت نازلہ پڑھے بغیر گذرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے۔"

ص ۱۸۵ ر پر ہے "فرمایا، میں مشغول بہت ہوں، میں محسوس کررہا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کو اذیت ہے، میں کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا، (نعوذ باللہ)

دریافت طلب یہ امور ہیں۔

(۱) بانی تبلیغ کا اعلان کھلا اور صاف ہے کہ تحریک نماز نہیں اور پھر اس بات کو وہ قسم سے کہتے ہیں تو یہ کیا دھوکا نہیں ہے؟

(۲) مجدد کی کیا تعریف ہے۔ مجدد کتنے عرصہ بعد پیدا ہوتا ہے۔ کیا پوری جماعت مجدد ہو سکتی ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ اَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَاُهْرِيْقَ دَمُهُ، فتح الباری ص ۱۲۹ / ۶ / (نزار مصطفی مکه مکرمه) کتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوی القتل،

ترجمه :- حضرت نبی کریم ﷺ سوال کیا گیا کونسا جہاد افضل ہے ارشاد فرمایا جسکا گھوڑا ذبح کردیا گیا اور اس کا خون بہادیا گیا۔

(۳) کیا یہ صحیح ہے کہ اگر بغیر قنوت نازلہ پڑھے غیر مسلم کے مقامات سے کوئی گذر گیا تو ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے؟

(۴) کیا یہ صحیح ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو اذیت ہوئی۔نعوذ باللہ کیا یہ ہوسکتی ہے، ایسے سننے والے اور سوچنے والے اور لکھنے والے کے متعلق ازروئے شریعت کیا حکم ہے، مسلمان ہے یا نہیں۔توبہ وتجدید ایمان لازم ہے یا نہیں؟

(۵) مجدد ایک وقت میں ایک ہوتا ہے۔کیا ایک وقت میں پوری جماعت کے افراد جو ذمہ دار ہیں اور کل شریک تبلیغ مجدد وقت کہلائیں گے۔برائے کرم مفصل حکم شرع مع حوالہ ودلیل سے تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت اور اس کی خدمت دین، نقل وحرکت اس قدر پھیل چکی ہے کہ محتاج تعارف نہیں، تبلیغی جماعت کے لئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے کچھ ہدایات دی ہیں ان میں ایک نمبر یہ بھی ہے۔

’’ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھادیں، یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے، رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ ونماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی (الف)۔(ب)۔(ت) ہے[۱]۔‘‘

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے نظام الدین دہلی میں کچھ مدت قیام کرکے ملفوظات کو جمع کیا تھا۔اس مجموعہ میں یہ ملفوظ بھی ہے اور ایک چھوٹی سی کتاب ’’چھ باتیں‘‘ ہے اس کے اخیر میں بھی (۳) پر یہ ملفوظ ہے[۲] اس میں غور کرنے سے یہ اشکال خود رفع ہوجائیگا۔مثلاً ایک

---

[۱] ’’چھ باتیں‘‘ ص ۴۶/ تبلیغی کتاب گھر دھلی،

[۲] ملاحظہ ھو چھ باتیں ص ۴۶/ ملفوظ ۳/ (مطبوعہ نئی دھلی) ملفوظات حضرت مولانا الیاس صاحب ص ۳۲،

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

استاد ایک ایک جماعت کو قاعدہ بغدادی شروع کراتا ہے۔ جس کی ابتداء میں ہے الف، ب، ت، اور سب کو تاکید کرتا ہے کہ اس کو پڑھو، دوسری طرف سے توجہ ہٹالو، جو وقت سبق یاد کرنے کا ہے اسی میں خرچ کرو اس کے بعد پھر وہ پارہ عم اور قرآن کریم پڑھاتا ہے۔ پھر فارسی، عربی، حدیث، تفسیر، ایک طویل نصاب پڑھاتا ہے اور اس جماعت کو ترتیب دے کر ہمہ تن علم دین کی خدمت واشاعت کے لئے مشغول کردیتا ہے اس جماعت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ جس طرح خود الف، ب، ت، سے ابتداء کر کے تمام علوم دینیہ کو پڑھا اور اس کا یقین دل میں قائم کیا۔ اپنے ظاہر و باطن کو دین کے تابع کیا اعمال صالحہ، اخلاق فاضلہ، غرض حضرت نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی ہر بات کو اختیار کیا اسی طرح تمام دنیا میں یہ جماعت اسی کو لے کر پھرتی ہے اور اپنا مقصد حیات بتاتی ہے کیونکہ اس مقصد عظیم پر حضور اکرم ﷺ کی بھی خوشنودی مرتب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بھی اب اگر وہ شخص معلم یہ کہے۔ کہ میرا مقصد صرف قاعدہ بغدادی پڑھانا نہیں۔ حالانکہ ابتداء اسی سے کی ہے بلکہ یہ تو میرے مقصد کیلئے الف، ب، ت، ہے میرا مقصد ایسی جماعت کو تیار کرنا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کو پوری طرح پڑھے، سمجھے، اس پر یقین کرے، عمل کرے، اسکو پڑھائے، پھیلائے تو کوئی دانشور اس کی اس بات کو دھوکہ نہیں کہے گا، تاہم نمبروار جوابات بھی عرض ہیں۔

(۱) یہ بالکل دھوکہ نہیں، ایسی جماعت میں شریک ہونا عین سعادت اور اکمال دین کا ذریعہ ہے اور بعثت انبیاء علیہم السلام کے عین مطابق ہے۔

(۲) ابوداؤد شریف[۱] کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر راس مائۃ سنۃ

---

[۱] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُلَهَا دِیْنَهَا (ابوداؤد الباب الاول من کتاب الملاحم ص ۵۸۹/ ج۲/ سعد بک ڈپو دیوبند، المقاصد الحسنة ص ۱۲۱/ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، کشف الخفاء ص ۲۴۳/ ج ۱/ حدیث: ۷۴۰، .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(صدی کے سرے) پر ایسے شخص کو بھیجتے ہیں جو دین کی تجدید کرتا ہے۔ ملاعلی قاری نے لکھا ہے[۱] کہ ایک جماعت بھی مجدد ہوسکتی ہے۔

(۳) کفر کی شوکت اور اہل کفر کی وجاہت کو دیکھ کر قلب کے اندر ضرور خدشہ ہونا چاہیے اس کا تقاضہ وہی ہے جو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ حدیث پاک[۲] میں ایک مضمون ہے کہ ایک بستی پر عذاب نازل کرنے کا ملائکہ کو حکم ہوا، ملائکہ نے عرض کیا بہت اچھا۔ ہم تعمیل ارشاد کیلئے جارہے ہیں مگر وہاں ایک شخص ایسا بھی ہے جو ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتا ہے، کبھی نافرمانی نہیں کرتا۔ کیا اس کو بھی تباہ کردیں۔ حکم ہوا کہ ہاں اس کو بھی تباہ کردو، اس لئے کہ وہ ہماری نافرمانی کو دیکھتا رہا اور اس کے چہرہ پر تغیر تک نہیں آیا۔ کفر کے برابر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)..........حرف الهمزه مع النون، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت، بذل المجهود ص ۱۰۳/ج۷/۱/ مطبوعه سهارنپور، ص ۱۰۳/ج۵/ كتاب الملاحم،

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو سال پر ایسے شخص کو پیدا فرمائینگے جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] والاظهر عندى والله اعلم أن المرادبمن يجددليس شخصاً واحداً بل المرادبه جماعة الخ. (مرقات ص ۲۴۸ ج ۱ كتاب العلم مكتبه اصح المطابع بمبئى، شرح الطيبى ص ۴۰۰/۱، بيان من يجدد لها دينها والاولىٰ الحمل على العموم، كتاب العلم، الفصل الثانى، مطبوعه ادارة القرآن كراچى)

[۲] عَنْ جَابِرِ بن عبدالله قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالىٰ اِلىٰ جِبْرِيْلَ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَارَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَکَ فلَانًا لَمْ يَعْصِکَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ (مشكوٰة شريف ص ۴۳۹ مطبوعه ياسر نديم ديوبند باب الامر بالمعروف الخ احياء العلوم ص ۲۷۲/ ج۲/ (مطبوعه مصر) كتاب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر الخ)

ترجمہ:- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول ﷺ کا پاک ارشاد نقل فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں فلاں شہر کو ان کے رہنے والوں پر پلٹ دوا س نے عرض کیا اے پروردگار ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی ارشاد ہوا اس سمیت پلٹ دو اسلئے کہ (لوگوں کی نافرمانیوں کو دیکھ کر) اسکے چہرہ پر کبھی سلوٹ نہیں پڑی۔

کیا نافرمانی ہوگی۔اس کی مثال ایسے سمجھئے جیسے کوئی لطیف الطبع آدمی کسی مکان میں جائے اور وہاں غلاظت پڑی ہو۔کیا اسے ناگواری نہیں ہوگی اور ناگواری کا اثر چہرہ پر ظاہر نہیں ہوگا۔کیا اس کا طبعی تقاضہ نہ ہوگا کہ یہ غلاظت یہاں نہ ہوتی۔کیا وہ اس کی کوشش نہیں کریگا کہ یہ غلاظت یہاں نہ رہے اگر یہ اس کے قابو میں نہ ہو تو کیا وہ اسکی فکر نہ کرے گا کہ وہ وہاں سے دور ہٹ جائے قنوت نازلہ اسی فکر عظیم کو دور کرنے کی ایک کوشش ہے۔

(۴) امت کے اعمال حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے[۱] جاتے ہیں بد اعمالیوں سے اذیت بھی ہوتی ہے روایات حدیث میں موجود ہیں کہ ظاہر حیات طیبہ میں بھی اذیت کی چیزوں سے نبی اکرم ﷺ کو اذیت ہوتی تھی خود حدیث پاک[۲] میں ارشاد ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اسکو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔نیز قرآن کریم میں ہے۔اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَہُمْ عَذَاباً مُّھِیْنًا[۳]

۱؎ اخرج الحارث بسنده وابن سعدو القاضی اسمعیل عن بکربن عبداللّٰہ المزنی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَیَاتِیْ خَیْرٌلَّکُمْ وَمَوْتِیْ خَیْرٌلَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ الخ .الحدیث الخصائص الکبری ص ۲۸۱ /ج ۲/ بیروت باب حیاتہ فی قبرہ نوادرالاصول ص ۲۱۳ / از کتب خانہ دیوبند .

ترجمہ :-رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر۔تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

۲؎ عن مسور بن مخرمة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا فَاطِمَۃُ بُضْعَۃٌ مِّنِّی یُؤْذِیْنِی مَا اَذَا ھَا، مسلم شریف ص ۲۹۰ ج ۲، فضائل فاطمة، مطبوعه رشیدیه دهلی، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸، مناقب اهل بیت النبیؐ.

ترجمہ :-حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس چیز سے اس کو ایذا ہو اس سے مجھکو ایذاء ہوتی ہے۔

۳؎ سورہ احزاب آیت ۵۷، **ترجمہ**:-بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(بیان القرآن)

اورحیات برزخی تو زیادہ قوی ہے اس کے احساسات بھی زیادہ ہیں۔اس کی وجہ سے ایمان میں شک کرنا اور توبہ وتجدید ایمان کا سوال کرنا یا آیات واحادیث سے عدم واقفیت یا عدم استحضار کی بناء پر ہے۔

(۵)اس کا جواب (۲) میں آچکا ہے۔لیکن کسی شخص کے متعین طور پر مجدد ہونے کے لئے کوئی نص نہیں ہوتی ہے۔ یہاں قرائن واحوال سے ہر زمانہ کے اصحاب علم واصحاب عرفان سمجھتے ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اگر یہ براہ راست ان سے دریافت کریں تو ممکن ہے وہ کوئی اور جواب تشفی بخش تحریر فرمادیں۔میرا یہ جواب ان کے پاس بھیجنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ ان کے نزدیک یہ جواب صحیح ہے یا غلط اور اگر مجھ کو بھی اطلاع کردیں تو مزید احسان ہوگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک تبلیغی کی تقریر

سوال:- یہاں پر ایک تبلیغی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

نبوت ختم، کارِ نبوت باقی

(الف) نبوت ختم ہوچکی لیکن کارِ نبوت باقی ہے اس کی تکمیل سارے مسلمانوں پر ضروری ہے۔

مولانا الیاس صاحبؒ الہامی نبی نہیں تھے۔

(ب) حضرت مولانا الیاس صاحبؒ دراصل الہامی نبی تھے۔انبیاء پر وحی آتی تھی

لیکن مولانا الیاس صاحبؒ ایسے نبی تھے جن کو ہر آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا گویا الہامی نبی تھے۔

مشورہ وحی کا بدل نہیں

(ج) مشورہ دراصل وحی کا بدل ہے جس طرح انبیاء کے مسائل وحی سے اللہ تعالیٰ شانہٗ حل فرمادیتے تھے اسی طرح مشورہ بمنزلہ وحی کے ہے یعنی وحی کا بدل ہے۔ آپ ان باتوں کی تشریح فرمادیں تاکہ مغالطے دور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) اتنی بات تو صحیح ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش نہیں[1] اور جس مقصد کے لئے ابنیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا گیا تھا وہ مقصد باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ اس کو پورا کرنا حسب استعداد وصلاحیت اُمت کے ذمہ لازم ہے جس کے لئے آیات[2] واحادیث[3] بکثرت شاہد ہیں۔

---

[1] عن ثوبان قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ. (ابو داؤد ص ۵۸۴/ج ۲/ کتاب الفتن باب ذكر الفتن ودلائلها، مطبوعه رشيديه دهلی، حديث: ۴۲۵۲)

ترجمہ :- رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں تین جھوٹے ہوں گے سب کے سب یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

[2] وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، (سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ :- اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں، اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہیں، (بیان القرآن)

[3] عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(ب) حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو نبی کہنا درست نہیں نہ الہامی نبی نہ کسی اور قسم کا نبی ۔ایسے عنوانات سے بہت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اس لئے کلی احتراز واجب ہے۔[۱] اس پر بھی کوئی دلیل شرعی قائم نہیں کہ حضرت مولانا مرحوم کو ہر آنے والے واقعہ کا الہام ہوتا تھا۔ اگر حضرت مولانا مرحوم حیات ہوتے تو ہرگز ہرگز ایسی ایسی باتوں کی اجازت نہ دیتے۔ بلکہ سختی سے روک دیتے۔

(ج) مشورہ شریعت اسلامیہ میں بہت مفید اور اہم ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی تاکید آئی ہے[۲] حضرت نبی اکرم ﷺ پر وحی آتی تھی لیکن مشورہ کا وہاں بھی حکم[۳] تھا مشورہ سے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ آیة. (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲/ کتاب العلم، الفصل الاول مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، بخاری شریف ص ۴۹۱/۱، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

ترجمہ:- پہنچاؤ میری طرف سے اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھٰی عن الاغلوطات ،مشکوٰۃ شریف ص ۳۵/ کتاب العلم ، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، مسند احمد ص ۴۳۵/۵، حدیث رجل من بنی غفار رضی اللہ عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

[۲] وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (آل عمران) آیت ۱۵۹/

ترجمہ:- اوران سے خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے۔

عن ابن عباس مَنْ اَرَادَ اَمْراً فَشَاوَرَ فِیْهِ اِمْرأً مُسْلِماً وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِاَرْشَدِاُمُوْرِهٖ.

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی امر کا ارادہ کرے پھر اس سلسلہ میں کسی مسلمان سے مشورہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو سب سے بہتر امر کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

کنز العمال ص ۴۰۹/ ج۳/ باب المشورۃ حدیث ۷۱۷۹/ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت، والشوری برکۃ وقال علیہ السلام مَانَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، (تفسیر قرطبی ص ۲۳۶/ ج۲، سورہ آل عمران تحت آیت ۱۵۹/ دارالفکر، کشف الخفاء ص ۲۴۲/ ج۲/ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، المقاصد الحسنۃ ص ۳۶۶/ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،

ترجمہ:- جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہیں ہوا اور جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اگر کوئی بات طے ہو جائے تو اس میں خیر و برکت ہے۔ اگر مشورہ میں کچھ کوتاہی رہی تو اس کی اصلاح وحی سے ہو جاتی تھی۔ اب وحی بند ہے۔ اشاعت وحفاظتِ دین کے لئے کسی ایک شخص کی رائے پر اعتماد نہیں ہوتا۔ اس لئے مشورہ کرنا بہتر ہے[1] وحی قطعی چیز ہے جس میں شبہ اور غلطی کا احتمال نہیں۔ مشورہ میں غلطی اور شبہ کا احتمال رہتا ہے اس لئے مشورہ وحی کا پورا بدل نہیں۔ ہاں خدائے پاک کی رحمت ضرور مشورہ میں شامل رہتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند، ۸۵/۱۰/۳۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا

سوال:- (۱) عورتوں کو تبلیغ کے لئے سفر کرنا کیسا ہے؟ کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں تبلیغ کیا کریں اور ازواج مطہرات میں سے کسی کو تبلیغ کے لئے بھیجا ہے؟

(۲) کچھ عورتوں کا تنہا دنیاوی یا دینی کسی کام کی وجہ سے ایک ساتھ مل کر سفر کرنا کیسا ہے؟ جیسا کہ عورتیں عموماً اجتماع میں باہر جاتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس سفر میں کسی گناہ کو جیسا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] اَمَرَاللّٰہُ تَعَالیٰ نَبِیَّہُ ﷺ اَنْ یُّشَاوِرَاَصْحَابَہٗ فِی الْاُمُوْرِ وَھُوَیَاْتِیْہِ وَحْیُ السَّمَاءِ لِاَنَّہُ اَطْیَبُ لِاَنْفُسِ الْقَوْمِ الخ. روح المعانی ص۱۰۶ ج۳/ جز۴/ طبع دارالفکر، ص۱۰۶/ ج۴/ طبع ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ دیوبند، سورہ آل عمران تحت آیت ص۱۵۹، تفسیر القرطبی ص۲/۲۳۵، الجزء الرابع، مطبوعہ دارالفکر بیروت، حاشیۃ القونوی ص۶/۳۸۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] لان بناء المشاورۃ استخراج ماعندھم من العلم بالاصلح بتلاحق الافکار بناء علی جری العادۃ ولایعلم مافی الواقع من الغیب الا اللہ تعالیٰ وقدیتخبط العقول فی النظر وقد یفعل اللہ تعالیٰ علی خرق العادۃ فلا وجہ للاعتماد علی الاراء (تفسیر مظہری ص۱۶۲ ج۲، سورہ آل عمران تحت آیت ص۱۵۹، طبع ندوۃ المصنفین دھلی)

کہ غیر محرم پر نظر پڑنا وغیرہ مرتکب ہوتی ہیں، پھر اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟

(۳) کچھ عورتیں اپنے مردوں کی ناراضگی کی وجہ سے منع کرنے کے باوجود تبلیغ میں جاتی ہیں ان کو کس طرح روکا جائے؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغ یا کسی بھی مقصد کے لئے عورت کو شرعی سفر کی اجازت نہیں جب تک شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو[1] بلا سفر کے ان کا اجتماع ثابت ہے، حضرت نبی اکرم ﷺ نے خود ان کو کسی مکان میں اجتماع کے لئے فرمایا ہے[2]۔

(۲) مسافتِ سفر ۴۸ میل سے کم میں جانے کی گنجائش ہے[3] لیکن پوری احتیاط کے

---

[1] عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ اِلَّاوَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ متفق علیہ، مشکوٰة شریف ص ۲۲۱، کتاب الحج، طبع یاسر ندیم دیوبند، استفید من المقام من عدم جواز السفر للمرأة الابزوجها اومحرم الخ، (الشامی نعمانیہ ص ۱۴۵ ج ۲، کتاب الحج) شامی کراچی ص ۴۶۴ ج ۲ / مجمع الانھر ص ۳۷۸، ج ۲، کتاب الحج، الفصل الاول، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت،

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی عورت ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔

[2] عن ابی سعید الخدری قال قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَایَوْماً مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَهُنَّ یَوْماً لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُنَّ(بخاری شریف ص ۲۰ ج ۱ مطبوعہ اشرفی دیوبند کتاب العلم)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ عورتوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ مرد آپؐ کے بارے میں ہم پر غالب آ گئے ہیں آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیجئے آنحضرت ﷺ نے ان کیلئے ایک دن کا وعدہ فرمالیا اس میں ان کے پاس تشریف لیجاتے ملاقات فرماتے اور ان کو وعظ فرماتے۔

[3] یباح لها الخروج الی مادون السفر بغیر محرم (ھدایہ ص ۲۳۳ / ج ۱ / کتاب الحج، مکتبہ یاسر ندیم دیوبند، شامی کراچی ص ۴۶۴ / ج ۲ / کتاب الحج)

ساتھ، کوئی قبیح واقعہ پیش آنے کا اندیشہ نہ ہو، نظر کی حفاظت لازم ہے مکان میں بھی باہر بھی۔ چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، بھائی، دیور، بہنوئی وغیرہ بھی سب نامحرم ہیں، ان سے بھی پردہ لازم ہے، جو عموماً مکانات میں نہیں ہوتا اور اہل خاندان اس کو برداشت کرتے ہیں بلکہ ان سے پردہ کو معیوب اور تنگ نظری سمجھتے ہیں اور نظر سے آگے بڑھ کر ان سے ہنسی مذاق، بے تکلفی تنہائی کی باتیں ہو کر خراب نتائج بھی پیدا ہوتے ہیں۔ بقولِ اکبر مرحوم۔

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جس کو سمجھے تھے کہ بیٹا ہے، بھتیجا نکلا

(۳) عورتوں میں تبلیغ کی بے حد ضرورت ہے۔ اگر اپنے مکان پر ان کو دین سکھانے اور کتاب سنانے کا انتظام کر دیں تو بہتر ہے۔ یا پھر اپنے ہی شہر میں ہفتہ میں ایک دن ان کے اجتماع کا مقرر کر دیا جائے، یہاں سب پردہ کے ساتھ جمع ہو جایا کریں۔ اگر کہیں سفر ہی کرنا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جانے کا انتظام کیا جائے تا کہ دینی نقصان بھی نہ ہو، فتنہ سے بھی امن رہے، عورتوں کی تربیت کا مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱/۱۶ھ

عورتوں کے لئے تبلیغی سفر

سوال: - زید کی والدہ تبلیغی جماعت میں بمبئی میں کام کرتی ہیں۔ اب تبلیغی جماعت کے اکابرین نے چند مستورات کی جماعت محرموں کے ساتھ لندن بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس مذکورہ جماعت میں زید کی والدہ کا نام بھی ہے۔ زید کی والدہ اپنے شوہر کے ساتھ لندن جائیں گی۔ مگر گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ ایک پندرہ سالہ لڑکی بھی ہے۔ والدین

کی عدم موجودگی میں بچوں کی نانی بچوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو ان حالات میں یہ سفر جائز ہے یا نہیں؟ اور مستورات کا جماعت کی شکل میں دور دراز کا سفر بغرض تبلیغ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا اس کو پختہ کرنا اور دوسروں کو دین سیکھنے پر پختہ کرنے کے لئے آمادہ کرنا ہے اور اس جذبہ کو عام کرنے کے لئے طویل سفر بھی اختیار کئے جاتے ہیں جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں عورتیں بھی محتاج ہیں۔ اور گھروں میں عامۃً اس کا انتظام نہیں ہے۔ اس لئے اگر لندن یا کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ حدودِ شرع کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں تو شرعاً اس کی اجازت ہے[1] بلکہ دینی اعتبار سے مفید اور اہم ہے۔ اگر بچے اتنے چھوٹے نہیں کہ بغیر والدہ کے تڑپیں گے اور ان کی پرورش نہیں ہو سکے گی اور بچوں کی نانی ان کی دیکھ بھال اطمینان بخش طریقہ پر کرلیں گی تو پھر اجازت ہے۔ خدائے پاک اس سفر میں برکت دے، نصرت فرمائے اور کامیاب واپس لائے۔ بچوں کو عافیت سے رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۱۲/۲ ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لَاتُسَافِرُ اِمْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اِلَّاوَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ متفق علیہ، (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱/ کتاب الحج، طبع یاسر ندیم دیوبند، شامی نعمانیہ ص ۱۴۶/۱، کتاب الحج) ملاحظہ ہو: بخاری شریف ص ۲۰/ ج ۱، مطبوعہ اشرفی دیوبند، ھدایۃ ص ۲۳۳/۱/ کتاب الحج، مکتبہ یاسر ندیم دیوبند، استفید من المقام من عدم جواز السفر للمرأۃ الابز وجھا او محرم (شامی نعمانیہ ص ۱۴۵/ج ۱/ کتاب الحج) شامی کراچی ص ۴۶۴/ج ۲/ (حدیث پاک کا ترجمہ اوپر صفحہ پر گزر چکا)

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

مستورات کا اجتماع

سوال:-گزارش یہ ہے کہ ٹانڈے میں عورتیں بھی ہفتہ میں دو تین بار تبلیغی اجتماع کرتی ہیں ایک عورت کتاب پڑھتی ہے یہ اجتماع متفرق محلوں میں جگہ جگہ ہوتا رہتا ہے کہیں کہیں تو بازاروں میں بھی ہوکر مستورات کو جانا پڑتا ہے اور دن میں ہی یہ چلنا پھرنا ہوتا ہے ایسے اجتماعات کیسے ہیں کیا مستورات شریک ہوسکتی ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

دین سیکھنا مردوں عورتوں سب کو ضروری ہے[1] عورتوں کے لئے زیادہ اسلم طریقہ یہ ہے کہ مکان پر رہ کر اپنے والد، بھائی، چچا، شوہر وغیرہ محرموں سے سیکھے اگر یہ ممکن نہ ہوتو دیگر مستورات سے پورے پردہ کے ساتھ جا کر سیکھے مستورات نے حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درخواست کی تھی تو ان کے لئے مخصوص دن اور مخصوص جگہ کیلئے اجتماع تجویز فرما دیا تھا وہاں پہونچ کر جمع ہونا حدیث شریف میں مذکور ہے[2] حدود شرع کے اندر رہنا اور فتنوں سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وفی روایة ومسلمة الحديث، مشكوة شريف ص ۳۴/ كتاب العلم الفصل الاول (مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[2] عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَ هُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيْهِ فَوَعَظَهُنَّ أَمَرَهُنَّ الحديث بخاری شريف ص ۲۰/ج ۱/ (مطبوعه اشرفی ديوبند) كتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوما عليحدة فی العلم، رقم الحديث ۱۰۱/

عورتوں کے لئے تبلیغی اجتماع

سوال:۔تبلیغی اجتماع جوعورتوں کا ہوتا ہے اس میں عورت کا اپنے شوہر کی اجازت سے شرکت کرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

دین سیکھنا مردوں اورعورتوں سب کے ذمہ ضروری ہے[۱]عورت کے لئے اگر ہر مکان میں ان کے شوہر باپ بھائی وغیرہ دین سیکھنے کا انتظام کردیں تو پھرکہیں جانے کی ضرورت نہیں۔لیکن جب اس کا انتظام نہ ہوتو ان کے اجتماع کومنع نہ کیا جائے ۔البتہ اس کا اہتمام کیا جائے کہ پردہ کا پورا انتظام ہو۔ بلامحرم کے عورتیں سفر نہ کریں[۲] تقریر میں ان کی آواز نامحرموں تک نہ پہونچے۔حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی عورتوں کا اجتماع فرمایا اوراس میں خود تشریف لے جا کر دین سکھایا ہے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۱/۴/۲۴ھ

---

[۱] طلب العلم ای الشرعی فریضة ای مفروض فرض عین علی کل مسلم او کفایة ومسلمة کما فی روایة الخ، مرقاة شرح مشکوة ص ۱/۲۳۳ ، کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعه ممبئی (انڈیا)

[۲] استفید من المقام من عدم جواز السفر للمرأة الابزوجها اومحرم الخ(الشامی نعمانیه ص۱۴۵ ج۲ /شامی کراچی ص ۴۶۴/ ج۲/ کتاب الحج ،هدایة ص۲۳۳ ج ۱ مشکوٰة شریف ص ۲۲۱)کتا ب المناسک الفصل الاول ،مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[۳] عن ابی سعید الخدری قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَيْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَ هُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُن (بخاری شریف ص ۲۰/ ج ۱) کتاب العلم، مطبوعه اشرفی دیوبند،

عورتوں کا تبلیغی جماعت بنا کر نکلنا

سوال:- (۳) ہماری عورتوں میں عورتوں کی جماعتیں محلّہ اور بیرون محلّہ میں تبلیغی گشت کرتی ہیں اور مردوں کے اجتماعات کی طرح عورتوں کے اجتماعات ہوتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی محفوظ جگہ میں آس پاس کی بہت سی عورتیں جمع ہوجاتی ہیں جماعت نسواں کی امیر یا اس کی اجازت سے کوئی ایک عورت عورتوں کے مجمع کو خطاب کرتی ہے۔ کبھی کتاب پڑھ کر اور کبھی دوسرے طریقہ سے دین واسلام کی باتیں۔ یہ رفتار دن بدن تیز تر ہوتی جاتی ہے ابھی حال ہی میں بمبئی سے کچھ عورتیں اپنے لڑکے کے ساتھ بہار کے بعض مقامات پر عورتوں کو تبلیغ کرنے کے لئے سفر کر کے آئیں مختلف محلوں میں عورتوں کے اجتماعات ہوئے اس کی وجہ سے عورتوں میں تبلیغ کا جذبہ بڑھتا جارہا ہے بمبئی سے عورتوں کی آمد سے ہمارے علاقہ میں ہلچل مچ گئی موافق ومخالف سوالات کرنے لگے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عورتوں کی جماعتیں مرکز نظام الدین دہلی کے ذمہ داروں کے مشورہ سے بھیجی جاتی ہیں غرض یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے عہد مبارک میں مردوں کی طرح عورتوں کی جماعت ایک نیک مقصد کی خاطر بھیجا کرتے تھے؟ خلفائے راشدین تابعین تبع تابعین کے دور میں اس کا ثبوت ملتا ہے؟ فقہی رو سے اس کی گنجائش ہے؟ اگر نہیں ہے تو عورتوں کی اصلاح کا جائز طریقہ کیا ہوسکتا ہے۔ عورتیں جماعت کا کام کس طرح کرسکتی ہیں مندرجہ بالا امور کا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۳) مرکز تبلیغ نظام الدین دہلی سے عورتوں کے جماعت نکلنے کی کوئی ہدایت کی گئی ہو تو میرے علم میں نہیں البتہ اگر کسی مقام پر عورتیں جمع ہوجائیں تو وہاں پر کوئی مرد صالح

جا کراس طرح تقریر کردیں کہ یہ خود کسی عورت کو نہ دیکھے اور نہ عورتیں اس کو دیکھیں اس کی شرعاً اجازت ہے[1] رسول اکرم کی خدمت میں بعض عورتوں نے درخواست کی تھی کہ مرد تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں عورتیں کیا کریں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں مکان میں فلاں روز عورتیں جمع ہوجائیں میں وہاں آؤنگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا[2] نیز یہ بھی ثابت ہے کہ کسی موقعہ پر عورتیں جمع ہوئیں اور بعض امہات المومنین نے وہاں جا کران کو دینی احکام کی تبلیغ کی اس طرح آج بھی کوئی اجتماع عورتوں کا ہوجائے پردے کا پورا لحاظ کرتے ہوئے تو مناسب ہے لیکن کوئی عورت مائیک پر تقریر نہ کرے جس سے باہر تک آواز جائے[3] اور پھر تقریر بھی عورتوں کے مناسب نہیں اگر چہ بغیر مائیک ہو ہاں کتاب پڑھ کر سنادینا بغیر مائیک درست ہے تقریر میں حدود کی رعایت مشکل ہوجاتی ہے۔ مردوں کو بھی جو عالم نہ ہوتا کید ہے کہ وہ چھ اصول پر قناعت کریں عورتیں گلی کوچوں میں مردوں کی طرح ہرگز گشت نہ کریں۔

---

[1] قال النووی فیه استحباب وعظ النساء وتذکیرهن الأخرة واحکام الاسلام وحثهن علی الصدقة وهٰذا اذالم یترتب علی ذلک مفسدة اوخوف فتنة علی الواعظ اوالموعوظ ونحو ذلک عمدة القاری ص ۱۲۴، ۱۲۳ / ج ۱ / الجزء الثانی، کتاب العلم، باب عظة الامام النساء وتعلیمهن، مطبوعه دارالفکر بیروت۔

[2] عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَ هُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُنَّ أَمَرَهُنَّ الخ بخاری شریف ص ۲۰ ج ۱ حدیث ۱۰۱ باب هل یجعل للنساء یوم علیحدة فی العلم مطبوعه اشرفی دیوبند .وفی فتح الباری ووقع فی روایة سهل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة بنحو هذه القصة فَقَالَ مَوْعِدُکُنَّ بَیْتُ فَلَانَة فَأَتَاهُنَّ فَحَدَّثَهُنَّ الخ فتح الباری ص ۲۶۵ ج ۱ باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة الخ مطبوعه نزار مصطفیٰ البازمکه مکرمه.

[3] ولانجیزلهن رفع اصواتهن وتمطیطها ولاتلیینها ولاتقطیعها لمافی ذلک من استمالة الرجال الیهن وتحریک الشهوات منهم، شامی زکریا ص ۷۹ / ج ۲ / مطبوعه کراچی ص ۴۰۶ / ج ۱ / باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة،

ہاں اپنے محرم اور شوہر کے ساتھ پردے کے ساتھ جائیں اور عورتوں کے اجتماع میں شرکت کریں تو درست ہے[۱] ان کے محرم اگر سفر کر کے کہیں جائیں اور عورتیں ان کے ساتھ ہیں اس میں کیا اشکال ہے۔ سفر حج وعمرہ کے لئے بھی تو سفر کرتی ہیں اس طرح اس کو بھی سمجھ لیا جائے اصل تو یہ ہے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ بچوں کو گھروں میں تعلیم دیں اور دین سکھلائیں شوہر کے ذمہ بھی ضروری ہے بیوی کو دینی تعلیم دے اور ضروری مسائل سکھلائے[۲] مگر اس ذمہ داری کو آج نظر انداز کیا جارہا ہے اگر اس ذمہ داری کا احساس ہو جائے تو پھر مشکلات پیش نہ آئیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند

عورتوں کے لئے تبلیغی سفر

سوال:- مستورات بغیر اپنے محرم کے تبلیغ کرنے کی غرض سے سفر کرتی ہیں تو کیا ایسی عالم اور غیر عالم عورتوں کا سفر کرنا مذکورہ صورت میں جائز ہوگا نہیں

(۲) عورتیں تبلیغ کرنے کی مجاز ہیں؟

---

۱ وفیه اشارة الی ان الحرة لاتسافر ثلاثة ایام بلامحرم الخ، شامی کراچی ص ۳۹۰/ ج ۶/ شامی زکریا ص ۹/۵۵۹، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، کذا فی الهدایة ص ۲۳۳، ج ۱، کتاب الحج، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

۲ عن علی بن ابی طالبؓ فی قوله عزوجل قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَاراً التحریم آیت ۶/ قال عَلِّمُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمَ الْخَیْرَ، المستدرک للحاکم ص ۵۳۶/ ج ۲/ حدیث ۳۸۲۶/ تفسیر سورة التحریم، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت،

ترجمه:- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد قوا انفسکم واہلیکم ناراً الخ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو۔

(۳) اگر عورتوں کو تبلیغ کرنے کا حق نہیں ہے تو پھر مستورات دین کے مسائل کس طرح سیکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً اس کی اجازت نہیں کہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے خواہ کسی مقصد کیلئے ہو[1]

(۲) عورتیں بھی عورتوں کو حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے تبلیغ کرسکتی ہیں بلکہ کرنی چاہئے کسی مکان میں جمع ہو جائیں اور کوئی عورت ان کو کتاب پڑھ کر سنا دیا کرے کلمہ نماز درست کرادے حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے عقائد اخلاق واعمال سکھا دیا کرے[2]۔

(۳) اس کا جواب (۲) سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کا تبلیغی اجتماع میں نامحرم مردوں تک آواز جائے اس طرح مائک پر وعظ کرنا

سوال:- عرض کرنا یہ ہے کہ ہمارے محلّہ دین بازار حیدرآباد میں ہر ماہ ۱۰/ تاریخ کو ایک زنانہ اجتماع میں ایک خاتون صاحبہ بیان کرتی ہے باضابطہ لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ جس میں عورتوں اور مردوں کا انتظام رہتا ہے کیا یہ صحیح ہے کہ ایک عورت اپنا وعظ مردوں کو سنا سکتی

---

[1] ان الحرة لاتسافر ثلاثه ايام بلا محرم الخ. شامی زکریا ص ۵۵۹/ ج ۹/ مطبوعه کراچی ص ۳۹۰/ ج ۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع، هدايه ص ۲۳۳/ ۱، کتاب الحج، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[2] واماالمومنون والمومنات وهم المصدقون بالله ورسوله وآيات كتابه فان صفتهم ان بعضهم انصار بعض واعوانهم يأمرون الناس بالايمان بالله ورسوله وبماجاء به من عند الله الخ، جامع البيان ص ۱۷۸/ ج ۶/ سورة توبه تحت آيت ۷۱/ مطبوعه دارالفكر بيروت،

ہے اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیجئے اور خاتون صاحبہ کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنا وعظ مردوں کو برابر سنا سکتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت کا تبلیغی اجتماع میں لاؤڈ اسپیکر پر تقریر وعظ کرنا جس سے نامحرم مردوں تک آواز جائے صحیح نہیں غلط طریقہ ہے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے لئے تبلیغی جماعت کے مرکز نظام الدین دہلی سے دریافت کریں وہاں سے بھی اس کی اجازت نہیں[1] فقط واللہ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۹۹/۵/۲۳ھ

عورتوں کی تبلیغ

سوال:- ہمارے یہاں عورتوں کی جماعت تبلیغ بھی شروع ہوگئی ہے۔ کیا اس پُرفتن زمانہ میں شرعاً اس کی اجازت ہے؟ کیا حدیث شریف یا آثار صحابہ میں اس کی اجازت ہے؟ کیا اس میں شرکت کرنے والی عورتیں گنہگار ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی کریم ﷺ نے مستورات کی درخواست پر ان کے لئے اجتماع کا دن اور مکان مقرر فرمایا[2] پھر ازواجِ مطہرات کے پاس کثرت سے مستورات دین سیکھنے اور مسائل

---

[1] ولانجیزلھن رفع اصواتھن ولا تمطیطھا ولاتلیینھا وتقطیعھا لمافی ذلک من استمالة الرجال الیھن وتحریک الشھوات منھم الخ، شامی زکریاص ۷۹/ج ۲/ مطبوعہ کراچی ص ۴۰۶/ ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة،

[2] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَ ھُنَّ یَوْمًا لَقِیَھُنَّ فِیْہِ فَوَعَظَھُنَّ الحدیث بخاری شریف ص ۲۰/ج ۱/(مطبوعہ اشرفی دیوبند) رقم الحدیث ۱۰۱/ باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم، کتاب العلم،

معلوم کرنے کے لئے آیا کرتی تھیں۔ یہ تو حدیث شریف میں موجود ہے[۱] اب جبکہ دین سے بے خبری بلکہ بے حیائی غالب آچکی ہے اور مستورات کے باپ دادا بھائی شوہر وغیرہ ان کو دین نہیں سکھلاتے اور نہ مردوں کی طرف سے دین سیکھنے کا کوئی انتظام ہے، تو اس حالت میں ضروری ہے کہ مستورات کے لئے دین سکھلانے کا انتظام کیا جائے مگر اس میں بھی حدودِ شرعیہ کی پابندی لازم ہے مثلاً یہ کہ اپنے محلّہ یا اپنی بستی میں پردہ کے ساتھ جائے نامحرم کے ساتھ نہ جائے۔[۲] اگر کوئی عورت کتاب سنائے یا تقریر کرے تو اس کی آواز نامحرم تک نہ پہونچے۔ لاؤڈ اسپیکر نہ ہو اور بے ضرورت جمع نہ ہو۔ اگر دوسری بستی میں جانا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جائے۔ اگر حدودِ شرعیہ کی رعایت نہ کی گئی تو فتنے پیدا ہوں گے۔[۳] اللہ پاک محفوظ رکھے آمین! فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۸/۱۳ھ

عورتوں کی اجتماعات میں شرکت

سوال: — مروجہ طریقہ پر جو دینی اور تبلیغی جلسے ہوتے ہیں اس میں وعظ و تقریریں اور نصائح بیان کئے جاتے ہیں، ایسی مجلسیں یقیناً بابرکت ہیں۔

---

۱ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ اِلىٰ عَائِشَةَ بِالدَّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ يَسْئَلْنَهَا عَنِ الصَّلوٰة الحديث، موطاامام مالک ص ۲۰ / (مکتبہ اشرفی بکڈپو دیوبند) طهر الحائض،

۲ يباح لها الخروج الیٰ مادون السفر بغیر محرم واذا وجدت محرماًلم یکن للزوج منعها هدایه ص ۲۳۳ / ج ۲ / (مکتبه یاسر ندیم دیوبند) کتاب الحج، مجمع الانهر ص ۲/۳۸۷، کتاب الحج، الفصل الاول، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت،

۳ استفیدمن المقام من عدم جواز السفر للمرأة الابزوج اومحرم (الشامی نعمانیه ص ۱۴۵ / ج ۲ / شامی زکریا ص ۴۶۴ / ج ۳) کتاب الحج،

مگر سوال یہ ہے کہ ایسے جلسوں میں عورتوں کا شریک ہونا عندالشرع کیا حکم ہے؟ جب کہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ اور ضروری مسائل وفضائل سے واقف ہوں اور بہشتی زیور یا اس جیسی دینی کتابیں پڑھ کر سمجھ بھی لیتی ہوں، اور دوسرے کو سمجھا بھی سکتی ہوں اور کسی قدر عمل بھی ہو، اگر مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پڑوسی سے سمجھ سکتی ہوں۔ مختصر یہ کہ ضروری علم ان کو حاصل ہو، تو ایسی صورت میں جلسوں کی مجلس میں آمدورفت کیسا ہے جبکہ جلسہ زیادہ تر راتوں ہی میں ہوتا ہے اور جلسہ میں کم از کم چار پانچ سو مرد ہوجاتے ہیں اور عورتوں کا یہ کہنا کہ نیک کام میں جارہی ہوں صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور یہ طریقہ عورتوں میں عام ہورہا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت کے لئے اعلیٰ بات یہ ہے کہ گھر میں رہے دینی مسائل کی ضرورت ہوتو شوہر باپ بھائی وغیرہ سے معلوم کرے۔ کتاب سمجھ سکے تو کتاب میں دیکھ لے۔ جو مسئلہ شوہر وغیرہ سے بھی معلوم نہ ہوسکے اور کتاب بھی نہ ملے یا سمجھ میں نہ آوے تو وہ شوہر باپ وغیرہ کے ذریعہ سے کسی عالم سے دریافت کرے، نہ خود باہر جائے نہ کسی کے پاس خط لکھے جب کہ فتنہ کا اندیشہ ہو۔ لیکن مسلمانوں میں بے علمی اور بے دینی کی فضا عام ہے۔ ہزاروں میں ایک آدھ ہی مشکل سے ملے گا جو علم اور عمل میں پختہ ہو یا اس کو علم وعمل کی لگن ہو۔ اس لئے علم کو عام کرنے کی ضرورت ہے اور عمل کو بھی، دین سیکھنے کا جذبہ بھی ہونا چاہیے، پھر یہ کہ چند مسائل میں دین محدود نہیں۔ اجتماعات میں شرکت کرنے سے دینی جذبہ قوی ہوتا ہے۔ اس جذبہ کے اثر سے دوسروں کو فائدہ ہوتا ہے، گھر کے ماحول کو درست کرنے کی بھی فکر پیدا ہوتی ہے، علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے، ایمان میں پختگی آتی ہے، حضور اکرم ﷺ کے طریقۂ زندگی کو سن کر قلب میں اصلاح کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ ان فوائد کے پیشِ نظر پورے پردہ کے ساتھ جانا ہو اور کوئی فتنہ نہ ہو تو بلا مجبوری کے ان کو شرکت سے روکنا نہیں چاہیئے، بلکہ شوہر یا کوئی محرم

اپنے ساتھ لے کر جائے وہاں خود بھی منتفع ہو اور ان کو بھی محروم نہ رکھے[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۲ھ

عورتوں کا اجتماع اور تقریر

سوال:- عورتوں کا اجتماع کرنا اور عورتوں کا عورتوں میں تقریر کرنا، ممالک وغیر ممالک، محلّہ وغیر محلّہ کا سفر کرنا درست ہے یا نہیں؟ کیا اسلاف میں اس کی نظیر ملتی ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو ان امور پر عیاناً وحقیقۃً تنقید وتبصرہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دین سیکھنا اور سکھانا حسبِ حیثیت سب کے ذمہ ضروری ہے[۲] گھر کے آدمی باپ دادا نانا چچا ماموں بھائی اگر وہ نہ سکھائیں یا انکے پاس خود ہی دین نہ ہو تو ضروری مسائل اعتقادیہ وعملیہ سیکھنے کیلئے انکو دوسری مستورات کے پاس جانے کی ضرورت پیش آئے گی کہ وہ اپنے مردوں سے دریافت کر کے بتلائیں، لیکن پردہ کا لحاظ ضروری ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مستورات دین سیکھنے کیلئے آیا کرتی تھیں[۳] نیز حضور اکرم ﷺ نے بھی

---

[۱] یباح لها الخروج الی مادون السفر بغیر محرم واذا وجدت محرماً لم یکن للزوج منعها (هداية ص ۲۳۳ ج ۱، مطبع یاسر ندیم دیوبند) کتاب الحج، استفید من المقام من عدم جواز السفر للمرأة الابزوج اومحرم، شامی نعمانیه ص ۱۴۵ ج ۲ (شامی زکریا ص ۴۶۴ ج ۳) کتاب الحج،

[۲] طلب العلم ای الشرعی فریضة ای مفروض فرض عین علیٰ کل مسلم اوکفایة ومسلمة کمافی روایة الخ، مرقات ص ۲۳۳/۱، طبع اصح المطابع بمبئی) کتاب العلم، الفصل الثانی،

[۳] کَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ اِلیٰ عَائِشَةَ بِالدَّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ يَسْئَلْنَهَا عَنِ الصَّلوٰةِ الحدیث، مؤطاامام مالک ص ۲۰، (مطبوعه اشرفی دیوبند) طهر الحائض،

مستورات کا اجتماع فرمایا۔ اور خود تشریف لے جا کر ان کو دین سکھایا[۱] اگر اپنے محرم یا شوہر کے ساتھ جائیں اور مستورات میں تقریر کریں اسطرح کہ نامحرم آواز نہ سنیں اور پردہ کا پورا لحاظ رکھیں، نیز اور کسی فتنہ کا بھی مظنہ نہ ہو تو گنجائش ہے۔ بغیر شوہر یا بغیر محرم کے شرعی سفر کرنا یا بے پردہ جانا یا اسطرح تقریر کرنا غیر محرم بھی آواز سنیں مثلاً لاؤڈ اسپیکر پر یا کوئی اور فتنہ ہو تو پھر اجازت نہیں (عموماً عورتوں کے اجتماع میں فتنہ پیدا ہو ہی جاتا ہے اس لئے اس سے بچنے کی از حد ضرورت ہے[۲] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹/۴/۹۵ھ

صرف عورتوں کی مجلس میں وعظ کے بجائے کتابی تعلیم مناسب ہے

سوال:- جب صرف عورتوں کی مجلس ہو اور عورتیں ہی وعظ کرنے والی ہوں تو ان کے وعظ کا کیا طریقہ ہونا چاہیے؟ معتبر کتاب پڑھ کر سنائیں یا مقررین کی طرح لچھے دار اشعار وغیرہ پڑھ کر تقریریں کریں یا مذاکرہ کریں؟ کونسی صورت میں عورتیں وعظ ونصیحت کریں؟

۱؎ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ فَوَعَدَ هُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُن الحدیث بخاری شریف ص ۲۰/ ج ۱/ (مطبوعہ اشرفی دیوبند) رقم الحدیث ۱۰۱/ باب ھل یجعل للنساء یوم علیٰحدۃ الخ، کتاب العلم،

۲؎ استفید من المقام من عدم جواز السفر للمرأۃ الابزوج اومحرم .الشامی نعمانیہ ص۱۴۵/ ج۲/ شامی زکریا ص۴۶۴/ج۳/ کتا ب الحج، لأن صوتها عورۃ الخ، شامی زکریا ص۷۲/ ج۲/ باب شروط الصلاۃ،

الجواب حامداً ومصلیاً

مذاکرہ کرلیں، کتاب سنادیں حسب موقع دونوں صورتیں مناسب اور مفید ہیں۔تقریر سے احتراز مناسب ہے۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶؍۴؍۹۶ھ

عورتوں کی تبلیغ اور نظم ترنم سے پڑھنا

سوال:-(۱)عورتوں کا کسی کے گھر جا کر تبلیغ کا ذکر کرنا اور ایسا معمول بنانا کہ روزانہ تبلیغ کا کام ہوسکے کہاں تک مناسب ہے اور اس میں کیا کوئی حرج ہے؟

(۲) اگر ذکر کے دوران نظم آجائے تو اس کو ترنم کیساتھ پڑھنا کیا عورتوں کے لئے جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پردہ کے ساتھ کسی ایک مکان میں جمع ہوکر دین کی باتیں کریں، سیکھیں سکھائیں، کتاب پڑھیں سنیں جس سے دینی معلومات حاصل ہوں، عمل پر پابندی ہو، ایمان تازہ ہو شرعاً درست ہے، مفید ہے۔لیکن کوئی تقریر کسی عورت کی ایسی نہ ہو جس کی آواز نامحرموں تک پہنچے۔ لاؤڈ اسپیکر اس میں استعمال نہ کیا جائے۔ترنم اور گانا ہرگز نہ ہو،[1] اس سے پورا پرہیز کیا جائے۔ایسا نہ

---

[1] ولانجيزلهن رفع اصواتهن ولاتمطيطها ولاتليينها وتقطيعها لمافي ذلك من استمالة الرجال اليهن وتحريك الشهوات منهم، شامي زكريا ص ۷۹ ج ۲، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة،

ہو کہ دین کی خاطر کام کیا جائے اور اس میں شیطان کا بھی حصہ ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۱۳۹۶ھ

بغیر انتظام اہل وعیال تبلیغی چلہ میں نکلنا

سوال:- مجھ ناچیز کو ناگپور میں ہونے والے اجتماع میں تبلیغی جماعت بمبئی کے حضرات دس ۱۰/روز کیلئے ناگپور لے گئے، گذشتہ ماہ کی ۲۶/۲۷/۲۸/تاریخ کو وہاں اجتماع شروع ہوا اور ان تاریخوں میں تقریروں کے بعد مقرر صاحب یہ کہتے تھے کہ اس اجتماع کے بعد تین چلے یا کم از کم ایک چلہ کیلئے آپ لوگ ضرور نکلیں اور نام لکھوائیں۔ بہت مجبور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بیوی بچوں کو چھوڑو، کاربار بند کرو اور ضرور تبلیغ کے لئے نکلو اور چلو، کوئی اگر معذرت چاہے کہ اس کی ایسی مجبوریاں ہیں جس کی وجہ سے وہ نہیں آسکتا، تو وہ بیان کرتے تھے کہ بس تم سب چھوڑ دو ضرور نکلو سب اللہ پر چھوڑ دو۔ اب یہاں مجھے حقوق العباد کے بارے میں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم سب چھوڑ دیں اور ان کے ساتھ نکل جائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص بیوی بچوں کے لئے روزانہ کماتا ہے اور ان کے حقوقِ واجبہ ادا کرتا ہے تو وہ تبلیغی جماعت کے لئے اس وقت جائے جب نفقۂ واجبہ کے ادا کرنے کا انتظام کر دے۔ ان کو بھوکا روتا چھوڑ کر نہ جائے تبلیغی جماعت کے لوگ جس قدر اصرار کریں ان کے اصرار کی وجہ سے بغیر انتظام کئے ہرگز نہ جائے[1] نہ ان سے بحث کرے بلکہ یہ کہدے کہ میں مقامی کام

[1] مذاکرة العلم ساعة خيرمن احياء ليلة وله الخروج لطلب العلم الشرعي بلااذن والديه اى ان لم يخف علىٰ والديه الضيعة بان كانا مؤسرين ولم يكن نفقتهما عليه وفى الخانية ولواراد الخروج الى الحج وكرها ذالک .... (باقی حاشیہ صفحہ ہذا)

میں بھی حصہ لیتا ہوں۔ چلہ کیلئے نکلنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں اور کوشش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انتظام کر دے تو نکلوں گا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انتظام کر ہی دے گا، پھر نکلوں گا، آپ بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے اور کوشش میں لگا رہے۔ چلوں کا موقع نہ ہو تو تین روز ایک روز کے لئے انتظام کر کے نکل جایا کرے۔ اس کا بھی موقع نہ ہو تو ہفتہ میں جس جگہ کام ہوتا ہو وہاں شرکت کر لیا کرے۔ اس سے وہ لوگ بھی اصرار نہیں کریں گے اور کام سے بھی تعلق رہے گا۔ اس کا فائدہ بھی معلوم ہوگا اور بحث کرنے کا نتیجہ کچھ اچھا نہیں ہوتا۔ تبلیغی جماعت کے جو لوگ اس طرح مجبور کرتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے، ان کے متعلق مرکز نظام الدین دہلی میں اطلاع کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۷/۸۹ھ

بچوں کے خرچ کا انتظام کئے بغیر تبلیغ میں نکل جانا

سوال: -ایک شخص تبلیغ میں رہتا ہے۔ گھر پر اس کے چھوٹے چھوٹے بچے کھانا وغیرہ سے پریشان رہتے ہیں، کیا اس کے لئے اس طریقہ کی تبلیغ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بچوں کا خرچ نہ دینا جس سے وہ پریشان رہیں اور ان سے بے فکر ہو کر تبلیغ میں نکل جانا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............قالوا ان استغنی الاب عن خدمته فلابأس والافلایسعه الخروج الخ الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۲۶۱ ج۵ وزکریا ص ۵۸۴ ج۹ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع، ونفقة الغیر تجب علی الغیر بأسباب ثلثه زوجیة وقرابة وملک، فتجب للزوجة علی زوجها الخ شامی کراچی ص ۵۷۲/ ج۳، باب النفقة، وتجب النفقة بانواعها علی الحر لطفله الفقیر الحر الخ، شامی کراچی ص ۶۱۲/ج۳/ باب النفقة،

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

جائز نہیں[۱] اس کو لازم ہے کہ بچوں کے خرچ کا انتظام پہلے کرلے۔ پھر اگر موقع ملے تب تبلیغ میں جائے۔[۲] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۲/۱۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

قرض لے کر بچوں کو بھوکا چھوڑ کر تبلیغ میں جانا

سوال:- ہمارا علاقہ پہاڑی ہے یہاں پر زیادہ تر جولائی کے مہینہ میں تبلیغی جماعتیں آتی ہیں۔ کیا یہ طریقۂ تبلیغ درست ہے جب کہ بہت سے تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ تم بچوں کے نفقہ کا فکر نہ کرو۔ اللہ مالک ہے۔ بس ہمارے ساتھ چلو اور بہت مجبور کرتے ہیں۔ حضرت والا اس سلسلہ میں وضاحت تحریر فرماویں کہ قرضہ لے کر تبلیغ کریں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دین سیکھنا فرض ہے[۳] خواہ مدرسہ میں رہ کر ہو، خواہ دینی کتابوں کا مطالعہ کرکے ہو، خواہ

---

[۱] وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله الفقير الحر (شامی کراچی ص ۶۱۲/ ج۳/ باب النفقة مطلب الصغير والمكتسب نفقة فى كسبه لا على ابيه) بحر الرائق ص۱۷۳، ۱۹۶، ج۴/ كتاب الطلاق، باب النفقة ،مطبوعه ماجديه كوئٹه،

[۲] مذاكرة العلم ساعة خيرمن احياء ليلة وله الخروج لطلب العلم الشرعى بلااذن والديه اى ان لم يخف علىٰ والديه الضيعة بان كانا مؤسرين ولم تكن نفقتهما عليه وفى الخانية ولواراد الخروج الى الحج وكرها ذالک قالوان استغنى الاب عن خدمته فلابأس والافلايسعه الخروج الخ الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص ۲۶۱ ج۵ شامى زكريا ص ۵۸۴ ج ۹ كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع .

[۳] واعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر مايحتاج اليه الخ شامى كراچى ص ۴۲/ ج ۱/ مقدمه.

اہل دین کی صحبت میں رہ کر ہو[۱] آج کل دین سے جس قدر غفلت وجہالت اور بے پرواہی ہے وہ ظاہر ہے محتاج بیان نہیں۔اگر علاقہ ایسا ہے کہ نہ وہاں مدارس ہیں، نہ وہاں اہل علم علماء ہیں، نہ دینی کتابوں کے دیکھنے کا شوق ہے، نہ قابلیت ہے۔اس کے لئے تبلیغی کام کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ کچھ وقت نکال کر ہر قسم کے فکر سے خالی ہوکر دین سیکھنے کے لئے نکل جائیں۔تجربہ سے ثابت ہے کہ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔کتنے آدمی اس طرح نماز وغیرہ کے پابند ہوگئے۔کتنوں نے بہت سے ضروری مسائل سیکھ لئے۔ان جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔لیکن بعض آدمی جوش میں آکر واقعۃً حدود کی رعایت نہیں کرتے،اس سے نقصان پہونچتا ہے۔یہ ان کی غلطی ہے۔ان کو تبلیغی علماء کے ذریعہ سے تنبیہ کرائی جائے اور ان کے اصرار کی وجہ سے ہرگز حقوقِ واجبہ کو ضائع نہ کیا جائے[۲] بیوی بچوں کے نفقہ کا ادا کرنا ضروری ہے[۳] بلا نفقہ کے ان کو بھوکا چھوڑ کر ہرگز نہ جائیں[۴] اگر اپنے پاس پیسہ نہ ہو تو ان کے

---

[۱] طلب علم دین کے دو درجے ہیں ایک فرض عین ایک فرض کفایہ فرض عین کا درجہ یہ ہے کہ پاکی ناپاکی وضوٗ نماز روزہ کے احکام معلوم کرلے عقائد ضروریہ وفرائض اسلام کا علم حاصل کرلے خواہ اردو میں یا عربی میں یا صحبت اہل علم کے ذریعہ سے الخ۔(امدادالاحکام ص ۲۱۷/ ج ۱) مطبوعه زکریا دیوبند کتاب العلم.

[۲] لقوله عليه الصلوة والسلام لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق الحديث، (مشكوٰة شريف ص ۳۲۱، کتاب الامارة والقضاء، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمه:-جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

[۳] فتجب (النفقة) للزوجة على زوجها لأنها جزاء الاحتباس، وكل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته، شامی کراچی ص ۵۷۲/ ج۳/ کتاب النکاح، باب النفقة، وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله الفقير الحر شامی کراچی ص ۶۱۲/ ج ۳/ باب النفقة.

[۴] وله الخروج لطلب العلم الشرعي بلاذان والديه اى ان لم يخف على والديه الضيعة فان كانامؤسرين ولم تكن نفقتهما عليه وفي الخانيه ولواراد الخروج الى الحج وكرها ذالک الخ. (الدرالمختار على الشامی نعمانيه ص: ۲۶۱، ج:۵) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع،

کہنے کی وجہ سے قرض نہ لیں۔ اگر جلدی ادا کرنے کی صورت ہوتو پھر حسبِ حیثیت قرض لینے کی بھی گنجائش ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے وقت میں با قاعدہ مدارس نہیں تھے۔ ایسے ہی لوگ دین سیکھا کرتے تھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۸۷/۸/۱۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ // //

باپ کی مرضی کے بغیر جماعت میں جانا

سوال: - زید نے تبلیغی جماعت میں جانے کے لئے چار ماہ لکھوار کھے ہیں۔ زید کے باپ نے معلوم ہونے پر زید کو جماعت میں جانے سے منع کیا کہ میرے اوپر خرچ کا بار پڑے گا اور زید کچھ رقم اپنے باپ کو ماہانہ دیتا ہے۔ جب وہ جماعت میں جائے گا تو وہ رقم باپ کو نہیں ملے گی۔ زید یہ کہتا ہے کہ میں نے وعدہ کرلیا ہے۔ مجھے جھوٹا ہونا پڑے گا۔ دوسرے یہ بھی کہتا ہے کہ تبلیغی جماعت میں جانا چونکہ فرضِ عین ہے۔ لہٰذا باپ کی مرضی کے بغیر جماعت میں جاسکتے ہیں؟

(۲) اگر باپ کے اوپر خرچ کا بار نہ پڑے یعنی زید خرچہ دیدے اور باپ پھر بھی اجازت نہ دے تو کیا بلا اجازت جماعت میں جاسکتے ہیں؟

(۳) کیا باپ کو ناراض کرکے جماعت میں جاسکتے ہیں اور قرض لے کر جماعت میں جاسکتے ہیں؟

(۴) تبلیغی جماعت میں جانا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) تبلیغی جماعت میں جانا تو فرض عین نہیں البتہ دین سیکھنا فرضِ عین ہے، خواہ مدرسہ

میں داخل ہوکر ہو یا خارج مدرسہ پڑھ کر ہو خواہ اہل علم اور اہل دین کی خدمت میں جا کر ہو[1] خواہ تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو، بلا وجہ قوی کے وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے[2] جہاں تک ہو سکے وعدہ پورا کرنا چاہیے۔ جس وعدہ کے لئے وقت مقرر نہیں کیا اس کے پورا کرنے میں کچھ تاخیر ہو جائے تو یہ وعدہ خلافی اور جھوٹ نہیں۔

(۲) اگر باپ بلا وجہ تبلیغی جماعت میں جانے سے روکے تو اس کی اطاعت لازم نہیں، جیسے کہ علم دین حاصل کرنے سے روکنے میں اس کی اطاعت لازم نہیں[3] اگر قرض کے ادا کرنے کا بھی انتظام ہو جائے تو جس طرح دیگر ضروریات کے لئے قرض لینے کی اجازت ہے، اسی طرح تبلیغ میں جانے کے لئے بھی قرض لینے کی اجازت ہے۔

(۳) حقوقِ واجبہ کو تلف کر کے تبلیغ میں جانے کی اجازت نہیں۔ بیوی بچوں اور ماں باپ کا نفقہ بھی اگر اس کے ذمہ لازم ہو تو اس کا انتظام کرنا واجب ہے۔ اس کو ترک کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اسی طرح اگر ماں باپ ضعیف یا بیمار ہوں یا جسمانی خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی جسمانی خدمت بھی لازم ہے۔ اس کو ترک کر کے بھی تبلیغی جماعت میں جانے کی اجازت نہیں۔ اگر حقوق واجبہ کا بھی انتظام ہو اور جسمانی خدمت کی بھی ان کو حاجت نہ ہو تو پھر ان کو

---

[1] طلب العلم الشرعی فریضة ای مفروض فرض عین علیٰ کل مسلم الخ، مرقات ص ۲۳۳ ج ۱، (مکتبه بمبئی کتاب العلم) نیز ملاحظہ کیجئے: شامی کراچی ص ۴۲/ ج ۱/ مقدمة،

[2] أن من وعد ولیس من نیته أن یفیء فعلیه الأثم الخ، مرقاة شرح مشکوة ص ۶۴۷/ ج ۴/ باب الوعد، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی، وَاِذَا وَعَدَاَخْلَفَ (مشکوٰة شریف ص ۱۷/ باب الکبائر وعلامات النفاق، (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمه: -منافق جب وعدہ کرتا ہے اس کے خلاف کرتا ہے۔

[3] لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ، الحدیث مشکوٰة شریف ص ۳۲۱ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) کتاب الامارة الفصل الثانی. (ترجمه:) مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نهیں هے خالق کی نافرمانی میں.

خود ہی منع کرنے کا حق نہیں۔منع کرنے پر بھی اگر تبلیغ میں چلا گیا تو گنہگار نہیں ہوگا[۱]

(۴) اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

تبلیغی اجتماع میں کچھ چیزیں لوگ بھول گئے انکا حکم
تبلیغی اجتماع میں والد کی اجازت کے بغیر جانا
تبلیغی اجتماع کیلئے جو رقم جمع کی گئی اسمیں سے کچھ بچ گئی اسکا مصرف

سوال:- (۱) یہاں کچھ عرصہ قبل تبلیغی اجتماع ہوا تھا جس میں لوگ کثرت سے اپنے دستی رومال چھڑیاں جوتے اجتماع گاہ میں بھول گئے ہیں چنانچہ اجتماع کے موقع پر بھی بار بار مکبر الصوت پر اعلان کیا گیا تھا مگر اس وقت سے لے کر اب تک انکا کوئی مالک آیا نہیں خصوصاً دستی رومال کو تو عام طور پر کوئی لینے آتا بھی نہیں تو کیا ہم ان سب چیزوں کو فروخت کر کے کسی غریب کو صدقہ کر سکتے ہیں یا پھر بعینہٖ یہ چیزیں صدقہ کرنی ہونگی۔

(۲) ایک دینی کام مثلاً تبلیغی اجتماع کے لئے چند احباب نے مل کر کچھ رقم جمع کی اب وہ کام پورا ہو گیا اور نصف سے بھی کم رقم خرچ ہوئی تو اگر باقی روپئے دینے والوں کو واپس کر دیئے جائیں تو وہ اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں واپسی کی صورت یہ رکھی جائے کہ کل رقم کا چالیس فی صدی حصہ خرچ ہوا ہے تو اب ہر ایک کی رقم میں سے چالیس فی صدی وضع کر

---

[۱] ولہ الخروج لطلب العلم الشرعی بلااذن والدیہ ای ان لم یخف علیٰ والدیہ الضیعة بان کانامؤسرین ولم تکن نفقتهما علیه وفی الخانیه وارادالخروج الیٰ الحج وکرها ذالک قالواان استغنی الاب عن خدمته فلابأس والافلایسعه الخروج .درمختار علیٰ الشامی نعمانیه ص ۲۶۱ ج ۵ وشامی زکریا ص ۵۸۴ ج ۹ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع،

کے باقی رقم واپس کردی جائے چندہ دینے والے کہتے ہیں کہ ہم نے تو اس کام کے لئے یہ رقم نکالی تھی اب ہم خود کیسے استعمال کریں تو کیا یہ احباب خود استعمال کر سکتے ہیں اگر نہ کر سکتے ہوں تو اس کے علاوہ کسی اور دینی کام میں یہ رقم خرچ کی جاسکتی ہے

(۳) ایک صاحب اپنے بھائی اور والد صاحب کے ساتھ تجارت شرکت میں کرتے ہیں ہر سال کے آخیر میں منافع اور سال کا پورا خرچ دیکھ لیا جاتا ہے منافع سب بھائیوں اور والد صاحب میں تقسیم ہو کر انکے نام جمع رہتا ہے اور گھر کا پورا خرچ تین بڑے بھائیوں کے منافع میں سے لیکر وضع کیا جاتا ہے چھوٹے بھائی اور والد صاحب بھی کاروبار میں ہاتھ بٹاتے ہیں، الحمدللہ والد صاحب کسی بھائی کی خدمت کے محتاج نہیں چلتے پھرتے ہیں اب اگر بڑے بھائیوں میں سے ایک بھائی تبلیغی جماعت کے ساتھ تین چار مہینے کے لئے باہر جانا چاہتا ہے تاکہ اپنی اصلاح ایمان ویقین درست ہو تو کیا والد صاحب کے لئے اس بھائی کو روکنا درست ہے نیز لڑکا والد صاحب کی اجازت کے بغیر جاسکتا ہے یا نہیں، جیسا کہ چار آٹھ دن گھومنے جانا ہو تو بغیر اجازت بھی جاتے ہیں اور والد صاحب کو کوئی ناگواری بھی نہیں ہوتی نیز اگر تبلیغ میں جانے والا بھائی تین چار ماہ کا اپنا منافع چھوڑ دے اور تبلیغ میں جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعینہ ان کو خیرات کردے اس نیت سے کہ ان کے مالک کو ثواب ملے مگر یہ اس وقت ہے کہ مالک کے ملنے سے مایوس ہو جائے[1]

(۲) اس طرح یہ رقم وہ لوگ بھی خود خرچ کر سکتے ہیں[2] بہتر ہے کہ ان کی اجازت سے

---

[1] وعرف الی ان علم ان ربها لایطلبها ثم تصدق ای ان لم یجئی صاحبها فله ان یتصدق بهاعلی الفقراء الخ. البحرالرائق مکتبه کوئٹه ص ۱۵۳ ج ۲ کتاب اللقطة .

[2] حصیر المسجد وحشیشه اذا استغنی عنهما یرجع الیٰ مالکه عندمحمدؒ وعندابی یوسف ینقل الیٰ مسجد آخروصرح فی الخانیة بأن الفتویٰ علی قول محمدؒ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دوسرے دینی کام تبلیغی اجتماع یا دینی مدرسہ میں خرچ کرالے۔

(۳) اگر والدصاحب اس کی خدمت کے حاجت مند نہیں ہیں اور اس کے جانے سے کام میں نقصان نہیں ہوتا دوسرے بھائی بخوشی اجازت دیتے ہیں اور حقوق واجبہ بیوی بچوں کے تلف نہیں ہوتے تو والدصاحب کو منع نہیں کرنا چاہئے[1] اس حالت میں وہ اگر جاکر اپنا ایمان اور عمل پختہ کرے تو اس سے والد صاحب کو اجر ملے گا جہاں تک فرض کا درجہ ہے اس میں تو والدصاحب کی اجازت کی ضرورت نہیں[2] اور جو درجہ استحباب ہے اس میں والدصاحب کی اجازت ورضامندی کے بغیر نہ جائے والدصاحب گھومنے اور سیر کرنے کیلئے جانے کی اجازت دیتے ہیں اور تبلیغی سفر سے روکتے ہیں تو اس کا یہ حل ہے کہ کوشش اور خوشامد کرکے والدصاحب کو بھی تبلغی سفر میں لے جائے جب ان کو اس کا نفع معلوم ہوگا تو پھر خود جائینگے اور دوسروں کو بھی بھیجنے کی کوشش کرینگے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۶/۴/۳ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... قال فی البحروبه علم ان الفتویٰ علی قول محمدفی آلات المسجد الخ شامی زکریاص ۶/۵۴۹، کتاب الوقف احکام المسجدمطلب فیما لوخرب المسجدا وغیره.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] وله الخروج لطلب العلم الشرعی بلااذن والدیه ای ان لم یخف علیٰ والدیه الضیعة بان کانامؤسرین ولم تکن نفقتهما علیه وفی الخانیه ولواراد الخروج الیٰ الحج قالوا ان استغنی الاب عن خدمته فلابأس والافلایسعه الخروج .درمختار علیٰ الشامی زکریا ص ۵۸۴ ج۹ نعمانیه ص ۲۶۱ ج۵ کتاب الحظروالاباحة فصل فی البیع .

[2] لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق.مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱/(مطبوعه یاسرندیم دیوبند) کتاب الامارة والقضاء .ترجمه: جس چیزمیں الله تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہوا س میں کسی مخلوق کی اطاعت جائزنہیں.قواعد الفقه ص ۱۰۶ / رقم القاعده ۲۵۳ / مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

اجتماع سے سامان بچ گیا اس کا کیا کیا جائے؟

سوال:- ۱۶/ شعبان ۱۳۹۲ھ کو ہمارے یہاں ایک تبلیغی اجتماع ہوا تھا، جس میں گاؤں والوں نے اجتماع کے اخراجات کا ذمہ لیا تھا۔ باہر کے آنے والے مہمانوں کے کھانے کا انتظام وغیرہ کا ذمہ گاؤں والوں نے ہی لیا تھا۔ الحمد للہ اجتماع خوب کامیاب رہا۔ لیکن گاؤں والوں نے اجتماع کے لئے جو غلہ وغیرہ جمع کیا تھا اس میں سے کچھ تو اجتماع میں خرچ ہو گیا اور کچھ بچ گیا۔ اب کچھ لوگوں کے رائے تو یہ ہے کہ جو کچھ بچا ہوا ہے اس کو مسجد میں دیدیا جائے اور کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سب کچھ عیدگاہ میں دیدیا جائے۔ لوگوں میں اختلاف چل رہا ہے۔ لہٰذا آپ بتائیں کہ وہ غلہ کہاں دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے اختلاف کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ دوسرا جلسہ (اجتماع) کر لیا جائے اس میں یہ غلہ خرچ ہو جائے۔[۱] اگر عیدگاہ یا مسجد میں دینے پر سب کا اتفاق ہو جائے تو وہاں دیدیا جائے۔ اس طرح اعلان کیا جائے کہ سب کو خبر ہو جائے اور جو چاہے اپنی رائے دے سکے۔[۲] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ، شامی زکریا ص: ۶۶۵، ج: ۶، کتاب الوقف مطلب مراعاة غرض الوقفين واجبة

[۲] (كمايستفاد من هذهٖ العبارة) حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما وكذا الرباط والبئر اذالم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر الىٰ اقرب مسجد الخ. وقال الشامی تحته وعلىٰ هذا حصير المسجد وحشيشه اذا استغنى عنهما يرجع الىٰ مالكه عند محمدؒ وعند ابی يوسفؒ الىٰ مسجد آخر وصرح فی الخانية بأن الفتوىٰ علىٰ قول محمد قال فی البحر وبه علم أن الفتوىٰ علىٰ قول محمد فی آلات المسجد الخ. شامی زکریا ص ۵۴۹ ج ۶ كتاب الوقف مطلب فيما لو خرب المسجد وغيره.

حج کو جائے یا تبلیغی اجتماع میں جائے

سوال: -امریکہ میں تبلیغی اجتماع ہونے والا ہے اور وہاں کا صرفہ تقریباً ۱۵/ ہزار روپے ہے تو کیا اجتماع میں جانا ضروری ہے یا وہ شخص اجتماع میں نہ جائے حج بیت اللہ کرے اور نہ جانے کی صورت میں وہ عنداللہ گنہ گار تو نہیں ہوگا

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو اس فرض کو ادا کریں[۱]۔ تبلیغی جماعت حج میں بھی جاتی ہیں ان کے ساتھ رہ کر تبلیغی کام بھی کرتا رہے اگر اس کے ذمہ حج فرض نہیں تبلیغی اجتماع ایام حج سے بہت پہلے ہے تو وہ اجتماع میں شرکت کرلیں پھر اگر حج کے موقعہ پر اللہ وسعت دے تو حج بھی کرلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۸/۱۴۰۰ھ

سنن ونوافل کے وقت تبلیغی پروگرام

سوال: -عموماً ظہر ومغرب کے بعد جماعت کی طرف سے تقریری اعلان ہوتا ہے ابھی لوگ سنتیں نوافل ہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ادھر مسجد میں تقریر شروع ہوجاتی ہے۔ عوام تو درکنار خواص کو بھی نماز میں الجھن ہونے لگتی ہے قرأت وتسبیحات بسا اوقات تعداد رکعات

---

[۱] الحج فرض مرة على الفور فى العام الاول عند الشافعى واصح الروايتين عن الامام مالك واحمد فيفسق وترد شهادته بتاخيره. الدرالمختار مع ردالمحتار زكريا مختصراً (ص ۴۵۴،۴۵۵ ج ۳) مطبوعه كراچى ص ۴۵۶،۴۵۵ ج ۲، اول كتاب الحج، مجمع الانهر ص ۳۸۳/۱، كتاب الحج، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

میں بھی بھول ہوجاتی ہے اگر پروگرام مسجد سے باہر رکھا جاتا ہے۔تو سامعین کی اتنی بڑی تعداد نہیں ہوگی۔

کیا دینی تبلیغ کے لئے نماز کے اوقات میں تقریروتعلیم وغیرہ کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اگر فقہی رو سے گنجائش نہیں نکل سکتی تو جماعت والے کیا کریں؟

الجواب حامداًومصلیاً

فرائض وسنن مؤکدہ کی رعایت رکھتے ہوئے تبلیغی پروگرام شروع کیا جائے کتنے لوگ ایسے ہیں جونماز کے ارکان واجبات شرائط سنن سے واقف نہیں التحیات وغیرہ کوبھی صحیح طور پر نہیں جانتے ان کی نمازوں کوصحیح کرانا اورنماز کی اہمیت ذہن نشین کرانا دین کی طرف راغب کرنا بہرحال نوافل سے اہم اورقابل ترجیح ہے[1] نوافل کوخواص حضرات بعد میں مسجد ہی میں یامکان پربھی ادا کرلیں گے۔لیکن گشت کرکے اورخوشامد کرکے جن لوگوں کومسجد میں لاگیا ہے ان کا پھر ہاتھ لگنا اورجمع ہونا مشکل ہوگا اورفرائض تو جماعت سے پڑھے جاتے ہیں اس کے بعد بھی سنن مؤکدہ مختصر کی رعایت کرلیں تو جماعت والے حضرات کوتو انشاء اللہ خلجان نہیں ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبلیغی پروگرام کی وجہ سے عشاء کومؤخر کرنا

سوال:- مغرب کی نماز کے بعدوہ حضرات اپنی تقریروں کا پروگرام رکھتے ہیں۔اور

---

[1] طلب العلم والفقه اذاصحت النية افضل من جميع اعمال البر وكذاالاشتغال بزيادة العلم الخ. شامى زكريا ص۵۸۴ ج۹، مطبوعه كراچى ص۴۰۷ ج۶، كتاب الحظروالاباحة، فصل فى ا لبيع،

عشاء کی نماز کو اپنے مقررہ وقت سے ۱۱/ بجے تک مؤخر کرتے ہیں اور اس میں وہ حضرات جو کہ گیارہ بجے تک کا ٹائم نہیں دے سکتے ، وہ بغیر عشاء کی جماعت میں شرکت کئے گھر واپس آجاتے ہیں کیا تقریر کی وجہ سے عشاء کو مؤخر کرنا یہاں تک کہ دوسرے لوگ جماعت کے ثواب سے محروم ہوجائیں شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی جماعت اپنے وقت پر کی جائے ۔ اپنے تقریری پروگرام کی وجہ سے جماعت کو زیادہ مؤخر نہ کیا جائے ،[۱] جس سے وہاں پابند جماعت نمازی بلا جماعت نماز پڑھیں (جماعت سے محروم رہ جائیں) یا کسی دوسری مسجد میں جائیں ۔ ہاں اگر وہاں کے سبھی آدمی اس دینی کام کی قدر کرتے ہوں اور ایک دو آدمی شریک نہ ہوتا ہو تو پھر ۱۱/ بجے تک تاخیر کرنے میں مضائقہ نہیں ۔[۲] ایک دو آدمی کو خود بھی ایثار سے کام لینا چاہیے یعنی یہ سمجھے کہ میری وجہ سے اس سب بڑے مجمع کے پروگرام میں تغیر ہونا مناسب نہیں ۔ مخالفت کرکے یا شکوہ شکایت کرکے نہ اپنا وقار کھوئیں نہ اجر ضائع کریں ۔ معمولی بات کی وجہ سے زیادہ اثر نہ لینا چاہیے ۔ تبلیغی جماعت کو بھی اکرام مسلم کے تحت کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے مسلم کے وقار کو صدمہ پہونچے ، اس سے ان کے کام میں کھنڈت پڑتی ہے جو کہ دینی نقصان ہے ۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹۰/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۵ھ

---

[۱] فالحاصل ان التاخیر القلیل لاعانة اهل الخیر غیر مکروہ الخ شامی زکریاص ۱۹۹/ ج ۲/ باب صفة الصلوٰة، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی،

[۲] (والمستحب)تاخیر العشاء الیٰ ثلث اللیل الخ درمختار علی الشامی زکریاص ۲۶/ ج ۲/ اول کتاب الصلاة،

مسجد میں کیا کیا کام جائز ہیں

سوال:-عوام میں دینی بیداری اور مسائل کا شوق پیدا کرنے کے لئے حضرت مولانا الیاسؒ نے انتھک جدوجہد کرکے ہندوستان میں تبلیغ کے نام پر جو جماعت تیار کی ہے بحمد اللہ ملک کے باہر بھی اس کے اثرات پھیل رہے ہیں اور یہ جماعت ملکی پیمانے پر ترقی کرکے آج عالمگیر جماعت بن چکی ہے لوگوں میں دینی شعور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کا نیک جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ چونکہ اس جماعت سے وابستہ ہونے والے زیادہ تر کم پڑھے لکھے مسلمان ہیں اس لئے ان لوگوں کے ہاتھوں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی جارہی ہیں اوران لوگوں کے ان رویوں کو دیکھ کر پڑھے لکھے لوگوں کے اندر ایک طرح کی بدگمانی پیدا ہو رہی ہے اس لئے مندرجہ ذیل جواب کو حاصل کرنے کے لئے استفتاء آپ کی خدمت میں ارسال ہے امید ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہی حوالے کے ساتھ مدلل جواب عنایت فرمائیں گے تاکہ اس کی روشنی میں جماعت میں لائی ہوئی خرابی کی نشان دہی کی جائے اور ذمہ داران تبلیغ کے تعاون سے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔

(۱) مساجد کو جماعت والوں نے طعام وقیام ونوم واستراحت کی جگہ بنالی ہے مسجد کے آس پاس جگہیں رہتے ہوئے کھانا پینا مسجد میں ہوتا ہے ہانڈی پلیٹ اور ضروریات کے دوسرے سامان مسجد میں رکھے جاتے ہیں۔اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے جماعت کے رویہ سے عوام کے دلوں میں سے مسجد کا احترام نکلتا جارہا ہے۔ جماعت والوں کے ساتھ مقامی حضرات بھی کافی مقدار میں مسجد میں سوتے ہیں بالخصوص مسجد میں سونے والوں کی زمانۂ گرمی میں تعداد کثیر ہوجاتی ہے۔مسجد کو اس حالت میں دیکھ کر مسافر خانہ کا دھوکہ ہونے لگتا ہے۔کیا باہر سے آنے والی جماعت کے لئے طعام وقیام ونوم استراحت فقہی رو سے جائز ہے اگر جواب نفی میں ہے تو باہر سے آنے

والے حضرات کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجد میں کھانا سونا مکروہ ہے البتہ اگر کوئی مسافر ہو اور اس کا کہیں ٹھکانا نہ ہو یا معتکف ہو تو فقہاء نے اجازت دی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے **واکل ونوم الا لمعتکف وغریب** اھ درمختار۔

واذا اراد ذالک ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل ویذکر الله تعالیٰ بقدرمانوی اویصلی ثم یفعل ماشاءَ فتاوی هندیه اه شامی ص ۹۱ ۶ [1] ج ۱/۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اعتکاف کے علاوہ بھی نفلی اعتکاف کی نیت کرے اور مسجد میں جا کر نماز ذکر اللہ کچھ کرے تو اس کے لئے بھی کھانے سونے وغیرہ اعمال کی اجازت ہے مگر مسجد کو ہوٹل اور باورچی خانہ نہ بنایا جائے۔ مسجد کے آس پاس اگر کوئی جگہ ہو تو کھانے پکانے کا انتظام وہاں مناسب ہے آج کل بیشمار مساجد ملک کے مختلف حصوں میں غیر آباد پڑی ہوئی ہیں کسی جگہ ان پر بالکل ہی غیروں کا قبضہ ہے جن میں وہ رہتے ہیں اور ان کے جانور بھی وہاں پلتے ہیں گوبر پیشاب وہیں ہوتا ہے کتنی ہی مساجد مقفل ہیں بعض صرف جمعہ کے لئے کھلتی ہیں اور بعض میں مؤذن کبھی ایک دو۲/آدمی کے ساتھ کبھی تنہا نماز پڑھ لیتا ہے، بعض مساجد مقفل بھی نہیں کبھی کوئی آ گیا اس نے نماز پڑھ لی۔ بعض مساجد سے متعلق جائیداد (زمین دوکانیں) وقف ہیں دوسرے لوگوں نے ان پر قبضے کر لئے ہیں۔ ان سے مقدمہ کی نوبت آئی ہے اور بعض جگہ مقدمہ کی بھی طاقت نہیں ان حالات کو دیکھتے ہوئے اگر تبلیغی جماعت مساجد میں جا کر وہاں اعتکاف کی نیت کر کے ذکر و تلاوت تعلیم میں مشغول رہے

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۵ ج ۲، باب مایفسدالصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی الغرس فی المسجد (مطبوعہ کراچی ص ۶۶۱ ج ۱)

وہاں کھانا بھی کھائیں اور سوبھی جائیں تو اس سے لوگوں کو زیادہ متوحش ہونا نہیں چاہئے کیونکہ وہاں دین کا ہی کام ہوتا ہے۔ بے نمازی بھی ان کی بدولت مسجدوں میں آتے اور نمازی بن جاتے ہیں مسجدیں آباد رہتی ہیں اذان جماعت پابندی سے ہوتی ہے غیروں کے قبضہ سے حفاظت ہوجاتی ہے اس لئے بخاری شریف **باب نوم الرجال فی المسجد** .اور اس کے ذیل کی احادیث[1] نیز اور دوسرے ابواب مثلاً **باب یاخذ[2] بنصول النبل اذامر فی المسجد باب المرور فی المسجد[3] باب اصحاب الحراب فی المسجد[4]** اور **باب التقاضی[5] والملازمة فی المسجد. باب الاسیر[6] والغریم یربط فی المسجد، باب الخیمة[7] فی المسجد للمرضیٰ وغیرھم ،باب الاستلقاء فی المسجد[8]** وغیرہ ملاحظہ کرنے سے بہت سے مسائل واضح ہوں گے نیز۔ الاشباہ والنظائر[9] میں القول فی احکام المساجد میں بہت سے جزئیات موجود ہیں کتب احادیث میں بھی موجود ہیں

۱؎ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنه اَنَّهٗ کَانَ یَنَامُ وَهُوَشَابٌّ اَعْزَبُ لَااَهْلَ لَهٗ فِیْ مَسْجِدِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بخاری شریف ص۶۳ ج ۱ حدیث ۴۳۵ باب نوم الرجال فی المسجد مطبوعه اشرفی دیوبند.

۲؎ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ مَرَّرَجُلٌ فِیْ الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ سِهَامٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمْسِکْ بِنِصَالِهَا .بخاری شریف ص۶۴ ج ۱ حدیث ۴۴۲ باب یاخذبنصول النبل اذامر فی المسجد مطبوعه اشرفی دیوبند.

۳؎ بخاری شریف ص۶۴ ج ۱ باب المرور فی المسجد، کتاب الصلوٰة،مطبوعه اشرفی دیوبند

۴؎ بخاری شریف ص۶۵ ج ۱ ، باب اصحاب الحراب فی المسجد ،مطبوعه اشرفی دیوبند،

۵؎ بخاری شریف ص۶۵ ج ۱ باب التقاضی والملازمة فی المسجد،مطبوعه اشرفی دیوبند.

۶؎ بخاری شریف ص۶۶ ج ۱ باب الاسیر والغریم یربط فی المسجد،مطبوعه اشرفی دیوبند.

۷؎ بخاری شریف ص۶۶ ج ۱ باب الخیمة فی المسجد للمرضیٰ وغیرھم، مطبوعه اشرفی دیوبند.

۸؎ بخاری شریف ص۶۸ ج ۱ باب الاستلقاء فی المسجد،مطبوعه اشرفی دیوبند.

۹؎ الاشباہ والنظائر ص ۲۰۲ القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

مال صدقہ مسجد میں جمع کیا جاتا تھا وہیں سے تقسیم ہوتا تھا[۱] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب حکومت فارس کو فتح کیا گیا تو مال غنیمت مسجد ہی میں لاکر ڈالا گیا[۲] شاید آج کل کے کوئی تاجر صاحب دیکھیں تو وہ یہ رائے قائم کرلیں۔ کہ یہ مسجد نہیں بلکہ کسی فیکٹری کا گودام ہے تاہم احترام مسجد کا لحاظ سب کو لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں اوّابین پڑھیں یا تبلیغی وعظ سنیں

سوال:- مسجد میں جماعت تبلیغ بعد نماز مغرب تعلیم کرتی ہے جو حضرات صلوٰۃ اوّابین

---

[۱] عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ اُنْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَاءَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرٰى اَحَداً اِلَّا اَعْطَاهُ الخ بخاری شریف ص ۶۰ حدیث ۴۱۷ کتاب الصلاۃ باب القسمة وتعليق القنو فی المسجد مطبوعه اشرفی دیوبند.

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس بحرین کا مال آیا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو مسجد میں ڈالدو اور یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو مال آتا اس میں سب سے زیادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لے گئے اور اس کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا نماز سے فارغ ہوکر آپ تشریف لائے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور جس کو دیکھتے (اس میں سے) اس کو عطا فرماتے۔

[۲] ثم بعث سعد بالاخماس من المال والرقيق والدواب الى قوله ثم حلف عمر بن الخطاب ان لا يجن هذا المال الذى جاء وابه سقف حتى يقسمه فبات عبدالله بن ارقم وعبدالرحمان بن عوف يحرسانه فى المسجد فلما اصبح جاء عمر فى الناس. ثم قسمه كما قسم اموال القادسية (البداية والنهاية ص۶۷/۴، جز۷، وقعة جلولاء، مطبوعه مصطفىٰ الباز مكه مكرمه، تاريخ ابن خلدون ص ۳۲۹/۲، المنتظم ص ۲۱۴/۴، مطبوعه دارالباز مكة المكرمه، الكامل فى التاريخ ص ۵۲۲/۲ مطبوعه دار صادر بيروت، ذكر وقعة جلولاء الخ)

پڑھتے ہیں وہ اس کے خلاف ہیں ہماری نمازوں میں خلل پڑتا ہے اگر بعد میں تعلیم کرتے ہیں تو لوگ رکتے نہیں تو کیا تعلیم ترک کردیں کیا صورت ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نوافل کے لئے افضل اور احسن طریقہ یہ ہے کہ مکان پر پڑھے گو مسجد میں بھی منع نہیں ہے کبیری[1] شرح منیۃ میں اس کی روایت بھی ذکر کی گئی ہے خصوصاً بعد مغرب کی نوافل کے لئے لیکن جو لوگ تعلیم کے مقابلہ میں نوافل کو اختیار کرتے ہیں ان کو زبردستی نوافل سے ہرگز نہ روکا جائے بلکہ نرمی سے سمجھایا جائے کہ نوافل بعد میں بھی ہوسکتی ہے اور مکان پر بھی ادا ہوسکتی ہے لیکن جو لوگ دین سیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے اس لئے کہ ان کو نہ توجہ ہے نہ فرصت اور وہ صرف نماز کے لئے مسجد میں آجاتے ہیں اگر ان کے کان میں دین کی کچھ باتیں پڑجائیں تو بہتر ہے لیکن نمازوں میں خلل پڑتا ہو تو رک جانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نمازیوں کی فراغت سے پہلے جہراً کتاب پڑھنا

سوال:- جماعتیں مرکز وغیرہ سے آتی جاتی رہتی ہیں۔ اکثر وبیشتر یہ دیکھا گیا ہے

---

[1] اما السنن التی بعد الفریضۃ ان تطوع فی المسجد فحسن وتطوعہ بھا فی البیت افضل. لماروی عن النبی ﷺ انہ کان یصلی جمیع السنن والوتر فی البیت الخ. حلبی ص ۴۰۰ فروع لوترک (سھیل اکیڈمی لاھور.) عن ابن عمر قال صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکعتین بعد المغرب فی بیتہ حلبی کبیر ص ۳۸۴ فصل فی النوافل (سھیل اکیڈمی لاھور)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغرب کے بعد کی دو رکعت آنحضرت ﷺ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے گھر میں پڑھی۔

کہ امیر جماعت وغیرہ رکوع وسجود وقیام خلافِ سنت ادا کر کے اس خیال سے کہ کہیں نمازی چلے نہ جائیں فارغ ہوجاتے ہیں۔نمازی ابھی سنن ونوافل وتر ہی پڑھ رہے ہیں اور امیر جماعت وغیرہ اپنی تقریر یا کتاب کا پڑھنا جہراً شروع کردیتے ہیں جس سے غریب نمازیوں کو باطمینانِ قلب نماز پڑھنا دشوار ہوجاتا ہے۔آیات قرآنیہ میں منازعت ہونے لگتی ہے۔کیا یہ فعل اور طریقۂ اصلاح عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کو تاکید کی جائے کہ نماز سُنّت کے مطابق ادا کریں۔نیز نمازیوں کی فراغت کا انتظار کریں۔لیکن اگر سب کی فراغت کا انتظار کرنے تک نمازی چلے جائیں اور جو شخص سب سے اخیر میں فارغ ہو بس وہی رہ جائے تو پھر کام کرنے کیا صورت ہوگی۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ فرض کے بعد سُنّتِ مؤکدہ تو سب باطمینان ادا کرلیں پھر بیٹھ جائیں اور کتاب وتقریر کو سنیں اس کے بعد وتر ونوافل پڑھ لیں تاکہ سب کا کام ہوجائے اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۹۶ھ

تبلیغی جماعت میں تقریر کی حیثیت

سوال: -قرآن وحدیث کی روشنی میں بات کرنے کے لئے صرف تبلیغی جماعت والوں ہی کو حق ہے یا اور کسی کو بھی؟ مثلاً کوئی عالم حافظ یا اور کسی بھی مسلک کا جیسے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ان لوگوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تبلیغی مرکز کے اندر وقتاً فوقتاً بیان کرنا جائز

---

[۱] کمایستفاد من هذه العبارة فالاسرار (ای بالذکر والدعاء) افضل حیث خیف الریاء اوتأذی المصلین الخ، شامی کراچی ص۳۹۸/ج۶/ زکریا ص۵۷۰/ ج۹/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع،

ہے یا نہیں؟ اسی طرح بعض تبلیغی جماعت والے یہ کہتے ہیں کہ یہاں مرکز میں اور کوئی بیان نہیں کرسکتا تبلیغی جماعت کے علاوہ، اگر وہ کوئی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہے تو اسے روکنا کیسا ہے؟ روکنے والے کو گناہ ہوگا یا ثواب؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہر مسلک کے آدمی کام کرتے ہیں، کتاب بھی سناتے ہیں، گشت بھی کرتے ہیں یہ تبلیغ کسی ایک مسلک کے لئے مخصوص نہیں، جس کو بھی دین سیکھنا اور دین پھیلانا مقصود ہو وہ اس جماعت میں کام کرتا ہے۔ جس مقصد کے لئے کوئی اجتماع کیا جائے اس میں اس مقصد کی بات کی جاتی ہے۔ دوسرا مقصد اگرچہ وہ درست اور شرعی مقصد ہو اس کو وہاں بیان کرنا مناسب نہیں۔ مثلاً ایک جگہ بخاری شریف کا درس ہو اور اس کے لئے طلباء اور اساتذہ جمع ہوئے ہوں اور احادیث کا بیان ہو رہا ہو تو کوئی شخص وہاں آکر قرآن شریف کی تفسیر بیان کرنا شروع کردے یا تبلیغی تقریر کرنے لگے تو اس کو روکا جائے گا کہ یہاں اس وقت یہ مجمع بخاری شریف کے درس کے لئے جمع ہوا ہے آپ تفسیر یا تبلیغ دوسرے وقت کریں اسی طرح اگر تبلیغ کے لئے مجمع ہے تو وہاں تبلیغ ہی کی بات کی جائے۔ کوئی اگر تفسیر یا بخاری کا درس دینے لگے تو اس سے کہا جائے گا کہ اس وقت یہ مجمع تبلیغ کی بات کے لئے جمع ہوا ہے۔ آپ اپنا کام دوسرے وقت کریں اور یہ بات نہایت نرمی اور شفقت سے کی جائے جس سے کہ سمجھ میں بھی آجائے اور کوئی فتنہ بھی نہ ہو[1] یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ تبلیغی جماعت میں عام تقریر تجربہ کار علماء ہی کو کرنی چاہیے، جو ایسے نہ ہوں ان کو

---

[1] ینبغی للآمر بالمعروف والناهی عن المنکر أن یرفق لیکون اقرب الیٰ تحصیل المطلوب الخ. نووی علی مسلم ص ۵۱/ج ۱/ (مطبوعه رشیدیه دهلی) کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الأیمان الخ، والثالث الشفقة علی المأمور فیأمره بالین والشفقة، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۵۳، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء، الخ،

چھ نمبر یا کوئی اور تبلیغی نصاب کی کتاب پڑھ کر سنانی چاہیے۔ وہ عام تقریر نہ کریں[۱]۔

فقط واللہ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۱۴۰۶ھ

جماعت سے پہلے حدیث کی کتاب سنانا

سوال:- ہم طلبہ کی جماعت نے یہ طے کیا ہے کہ مسلمانوں کو مذہبی معلومات سکھانے کے لئے قبل نمازِ فجر (رمضان المبارک) فجر کی اذان کے بعد سے اور جماعت کھڑی ہونے سے ۱۰/منٹ پہلے تک حدیث کی کوئی کتاب پڑھ کر سنائی جائے۔ ہم طلبہ کے لئے وقت کی کمی ہے۔ ہم نے نمازِ فجر سے پہلے اوراذان کے بعد اس لئے وقت رکھا ہے تاکہ زیادہ لوگ شرکت کرسکیں۔ کیا یہ وقت تبلیغ کے لئے مناسب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ کا نظام مناسب اور بابرکت ہے[۲] اللہ تعالیٰ مزید اخلاص واستقامت عطا فرمائے۔ آمین! فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۹/۸۸ھ

---

[۱] جاهل كو امر بالمعروف جائز نهيں كيونكه وه اصلاح سے زياده فساد كرے گا. انفاس عيسٰی ص ۲۸۰ ج ۱.

[۲] عن ابی مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال "الدّال علی الخير كفاعله" المعجم الكبير للطبرانی ص ۲۲۷/ ج ۱۷/ رقم الحديث ۶۲۸/ و ۱۸۷/ ج ۶/ رقم الحديث ص ۵۹۵۰/ مطبوعه داراحياء التراث العربی، كنزالعمال ص ۳۵۹/ ج ۶/ رقم الحديث ۱۶۰۵۲/ مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت.

نماز فجر کے بعد روزانہ کتاب سُنانا

سوال:-بعد نمازِ صبح دعا سے قبل یا بعد مصلّی پر بیٹھ کر روزانہ کوئی دینی کتاب نمازیوں کو سُنانا جب کہ تلاوت کرنے والوں اور وظیفہ والوں اور مسبوق ولاحق کو پریشانی ہو شرعاً کیسا ہے؟ یہاں دونوں خیال کے آدمی ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

مسلمانوں میں عامۃً دین سے بے رغبتی اور بے عملی ہے اس کے دور کرنے کے لئے دینی معتبر کتاب کا سُنانا بہت مفید ہے، اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ سب لوگ جماعت سے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی شخص مسبوق یا لاحق ہو جاوے تو وہ اپنی نماز پوری کرے اس کے بعد کتاب سُنائی جائے۔ جن کو قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہو وہ دوسرے وقت بھی کر سکتے ہیں، لیکن نمازیوں کا مجمع پھر بغیر نماز کے جمع نہیں ہوگا، اگر دوسرے وقت تلاوت نہ کر سکتا ہو تو دوسری جگہ یا ایک طرف کو آہستہ بھی تلاوت کر سکتے ہیں۔ اس طرح سب کے اتفاق کے ساتھ مشورہ سے کام ہو جائے گا اور انشاء اللہ خیر و برکت بھی ہوگی[۱]۔ اتنی بات صحیح ہے کہ پابندی کے ساتھ کتاب سُنانا یا روزانہ وعظ فرمانا نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس کو سنت مستمرہ تصور نہ کیا جائے بلکہ یہ ایسا ہے جیسے مدارس میں تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے کہ وہاں روزانہ تعلیم کی جاتی ہے۔ یا اسپتال میں داخل شدہ آدمی کو روزانہ دوا دی جاتی ہے کہ یہ ضرورت کی بناء پر ہے، محض امر تعبدی نفل روزہ کی طرح نہیں، جس قدر ضرورت ہو اس قدر کو اختیار کیا جائے۔

---

[۱] والشوریٰ برکة وقال علیه السلام ماندم من استشار ولاخاب من استخار الخ تفسیر قرطبی ص ۳۳۶ ج ۲ تحت قوله تعالیٰ وشاورهم فی الامر الآیه سورة ال عمران آیت نمبر: ۱۵۹، شرح فقه اکبر ص ۱۸۳، مطبوعه مجتبائی دهلی، ودار الکتاب واشرفی دیوبند،

اگراس طرح نمازی متفق نہ ہوں اور وہ ضد میں آ کر کتاب سنانے کے وقت زور سے تلاوت شروع کردیں (گو مخلصین سے اس کی توقع نہیں) تو پھر مجبوراً مسجد کے کسی الگ کونے میں ہلکی آواز سے کتاب سنائی جاوے تاکہ دونوں آوازوں میں تصادم پیدا نہ ہو یا اگر اس پر متفق ہوجائیں کہ ہفتہ میں ایک دن یا دودن کتاب سنائی جایا کرے تو اسی کو اختیار کرلیں غرض نزاع نہ کریں۔قرآن پاک میں ہے وَلَا تَنَازَعُوا الآیہ [۱] حضرت نبی اکرم ﷺ بعد الفجر مصلّٰی پر تشریف فرما رہتے کبھی لوگوں سے دریافت فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے کبھی اپنا خواب بیان فرماتے، [۲] کبھی مختلف قسم کی گفتگو فرماتے یہاں تک زمانۂ جاہلیت کا ذکر شروع ہوگیا۔اور کسی نے اس دور کے اشعار سنائے تو ایک مجلس میں سوسو اشعار کی نوبت آئی۔ [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجوب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

کتابی تعلیم میں مسبوق حضرات کا خیال

سوال:- (۱) ہمارے یہاں کی جامع مسجد میں روزانہ تبلیغی جماعت کے افراد صبح کی

---

[۱] سورۃ انفال آیت ص ۴۶، **ترجمہ**:-اور نزاع مت کرو۔(از بیان القرآن)

[۲] عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَأٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَاً فَاِنْ رَأٰى اَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْماً فَقَالَ هَلْ رَأٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ الحديث. مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۵ (مکتبہ یاسر ندیم دیوبند) کتاب الرویاء.

[۳] عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهُ فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُهُ بَيْتاً فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۹ باب البیان والشعر، الفصل الاول.

فرض نماز کے فوراً بعد مصلّے پر بیٹھ کر کتابی تعلیم کے نام پر احادیث شریف پڑھ کر سُناتے ہیں۔ فرض نماز کی آخری رکعت میں شامل نمازیوں اور دیگر فرض ادا کرنے والوں کا خیال تک نہیں کرتے، اوران کی تعلیم سے دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع ہورہا ہے۔ باوجود انھیں ٹوکنے کے وہ برابر اپنی ضد پوری کئے بغیر اس تعلیم کو ختم نہیں کرتے ہیں۔ کیاان کا یہ فعل شرعاً درست ہے؟

(۲) یہی تبلیغی حضرات دیگر مساجد میں بعد نمازِ عصر مصلےٰ پر بیٹھ کر حدیث شریف پڑھتے ہیں اوراہل جماعت کوتاکیداً کہہ دیا گیا ہے کہ وہ ان کی آواز میں آواز ملاکر بلند آواز میں چلایا کریں۔ پوچھنے پر جواب ملتا ہے کہ وہ حدیث شریف سکھارہے ہیں۔ ان کی آواز سے نمازیوں میں خلل ہوتا جارہا ہے۔ یہ حرکات بدعت ہیں، فتنہ ہیں یا مستحب ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تکبیراولیٰ سے جماعت میں شرکت کا اہتمام شرعاً مطلوب ہے[۱] اس کی پابندی کی جائے۔ جماعت سے کچھ دیر پہلے آیا کریں تاکہ کوئی رکعت فوت نہ ہو۔ اگر اتفاق سے کوئی شخص کچھ دیر میں آیااوراس کی رکعت رہ گئی جوکہ وہ سلام امام کے بعد پوری کرے گا۔ تبلیغ والوں کو چاہیے کہ وہ اس کا لحاظ رکھیں کہ اس کی رہی ہوئی نماز میں خلل نہ آئے[۲] اس کو تشویش لاحق نہ ہو۔ اگر کسی کی پوری نماز رہ گئی وہ علیٰحدہ فاصلہ پر اپنی نماز ادا کرلے۔ غرض طرفین ایک دوسرے کا خیال رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس میں خیر وبرکت ہے۔ تبلیغ کا کام بھی بہت اہم ہے

---

[۱] ومقارنة تكبير المؤتم سراً تكبير الامام جهراً افضل الخ. الدر المنتقى على مجمع الانهر ص ۱۳۹/۱/ كتاب الصلاة فى باب صفة الصلاة، فصل، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، ترمزى شريف ص۵۷/ ج ۱/ كتاب الصلوٰة، باب فى فضل التكبيرة الاولىٰ، مطبوعه بلال ديوبند،

[۲] (كمايستفادمن هذه العبارة) فالاسرار (اى بالذكر والدعا) افضل حيث خيف الرياءاوتأذى المسلمين اوالنيام الخ. شامى زكرياص ۵۷۰/ج ۹/ كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع،

اور نماز کو خلل سے بچانا بھی بہت اہم ہے اہل علم حضرات حدود کو پہچانتے ہیں۔کوئی حرکت دوسروں کو اذیت پہونچانے کے لئے نہیں کی جاتی۔نہ نمازی قصداً رکعت چھوڑتا ہے تاکہ بعد میں پوری کرے اور تبلیغ والوں سے لڑے نہ تبلیغ والے اس لئے تعلیم وتبلیغ کرتے ہیں کہ کسی کی نماز خراب کریں، سوءظن سے سب کو احتراز لازم ہے[۱]۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۹۶ھ

کتابی تعلیم شروع ہونے کے بعد آنے والے نمازیوں کی پریشانی کا حل

سوال:- تبلیغی جماعت کی کوشش سے ہماری مسجد میں بعد نمازِ عشاء تعلیم ہوتی ہے۔ ایک دو آدمی تو نمازیں لمبی پڑھتے ہیں، اور کسی کی تو جماعت کام کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہے۔ کچھ حضرات حقہ اور ریڈیو کی مجلس میں بیٹھ کر جماعت ترک کردیتے ہیں بعد میں آنے والے حضرات پریشان ہوتے ہیں۔کتاب پڑھنے سے منع کرتے ہیں ان کی رعایت ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد کی بغل میں ایک کمرہ ہے جس میں بچے پڑھتے ہیں دوسری منزل پر ہے۔ اگر بعد میں آنے والے حضرات وہاں اپنی نمازیں ادا کریں تو کچھ حرج تو نہیں

---

[۱] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ، الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص۴۲۷/ مکتبہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، باب ماینھیٰ عنہ من التھاجر الخ، الفصل الاول،

ترجمہ:-حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گمان سے بچو اس لئے کہ گمان بدترین جھوٹ ہے۔

ملاحظہ ہو:سورۂ الحجرات آیت ۱۲/ بخاری شریف ص ۸۹۶/ ج۲/ کتاب الادب، باب قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

(۳) بعد میں آنے والے حضرات تعلیم ہوتے وقت تعلیم میں شرکت فرمالیں اور بعد میں اپنی نماز پڑھ لیں، اس میں کچھ حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جماعتی کام کرنے سے جماعتی فائدہ ہے یعنی اس سے دینی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ایک دو آدمی لمبی نماز پڑھتے ہیں اس میں ان کا شخصی فائدہ ہے۔اگر وہ ایثار کریں کہ شخصی فائدے پر جماعتی فائدے کو مقدم رکھیں تو یہ اعلیٰ مقام ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ فرض کے بعد سنت پڑھ کر وہ تعلیم میں شریک ہوجائیں ان کو بھی تعلیم سے فائدہ پہونچے گا۔ پھر تعلیم کے بعد اپنی لمبی لمبی نماز جب تک دل لگے پڑھتے رہیں۔مسجد کے بغل میں جو کمرہ ہے وہاں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔جن حضرات کی جماعت چھوٹ جاتی ہے اور وہ بعد میں آتے ہیں تو ان کے لئے بھی دونوں صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ اول تعلیم میں شرکت کرلیں پھر اپنی نماز پڑھیں۔ دوسرے یہ کہ بغل والے کمرہ میں اپنی نماز پڑھ لیں۔غرض معاملہ صلح اور سمجھوتہ سے کرلیا جائے خلفشار پیدا نہ ہو۔تکبیر اولیٰ سے جماعت میں شرکت کا سب کو اہتمام کرنا چاہیے۔اپنے کسی کام میں مشغول رہنا یا حقہ پیتے رہنا اور جماعت ترک کردینا بڑے نقصان کی بات ہے[۱]۔

(۲) وہاں ادا کرلیں بلکہ وہاں جماعت کرنے کا بھی موقع مل جائے گا لیکن مسجد کی جماعت ترک نہ کریں اور اس کی عادت نہ ڈالیں کہ بعد میں آکر جماعت بغل والے کمرہ میں

---

[۱] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِی جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَأَتَانِ بَرَأَۃٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَ ۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ. ترمذی شریف ص۳۳ ج ۱ (مطبوعہ رشیدیہ دھلی) کتاب الصلوٰۃ، باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ، نیز ص۵۷/ ج ۱/ مطبوعہ بلال دیوبند،

ترجمہ :-حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چالیس روز اللہ کیلئے نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرے اس کے لئے دو برائتیں لکھدی جاتی ہیں۔(۱) جہنم سے برأت (۲) نفاق سے برأت۔

کرلیا کریں گے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۹۱/۸/۲۹ھ

تبلیغی جماعت میں دین سیکھنا

سوال:- اگر کسی شخص کو نماز جنازہ بھی پڑھنا نہ آتی ہو، اور قرآن پاک کی کسی آیت کا مطلب بھی نہیں سمجھتا ہو تو کیا ایسا شخص بھی تبلیغی کام کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی کام اور جماعت کا مقصود دین سیکھنا اور سکھانا ہے۔ بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی ایسی ہے جو دین سے بالکل ناواقف تھے تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک دو چلے کے لئے نکل گئے۔ وہاں وضو، غسل، نماز، قرآن پاک، نمازِ جنازہ بہت کچھ انھوں نے سیکھا مکان پر رہتے تو اپنے دھندوں میں لگے رہنے کی وجہ سے برسوں بلکہ شاید عمر بھر بھی اس کی نوبت نہ آتی بعضوں کو بہت سی حدیث یاد ہوگئیں کہ اہل علم کی طرح دین کی معلومات کو بہت سلجھا کر تقریر کر لیتے ہیں۔ تبلیغی جماعت دین سیکھنے کے لئے مدرسہ کا کام بھی دیتی ہے۔ جن لوگوں کے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ مدرسہ میں داخل ہو کر باقاعدہ پڑھیں ان کے لئے تبلیغی جماعت میں رہ کر دین سیکھنا بہت آسان ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۸۸/۱/۲۴ھ

---

[۱] ویکرہ تکرار الجماعة بأذان واقامة فی مسجد محلة لافی مسجد طریق الخ شامی زکریا ص ۲۸۸ / ج ۲ / باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد.

[۲] ملاحظہ فرمائیں چھ باتیں ص ۲۰، (مکتبہ نئی دھلی)

جماعت میں نکل کر دوسرے کام میں مشغول ہونا

سوال:-(۱) راقم الحروف تبلیغی جماعت مرکز دہلی میں حاضر ہوا۔ جماعت میں کام کرنے کے واسطے مرکز سے ایک جماعت ناگپور روانہ ہوئی۔ بندہ کو اس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ناگپور آنے کے بعد ناگپور کے ایک صاحب نے جماعت کے نمبر اس جماعت کو تعلیم کئے۔ آخر میں پرہیز بتلایا کہ لایعنی باتوں سے بچنا ایسی باتیں جن میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔ البتہ دُنیا کا فائدہ ہو تو جماعت کے خالی اوقات میں کرلینا کچھ حرج نہیں ہے۔ بندہ نے اپنی جماعت کے امیر صاحب سے مسئلہ معلوم کیا کہ میں کپڑے کا تاجر ہوں۔ ناگپوری لنگیاں ہمارے یہاں پر فروخت ہوتی ہیں۔ کیا خالی اوقات میں میرے لئے ان کا خریدنا جائز ہے؟ امیر صاحب نے فرمایا کہ جائز ہے۔ لہٰذا میں نے مال خرید لیا۔ بعدہٗ ناگپور سے جماعت کامٹی آ گئی۔ اتفاق سے کامٹی کی لنگیاں بھی ہمارے یہاں بکتی ہیں۔ چنانچہ بندہ نے کامٹی سے بھی مال خرید لیا۔ لہٰذا ازرُوئے شریعت مطہرہ جواب دیں کہ میرا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اگر یہ عمل ناجائز ہے تو بندہ کو معافی کے لئے طریقہ تحریر فرمائیں۔

(۳) اگر کسی شخص نے جماعت میں کام کرنے کا وعدہ کیا کہ اتنے روز کروں گا۔ اگر یہ شخص پورے روز کام نہ کرے بلکہ پختہ ارادہ کرلے کہ اب اپنے مشاغل میں لگ جاؤں۔ بقیہ دن انشاء اللہ تعالیٰ بعد کو پورے کرلوں گا۔ لہٰذا یہ عمل جائز ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) فی نفسہ لنگیاں خریدنا اور تجارت کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ جماعتی نظام کے تحت جب آپ نے امیر جماعت سے اجازت لے لی تو اس حیثیت سے بھی آپ پر گرفت نہیں[1]۔

---

[1] وتجريد السفر من التجارة احسن ولو اتجر لاينقص ثوابه الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۲۰ / ج ۱ / کتاب المناسک، الباب الاول،

(۲) ناجائز تو بالکل نہیں، لیکن جب آپ جماعت میں نکلے ہیں تو ذہن کو ہر طرف سے فارغ کر کے جماعتی کام میں لگنے سے زیادہ فائدہ ہوگا اور ذہن جس قدر تجارت وغیرہ میں رہے گا اسی قدر جماعتی کام میں کم متوجہ ہوگا، اور وقت بھی کم رہ جائے گا[۱]

(۳) جب وعدہ کیا ہے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ جلد از جلد بلکہ فوراً ہی وعدہ پورا کرنے میں لگ جائے مؤخر نہ کرے خدا جانے کیا بات پیش آجائے اور وعدہ پورا نہ ہو سکے۔ لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے فوراً نہ لگ سکے اور امیر بھی اجازت دے دے تو بعد میں وعدہ پورا کرنے سے بھی وعدہ خلافی نہیں ہوگی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبلیغ و تعلیم کیا ہفتہ میں ایک روز ہی

سوال:۔ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں ہر دن تعلیم وعظ و تذکیر یا کتاب پڑھنا ہونا چاہیئے جب کہ مشکوٰۃ شریف میں ایک ہفتہ میں ایک بار کی تعلیم بھی شبہ کی ہے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زمانۂ خیر القرون میں اتنا علم تھا کہ آج اس کا ہزارواں حصہ بھی موجود نہیں حضور اقدس نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھتے ہی قلوب پر علوم الٰہیہ کی بارش ہوتی تھی۔ صحابہ کرام

---

[۱] وتجريد السفر من التجارة احسن ولو اتجر لاينقص ثوابه الخ، عالمگيری کوئٹہ ص ۲۲۰ / ج ۱ / کتاب المناسک، الباب الاول.

[۲] ذم الاخلاف انما هو من حيث تضمينه الكذب المذموم ان عزم على الاخلاف حال الوعد لان طرء له (مرقاة ص ۱۰۶ / ج ۱ / باب الكبائر وعلامات النفاق) مطبوعه اصح المطابع بمبئی، نیز ملاحظہ ہو: سورۂ اسراء آیت ۳۴ /

رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی پر تو تھے اس کے باوجود بعض حضرات نے اپنے آپ کو تعلیم کے لئے متعین اور وقف فرما دیا تھا۔

حضرت جعفرؓ روزانہ تعلیم دیا کرتے تھے۔حضرت ابو درداءؓ حضرت عبادۃ بن صامتؓ وغیرہ حضرات بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔حضرت ابو درداؓ کے حلقہ درس میں ایک وقت میں سولہ سو پڑھنے والے تھے۔[1] ان سب کو دین سکھلایا جاتا تھا یہ کام روزانہ ہوتا تھا۔[2] آج بھی بڑے بڑے مدارس موجود ہیں کیا وہاں بھی ہفتہ میں دو روز کی تعلیم کا مشورہ دینگے۔اصل بات یہ ہے کہ جس قدر دین سے ناواقفیت ہو اس کے موافق واقف کرنے کے ذرائع حاصل کرنا ضروری ہیں۔فقط واللہ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۹/۲۱ھ

امام اگر تبلیغی تقریر کو منع کرے تو

سوال: -تبلیغی جماعت بعض مساجد میں جاتی ہیں تو وہاں کے امام صاحب کہتے ہیں کہ بلا اجازت امام کے تقریر نہیں کر سکتے ہماری طرف سے اجازت نہیں ہے اور امام ہذا بریلوی عقائد کے علمبردار عالم ہیں ان کا یہ قول درست ہے یا نہیں اگر کوئی دلیل منصوصات میں سے

---

[1] وروی اللیث بن سعد عن فلان قال رأیت اباالدرداء دخل المسجد ومعہ من الاتباع مثل مایکون مع السلطان وھم یسألونہ عن العلم .تذکرۃ الحفاظ ص۲۵ ج۱ ابوالدرداء عویمر بن زید الخ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، سیر الصحابہ ص۱۷۶ / ج۳/ (اردو) مطبوعہ نعیمیہ دیوبند.

[2] وکان عبادۃ یعلم اھل الصفۃ القرآن ولمافتح المسلمون الشام ارسلہ عمر بن الخطاب وارسل معہ معاذ بن جبل واباالدرداء لیعلموا الناس القرآن بالشام ویفقھوھم فی الدین الخ اسدالغابۃ ص۵۶ ج۳ تذکرہ عبادہ بن الصامت، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

ہوتو زیادہ بہتر ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عام تقریر نہ کی جائے اپنا حلقہ تعلیمی اور کتاب سنانے کا کام کرلیں تا کہ کام بھی ہوجائے اور فتنہ برپا نہ ہو[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی چٹائی تبلیغی اجتماع میں لے جانا

سوال: -تبلیغی اجتماع کے موقع پر مسجد یا عیدگاہ کی جانماز یا دری یا چٹائی وغیرہ بچھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی جانماز، دری یا چٹائی نماز کے لئے مسجد میں استعمال کی جائے ۔وہاں تبلیغی اجتماع بھی درست ہے۔ وہ سب لوگ اس پر نماز پڑھیں گے۔ مسجد سے باہر اجتماع کے واسطے لے جانے کی اجازت نہیں، عیدگاہ میں بھی نہ لے جائیں[2] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

---

[1] وَلَاتَنَازَعُوَا. الآية سورة انفال آیت ۴۶، (**ترجمه**) اورنزاع مت کرو(از بیان القرآن)

[2] وان اختلف احدهمابان بنی رجلان مسجدين اورجل مسجداً ومدرسة ووقف عليهما اوقافالايجوزله ذلک ای الصرف المذکورالخ. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۳۶۰/ج ۴/کتاب الوقف مطلب فی انقاض المسجد ونحوه، شرط الواقف کنص الشاع فيجب اتباعه الخ شامی کراچی ص ۴۹۵/ج ۴/ کتا ب الوقف، مطلب ماخالف شرط الواقف الخ.

تبلیغی اجتماع میں کھانے کی قیمت بغیر وزن کئے مقرر کرنا

سوال:- ہمارے یہاں اکثر تبلیغی اجتماعات میں کھانے خوارک پر کچھ پیسے رکھ دیئے جاتے ہیں اس کا وزن کچھ نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کھانے کی قیمت متعین کرنا بغیر وزن کئے ہوئے بھی درست ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۲/۳ھ

امتحان میں کامیابی پر تبلیغی جماعت میں وقت دینا

سوال:- ایک شخص نے دعا کی کہ اگر میں امتحان میں پاس ہو جاؤں تو پندرہ دن تبلیغی جماعت میں وقت دوں گا۔ وہ پاس ہو گیا اب اسے کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی جماعت میں پندرہ دن دینے کی امتحان میں کامیاب ہونے پر جو نذر مانی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرما دیا ہے تو اگر چہ یہ شرعی نذر نہیں ہے[2] لیکن حق تعالیٰ سے ایک وعدہ

---

[1] واجمعوا علیٰ جواز الشرب من السقاء بالعوض مع جهالة قدر المشروب واختلاف الشاربين وعكس هذا. نووی علی مسلم ص ۲/۲، مکتبہ رشیدیہ دھلی، كتاب البيوع، باب ابطال بيع الملامسة والمنابذة، شرح عقود رسم المفتی ص ۹۶/ (مکتبہ سعیدیہ سہارنپور)

[2] النذر ايجاب عين الفعل المباح علیٰ نفسه بالقول تعظيما للّٰه تعالیٰ بشرط كونه من جنس الواجب وهی عبادة مقصودة الخ التعريفات الفقهيه علیٰ القواعد الفقه ص ۵۲۴/ دارالکتاب دیوبند، شامی کراچی ص ۷۳۶/ ج ۳/ كتاب الايمان، بعد مطلب فی احكام النذر،

ہے اس کو پورا کرنا چاہیے وعدہ خلافی نہ کی جائے کہ یہ شرعاً مذموم ہے اور بعض صورتوں میں منافق کی علامت بھی ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/ ۹۳ھ

مسجد سے باہر تبلیغی تقریر

سوال: -دہرہ دون میں تبلیغی جماعت آتی رہتی ہے جو مساجد میں تقریر کر کے دیہات کا دورہ کرتی ہے۔ایسی تقاریر محض نمازی ہی سن پاتے ہیں۔ بے نمازی جن کے لئے تبلیغ ضروری ہے نہیں سن پاتے ،حالانکہ گشت کر کے بے نمازی کو ہی لایا جاتا ہے۔ کیا ایسی تقاریر مجمع عام میں نہیں کی جاسکتی ہے جس سے ہر ایک پر اثر ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جلسہ عام کے لئے اجتماعات کئے جاتے ہیں جن میں ہر قسم کے آدمی شریک ہوتے ہیں۔بعض مقامات پر ہفتہ وار بھی مسجد کے علاوہ دوسری جگہ انتظام کیا جاتا ہے۔مسجد میں اجتماع کرنے پر کچھ ایسے فوائد بھی ہیں جو دوسری جگہ حاصل نہیں ہوتے۔مثلاً شریک ہونے والوں کو ایک دو نماز کا تو موقع مل ہی جاتا ہے۔ نیز نماز کا مذاکرہ اور اس کی عملی مشق کے لئے بھی مسجد ہی موزوں ہے ویسے بھی وضو وغسل وطہارت کی سہولت مسجد میں ہوتی ہیں جس کا عامۃً نمازی عذر کر دیا کرتے ہیں۔قرآن پاک بھی مسجد میں بہ آسانی مل جاتا ہے۔الغرض تبلیغ ہی

---

[۱] عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ الخ، ای جعل الوعد خلافاً بان لم یف بوعدہ، (مشکوٰۃ شریف ص۱۷/ باب الکبائر، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، مرقاۃ ص۱۰۶/ج۱/ مکتبہ اصح المطابع بمبئی)

ترجمہ: -منافق کی تین علامتیں ہیں جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

نہیں بلکہ عملی نظام مستقل ہے جس کے لئے مسجد کو تجویز کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شب گذاری کی بھی دعوت ہوتی ہے تاکہ رات میں اٹھ کر خدا کے سامنے رونے اوردعا کرنے ،استغفار وتوبہ کرنے کا موقع بھی نصیب ہوجائے۔علاوہ ازیں مسجدوں کی طرف سے جس طرح بے توجہی ہے وہ ظاہر ہے نہ اس کی ضروریات کا احساس ہے نہ ان کے آباد کرنے کی فکر ہے ویسے اگر ترغیب دی جائے یا تحریک کی جائے تو کچھ زیادہ مؤثر نہیں ہوتی جب اجتماعات اور شب گذاری کا مسجد میں انتظام ہوتا ہے تو پھر توجہ خود بخود ہوجاتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۸۷/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

طلباء کو تبلیغی جماعت میں جانا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دینی مدارس کے طلباء اگر کبھی کبھی زمانہ تعلیم میں کچھ روز کے لئے ہفتہ عشرہ یا دو۲/چار یوم کے لئے تبلیغی جماعت کے ہمراہ چلے جائیں تو کیا مناسب نہ ہوگا اول تو طلباء کو توفیق شرکت کی کم ہوتی ہے اور پھر استادوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ جاہلوں کی جماعت ہے یہ کیسا ہے مفصل احکام لکھو۔فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

طلباء کو اپنی تعلیم کا حرج کرکے تبلیغی سفر میں نہیں جانا چاہیئے جمعہ کی تعطیل میں جانا بہتر ہے اگر استاد سفر میں جائیں یا دیگر ضرورت کی وجہ سے رخصت پر ہوں جس سے سبق کا حرج نہ ہو تب بھی طلباء کو جانے میں مضائقہ نہیں الحاصل سبق کا حرج نہ کریں اگر کسی طالب علم کی

اصلاح ہی کے لئے اکابر واساتذہ اسکا نام تجویز کریں یا ارباب مدرسہ جس طرح تقریر وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور اس کے لئے سبق بند کرتے ہیں اور طلباء کے حق میں اس کو نافع سمجھتے ہیں اسی طرح ایک دوروز کے لئے تبلیغی سفر بھی تجویز کریں تو ان کی تجویز پر عمل کرنا چاہیے[1] اس طرف رخ رکھنے سے تعلیم کا بڑا مقصد پورا ہوتا ہے اور غلط رخ سے حفاظت ہوتی ہے۔ تبلیغی جماعت اور اس کے کام کے متعلق اکابر کی تحریرات بشکل خطوط متعدد بار مختلف ذرائع سے شائع ہو چکے ہیں[2] لکھنؤ میں بڑا اجتماع ہوتا ہے تمام اساتذہ وطلباء اسباق بند کر دیتے ہیں اور اجتماع میں شرکت کرتے ہیں یہ بات کہ جاہلوں کی جماعت ہے بڑی حد تک صحیح ہے اس اعتبار سے کہ جاہلوں کو یہ کہہ کر سفر میں نکالا گیا کہ دین سیکھنے کے لئے چلو چنانچہ لاکھوں کی تعداد جاہلوں کی ایسی ہوگئی کہ تبلیغی سفر سے انکا ایمان درست ہوگیا۔ کفر شرک رسومات بدعات جرائم سے انھوں نے توبہ کر لی اخلاق بصدق واعمال درست کر لئے۔ نماز وقرآن سیکھ کر پابند ہو گئے حج کیا دین کی باتیں بیان کرنے کا سلیقہ سیکھ گئے[3] بعض جاہلوں کو کئی کئی گھنٹہ بیان کرتے ہوئے میں نے خود سنا ہے اس میں کئی کئی سو حدیثیں بیان کیں اور ان کے مطلب کو بہت سمجھا کر بیان کیا ایسے بیان کو سنکر مدارس کے بہت سے اہل علم حضرات بھی حیران رہ گئے کہ بغیر مدرسہ میں پڑھے ان میں اتنا عظیم الشان تغیر کیسے پیدا ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] آداب المبلغین ص۷،۶، مطبوعہ نیاسنسار پریس گلشہید مرادآباد.

[2] ملاحظہ ہو چشمہ آفتاب ص۵.

[3] مولانا الیاس اوران کی دینی دعوت ص۹۴، مطبوعہ ادارۂ اشاعت دینیات دھلی.

کیا تبلیغ میں جانا محبت شیخ کے قائم مقام ہے

سوال:- تبلیغی جماعت گاؤں گاؤں شہر شہر گھر گھر جا کر لوگوں کو کلمہ اسلام ایمان مجمل ومفصل۔ وضو نماز، روزہ، زکوۃ اور مسنون دعائیں وغیرہ سکھاتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایمان کو قلب میں راسخ کرنا۔ اطمینان دلی حاصل کرنا۔

الاحسان حدیث جبرئیلؑ والی کیفیت پیدا کرنے کے لئے حسب تحریر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تصوف کا راستہ اختیار کر کے کسی کامل بزرگ کو مرشد کی حقیقت سے پکڑنا ضروری ہے یا تبلیغ میں چلہ دے کر ہر کس و ناکس کے ساتھ تبلیغ میں جانے سے یہ سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

ولا تحصل هذه السعادة العظيمة بغير تصوف جذبة الالهية ولا سبب فى طريق الجذبة اقوى من صحبة الشيخ الذى سلوكه بطريق الجذبة الخ .

الجواب حامداً ومصلياً

اصل مقصود اتباع سنت ہے زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی ابتداء **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** سے ہے[1]۔ اور انتہا **اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ** ہے[2]۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ **طرق الوصول الى اللّٰه تعالىٰ بعدد انفاس الخلائق**[3]۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۱۱/ قبیل کتاب الایمان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:- اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۱۱/ کتاب الایمان، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- تو اللہ کی اس طرح بندگی کر گویا تو اس کو دیکھتا ہے۔

[3] الفتاوی الحدیثیة ص۷۷/ مطلب قیل یتعدد الطریق الی اللّٰہ بعدد انفاس الخلائق، مطبوعہ دارالمعرفة بیروت،

مگر عام طور پر وصول شیخ محقق کی تربیت سے ہوتا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تحریر سے آپ نے بھی نقل کیا ہے پھر تربیت اگر تبلیغی جماعت کی جدوجہد کے طرز پر ہوتو اس کے ذریعہ نسبت قویہ حاصل ہوگی اور خطرات کم ہونگے۔ جن کا تعلق کسی شیخ محقق سے نہیں اور وہ تبلیغی جماعت کی جدوجہد صحیح طریقہ پر کریں تو وہ بھی مقامات قرب پر فائز ہونگے اور یہ کام ان پر واضح کردیگا کہ تعلق مع الشیخ کی کسقدر ضرورت ہے پھر تعلق کرکے بہت جلد وہ کامیاب ہونگے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۹۴ھ

تبلیغی جماعت کو دُرّہ رکھنا

سوال:۔ تبلیغی جماعت کو دُرہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دُرہ سے پٹائی کرنا تبلیغ کے وقت تبلیغی جماعت کے اصول کے خلاف اور غلط ہے[2]

---

[1] ثم الصادقون هم المرشدون الى طريق الوصول فاذاكان السالك في جملة احبابهم ومن زمرة الخدام فى عتبة بابهم فقد بلغ بمحبتهم وتربيتهم وقوة ولايتهم الى مراتب فى السيرالى اللّٰه وترك ماسواه الخ روح البيان ص ۵۳۲/ج۳/ سوره توبه آيت ۱۱۹/مطبوعه دارالفكربيروت

[2] ينبغى للآمربالمعروف والناهى عن المنكرأن يرفق ليكون اقرب الىٰ تحصيل المطلوب الخ. نووى على مسلم ص ۵۱/ج ۱/ (مطبوعه رشيديه دهلى) كتاب الايمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الايمان. عالمگيرى ص۳۵۳/ج۵/. كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فى الغناء والهو الخ، مطبوعه الماجديه كوئٹه،

لاٹھی ہاتھ میں رکھنا درست ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۴ھ

مرتکب منہیات کو تبلیغ کرنا

سوال:- زید نہ داڑھی رکھتا ہے نہ سر کے انگریزی بال کٹوا تا ہے نماز بھی نہیں پڑھتا لیکن کبھی کبھی نماز پڑھ لیتا ہے اور قوم کی تبلیغ بھی کرتا ہے لیکن پھر وہی حال ہو جاتا ہے کہ نماز نہیں پڑھتا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغ کے اجر کا مستحق ہے ترک واجبات اور ارتکاب منہیات کی وجہ سے گنہ گار ہے۔ اپنی حالت کو شریعت کے مطابق بنانا فرض ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] امساک العصاسنة للانبياء وعلامة للمؤمن الخ تفسيرقرطبی ص۱۰۷/ ج۶/الجزء الحادی عشر (مطبوعه دارالفكر) تحت قوله تعالیٰ قال هی عصای اتوكأعليها الآية سورهٔ طٰهٰ آيت ۱۸/ فتاوٰی حديثيه ص ۱۶۹/ مطلب التوكؤ علٰى العصا من اخلاق الانبياء. مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

[۲] قال العلماء ولايشترط فی الآمروالناهی أن يكون كامل الحال ممتثلاً مايأ مربه مجتنبامانهٰى عنه بل عليه الامروان كان مخلابمايأمربه والنهی وان كان متلبسابمانهٰى عنه فانه يجب عليه شيأن أن يأمر نفسه وينهاها ويأمرغيره وينهاه الخ. نووی علی مسلم ص ۵۱، ج ۱، (مطبوعه رشيديه دهلی) كتاب الايمان، باب بيان كون النهی عن المنكرمن الايمان الخ، عالمگيری كوئٹه ص ۵/۳۵۳/ الباب السابع عشرفی الغناء الخ، بل الواجب متابعة الرسول صلی اللّٰه عليه وسلم ظاهراً وباطناً الخ مهذب شرح العقيدة الطحاوی ص ۴۲۶/ تحت قول الماتن ولاتصدق من يدعی شيئاً يخالف الكتاب الخ، مطبوعه كراچی،

تغییر منکر بڑا منصب ہے

سوال:- پختہ قبر بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر چاروں طرف پختہ ہو اور بیچ میں مٹی ہو تو کیا حکم ہے؟ فتویٰ اور احتیاط دونوں صورتوں میں تحریر فرمائیں۔

میرے ایک رشتہ دار کا انتقال ہوا۔ باوجود بہت منع کرنے کے ان کے لڑکے نے قبر پختہ بنادی۔ چاروں طرف اینٹ اور درمیان میں مٹی ہے اب تک ہمارے یہاں کچی ہی قبر کا رواج تھا، لیکن اس سے پختہ کرنے کا عام رواج پڑنے کا خوف ہے۔ آگے یہ فتنہ کی صورت بن سکتی ہے۔ اگر اسے ڈھادوں تو کوئی لڑائی جھگڑے کی صورت نہیں بنے گی۔ ایسی حالت میں کیا کروں۔ غیر کی ملک میں تصرف کرنے سے گنہگار تو نہیں ہوں گا؟ اس فتنہ کے روکنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''باوجود بہت منع کرنے کے'' بھی جب قبر پختہ بنادی گئی تو آپ خود غور کرلیں کہ اگر اسے آپ ڈھادیں گے تو جھگڑا ہوگا یا نہیں۔ ''تغییر منکر'' بڑا منصب ہے مگر اس کے لئے بڑی اہلیت کی ضرورت ہے اور شرائط بھی سخت ہیں۔ بسا اوقات ایسی صورت میں بڑا فتنہ پیدا ہوجاتا ہے جس کو دینی اور دنیوی حیثیت سے برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے۔ میت کے ورثاء کو اگر مسئلہ سمجھا کر صاف کیا جائے اور وہ اپنی غلطی کا خود ہی تدارک کریں۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ اچھا اثر پڑے گا اور عام رواج ہوگا بلکہ دوسرے لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ طریقہ غلط ہے اور کوئی فتنہ بھی نہیں ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۱۳؍۷؍۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارلعلوم دیوبند، ۱۴؍۷؍۹۰ھ

---

[1] وینبغی للآمر بالمعروف والناهی عن المنکر ان یرفق ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

منکرات پرنکیر

سوال: – جو علماء اس زمانے میں بلڈنگ کھڑی کرنے میں لگے ہیں یا لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں ان کا کیا حال ہوگا، صحابہ کرامؓ کے زمانے میں جس طرح سختی تھی، اس زمانے میں کی جائے تو کیا وجہ ہے، جیسے حضرت عمرؓ دعوت کھائے بغیر مکان سے واپس آ گئے تھے، کیونکہ داعی کے مکان میں تصویر تھی۔

الجوب حامداً ومصلیاً

کسی کی خاطر معصیت کا ارتکاب، مجلس معصیت میں شرکت، امور دین میں مداہنت درست نہیں، منکرات پر نکیر حسب موقع وحسب حیثیت لازم ہے، البتہ طریقۂ نکیر وہ اختیار کیا جائے جس میں اصلاح مظنون ہو اور تذلیل وتحقیر کسی کی مقصود نہ ہو[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مرکز تبلیغ میں آمدنی کا ذریعہ

سوال: – دہلی نظام الدین اولیاء میں جو تبلیغی مرکز ہے وہاں پر روزانہ سیکڑوں آدمی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......لیکون اقرب الی تحصیل المطلوب الخ نووی علیٰ مسلم ص ۵۱ ج ۱، (مکتبہ رشیدیہ دھلی) کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان الخ .
عالمگیری ص ۳۵۲ ج ۵ کتاب الکراھیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللھو الخ،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] فان قدر علی المنع فعل والا صبر ان لم یکن ممن یقتدی به فان کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیه شین الدین (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۴۸/۶/ کتاب الحظر والاباحة، ھدایه ص ۴۵۵/۴/ وزاد "وفتح باب المعصية علی المسلمین، کتاب الکراھیة، قبیل فصل فی اللبس، مطبوعه تھانوی دیوبند، وکذا فی الھندیه ص ۳۴۳/ ج ۵، کتاب الکراھیة، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، مطبوعه کوئٹه)

کھانا کھاتے ہیں اس کے لئے چندہ ہوتا ہے یا مخصوص لوگ اس کام کو چلاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چندہ کرنے کا ہم کو علم نہیں اگر اس کی تحقیق مطلوب ہو تو ان سے ہی تحقیق کی جائے یہ چیز فتویٰ کی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبلیغ و مدرسہ کی رقم کا مصرف

سوال:- ہم نے تبلیغی اجتماع کے لئے چندہ کیا تھا۔ کچھ چندہ بچ گیا تو وہ مدرسہ میں دے دیا۔ اب جو دوسرا اجتماع ہوا تو مدرسہ میں سے وہ چندہ نکال کر پھر اجتماع میں لگا دیا۔ از رُوئے شرع ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چندہ جس کام کے لئے لیا جائے اس کا اسی کام میں خرچ کرنا لازم ہے، دوسرے کام میں ازخود خرچ کرنا درست نہیں۔ اگر تبلیغی اجتماع کے نام سے لیا گیا ہے تو اس کو تبلیغی اجتماع میں خرچ کیا جائے[1] جو کچھ بچ گیا اس کو مدرسہ میں خرچ نہ کریں بلکہ چندہ دینے والوں کو واپس کر دیں یا ان کی اجازت سے کسی دوسرے تبلیغی اجتماع میں خرچ کر دیں یا اپنے ہی دوسرے اجتماع کے لئے محفوظ رکھیں، ہاں اگر وہ بخوشی مدرسہ میں دیدیں تو مدرسہ میں صرف کرنا بھی درست ہوگا۔ لیکن مدرسہ میں اگر بطور حفاظت رکھا ہو تو جب وہ مدرسہ سے طلب کیا جائے تو مدرسہ والوں کو چاہئے کہ وہ دیدیں۔ مدرسہ کا پیسہ تبلیغی اجتماع میں خرچ نہ کریں۔ اگر مدرسہ کا

---

[1] مراعاة غرض الواقفين واجبة الخشامي زكريا ص: ۶۶۵/ ج: ۶/ كتاب الوقف، مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ.

پیسہ تبلیغی اجتماع میں خرچ کیا ہو تو اس کا ضمان لازم ہوگا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۸۸ھ

اہل علم کے لئے غلط رائے پر اڑ جانا

سوال:- کیا آج کل علمائے دین حق اپنی بات کو اوپر کرنے کے لئے غلط مسئلہ پر بھی اڑ جاتے ہیں کیا ان میں اپنی غلطی کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر طبقہ میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس کا علم کمزور ہوتا ہے اور اسی علم پر وہ رائے قائم کر لیتا ہے جو کہ غلط ہوتی ہے اللہ تعالیٰ پختہ علم اور صحیح رائے عطا فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۱۴۰۰ھ

مستقل قوم کا مطلب

سوال:- عرصہ ہوا تبلیغی جماعت کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تھا۔ آپ نے نہایت اطمینان بخش جواب دیا تھا پھر میں کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہوا۔ بریلویوں کی

---

[۱] والودیعة لاتودع ولاتعار ولاتؤاجر ولاترهن وان فعل شیًا منها ضمن الخ، عالمگیری ص ۳۳۸، ج ۴، (مطبوعه کوئٹه) کتاب الودیعة، الباب الاول، والواقف لوعین انساناً للصرف تعین حتی لوصرف الناظر لغیره کان ضامناً الخ، البحرالرائق کوئٹه ص ۳۸۱/ ج ۵/ کتاب الوقف،

ضد سامنے آئی اور یہی خیال کرتا رہا کہ یہ لوگ ضدی ہوتے ہیں مگر حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا ارشاد کتاب مسمی ''دینی دعوت'' نظر کے سامنے ہے جس کے ص ۲۲۶ پر یہ تحریر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موصوف نے اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن ایم، اے، علیگ سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم بھی ہیں۔

''ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک تحریک صلوٰۃ ہے، میں قسم سے کہتا ہوں، کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں۔''

ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا۔

''میاں ظہیر الحسن، ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔''

دوسال پیشتر جو استفسار کیا گیا تھا اور موجودہ تحریر کردہ عبارت میں بہت بڑا فرق ہے دماغ پریشانیوں سے دوچار ہورہا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب مسمی ''اصول دعوت تبلیغ'' بھی سامنے ہے جو حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ قبلہ کی تقریر کا مجموعہ ہے۔

''وہ آیات واحادیث جو جہاد سے متعلق ہیں ان کو موجودہ تبلیغ پر چسپاں کیا جاتا ہے، اس عبارت پر مولانا موصوف نے تبلیغی جماعت کے لوگوں سے دلیل بھی طلب کی ہے کہ جہاد کی آیتوں اور احادیث کو موجودہ تبلیغ پر چسپاں کرنے سے پہلے دلیل دیں۔''

دیکھئے کس قدر تضاد ہے۔ امید کہ شافی جواب دے کر بے چینی کو دور فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس خط کشیدہ عبارت اور گذشتہ فتوی کی جس کی عبارت میں بڑا فرق آپ کو محسوس ہوتا ہے بہتر یہ تھا کہ اس فتویٰ کو بھی ساتھ بھیجدیتے تاکہ دونوں کو دیکھ کر فرق سمجھ لیا جاتا اور جواب دیا جاتا مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اس فتویٰ کا نمبر لکھا نہ تاریخ تاکہ رجسٹر نقول فتاویٰ میں اس کو تلاش کرلیا جاتا۔

یہ بات صحیح ہے کہ اس تبلیغی کام کا مقصد تحریک صلوٰۃ تک محدود نہیں ہے بلکہ مقصد کی توضیح وتشریح خود حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے جو کچھ فرمائی ہے وہ یہ ہے۔

''ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھا دیا جائے۔ یہ تو ہمارا اصل مقصود ہے رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ ونماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت، ہے[1]۔''

یہ عبارت کتاب ''چھ باتیں'' کے آخر میں تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایت کے تحت، ۳۲/ پر منقول ہے اس پر کوئی اعتراض ہو تو لکھئے۔

شاید نئی قوم پر آپ کو اشکال ہو تو سنیے۔ کہ دنیا میں ایک قوم شب وروز تجارت کی جدو جہد میں لگی ہوئی ہے۔ اس کی تمام قوتیں اور صلاحیتیں اس میں خرچ ہوتی ہیں۔ مکان میں ہے تو یہی تذکرہ ہے مسجد میں ہے تب بھی ذہن اس فکر سے خالی نہیں سفر ہے تو اسی لئے ہے، غرض مقصد حیات خواہ عملی طور پر ہی یہی قرار دے رکھی ہے، ایک قوم زراعت میں مشغول ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ ہر وقت اسی کی فکر دامن گیر ہے، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک قوم ایسی پیدا ہو جس کا مقصد حیات دینی جدوجہد، اس کی ہر قوت اور ہر صلاحیت اسی لئے ہو، ایک روز، تین روز، چلے برس، عمر، اس کے لئے وہ طلب فرماتے تھے اور چاہتے تھے کہ تمام دنیا میں اسی مقصد کو اصل قرار دیکر دوسرے مقاصد ضمنی ہو جائیں۔ اس پر کیا اعتراض ہے۔

کتاب ''اصول دعوت تبلیغ'' میرے پاس نہیں، میں نے نہیں پڑھی، اس کا اعتراض آپ نے نقل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو چیزیں ہیں ایک خدا کے راستہ میں قتل ہو جانا۔ اس کا جو

[1] ملاحظہ ہو ملفوظات مولانا الیاسؒ ص ۳۲/ چھ باتیں ص ۳۲/ مطبوعہ سہارنپور.

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

اجر وثواب ہے وہ تو اسی سے حاصل ہوگا اور دوسری چیز ہے جہاد تو اس کا مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت عام ہے۔ دین کے لئے جو کچھ جدوجہد ہو وہ جہاد ہے حتیٰ کہ دین کی تعلیم دینا، کتاب تصنیف کرنا، وعظ کہنا، مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا، مسئلہ بتانا، سب ہی جہاد ہے وہ قتل ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اسی لیئے امام نوویؒ نے جہاد کی تیرہ قسمیں لکھی ہیں۔[1] قرآن پاک میں ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[2] اور یٰاَیُّهَاالنَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ[3] اور حدیث شریف میں ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِالْاَصْغَرِ اِلٰی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ[4]، آپ چونکہ عالم ہیں اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی، آپ خود سمجھتے ہیں کہ یہاں جہاد سے کیا مراد ہے۔

لہٰذا جہاد کو تلوار کے ساتھ خاص کر دینا قرآن وحدیث کی رو سے غلط ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ جہاد کی آیات واحادیث عام ہیں، سب قسموں کو شامل ہیں۔ اسی طرح خروج فی سبیل

---

[1] الجهاد له اربع مراتب جهاد النفس وجهاد الشيطان وجهاد الكفار وجهاد المنافقين وجهاد النفس اربع مراتب الخ، (شروح البخاری للنووی وغیرہ ص ۱۹۹، ۲۰۰) فتح الباری ص۷۷/ ج۶/ كتاب الجهاد والسير، مطبوعه مكتبه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، زادالمعاد ص ۱۰/ ج۳، فصل مراتب الجهاد، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت)

[2] (سورۃ عنکبوت آیت ص ۶۹)

ترجمہ:- اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ ضرور دکھا دینگے۔

[3] (بیان القرآن ص ۱۲ ج۳ سورہ التحریم آیت ۹)

ترجمہ:- اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے۔

[4] كشف الخفاء ص ۱۲۴/ ج ۱/ حديث نمبر ۱۳۶۲/ داراحياء التراث العربی بيروت، الموضوعات الكبير ص ۶۹/ حرف الراء، كراچی، تذكرة الموضوعات ص ۱۹۱/ باب خرقة الصوفية والاربعينات والمجاهدة، ادارة الطباعة المنيرية مصر، الاتحاف ص ۳۷۹/ ج۶/ كتاب آداب العزلة وفيه بابان، الفائدة السابعة التجارب، قبيل فصل، مطبوعه دارالفكر بيروت،

E:\F.M.Fainal\Jild-5\Tabligi Jamat-2

اللہ کا مفہوم بھی عام ہے۔حدیث مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ کو حضرت امام بخاریؒ نے[1] کتاب الجہاد میں بھی بیان کیا ہے اور جمعہ[2] کی نماز کے بیان میں بھی کیا ہے۔یعنی جمعہ کی نماز کے لئے جانے پر وہی اجر ہے جو کہ قتال فی سبیل اللہ کے لئے جانے پر ہے۔کیا آپ امام بخاریؒ پر بھی اعتراض فرمائیں گے۔فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلود یو بند

ایک واقعہ کی تحقیق

سوال:- سائل کا بیان ہے کہ ایک مبلغ صاحب نے اپنی تقریر میں یوں بیان کیا کہ کچھ عرب یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اشاعت اسلام کے لئے ملک چین گئے اور وہاں غلہ کی تجارت شروع کی اور اس طرح سے کہ غلہ کے نقائص دور کرنے کے بعد غلہ کو وہاں کی قیمت سے کم قیمت پر یہ دعا کر کے بیچا کہ اے اللہ کاشتکار مٹی میں دانہ ملاتا ہے تو تو اس کے دانے کو ضائع نہیں کرتا ہے اور ہم تو تیری مخلوق پر صرف کرر ہے ہیں کیا ہمارے دانوں کا بدلہ تو نہیں دے گا اس دعا کے بعد یہ لوگ اپنا غلہ کم قیمت پر لوگوں کو دیتے رہے وہ دیتے رہے جو غلہ ان لوگوں کے پاس تھا اس میں اللہ پاک نے ایسی برکت دی کہ پھر وہ ختم نہ ہوا اور یہ اپنی تجارت میں عام دوسرے تاجروں پر غالب ہوگئے اور پھر وہاں ان کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوئی دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کون سے صحابہ تھے ان کے کیا نام تھے ان کا یہ واقعہ کس کتاب میں ہے؟

[1] بخاری شریف ص ۳۹۴/ ج ۱/ کتاب الجهاد، باب من اغبرت قدماه فی سبیل الله، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[2] کتاب الجمعة، باب المشی الی الجمعة حدیث نمبر ۸۹۷/ بخاری شریف ص ۱۲۴/ ج ۱/ مطبوعه اشرفی دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

ان مقرر تبلیغ صاحب سے دریافت کرلیں تو پھر کتاب میں تلاش کیا جائے۔

فقط اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱/۲۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۹/۱/۱ھ

ایک امام اور امیر کے حالات

سوال: -ایک شخص دینی جماعت کا امیر ہوکر مندرجہ ذیل امور کا مرتکب ہے:

(۱) حکام کو رشوت پہنچانے میں اپنے لڑکے کے ذریعہ سے معاون ہے اور رشوت کی رقم کو اپنے پاس رکھا اور سب کچھ ان کے علم وایما سے ہوا۔

(۲) ایک شخص کی رقم ان کی وجہ سے ان کے لڑکے کو دی گئی، مگر عدالت نے کسی قانونی نکتہ کی وجہ سے ان کو بری کردیا، اور لڑکے پر رقم کی ڈگری ہوگئی، اب اس کا پروانہ گرفتاری جاری ہے، تو اس نے عدالت سے دیوالیہ ہوکر وہ رقم بچالی لڑکا اور وہ ساتھ رہتے ہیں اور اس رقم سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ہنوز وہ رقم ان کے ذمے ہے اور دینے کی کوئی نیت نہیں ہے۔

(۳) راشن کارڈ میں جعلی یونٹ بڑھوائے ہیں جس کی وجہ سے حکومت سے دھوکہ دے کر غلہ حاصل کیا گیا۔

(۴) جماعت کے احباب میں اگر اختلاف ہو تو بجائے اس کو رفع کرانے کے اس کو خوب ہوا دیتے ہیں، اور وہ گروہ بناتے ہیں جن سے وہ ذاتی مالی نفع حاصل کرتے ہیں، ان کی عزت کرتے ہیں، دوسرے مسلمانوں کی تذلیل تحقیر کرتے ہیں، اور عام مجمعوں میں ذلیل کرتے ہیں۔

(۵) غیبت بھی کرتے ہیں اور بعض مرتبہ جھوٹ بولنا بھی ان سے ثابت ہو چکا ہے جس کی وجہ سے نوبت فساد تک پہنچ جاتی ہے، جو لوگ فساد کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔

(۶) مدرسوں اور خانقاہوں کی عام تقریروں میں مذمت کرتے اور کہتے ہیں کہ مولویوں اور جھولی والوں میں کیا فرق ہے، مسئلہ تملیک کا بارہا استہزا اڑاتے دیکھا گیا ہے، ایک عالم دین کو جب اپنی خواہشات میں ساتھ دیتے، نہ دیکھا تو ان کو بھی غلط کار قرار دیا، اور اس کا خوب پروپیگنڈہ کیا خانقاہوں اور مدارس دینیہ کے خلاف ان کی تقریریں اور صوفیاء کے طریقہ ذکر کے استخفاف کے بڑے بڑے علماء شاہد ہیں، اور ابھی تک اس عمل فسق پر توبہ کا کوئی اعلان نہیں ہے۔

(۷) اور جماعتی بھائی کاروبار کرنا چاہتے تھے، ایک ان میں سے کہتے تھے کہ میں اتنے ہزار روپیہ لگادوں گا، اور اس پر کچھ فیصدی نفع لونگا، نقصان کا ہرگز ذمہ دار نہیں، جناب امیر صاحب نے اس کی اجازت دیدی، اور فرمایا کوئی حرج نہیں، جب کہ آپ علم دین سے بالکل نابلد ہیں ویسے دنیاوی تعلیم کے اعتبار سے بی، اے، ہیں، کیا اس قسم کی امیر کی اطاعت جائز ہے یا نہیں، یا ایسے امیر کو بدل کر کسی ایسے امیر کو جو کہ عالم ہو حرام وحلال سے واقف ہو اس کو منتخب کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس دینی جماعت کے ان امیر صاحب کے متعلق جو سوال میں درج ہیں ان میں کوئی امر بھی ایسا نہیں جس کا جواب اور حکم کسی کو معلوم نہیں، تھوڑے علم والا بلکہ بے علم سادہ لوح بھی اس کی قباحت کو جانتا ہے، معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں[۱]۔

[۱] قال رسول الله ﷺ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق، مشکوٰۃ شریف ج ۲/ ص ۳۲۱/ کتاب الامارۃ (الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

(۱) کیا اس جماعت کا کوئی دستور اساسی ہے، جس میں امیر کی شرائط مذکور ہیں، کہ جس میں یہ شرائط موجود ہونگی وہ امیر ہو سکے گا اور کیا امارت کے لئے انتخاب عام ہوتا ہے، یا کچھ اہل خصوصی اہل الرائے حضرات چن لیتے ہیں۔

(۳) مدت کا تعین ہے مثلاً تین سال یا پانچ سال نیز امیر کو معزول کرنے کے لئے دستور میں کیا شرائط ہیں۔

(۵) معزول کرنے کا حق کس کو دیا گیا ہے، مجلس مشاورت کو یا عوام کو الحاصل دستور اساسی میں دفعات مذکورہ بالا کا جواب دیکھ کر مسئلہ بہت سہولت سے حل ہو سکتا ہے۔

فقط اللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۱۳۸۹ھ

not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

﴿بدعات ورسوم﴾

بدعت کی تعریف

سوال:- بدعت کے کیا معنیٰ ہیں، بدعت حسنہ اور بدعتِ ضلالہ کی تعریف بحوالہ حدیث ودلائل چند مثالیں دے کر جوابات مرحمت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس چیز پر شریعت نے ثواب نہ بتایا ہو اس کو ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے، چاہے وہ چیز کوئی فعل ہو یا کسی فعل کی ہیئت ہو یا زمان، مکان یا عدد وغیرہ کی کوئی قید ہو[1] مثلاً میت کو قبر میں رکھ کر اس پر عرق گلاب وغیرہ چھڑکنا[2]، نماز جنازہ کے بعد مستقلاً اجتماعی حیثیت سے سب کو

---

[1] البدعة فی المذهب ایراد قول لم یستن قائلها وفاعلها فیه بصاحب الشریعة وامـاثلها. (المفردات للمراغب، ص ۳۶) مطبوعه میمنه مصر، لسان العرب ص ۶/ ج ۲/ دار صادر بیروت.

[2] وذکر ابن الحاج فی المدخل أن یجتنب ماأحدثه بعضهم من أنهم یاتون بماء الورد فیجعلونه علی المیت فی قبره فان ذالک لم یر وعن السلف رضی اللّٰه عنهم فهوبدعة، طحطاوی علی المراقی ص ۱۰۵/ فصل فی حملها ودفنها، مطبوعه مصری عمدة القاری ص ۱۲۱/ ج ۲/ جزو ۳، مطبوعه دار الفکر، کتاب الوضو، باب من الکبائر أن لایستتر من البول.

روک کر دعا کرنا[1]، نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا[2]، کھانا سامنے رکھ کر ثواب پہنچانے کے لئے مخصوص سورۃ یا آیتوں کی تعیین کرنا، میلاد شریف کے نام پر مخصوص تاریخ میں مجلس منعقد کرنا، اس میں صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام کرنا وغیرہ وغیرہ[3]۔ حدیث شریف میں ہے "**من احدث فی امرنا هذاماليس منه فهو رد**"[4] الخ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۵/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸/۵/ ۹۰ھ

فرض وواجب وغیرہ کی تعریف

سوال:- فرض، واجب سنت مؤکدہ، غیر مؤکدہ، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، بدعت کی تعریف بتلائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فرض، جس کے کرنے کا حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو، واجب جس کے کرنے کا حکم

---

[1] لايقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة خلاصة الفتاوٰى ص ۲۲۵ / ج ۱ / كتاب الصلوٰة الجنس الآخر في الجنائز، امجداكيڈمى لاهور،

[2] وآنکہ بعضے مردمصافحہ بعداز نماز می کنند یا بعداز نماز جمعہ کنند چیزے نیست وبدعت است از جہت تخصیص وقت۔
ترجمہ:- اور جو نماز کے بعد یا نماز جمعہ کے بعد لوگ مصافحہ کرتے ہیں کوئی چیز نہیں اور تخصیص وقت کی وجہ سے بدعت ہے۔ (اشعة اللمعات ص ۲۲/ ج ۴) شامی كراچی ص ۳۸۱/ ج ۶/ فصل في الاستبراء، كتاب الحظر و الاباحة.

[3] الجنة لاهل السنة ص ۲۰۱، المدخل ص ۲/۲، فصل في مولد النبي ﷺ، مطبوعه مصرى،

[4] مشكوٰة شريف ص ۲۷/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، ياسرنديم ديوبند،
ترجمہ:- جس نے نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے۔

دلیل ظنی سے ثابت ہو، سنت مؤکدہ، جس پر مواظبت ثابت ہو[1]

مکروہ تحریمی، جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، مکروہ تنزیہی، جو مستحب کے مقابلہ میں ہو، یعنی جس کا نہ کرنا شرعاً پسندیدہ ہو[2] بدعت، جو چیز دین نہ ہو اس کو دین سمجھنا[3] تفصیل کتب اصول فقہ میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سنت وبدعت کی تعریف وتقسیم

سوال نمبر:- (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنت کے صحیح معنیٰ کیا ہیں اور سنت کس کو کہتے ہیں، شرعی حیثیت سے سنت کی تعریف کیا ہے، سنت کے اقسام اور اس کی تفصیل کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کریں؟

---

[1] اعلم ان المشروعات اربعة اقسام فرض وواجب وسنة ونفل فما کان فعله اولیٰ من ترکه مع منع الترک ان ثبت بدلیل قطعی ففرض اوبظنی فواجب وبلامنع الترک ان کان مما واظب علیه رسول صلی الله علیه وسلم والخلفاء الراشدون من بعده فسنة والافمندوب ونفل،شامی زکریا، ص۲۱۸/ ج۱/کتاب الطهارة قبیل مطلب فی السنة وتعریفها، کتاب غایة التحقیق شرح حسامی ص۱۳۴/ (مطبوعه کراچی)

[2] والمکروه عند الفقهاء نوعان مکروهاًتحریماً وهوالمحمل عند اطلاقهم والکراهة وهو ماترکه واجب ویثبت مایثبت به والواجب ومکروهاً تنزیهاًوهوماترکه اولیٰ من فعله الخ. طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ،ص۶۳/(مطبوعه مصری)کتاب الطهارة فصل فی المکروهات وشامی زکریا ،ص۲۵۷/ج۱/کتاب الطهارة مطلب فی تعریف المکروه.

[3] مااحدث علی خلاف الحق المتلقیٰ عن رسول الله صلّی الله علیه وسلم من علم اوعمل اوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماًالخ (شامی زکریا ص۲۹۹/ ج۲/ باب الامامة مطلب البدعة خمسة اقسام) طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ص۲۴/ (مطبوعه مصری) باب الامامة.

(۲) ''بدعت'' کے صحیح معنی کیا ہیں اور بدعت کس کو کہتے ہیں، شرعی حیثیت سے بدعت کی تعریف کیا ہے، بدعت کے اقسام اور اس کی تفصیل کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ''سنت'' کے معنی لغت میں طریقے کے ہیں خواہ اچھا ہو، خواہ خراب ہو،[۱] چنانچہ حدیث شریف میں سنت حسنہ اور سیئہ دونوں وارد ہیں۔[۲]

اصطلاحی تعریف یہ ہے ''طریقة مسلوكة فی الدین بقول اوفعل من غیر لزوم ولا انكار علیٰ تاركها ولیست خصوصیة اه فوائد قیود یہ ہیں، فقولنا طریقة الخ كالجنس یشمل السنة وغیرها وقولنا من غیر لزوم فصل خرج به الفرض وبلاانكار اخرج الواجب وقولناولیست خصوصیة خرج به ما هو من خصائصه صلّی اللّٰه علیه وسلّم كصوم الوصال اه طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۳۵.[۳]

علّامہ شامی نے لکھا ہے ''اعلم ان المشروعات اربعة اقسام فرض، وواجب وسنة ونفل فماكان فعله اولیٰ من تركه مع منع الترک ان ثبت بدلیل قطعی ففرض اوبظنی فواجب وبلامنع الترک ان كان مماواظب علیه الرسول صلّی اللّٰه علیه وسلّم

---

[۱] والسنة لغة الطریقة ولو سیئة الخ، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ،ص۵۰/مطبوعه مصر، فصل فی سنن الوضوء. شامی كراچی ص ۱۰۴/ج ۱/ كتاب الطهارة، مطلب فی السنة وتعریفها،

[۲] مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا مَاعَمَلَ بِهِ فِیْ حَیَاتِهِ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً فَعَلَیْهِ اثمها الحدیث، المعجم الكبیر للطبرانی ص۷۵/ج۲۲، رقم الحدیث: ص۱۸۴، نسائی شریف ص۲۸۴/ ج ۱/ التحریض علی الصدقه كتاب الزكٰوة، مطبوعه دیوبند.

[۳] طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص۵۰/ فصل فی سنن الوضوء(مطبوعه مصری)

او الخلفاء الراشدون من بعده فسنة و الا فمندوب و نفل اھ[۱] ص ۷۰/ ج ۱)

سنت کی دو قسمیں ہیں، "والسنة نوعان سنة الهدى وتركها يوجب اساءة وكراهة كالجماعة والاذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وتركها لايوجب ذلك كسير النبی عليه الصلوٰة والسلام فی لباسه وقيامه وقعوده اھ شامی۔[۲]

سنت کا حکم یہ ہے "قال القهتانی حكمها كالواجب فی المطالبة فی الدنيا الا ان تاركه يعاقب وتاركها يعاتب اھ وفی الجوهرة عن القنية ،تاركها فاسق وجاحدها مبتدع وفی التلويح ترک السنة المؤكدة قريب من الحرام يستحق به حرمان الشفاعة لقوله صلی اللّٰه عليه وسلم من ترک سنتی لم ينل شفاعتی اھ[۳] طحطاوی علی مراقی الفلاح[۴] میں سنن وضو کی بحث میں لکھا ہے السنة لغة الطريقة ولو سيئة واصطلاحاً، الطريقة المسلوكة فی الدين من غير لزوم علیٰ سبيل المواظبة وهی المؤكدة ان كان النبی صلّی اللّٰه عليه وسلّم تركها احيانا واما التی لم يواظب عليها فهی المندوبة اھ۔

مؤکدہ کی مثال میں طحطاوی فرماتے ہیں " كالاذان والاقامة والجماعة والسنن الرواتب والمضمضة والانستنشاق ويلقبونها بسنة الهدیٰ ای اخذها هدی وتركها ضلالة ای اخذ ها من تكميل الهدیٰ ای الدين ويتعلق بتركها كراهة واساءة "[۵]

۱؎ ردالمحتار ص ۱۰۲/۱ ، بیروت وشامی زکریا ص ۲۱۸/۱ ، کتاب الطهارة، قبيل مطلب فی السنة وتعريفها، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۱/ فصل فی سنن الوضوء،

۲؎ ردالمحتار ص ۱۰۳/۱ ، بیروت مطلب فی السنة وتعريفها، شا می زکریا ص ۲۱۸/ ج ۱،

۳؎ طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۵۱/ج ۱/ فصل فی سنن الوضوء (مطبوعه مصری)

۴؎ مراقی الفلاح ،ص ۵۰/ج ۱/ فصل فی سنن الوضوء (مطبوعه مصری)

۵؎ مراقی الفلاح ص ۵۰/ج ۱/ فصل فی سنن الوضوء (مطبوعه مصری)

پھر غیر مؤکدہ کی مثال ہے ”کـااذان الـمـنـفـرد وتطویل القراء ۃ فی الصلوٰۃ فوق الـواجـب ومسـح الـرقبة فی الوضو،والتیامن وصلوٰۃ وصوم وصدقة تطوعٍ ویـلـقبونها بالسنة الزائدة وهی المستحب والمندوب والادب من غیرفرق بینها عند الاصولیین اھ“

اس کے بعد اصطلاح فقہاء کے اعتبار سے مندوب ومستحب کا کچھ فرق بیان کر کے لکھا ہے ”والاولیٰ ماعلیه الاصولیون اھ“[۱]

مولانا عبدالحئیؒ لکھنویؒ کا ایک مستقل رسالہ سنت کی تحقیق میں ہے، جس کا نام ہے۔” تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار“[۲] اس میں بہت سی تعریفات سنت کی نقل کی ہیں۔

(۲) بدعت کے معنی نئی چیز جو پہلے سے نہیں تھی لغۃً ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں، اصطلاح میں بدعت کی تعریف یہ ہے ”مـاحـدث عـلیٰ خلاف الحق المتلقّٰی عن رسول الـلّٰـه صـلّی اللّٰه علیه وسلّم من علم اوعمل اوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیمااھ“[۳] (شامی ج۱رص ۳۷۷)

اس تعریف کے اعتبار سے بدعت ہمیشہ سیئہ اورضلالہ ہی ہوتی ہے، البتہ معنی لغوی کے اعتبار سے کبھی حسنہ بھی ہوتی ہے، ”فـقـد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علیٰ اهل الـفـرق الـضـالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والنسة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومـدرسة وکـل احسـان لـم یـکـن فـی الصدر الاوّل ومکروهة کزخرفة المساجد ومبـاحة کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر

[۱] طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۱۵ /ج ۱ / فصل فی سنن الوضوء (مطبوعه مصری)
[۲] تحفة الاخیار فی احیاء سنة سیدالابرار ص ۸۴/مطبوعه حلب.
[۳] شامی زکریا ص ۲۹۹ /ج ۲/ باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام،

للمناوی عن تهذیب النووی ومثله فی الطریقة المحمدیة للبرکلی اھ شامی[1]

اس باب میں طریقہ محمدیہ[2] اوراس کی شروح الحدیقة الندیة[3] الدرر البریقہ اور المدخل[4] اورالاعتصام[5] مبسوط کتابیں ہیں جن میں بدعات پر تفصیلی بحث کی ہے، اور بدعات پر کافی رد کیا ہے، اور محققانہ دلائل پیش کئے ہیں، نیز اردو میں براہین قاطعہ لا جواب ہے، جس میں بدعات کا قلع قمع کیا ہے، اور ایسے زریں اصول وضوابط بیان کئے ہیں کہ جن پر امور محدثہ کو بسہولت منطبق کیا جاسکتا ہے، کہ یہ بدعات محرمہ ضالہ کی حدود میں داخل ہیں یا نہیں اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو بدعت حسنہ وسیئہ کے امتیاز میں بڑی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

سعید احمد غفرلہ یکم ذی قعدہ ۵۹ھ مظاہر علوم سہارنپور

بدعت کی تقسیم

سوال: - بدعت کی تقسیم جو بعض کتابوں میں نظر آتی ہے، اس تقسیم کا موجد کون ہے؟

---

[1] شامی زکریا، ص ۲۹۹/ج ۲/ باب الامامة مطلب البدعة خمسة اقسام المدخل ص ۲۵۷/ ج ۲، اقسام البدع، براهین قاطعة ص ۱۱۴/ حاشیه الاعتصام ص ۲۴۶/ ج ۱/ ربما یورد فی هذه المواضع ان العلماء قسموا البدع باقسام احکام الشریعة الخمسة (الاعتصام ص ۲۴۶)

[2] الطریقة المحمدیة، ص ۱۱/ الفصل الثانی فی البدع (مطبوعه مصری)

[3] الحدیقة الندیة، ج ۱/ص ۹۰/الفصل الثانی من الفصول الثلاثة من الباب الاول فی بیان اقسام البدع.

[4] المدخل، ج ۲/ص ۲۰۷/(مطبوعه مصر)اقسام البدع.

[5] الاعتصام ج ۱/ص ۲۴۶/

اگر بالفرض بدعتِ حسنہ وسیئہ وغیرہ سے تقسیم ثابت ہوتو ”کل بدعۃٍ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار“ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا جواب ہوگا؟

الجواب حامداومصلیاً

شامی باب الامامۃ میں بدعت کی قسمیں بیان کی ہیں[1]

علاّمہ عز بن عبدالسلام سے منقول ہے[2] تراویح کی یکجائی جماعت کے متعلق حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے نعمت البدعۃ اس وجہ سے سیئہ وحسنہ کی تقسیم کی گئی، ورنہ بدعتِ حسنہ درحقیقت معنی لغوی کے اعتبار سے بدعت ہے، نہ معنی شرعی کے اعتبار سے اس لئے ”کل بدعۃ ضلالۃ“ میں بدعت شرعیہ وسیئہ مراد ہے[3]

اور جس چیز کو بدعتِ حسنہ کہا جاتا ہے، وہ ضلالہ نہیں بلکہ مسلوکہ فی الدین ہے اور معین فی الدین ہے، یعنی وہ احداث فی الدین نہیں ہے، بلکہ احداث للدین ہے، تفصیل دیکھنا چاہیں تو براہین قاطعہ[4]، الاعتصام[5]، المدخل[6] ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

---

[1] بدعة محرم والا فقد تكون واجبة ومندوبة ومكروهة ومباحة الخ ،شامی کراچی، ص ۵۶۰/ ج ۱/ وشامی ز کریا،ص ۲۹۹/ج ۲/ باب الامامة مطلب البدعة خمسة اقسام.

[2] قال الشيخ عزالدين بن عبدالسلام (الى قوله)وقال عمرؓ فى قيام رمضان نعمت البدعة (مرقاة ،ج ۱/ص ۱۷۹/باب الاعتصام ،مطبوعه ممبئی)

[3] كل بدعة ضلالة قال فى الازهار اى كل بدعة سيئة ضلالة الخ(مرقاة المفاتيح ص ۱۷۸/ باب الاعتصام مطبع اصح المطابع بمبئی)

[4] براهين قاطعه ۱۱۴/

[5] الاعتصام ج ۱/۲۴۶/

[6] المدخل ج ۲/ ص ۲۹۰/ مطبوعه مصری.

بدعت کی تقسیم

سوال:- بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً بدعت کی صرف ایک قسم ہے یعنی سیئہ وہ کسی طرح جائز نہیں، جن لوگوں نے کوئی تقسیم کی ہے وہ لغت کے اعتبار سے وہ تقسیم شامی[1] اور فتاویٰ حدیثیہ[2] وغیرہ میں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بدعت کی اقسام

سوال:- بدعت کی کل کتنی قسمیں ہیں تحریر فرمائیں؟

فجر کی نماز میں جو "الصلوٰۃ خیر من النوم" پڑھتے ہیں اور جو تراویح پڑھتے ہیں، یہ بھی

---

[1] ردالمحتار ص ۵۶۰/ج ۱/ وشامی زکریا ص ۲۹۹/ج ۲/ باب الامامة، مطلب البدعة اقسام (قوله ای صاحب بدعة) الی محرمة، والافقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد، مباحة کالتوسع بلذیذ المآکل والمشارب والثیاب،فان البدعة الشرعیة ضلالة کما قال صلی اللّٰه علیه وسلم قال ومن قسمهامن العلماء الیٰ حسن وغیر حسن فانما قسم البدعة اللغویة ومن قال کل بدعة ضلالة فمعناه البدعة الشرعیه، روح المعانی ص ۱۹۲/ ج۲۷/ تحت آیت :۲۷، مطبوعه دیوبند،

[2] قال کل بدعة ضلالة فمعناه البدعة الشرعیة الخ فتاوی حدیثیه ص ۲۸۱/ مطبوعه دارالفکر بیروت،مطلب فی ان البدعة الشرعیة لاتکون الّاضلالة.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے، اور یہ بھی بدعت ہے، اور کلام اللہ شریف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک جگہ جمع کیا گیا یہ بھی بدعت ہے، زید کا ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بدعت کی حدیث شریف میں مذمت آئی ہے، وہ صرف ایک ہی قسم ہے "**کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار**"[1] "**الصلوٰۃ خیر من النوم**" اذان فجر میں کہنا حدیث سے ثابت ہے[2] یہ بدعت نہیں ہے، تراویح بھی حدیث سے ثابت ہے[3] یہ بھی بدعت نہیں، حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں کا نام لے کر صاف صاف ان کے اتباع واقتداء کا حکم فرمایا ہے[4] پس جو دین کا کام ان حضرات سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں، قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کرنا بدعت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ورد فی حدیث العرباض بن سارية مرفوعاً رواه احمدوابوداؤد والترمذی وابن ماجة، مشکٰوة شريف ص ۳۰/ باب الاعتصام، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[2] عند ابن خزيمة والدارقطنی والبيهقی عن انس قال من السنة اذا قال الموذن فی اذان الجر حی علی الفلاح قال الصلاة خير من النوم ومحجه ابن السكن فی التلخيص ص۷۵، وفيه حديث ابن عمر عند ابن ماجه والسراج والطبرانی والبيهقی بطرق متعدده وثبت فی حديث ابی محذورة فی بعض طرقه عند ابی دؤد وغيره انظر التلخيص، (معارف السنن ص۲۰۳/۱، التثويب فی الفجر، مطبوعه اشرفيه ديوبند) ترمذی شريف ص۲۸/۱، كتب خانه رشيديه دهلی، باب التثويب فی الفجر، سنن ابی داؤد ص۷۲/۱، باب كيف الاذان.

[3] عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم كَانَ يُصَلِّی فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَی الْوِتْرِ نصب الراية، ج۲/ ص ۱۵۳/، فصل فی قيام رمضان،

ترجمہ: -حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسم پر عمل

سوال:-رسوم کی بنا عرف پر ہے، یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب ہے یا سنت یا مستحب ہیں، لہٰذا جب تک کسی رسم کے متعلق یہ نہ معلوم ہو جائے کہ از روئے شرع ممنوع ہے اسے حرام نہیں کہا جا سکتا، کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رسم پر کوئی ثواب موعود نہیں، نہ ترک پر عقاب کی وعید بشرطیکہ وہ کفار وفساق کیساتھ مخصوص نہ ہو، پھر اس کے ساتھ ایسا التزام کرنا جیسا کہ فرائض اور واجبات کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور اس کے ترک سے ایسا بچنا جیسا کہ ترک فرائض وواجبات سے بچنا لازم ہے، (گو اعتقاداً نہ سہی عملاً ہی سہی) تجاوز عن الحدود ہے یا نہیں، تارک فرض پر نکیر نہیں کی جاتی، تارک رسم پر طعن وتشنیع کی نوبت آتی ہے، جن اعمال پر ثواب کا وعدہ ہے اور وہ مندوب ہیں ان پر اصرار کرنا بھی حد کراہت تک پہنچا دیتا ہے، (**الاصرار علی المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة**[1]) جب مندوب کا یہ حال ہے تو محض مباح کا التزام اور اصرار کیسے درست ہوگا ''**کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم مکروها**اھ'' '**سباحة الفکر**'[2]،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ، (ترمذی شریف ص۲۰۷/ج۲/ مشکوٰۃ ص۵۶۰) باب مناقب ابی بکر وعمرؓ، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، ابن ماجه ص۱۰/ باب فضائل اصحاب رسول الله ﷺ، فصل ابی بکر الصدیقؓ، مطبوعه رشدیه دهلی، المستدرک ص۷۵/ج۳، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

ترجمه:-میرے بعد ابوبکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کرنا،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] السعایة ص۲۶۵/ج۲/ باب صفة الصلوٰة قبیل فصل فی القراءة.مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

[2] سباحة الفکر، ص۷۲/(مطبوعه لکهنؤ)

طیبی[۱] شرح مشکوٰۃ میں تصریح ہے کہ جو شخص عزیمت کا حد درجہ پابند ہو اور کسی رخصت پر عمل نہ کرے فقد اصاب الاضلال من الشیطان، تنقیح فتاویٰ حامدیہ[۲] میں ہے کہ جس مباح مندوب پر عمل کرنے سے عوام کو اس کے وجوب کا اعتقاد ہوتا ہے، اس کا ترک واجب ہوجاتا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح بندہ عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ایک مخصوص مشرکانہ رسم

سوال:- ایسی حرکت بعض رسم کے اندر کی جاتی ہے، کہ سات ماہ کی حاملہ عورت کو سنہرے سُرخ کپڑوں سے آراستہ کرکے اس کے سامنے کونڈے میں چاول اُبال کر رکھتے ہیں، چراغ روشن کرتے ہیں، اور عورت کو کعبہ کی طرف منہ کرکے چوکی پر بٹھا کر گود میں پھل وغیرہ رکھ دیتے ہیں، احباب دوستوں کی دعوت کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رسم اسلامی طریقہ نہیں، اس میں بعض چیزیں مشرکانہ ہیں[۳] مثلاً اس وقت خاص طور پر

---

[۱] ان من اصر علی امر مندوب وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال (طیبی شرح مشکوة زکریا، ج۲/ص ۴۴۶/ کراچی ج۲/ص ۳۷۴/ کتاب الصلوة، باب الدعاء فی التشهد،

[۲] کل مباح یودّی الی زعم الجهال سنیة امر اووجوبه فهو مکروه (تنقیح الفتاوی الحامدیه ص۳۵۳/۲، فیه ترک بعض الامور المختاره والصبر علی بعض المفاسد خوفاً من ان یترتب علی ذالک مفسدة اعظم منه، نووی علی مسلم ص ۳۲۱/۲، کتاب الفضائل، باب نصر الاخ ظالماً اومظلوماً، طبع رشیدیه دهلی، والفعل الجائز یجوز ان یکون غیر جائز لغرض یلحقه، سباحة الفکر ص ۵۱،

[۳] ملاحظه هو کفایت المفتی ص۶۳/ج۹.

(ضرورت ہو یا نہ ہو) چراغ روشن کرنا جیسا کہ مشرکوں کا طریقہ ہے وہ اپنے دھرم میں معتقدانہ روشن کرتے ہیں، اوراس کی تعظیم بجالاتے ہیں، اور دیگر مذکورہ اشیاء کی جاتی ہیں، ایسی رسم سے توبہ واستغفار لازم ہے، اس کو بالکل ترک کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۸۹ھ

کالی بکری کو مخصوص طور پر ذبح کرنا

سوال:- ایک شخص رمضان کی ۲۷/تاریخ کو ایک سیاہ رنگ کی بکری ذبح کرتا ہے، اور تمام گھر کے آدمی ہلدی میں ہاتھ رنگ کر اس پر لگاتے ہیں، پھر امام صاحب سے ذبح کراتے ہیں، اوراس کے سری و پائے چوراہے راستہ میں دفن کرتے ہیں، اور گوشت کی پلاؤ پکوا کر کھلاتے ہیں اور وہ بکری کالی کے نام سے کرتے ہیں، اور امام صاحب سے قل پڑھواتے ہیں، اگر امام یہ کام نہ کرے تو مسجد میں نہیں رہ سکتا، اس بکری کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ فعل سخت گناہ قریب شرک ہے اوراس بکری کا کھانا حرام ہے، وہ بالکل مردار ہے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ یکم رمضان المبارک ۶۶ھ

---

[1] وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْراً رَّحِيْمًا. سورۃ النساء آیت: ۱۱۰،

ترجمہ:- اور جو شخص برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاویگا۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا غیر ثابت چیزیں بھی خیر ہیں

سوال:- کوئی ایسا امر جو بظاہر بہت اچھا ہے مگر وہ سنت یا صحابہؓ، تابعینؒ سے ثابت نہیں، مگر عوام میں برسہابرس سے چل رہا ہے، اور اس کے ذریعہ لوگوں میں ایک طرح کی اجتماعیت پائی جاتی ہے، یعنی وہ چیز ان میں جوڑ پیدا کرتی ہے، کیا اس کو بدعت ہونے کے باوجود مٹانا چاہئے یا نہیں، جیسے میلاد دعا ثانیہ، فاتحہ بعد صلوٰۃ وغیرہ۔

نوٹ :-عوام عام طور پر جاہل ہیں، وہ حلال اور حرام کی تمیز نہیں کرتے، وہ سنت وبدعت کا فرق بھی نہیں جانتے بلکہ ان بدعات کو حصولِ خیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور ان کو بدعت اور خلاف شرع یا گناہ کہنے پر تعجب کرتے ہیں، بلکہ برافروختہ ہوتے ہیں اور عام طور پر ان کے خلاف جدوجہد سے پھوٹ اور دو پارٹیاں بنتی ہیں، نمازیں ترک کردیتے ہیں، علماء کے خلاف تبلیغ کرتے ہیں، اس صورت میں کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض اجتماع عنداللہ مطلوب ومقصود نہیں، بلکہ خیر وسنت پر اجتماع مطلوب ومقصود ہے، اس لئے حسن تدبیر، شفقت ودلسوزی سے ان کو راہِ راست پر لانے کی ضرورت ہے، ان کو سمجھایا جائے، کہ جس کام سے اللہ پاک اور اس کے رسول مقبول ﷺ راضی ہوں وہ کام مسلمان کو کرنا چاہئے، وہی دین وہی ذریعہ نجات ہے، وہی وفاداری کا ثبوت ہے، اور حضرت

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**) ۲؎ چون شہرت داد کے این جانور برای فلان است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدۂ نکرد چہ آں جانور منسوب بان غیر گشت وخبثے درو پیدا گشت کے زیادہ از خبث مردار است الخ (تفسیر عزیزی فارسی سورہ بقرہ ص ۶۷۹-۶۸۰/ ج ۱/

ترجمہ:- یہ شہرت ہوجائے کہ یہ جانور فلاں کیلئے ہے ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام ذکر کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا اسلئے کہ وہ جانور غیر کے ساتھ منسوب ہوگیا اور اسمیں خباثت پیدا ہوگئی، جو مردار کی خباثت سے بھی زیادہ ہے الخ۔

رسول اکرم ﷺ نے جس کام کو دین نہ فرمایا ہواور اس پر ثواب نہ بتایا ہو، اور اپنی خوشنودی کا تحفہ اس پر نہ دیا ہو، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو اختیار کیا ہو، نہ ائمہ مجتہدین نے اس کو استنباط کیا ہو تو ایسا کام دین نہیں، اور وفاداری کا ثبوت نہیں، ذریعۂ نجات نہیں، اس سے نہ اللہ تعالیٰ خوش اور نہ اس کے رسول اکرم ﷺ خوش، ایسا کام ترک کر دینے کے قابل ہے، اور دعا بھی کی جائے کہ حق تعالیٰ نفسانی جذبات سے محفوظ رکھے اور قلوب میں قبولِ حق کی صلاحیت پیدا فرمائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ تم میں کوئی شخص مومن نہیں جب تک اس کی خواہش میرے بتائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہو جائے[1]

پھر اگر پھوٹ پڑ جائے اور علماء کی مخالفت پیدا ہو جائے تو اسکو صبر وتحمل سے برداشت کیا جائے، ورنہ عوام کی خواہش کے مطابق علماء بھی چلنے لگیں تو دین اور غیر دین میں فرق نہ رہے گا، دین آہستہ آہستہ ختم ہو کر اس کی جگہ غیر دین آ جائے گا، جو کہ دنیا میں بھی تباہی وہلاکت کا موجب ہے، اور آخرت میں بھی، اعاذنا اللہ منہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۹۰ھ

کسی کام کو کسی کی سنت کہنا

سوال:- کیا یہ کہنا کہ یہ کام فلاں صاحب کی سنت ہے غلط ہے؟

---

[1] عن عبداللہ بن عمرو بن العاصی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لماجئت بہ. (شرح السنة، ص ۲۱۲-۲۱۳/ج ۱)

ترجمہ :-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لیکر آیا ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کہنا یہ کام فلاں صاحب، مثلاً ابوبکرؓ کی سنت ہے غلط نہیں، جب کہ وہ کام واقعۃً ان کی سنت ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مستحب پر اصرار

سوال:- اگر کوئی شخص پھول، مالا اور دعاءِ ثانیہ وغیرہ کرنے والا نہ کرنے والے کو ملامت کرے تو کیا ایسی صورتوں میں ان امور مستحبہ کو کرسکتا ہے اور بدعت میں داخل نہ ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس چیز کا استحباب شرعی دلائل سے ثابت ہو اس پر اصرار کرنے اور تارک پر ملامت کرنے سے اس کا استحباب ختم ہو کر اس میں کراہیت آجاتی ہے، **الاصرار علی المندوب یبلغه**

---

[1] (والسنة) بضم الاول وتشديد الثانی فی اللغة الطريقه مرضية اوغير مرضية وفی الشرع هی الطريقة المسلوكة الجارية فی الدين من غير افتراض ولاوجوب سواء سلكها الرسول عليه السلام والسلام اوغيره ممن هوعلم فی الدين ولابدمن الاتباع بالسنة لانه قد ثبت بالدليل ان الرسول عليه الصلوٰة والسلام متبع فيما سلک من طريقة الدين وكذاالصحابة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم بعده عليه الصلوٰة والسلام لِقَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ الخ . (جامع العلوم الملقب بدستور العلماء، ص ۱۸۴ /ج ۲) مرقاة شرح مشكوٰة، ص ۱۱۹ /ج ۱/ كتاب الاعتصام والسنة حديث عليكم بسنتی مطبوعه بمبئی . شامی زكريا، ص ۲۱۸ /ج ۱/ كتاب الطهارة . مطلب فی السنة وتعريفها .

الیٰ حدالکراھة ۔(سباحۃ الفکر[1]) اگر یہ شان نہ ہوتو استحباب باقی رہتا ہے،اور جس چیز کے استحباب کا ثبوت شرعی دلائل سے نہ ہواس کے متعلق یہ بحث نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

مستحب پر اصرار

سوال:۔ التزام کی کراہت کے متعلق جوعلامہ طیبی کی عبارت من اصر علی امرٍ مندوب وجعل عزماً ولم یعمل بالرخصة کا حوالہ دیا گیا ہے تواس عبارت میں جو عزماً کا لفظ ہے اس کی تشریح منتہی الارب میں یہ مرقوم ہے عزیمۃ بالفتح واجب وثابت وعزمۃ من عزمات اللہ تعالیٰ ای حق من حقوق اوواجب یعنی مستحب کوواجب جانکر اصرار ہوگا، مذموم ہوگا، اور مستحب کومستحب جان کر اصرار ہوگا تو یہ محمود ہوگا، چنانچہ اس کا فیصلہ خود حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے ''انما الاعمال بالنیات'' مداومت کا ہونا یہ التزام میں داخل نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے''احب الامور الی اللّٰہ ادومھا'' لہٰذا التزام کے متعلق اگر کوئی حدیث صریح ہوتو نقل فرمائیے ورنہ یہ تحریر فرمائیے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں۔؟

الجواب حامداًومصلیاً

مستحب پر(یعنی مباح الترک اعتقاد کرتے ہوئے)مداومت موجب کراہت نہیں بلکہ

[1] بسیار تلاش کے باوجود بعینہ مذکورہ عبارت سباحۃ الفکر میں نہیں ملی البتہ درج ذیل عبارت جو اسی کے قریب ہے موجود ہے،''کم من مباح یصبر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروھاً'' سباحۃ الفکر ص ۷۲/ (مطبوعہ لکھنؤ)
بعینہ مذکورہ عبارت ان ہی مصنفؒ کی کتاب السعایہ میں موجود ہے،السعایہ ص ۲۶۵/ ج ۲/ باب صفة الصلوٰة قبیل الفصل فی القراء ة، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور،

اصرار موجب کراہت ہے،[۱] (والفرق بین المداومة والاصرار لایخفیٰ علیٰ من له ادنیٰ ممارسة بالفقه) جن سورتوں کا مخصوص نمازوں میں پڑھنا ماثور ومنقول ہے ان پر بھی مداومت اس طرح کہ ان کے علاوہ اور سورتیں نہ پڑھیں اگر چہ اعتقاد جائز سمجھتا ہو مکروہ ہے۔

"ویکره ان یوقت لشیئٍ من القرآن شی من الصلوٰة کالسجدة والانسان لفجر الجمعة والجمعة والمنافقین للجمعة، قال الطحطاوی والاسبیجابی هذا اذاراه حتماً یکره غیره امالوقرأ للتیسیر علیه اوتبر کاً بقراء ته صلی اللّٰه علیه وسلم فلاکراهة لکن بشرط ان یقرأ غیرهما احیاناً لئلا یظن الجاهل ان غیر هما لایجوز ولاتحریر فی هذه العبارة بعدالعلم بان الکلام فی المداومة والحق ان المداومة مطلقاً مکروهة سواء راه حتما یکره غیره اولا اھ فتح القدیر[۲] ص۲۳۸/ج۲/ المسئلة مذکورة فی شرح النقایة[۳] ص۸۳/ج۱/ وتبیین الحقائق[۴] ص۱۳۱/ج۱/ وغیرهما".

اس کراہت کا ماخذ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے جس کو مسند احمد میں روایت کیا ہے، اور اس کی اسناد حسن ہے "من لم یقبل رخصة اللّٰه (ای لم یعمل بها) کان علیه من الاثم مثل جبال عرفة (فی عظمها)[۵] السراج المنیر، ص۳۴۹/ج۳/ جب کسی شئی کی ایک

۱؎ الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة ۱۵ (السعایة، ص۲۶۵/ج۲/باب صفة الصلوٰة قبیل فی القرآن. (سهیل اکیڈمی لاهور)

۲؎ فتح القدیر ص:۲۳۷/ ج: ۱/ کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، فصل فی القرآن، (مطبوعه دار الفکر)

۳؎ المسئلة مذکوره فی شرح النقایه لملا علی قاری ص۲۳۸/ ج۱/ (مکتبه اعزازیه دیوبند)

۴؎ تبین الحقائق للزیلعی ص:۸۳/ ج: ۱/ قبیل باب الامامة والحدث فی الصلوة، مکتبه امدادیه ملتان،

۵؎ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل نہ کرے اس پر عرفہ کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوگا۔

جانب مستحب ہے تو دوسری جانب کے ترک کی یقیناً رخصت ہوگی، اب اگر جانب مستحب پر اس طرح عمل کیا جائے، کہ جانب رخصت بالکلیہ متروک ہوجائے، تو اس مستحب کو درجۂ وجوب حاصل ہوجائیگا، اعتقاداً ہو یا عملاً خود عامل کے حق میں ہو یا دوسرے دیکھنے والوں کے حق میں یہ ایک مفسدہ ہے جس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جانب رخصت پر بھی کبھی عمل کیا جائے، لان اللّٰہ یحب ان توتیَ رُخَصَہٗ کما یحب ان توتیٰ عزائمہ[1]. الحدیث[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/شعبان ۶۶ھ

تنبیہ :- طرز سوال مناظرانہ ہے مستفتیانہ نہیں اس کے متعلق پہلے بھی عرض کیا تھا

فی الجواب کفایة لمن ارادالھدایة و اما المجادل فلایقنع الابالمجادلة۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/شعبان ۶۶ھ

تاریخ ۳/۱۳/۲۳/ کی تعیین

سوال :- عام رواج ہے کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر لوگ تاریخ رکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مہینہ کی ۳/۱۳/۲۳/ تاریخ نہ ہونا چاہئے اور باقی تاریخیں کوئی بھی رکھی جائیں، اگر کبھی ۲/ تاریخ وغیرہ مقرر ہوگئی تو یہ ہوتا ہے، کہ نکاح دن میں ہوجائے، ۳/ نہ ہونے پائے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

---

[1] اللہ تعالیٰ کو اپنی رخصتوں پر عمل کیا جانا ایسا ہی پسند ہے جیسا اپنی عزیمتوں پر عمل کیا جانا پسند ہے۔

[2] کنزالعمال ص ۳۴/ ج ۳/ رقم الحدیث ص ۵۳۳۴، مؤسسة الرسالة بیروت،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رواج شرعاً بے اصل ہے[1]، اس کی پابندی لازم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

چندہ کا مخصوص طریقہ

سوال:- مسجد یا مدرسہ کے چندہ کے لئے مجمع کے ساتھ مع جھنڈے کے لوگوں کے گھروں پر جانا اور چند اشخاص کا باہم آواز ملا کر اشعار نعتیہ وترغیبیہ پڑھنا اور اس طرح نظم خوانی کے ساتھ چندہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس چندہ کی رقم کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چندہ کا یہ طریقہ سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف ہے، اس سے پرہیز کیا جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۹۶ھ

اصلاح کی خاطر بدعات میں شرکت

سوال:- بعض مقامات پر دیوبندی بریلوی سے قطع نظر ہو کر صرف آبائی تقلید کی وجہ سے بعض بدعات اس طرح گھٹی میں پڑی ہیں کہ اگر منع کریں تو مانع کو خارج از محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں، تو ان کی اصلاح کی خاطر بہ نیت اصلاح داخل ہو جائیں، اور

---

[1] نظیرہ وما یتخیلہ بعض العوام الیوم من کراھۃ التزویج والدخول فی الشوال وھذاباطل لااصل لہ وھو من آثار الجاھلیہ کانوا یتطیرون بذٰلک لمافی اسم شوال من الاشالۃ والرفع (شرح مسلم للنووی، ص ۴۵۶/ ج ۱/ شرح استحباب التزوج والتزویج فی شوال.

بدعات کو اختیار کرلیں، اور شدہ شدہ سنت کے طریق پر لانے کی کوشش کریں، تو یہ مستحسن ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدعات میں کسی کی خاطر شرکت کرنے کے بعد شدہ شدہ اصلاح کرنا دشوار ہوجاتا ہے، بلکہ بدعات کا بدعات ہونا بھی ذہن سے نکل جاتا ہے، پھر اصلاح کا خیال بھی نہیں رہتا، اگر رہا بھی تو جس چیز کو اپنے عمل سے پختہ کردیا گیا ہے، اس سے عوام کو منع کرنے کی ہمت باقی نہیں رہتی اگر منع کیا جائے، تو لوگ ہرگز تسلیم نہیں کرتے ، بلکہ ایسے مقتدا کو غیظ کی نظر سے دیکھتے ہیں، اوراس کی سخت مخالفت کرتے ہیں، اس کی نظائر بھی موجود ہیں، غور سے سنئے دو چیزیں ہیں ایک حفاظت دین دوسری اشاعت دین اول مقدم ثانی مؤخر ثانی کی خاطر اول کو ضائع کرنا تو دین ودانشمندی نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اس طرح چندہ کرنے سے عوام چونکہ محض شرما شرمی اور بلاطیب نفس کے چندہ دیتے ہیں، اور حدیث شریف میں بلاطیب نفس کسی کا مال لینے سے ممانعت وارد ہوتی ہے، اس لئے یہ طریقہ قابل ترک ہے۔

''عَنْ اَبِیْ حُرَّۃَ الرَّقَاشِی عَنْ عَمِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا تَظْلَمُوْا لَا یَحِلُّ مَالُ اِمْرِءٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْہُ .مشکوۃ شریف ،ص ۲۵۵ / باب الغصب والعاریۃ(مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

[۲] قاعدہ پنجم اگر کسی امرخلاف شرع کرنے سے کچھ فائدہ اور مصلحتیں بھی ہوں جن کا حاصل کرنا شرعاً ضروری نہ ہو یا اس کے حاصل کرنے کے اور طریقے بھی ہوں، اور ایسے فائدوں سے حاصل کرنے کی نیت سے وہ فعل کیا جائے، یا ان فائدوں کو مرتب دیکھ کر عوام کو اس سے نہ روکا جائے یہ بھی جائز نہیں، نیک نیت سے مباح تو عبادت بھی بن جاتا ہے، اور معصیت مباح نہیں کوئی خواہ اس میں ہزار مصلحتیں اور منفعتیں ہوں الخ،(اصلاح الرسوم ص ۶۹ / باب سوم، فصل اول، طبع امدادیہ دیوبند،

اصلاح کی نیت سے بدعتیوں کے ساتھ امام صاحب کی کھانے میں شرکت

سوال:- ایک شخص جو کہ عالم بھی ہیں، اور جائز ناجائز سے بھی اچھی طرح واقف ہیں، وہ ایک جگہ پر امامت کرتے ہیں، مقتدی ان کے اکثر بدعتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور مروجہ تیجہ، چالیسواں وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں، یہ عالم صاحب بجائے ان کو منع کرنے اور سمجھانے کے خود بھی خندہ پیشانی کے ساتھ ان کے جملہ مبتدعہ رسومات میں شریک ہوتے ہیں، اور دعوت وغیرہ کا کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں، جب ان سے دوسرے لوگوں نے سمجھانے کے طور سے کہا تو جواباً فرمایا کہ آپ بھی تو بے نمازی داڑھی منڈوں کے ساتھ کھاتے ہیں، پس جس طریقہ سے وہ ناجائز یا حرام ہے، اسی طریقہ سے تیجہ چالیسواں بھی سمجھ لیجئے، اور پھر فرمایا کہ اگر ہم آپ کی بات کو تسلیم کرلیں اور ان کی رسومات میں شریک نہ ہوں، اور نہ ہی ان کے رسمی کھانے کو کھایا جائے، تو ہمیں اپنی امامت کے چلے جانے کا خطرہ ہے، ایک موقع پر جب ایک دوسرے عالم صاحب سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کا موقع ملا تو عالم صاحب نے فرمایا کہ اگر تم ان کی اصلاح کی غرض سے جاتے ہو، تو اس میں گنجائش ہے ورنہ نہیں، اس کے بعد انہوں نے عالم صاحب کے سامنے عذر رکھا کہ میں تو صرف ان کی اصلاح کی غرض سے شرکت کرتا ہوں، اور پھر اپنے ہم نوالوگوں سے یہی فرمایا کہ میں تو فلاں عالم سے بھی کہہ آیا ہوں کہ میں تو برابر اسی طریقہ سے شرکت کرتا رہوں گا۔

(۱) عالم صاحب کا ان کے ساتھ شریک ہوکر دعوت کھانا، تیجہ اور چالیسواں وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں؟

(۲) عالم صاحب کی یہ مثال پیش کرنا کہ بے نمازی اور داڑھی منڈوں کے ساتھ

کھانا پینا بھی ایسا ہی ہے، جیسا کہ تیجہ، چالیسواں کا کھانا، آیا عالم صاحب کی یہ تمثیل صحیح ہے، یا دونوں میں کوئی فرق ہے؟ تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

(۳) محض امامت کے چلے جانے کے خطرہ سے ایسی رسومات میں شرکت کرنے کی گنجائش ہے؟ واضح طور پر مدلل بیان فرمائیں؟

(۴) امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ایسے امام سے میل جول رکھنا ازروئے شرع روا ہے یا ممنوع؟

(۶) عالم ثانی کا قول کہ اصلاح کی غرض سے جانے کی گنجائش ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) ناجائز رسوم وبدعات میں شرکت کرنا مداہنت اور ممنوع ہے، "**ولاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین الایة**"[۱] اس سے ان بدعات کو فروغ ہوتا ہے، حالانکہ ان کی اصلاح لازم ہے،

(۲) داڑھی منڈانا حرام ہے[۲] لیکن جو شخص داڑھی منڈے کے ساتھ کھانا کھاتا ہے وہ کھانا کسی رسم قبیح اور بدعت کا کھانا نہیں، بلکہ اگر اصلاح کی نیت ہو اور نرمی سے سمجھا جایائے، تو اخلاق سے متأثر ہوکر اصلاح کی توقع ہے، اس لئے یہ مثال صحیح نہیں، یہ مثال اس وقت صحیح

---

[۱] "من وقّر، صاحب بدعةٍ فقد امان علیٰ هَدْ مِ الاِسلام" فبطل بهٰذا کلّهٖ قول من زعم أن مجالستهم جائزة اذا صانوا أسماعهم، الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ص ۱۴/ ج ۴/ سورة الانعام آیت ۶۸/

ترجمه:- تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو (از بیان القرآن)

[۲] یحرم علی الرجل قطع لحیته، الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ۵۸۳/ ج ۹/ کتاب الخطر والاباحة، فصل فی البیع،

ہوتی کہ اس کی خاطر داڑھی منڈادی جاتی، نعوذ باللہ منہ۔

(۳) امامت تو دین کو قائم کرنے کے لئے ہے، محض روپیہ کی خاطر بدعات کو فروغ دینا اور مقتدیوں کی ہاں میں ہاں ملانا منصب امامت کے خلاف ہے، اور اس منصب جلیل کو ذلیل کرنا ہے۔

(۴) جو مقتدی ان بدعات میں مبتلا ہیں، وہ تو بہت خوش ہونگے، اور جو مقتدی متبع سنت اور بدعات سے متنفر ہیں ان کو پریشانی ہوگی، بہتر یہ ہے کہ امام صاحب کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ وہ بدعات سے پرہیز کریں، اور امام صاحب نہ مانیں بلکہ بدعات پر مصر رہیں، تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"ویکرہ امامة عبدو فاسق و مبتدع الخ کذافی الدرالمختار، ص۳۷۶/ج۱/[1]

(۵) ان کے ساتھ بدعات میں شریک ہونا تو جائز نہیں[2]، معاملات کی اجازت ہے۔

(۶) اصلاح کرنا لازم ہے، مگر انکے ساتھ بدعات میں شرکت کرنے سے امام صاحب دوسروں کی تو کیا اصلاح کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں، ہاں اگر انکی بات میں اثر ہے، اور وہاں جا کر بدعات کو روک دیں اور لوگ توبہ کرلیں تو یقیناً اعلیٰ مقام ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الدرالمختار علی الشامی نعمانیہ ص ۳۷۶/ج ۱/ البحر الرائق ص ۳۴۸/ج ۱/ باب الامامة، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۲۹۸/ج ۲/ باب الامامة قبیل، مطلب البدعة خمسة اقسام)

[2] " من وقّر،صاحب بدعةٍ فقد امان علیٰ هَدْمِ الاِسلام" فبطل بهٰذا کلّهٖ قول من زعم أن مجالستهم جائزة اذا صانوا أسماعهم ،الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ص ۱۴/ ج۴/ سورة الانعام آیت ۶۸/

ترجمہ:-تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو(از بیان القرآن)(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بدعتی سے میل جول

سوال:- اگر کوئی شخص عبادت گذار پابند صوم وصلوٰۃ ہو لیکن بدعات میں مبتلا ہو اس کے یہاں کھانا کھانا میل جول رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کے ساتھ میل جول رکھنے اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے اس کی اصلاح کی امید ہو تو میل جول رکھنا بہتر ہے[1] اگر اس سے خود بدعات میں مبتلا ہونے یا بدعات کی تائید کا اندیشہ ہو تو میل جول نہیں رکھنا چاہئے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [3] من دعی الی ولیمة فوجد ثمه اولعبا او اغناء فلابأس ان یقعد ویأکل فان قدرعلی المنع یمنعهم وان لم یقدریصبر وهذا اذا لم یکن مقتدی به اماذا کان ولم یقدرعلی منعهم فامایخرج ویقعد (الی قوله) وهذا کله بعد الحضور الخ (الهندیه، ص۳۴۳/ج۵/کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشره فی الهدایة والضیافات، مطبوعه کوئٹه) تبیین الحقائق للزیلعی ص۱۳/ج۷/ باب الکراهیة، مطبوعه امدادیه ملتان، (۳) البحر الرائق ص۱۸۸/ج۸/ باب الکراهیة، مطبوعه کوئٹه،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] نصاب الاحتساب مترجم ملاحظه هو ص۲۱،

واماالمداراة فتجوز فی مواضع ثلاثة الاول موضع الضرر والثانی لمصلحة الکافر فی دینه ای اذا رجاهدایته للاسلام بالمداراة والثالث لاکرامه او کان ضیفا ولاتجوز لمصلحة نفسه من جلب مال اوجاه ونحوهما لاسیمااذا احتملت الافضاء الی ضرر فی الدین (الٰی قوله) وهذا هوحکم المداراة واهل الاهواء ونحوهم (احکام القرآن للشیخ ظفر احمد العثمانی ص۱۰، ۱۶/ج۲)

[2] منع اصحابنا الدخول الی ارض العدو ودخول کنائسهم والبیع ومجالسة الکفار واهل البدع والا تعتقد مودتهم ولا یسمع کلامهم ولامناظرتهم (ابی مع لاحکام القرآن للقرطبی ص۱۴/۴، جز سابع، مطبوعه دارالفکر بیروت)

پیر کے بتلائے ہوئے وظیفہ کی شرعی حیثیت

سوال:-شیخ نے جو وظائف مرید کو بتلائے ہیں ان کا پورا کرنا مرید پر فرض ہے واجب ہے، سنت ہے یا نفل؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خدا تعالیٰ کی طرف سے نماز، روزہ وغیرہ کی طرح تو فرض نہیں البتہ حکیم اور ڈاکٹر کے بتلائے ہوئے نسخہ کی طرح ازالۂ مرض کے لئے فرض ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۲/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند //

بدعتی اور متبع سنت عالم کو پرکھنے کا طریقہ

سوال:-زید کہتا ہے کہ علماء دیوبند، بریلوی دونوں نے قرآن وحدیث کی روشنی ہی میں کتابیں لکھی ہیں، اور وہ دونوں کا دعویٰ ہے کہ ہم حق پر ہیں، تقریر میں بھی دونوں طرف سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی باتیں سامنے آتی ہیں اب عوام کیا کریں؟ کس کی بات پر عمل کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سب تفصیل کے معلوم کرنے کے بعد آپ خود ہی غور کریں، جواب خود بخود سامنے آجائے گا، وہ یہ ہے کہ جب آپ علماء دیوبند کو حق پر سمجھتے ہیں، تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اس طریقے کو اختیار کیجئے، یہ جواب کیسے دے سکتے ہیں، کہ غیرحق کو اختیار کریں، اصل یہ ہے کہ طالب حق کے پاس اگر دلائل کو پرکھنے کی کسوٹی نہیں ہے، تو وہ کچھ وقت ہفتہ دو ہفتہ

فارغ کرکے ایک جماعت کے مقتدیٰ کے پاس رہے اور بہت غور سے اس کی عادات، معاملات، معاشرت اپنوں سے تعلق، تنہائی کے اوقات، لوگوں کے ساتھ معاملات کو دیکھے، پھر اسی طرح دوسری جماعت کے مقتدیٰ کے پاس رہے اور حق تعالیٰ سے دعا کرتا رہے، اللہ پاک اس کو ہدایت دیں گے، اور دل میں بات آجائیگی کہ فلاں شخص میں اخلاص ہے، دوسروں کی ہمدردی ہے، اتباع سنت ہے، خدا کا خوف ہے، خدمت دین کا جذبہ ہے، صبر وتحمل ہے، تواضع ہے، سخاوت ہے، غرض حضرت رسول مقبول ﷺ کے اخلاق فاضلہ ہیں، یا ریاکاری ہے، نفس پروری ہے، خواہش نفسانی کا اتباع ہے، بجائے خوف خدا کے دنیا والوں کا خوف ہے، بجائے خدمت دین کے جاہ ومال مطلوب ہے، بے صبری ہے، بیقراری ہے، تکبر ہے، بخل ہے، وغیرہ وغیرہ، جس میں پہلی قسم کی صفات عالیہ ہوں، وہ اس قابل ہے کہ اس کی صحبت اختیار کی جائے، اور اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کیا جائے[1]، جس میں دوسری قسم کی صفات ہوں اس سے دوری اختیار کی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کیا گدی نشین کا نکاح جرم ہے

سوال:- خانقاہوں میں تعزیہ بنتا ہے اور چادر چڑھائی جاتی ہے اور وہاں کا یہ دستور ہے کہ جو گدی نشین ہو وہ نکاح نہ کرے، اگر نکاح کرے تو گدی سے اتار دیا جائیگا، لیکن اگر زنا کرے تو گدی سے نہ اتارا جائے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

---

[1] واتبع سبیل من أناب ألی، سورۂ لقمان، آیت ۱۵/

ترجمہ:- اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو۔

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Bidat-o-Rusomat

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ انتہائی جہالت وضلالت کی بات ہے کہ سنت پرعمل کرنا توجرم قرار پائے، اور حرامکاری جرم نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کسی بزرگ کی دہائی

سوال:- دوہائی کے کیا معنی اور غیر اللہ کی دوہائی دینا جیسے کہے کہ سلیمان علیہ السلام اور پیران پیر کی دوہائی سے بولتا ہوں کہ ایسا کام نہ کرو، یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوہائی اس طرح ناجائز[2] ہے بلکہ شرک ہے[3] کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرح متصرف ماننا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱/۶۷ھ
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۹/۱/۶۷ھ

---

[1] قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد (مشکٰوة شریف ج ۱/ ص۲۷) کتاب الاعتصام بالسنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

[2] بهشتی زیور ص ۴۰/ ج ۱/ کفر اور شرک کی باتوں کا بیان،

[3] وان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰه تعالٰی واعتقاده ذٰلک کفر الخ البحر الرائق کوئٹه ص ۲۹۸/ قبیل باب الاعتکاف، شامی کراچی ص ۴۳۹/ ج ۲/ کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ، النهر الفائق ص ۴۲/ ج ۲/ کتاب الصوم، فصل فی النذر، قبیل باب الاعتکاف، مطبوعه مکة المکرمه،

پیران پیر کا کلمہ اور جلوس

سوال:- دونوں عیدوں میں چاندی پنجہ حضرت محی الدین جیلانی علیہ الرحمہ کے علموں پر چڑھانا اور دف سے تال میں "هو الله لا الله هو الله لا الله محی الدین جیلانیؒ" ایک چھوٹی نقاری سرنائی، الوانی، تلوار سیخ سلائی کے ساتھ جلوس نکالنا، جس میں نہ تکبیرات تشریق ہوں نہ ذکر ہو، تو ایسے جلوس میں شامل ہونا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جلوس مشرکانہ ہے[1] اس میں شرکت حرام ہے، ایمان کا خطرہ ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کے بعد ذکر جہراً

سوال:- نماز ختم ہونے پر زور زور سے ذکر کرنا درست ہے یا نہیں جب کہ پیچھے لوگ چھوٹی ہوئی نماز ادا کر رہے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے پرہیز کرنا چاہئے تا کہ ان کی نماز میں خلل نہ آئے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] یہ وظیفہ پڑھنا ناجائز اور موہم شرک ہے۔ ملاحظہ ہو: کفایت المفتی ص ۲۲۹/ج ۱/ کتاب العقائد، نواں باب، بدعت اور اقسام شرک، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہر نماز کے بعد ذکر بالجہر کا التزام

سوال:- بعد نماز فرض تمام جماعت کامل کرآواز ایک کر کے تین مرتبہ **لاالٰہ الااللّٰہ** بلندآواز کر کے کہنا، پھر **محمدرسول اللّٰہ** کہنا باوجوداس کے کہ مسبوق اوردوسرے نمازی نماز پڑھ رہے ہوں، ان کی نماز میں حرج ہورہا ہے، اس کو ضروری سمجھنا اور جو کوئی نہ پڑھے اس کو بہت براجاننااوراس کو قابل ملامت جاننا یہاں کارواج ہے یہ کیسا ہے کیا اس کو ضروری کرنا چاہئے، یانمازی نماز پڑھ رہے ہوں تو ترک کردیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

کلمہ شریف کا ذکر بہت مبارک چیز ہے لیکن اس طرح کرنا چاہئے کہ جس سے کسی نمازی کی نماز میں تشویش نہ ہو، ورنہ پھر بلندآواز سے کرناممنوع ہوگا، کذافی **سباحة الفکر فی الجھر بالذکر**[1] نیز بعد نماز اس پر مداومت کرنااورتارک پر ملامت کرنا جوکہ اصرار کی حد میں داخل ہے، ناجائز ہے ''**الاصرار علیٰ المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة اهـ**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] هل یکره رفع الصوت بالذکر والدعاء قیل نعم (درمختار) وقال الشامی فالاسرار افضل حیث خیف الریاء اوتاذّی المصلین او النیام الخ، شامی ص ۵۷۰/ ج ۹/ (مطبع زکریا دیوبند) مطبوعه کراچی ص ۳۹۸/ ج ۶/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، الهندیة مصری ص ۳۱۶/ ج ۵/ کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلوٰة الخ،

[1] لاکراهة فی الجهر بالذکر بل فیها مایدل علیٰ جوازه او استحبابه کیف لاوالجهر بالذکر له اثرفی ترقیق القلوب مالیس فی السرنعم الجهر المفرط ممنوع شرعاً وکذا الجهر الغیر المفرط اذاکان فیه ایذاء لاحد من نائم اومصل اوحصلت فیه نیة ریاء اولوحظت فیه خصوصیات غیر مشروعة الخ، سباحة الفکر ص ۷۲، (مطبوعه لکهنؤ) شامی زکریا ص ۵۷۰/ ج ۹/ کتاب الحظر والاباحة ،فصل فی البیع.

سعایۃ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کے بعد دعا اور اس پر آمین بالجہر

سوال:- ایک امام صاحب نے نماز کے بعد دعا کرانا شروع کی تمام مقتدیوں میں ایک مقتدی نے بآواز بلند اللّٰھم اٰمین کہا اور آخر دعا میں بآواز بلند "بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" کہا اس پر ایک عالم دین نے کہا کہ یہ بدعت بمبئی والوں کی طرح سے کس نے کی؟ اس طرح بمبئی کے اکثر لوگ کرتے ہیں یہ بدعت ہے۔

جہر سے کہنے والے کو اس سے بڑا دکھ ہوا کیونکہ وہ دعا کرنے والے کی دعا پر احیاناً جہر سے آمین کہہ دینے کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتا رہا ہے، جیسا کہ حضور ﷺ کے منبر پر چڑھتے ہوئے دعائے جبرائیل پر زور سے آمین ثابت ہے، آپ سے درخواست ہے کہ از روئے شرع تحریر فرمائیں کہ یہ بدعت ہے یا سنت؟ اور اس واقعہ میں شرعاً راستہ پر کون ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احیاناً ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں ثابت بھی ہے[2] لیکن التزام کرنا اور جو شخص نہ کرے اس پر ملامت کرنا ممنوع ہے[3] عامۃً ابتداً اسی طرح ہوتی ہے، پھر اس پر مداومت اور التزام ہو

---

[1] السعایه ص ۲۶۵ / ج ۲ / اکیڈمی لاهور، باب صفة الصلوٰة، قبیل فصل فی القراء ة، سباحة الفکر ص ۷۲ / مطبوعه لکهنؤ،

[2] فبهذا علمنا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَهَر بآمین اَحْیَاناً تَعْلِیْمًا لِلْاُمَّةِ ثُمَّ اَخْفٰی بِهَا وَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ ان آمین دعاء والاصل فی الدعاء الاخفاء لاالجهر بذل المجهود شرح ابی داؤد ص ۱۰۱ / ج ۲ / باب التامین وراء الامام، (مکتبه رشیدیه سهارنپور)

[3] فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصصٍ مکروهاً (سباحة الفکر ص ۷۲، مطبوعه لکهنؤ)

کرایک گروہ کیلئے شعار کی صورت بنتی ہے غالباً امام صاحب کا مقصود بھی یہی ہوگا، اسی وجہ سے انہوں نے بمبئی سے تشبیہ دی ہوگی، تاہم اب اگر امام صاحب محبت اور نرمی سے تفہیم کردیں[1] تو امید ہے کہ یہ تفہیم اس دکھ کی دوا بن جائے گی، اور دکھ والے کو شفا ہو جائے گی، خدا کرے دونوں کے دل صاف ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۲/۱۳ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۹۱/۲/۱۳ھ

دعاء کا ایک مخصوص طریقہ

سوال:- میں مندرجہ ذیل تسبیح پڑھ کر دعا کرلیا کرتا ہوں، لیکن اس پر کوئی پابندی نہیں کرتا، کبھی چھوڑ بھی دیتا ہوں، میرا یہ فعل کسی قسم کی بدعت میں تو داخل نہیں، لاحول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم، حسبنااللّٰہ ونعم الوکیل لااله الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین.

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں یہ طریقہ بدعت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۵/۳/۲۴ھ

دعا میں توسل

سوال:- ادھر میں نے تین حسب ذیل اقوال پڑھے تھے، (۱) حضرت مجدد الف

[1] قولہ تعالیٰ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ،قال القرطبی تحت ھٰذہ الآیة وأمرہ أن یدعوا الی دین اللّٰہ وشرعه بتلطف ولین دون مخاشنة وتعنیف الخ ،احکام القرآن للقرطبی ص ۱۸۲/ ج۵/ مطبوعه دارالفکر،سورة النحل الآیة ۱۲۵/

ثانی علیہ الرحمہ قبروں کو بوسہ دینے سے منع فرماتے ہیں، لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

(۲) توسل جو احادیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ فلاں مقبول بندے کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ (اصلاح الرسوم، مصنفہ حکیم الامت ص ۱۳۵/)

(۳) قبر پر فاتحہ کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے (نظام کانپور ماہ جنوری، ص ۳۸، ۶۴ء

سوال یہ ہے کہ اگر زید کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہوکر کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے اے اللہ میری یہ دعاء اپنے اس خاص بندے کے توسل یا طفیل سے قبول فرما (زید کو یہ یقین ہے کہ اس قبر میں سونے والے بزرگ کی برکت سے دعا ضرور قبول ہوتی ہے) کیا یہ زید کا فعل مع اعتقاد از روئے شریعت درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ بزرگ ایسے ہیں کہ جن کی بزرگی (ولایت) پر دلیل قائم ہے تو اس طرح دعا کی بھی گنجائش ہے کہ اے اللہ اپنے اس خاص بندے کے طفیل یا توسل سے میری دعا قبول فرما[۱]، لیکن مناسب واحوط یہ ہے کہ تخصیص نہ کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فقراء کے رموز کا حکم

سوال:۔ مشہور ہے کہ فقیروں کے رمز کو کوئی کیا جانے اس کی کیا حقیقت ہے؟

---

[۱] فان كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل الى الله تعالىٰ به (المدخل ص ۲۵۴/ ج ۱/ باب التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم طبع مصر بالازهر.

الجواب حامداً ومصلیاً

جورمز شریعت کے مطابق ہے اسکا حکم خود شریعت نے بیان کردیا ہے، جوخلاف شرع ہے، وہ ضلالت اور فسق ہے جب تک آدمی اپنے ہوش میں ہے اسکو خلاف شرع کی ہرگز اجازت نہیں، خواہ فقیر ہو خواہ کوئی اور ہو، نہ اسکا اتباع درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حال ووجد

سوال:۔محفل سماع میں جوان عورتوں کوحال آنااوراپنے پیر سے لپٹنااور نامحرم مردوں کاان کوسنبھالنا ایسے امور کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جملہ امور حرام ہیں، "وامــاالـرقـص والتـصـفيـق والـصـريخ وضرب الاوتـار والـصــنـج والبـوق الـذى يفعله بعض من يدعى التصوف فانه حرام بالاجماع لانهازى الكفار كمافى سكب الانهر"۔ طحطاوی، ص۱۸۵/[2]

جب مردوں کیلئے یہ حکم ہے توعورتوں کیلئے ممانعت شدید تر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان العبـد مـادام عـاقلاً بـالـغـاً لايصل الىٰ مقام يسقط عنه الامر والنهى الخ، شرح فقه اكبر ص ۱۴۹/ (مطبوعه رحيميه ديوبند) لايصل العبد الىٰ مقام يسقط الخ .

[2] طـحـطـاوى عـلـى المراقى ص ۲۵۸/ كتاب الصلوٰة، باب الامامة، فصل فى صفة الاذكار الـواردة بعد صلاة الفرض، (مطبوعه مصرى) الهداية ص ۱۶۲/ ج۳/ باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، كتاب الشهادة.

قبر پر اذان دینا

سوال: -ہمارے یہاں مردے دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دیجاتی ہے، یہاں کے امام نے بہشتی زیور، شامی وغیرہ کتب کے حوالہ سے بتایا کہ قبر پر اذان دینا درست نہیں، لیکن بعض لوگوں نے دفتر آستانہ دہلی سے اس بارے میں فتویٰ منگایا اس میں درمختار اور فتاویٰ رضویہ کے حوالہ سے قبر پر اذان دینے کو جائز لکھا ہے، صحیح کیا ہے مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلہ کتب احناف میں کتب شافعیہ سے نقل کر کے لکھا ہے اور کتب شافعیہ میں اس کی تردید بھی لکھی ہے[۱] براہِ راست کتب احناف اس سے ساکت ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اس پر مستقل ایک رسالہ[۲] لکھا ہے مگر کوئی دلیل صریح اس کے ثبوت میں نقل نہیں کی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر پر اگربتی جلانا، اذان دینا، تیجہ کرنا

سوال: -بعض جگہ میں عام دستور ہے کہ اگر کوئی مرجاتا ہے تو تین روز تک قبر پر بتیاں جلائی جاتی ہیں، اور اذان پڑھی جاتی ہے، اور تیسرے دن تیجہ کے نام سے قرآن کریم اور

---

[۱] وفی حاشية البحر للخير الرملی رأيته فی کتب الشافعية انه قد يسن الاذان لغير الصلوٰة (الیٰ قوله) وعند انزال الميت القبر قياساً علی اول خروجه للدنيا لکن رده ابن حجر فی شرح العباب (الشامی نعمانيه، ص ۲۴۸/ج ۱/) شامی زکريا، ص ۵۰/ج ۱/ باب الاذان مطلب فی المواضع التی يندب لها الاذان الخ، البحر الرائق ص ۴۴۵/ج ۱/ باب الاذان.

[۲] ايذان الاجر فی اذان القبر (جو بیس صفحات پر مشتمل حسنی پریس بریلی سے طبع ہوا ہے)

آیت کریمہ پڑھنا لازمی اور ضروری سمجھا جاتا ہے، کیا شرعاً یہ صورتیں جائز ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ امور بدعت اور ناجائز ہیں[1]، قرآن کریم پڑھ کر یا نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا غرباء کو کھانا کپڑا نقد دیکر بلا تعیین تاریخ ثواب پہنچانا اور جس قدر جلدی ممکن ہو اس میں جلدی کرنا بلکہ دفن سے پہلے پہلے کرنا مستحسن اور باعث ثواب ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۹/۵۹ھ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/ذیقعدہ ۵۹ھ

صحیح سعید احمد غفرلہٗ " " "

---

[1] لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ. مشکوۃ شریف ص ۷۱/ باب المساجد.

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی قبروں کی زیارت کرنے والوں پر اور قبروں پر مسجد بنانے والوں پر اور قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر۔

''لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ لماھو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ شامی زکریا ص ۱۴۱/۳/ کتاب الجنائز، باب الجنائز، مطلب فی دفن المیت''

[2] وصول القراءۃ للمیت اذاکانت بحضرتہ او دعی لہ عقبھا ولوغائبا لان محل القراءۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبھا ارجی للقبول ومقتضاہ ان المراد انتفاع المیت بالقراءۃ لاحصول ثوابھا لہ ولھذا اختاروا فی الدعا اللھم اوصل مثل ثواب ما قرأتہ الی فلان واما عندنا قالوا صل الیہ نفس الثواب وفی البحر من صام اوصلی اوتصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابھا الیھم عنداھل السنۃ والجماعۃ (الشامی نعمانیہ ص۶۰۵/ ج ۱/ مطلب فی اھداء ثواب القراءۃ) زیلعی ص۸۳/ج۲/ باب الحج عن الغیر، مطبوعہ ملتان مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۵۱۴، فصل فی زیارۃ القبور، مطبوعہ مصر، شامی کراچی ص ۲۴۳/۲،

اذان کے بعد کچھ کلماتِ نصیحت

سوال:- ہمارے یہاں کئی سال سے جمعہ کے روز مسجد میں اذان کے بعد صلوٰۃ پکاری جاتی ہے، پھر سب لوگ سنت نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، بعد میں مؤذن عصا لے کر اِنَّ اللّٰهَ ،یَالَقَدْ جَاءَ کُمْ یا اردو میں کچھ نصیحت کر کے وہ عصا امام صاحب کے ہاتھ میں دیتے ہیں، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اگر ہے تو کسی معتبر کتاب حدیث سے معلوم کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ خلفاء راشدین کے حالات میں نہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات میں، نہ ائمہ مجتہدین کے فقہ میں، لہٰذا ایسی چیز اگر چہ صورۃً اچھی معلوم ہوتی ہو مگر درحقیقت وہ نہ خدا کا حکم ہے، اور نہ رسول کا حکم ہے، نہ مسئلہ فقہ ہے بلکہ وہ دین کے نام پر نئی چیز ہے، جس کو دین سمجھا جارہا ہے، اس لئے اس کا ترک کرنا لازم ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ؍؍ ؍؍

---

[1] اس کے متعلق علامہ شامیؒ نے آخر میں یہ لکھا ہے۔"اقول کون ذلک متعارفاً لایقتضی جوازہ عندالامام القائل بحرمة الکلام ولوامراً بمعروف اوردسلام استدلالا بمامر ولاعبرة بالعرف الحادث اذا خالف النص لان التعارف انما یصلح دلیلا علی الحل اذا کان عاماً من عهد الصحابة والمجتهدین کماصرحوا به الخ (الشامی نعمانیه ص ۵۵۱ / ج ۱) شامی زکریا، باب الجمعة، مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب،

دولہا کو پالکی میں لے جانا

سوال:- ہمارے یہاں شادی کے موقعہ پر عرفاً پالکی میں نوشہ کو بیٹھا کر کاندھے پر رکھ کر لیجاتے ہیں، انکا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پالکی پر سوار ہونا جس کو آدمی کاندھوں پر اٹھائیں درست ہے مگر اس کو شادی کے موقع پر ضروری قرار دینا شرعی حکم نہیں بلکہ رسم ہے، جس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سیاہ موتیوں کے ہار کا استعمال سہاگن کے لئے

سوال:- یہاں پر شادی شدہ عورتیں گلے میں ایک زیور کالے موتیوں کا پہننا ضرور سمجھتی ہیں، بعض کالے موتی دھاگے میں ڈال کر اور بعض سونے کے تار میں جڑوا کر، بہر حال سہاگن کو ضروری سمجھا جاتا ہے، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کالے موتیوں کا ہار پہننا سہاگن کے لئے شرعاً لازم نہیں[2] یہ پابندی غیر ضروری ہے

---

[1] اس لئے کہ غیر لازم کو لازم سمجھنا بدعت ہے، امدادالفتاویٰ ص ۳۲۴/ ج۵/ (مکتبہ ادارۂ تالیفات اولیاء دیوبند) رسالہ القول الاحکم فی تحقیق التزام مالایلزم و امدادالفتاویٰ ص ۳۴/ ج۵/ دلھن کے ختم قرآن کی رسم،

[2] فقہاء کرام نے بیوہ کو زیورات کی ممانعت لکھی ہے لیکن سہاگن کے لئے زیور کی پابندی خاص طور پر سیاہ موتیوں کے ہار کی پابندی کا ذکر نہیں کیا لھذا اس کو لازم سمجھنا بے اصل ہے۔

اس کو ترک کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۵/۹۱ھ

جنازہ کتنے قدم لیکر چلے

سوال:- جنازہ لے جاتے وقت یہاں پر ایک عمل ہے کہ چارپائی کو چار آدمی پکڑے ہوئے لے جاتے ہیں، اور دس دس قدم کے بعد گردن بدلتے ہیں، آخر ایک جگہ کے بعد جب پہلا آدمی پہلی جگہ پر آجاتا ہے، یعنی چالیس قدم ہوجائیں، تب قبرستان لے جاتے ہیں، اس کی کیا اصل ہے؟

یہاں اس کا کافی زور چل رہا ہے، اور بعض لوگ اتنا تشدد کرتے ہیں کہ اس کے خلاف کرنے والوں سے جھگڑا کرتے ہیں، اس لئے آپ کے فتوی کی سخت ضرورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازہ کو چار آدمی اٹھائیں اور ہر اٹھانے والا چالیس قدم لے کر چلے باقی دس دس قدم پر منزل کرنا شرعی حکم نہیں ہے، رسم محدث ہے، اسکی اصلاح کی جائے، "**ويسن لحملها حمل اربعة رجال وينبغي لكل واحد حملها اربعين خطوة اهـ**" مراقی الفلاح[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۲/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

---

[1] الاصرار على المندوب يبلغه الى حدالكراهة، السعاية، ص ۲۶۵/ ج ۲/مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، باب صفة الصلوٰة ومن البدع تخصيص المصافحة بعدصلاة الفجر الخ،

[2] مراقی الفلاح على الطحطاوی ص۴۹۷-۴۹۸/ فصل فی حمها ودفنها (مطبوعه مصر) الشامی نعمانيه ص۴۹۷/ ج ۱/ مطلب فی حمل الميت، وشامی زكريا ص ۱۳۵/ ج۳/

اہل میت کے گھر کھانا

سوال:-ہمارے علاقہ میں کوئی ضعیف العمر مرد یا عورت مرجائے تو اسی روز یعنی وفات کے دن مرنے والے کے وارث کا کھانا یعنی چاول پکا کر گھی اور شکر کے ساتھ جتنے لوگ بھی نماز جنازہ میں امیر وغریب شریک ہوں سب کو کھلاتے ہیں، بعض لوگوں کو تو سب مہیا ہوتا ہے، اور بعض کو کافی قرض اٹھانا پڑتا ہے، اگر مرنے والے کے وارث غریب ہوں، اور اس رسم کو ادا نہ کریں تو خوب لعن طعن کیا جاتا ہے، اس لئے امیر وغریب کو یہ رسم مجبوراً کرنی پڑتی ہے، شریعت کے حکم سے مطلع فرماویں، کہ فقہائے کرام کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے مکان میں کوئی میت ہوجائے وہ لوگ میت کی تجہیز وتکفین میں مشغول رہتے ہیں، کھانا پکانے کی ان کو مہلت نہیں ملتی، اس لئے ان کے واسطے دوسرے لوگ کھانا پکا کر بھیجدیں، اہل میت میں سے جو شخص نہ کھلائے اس پر لعنت کرنا حرام ہے، ورثہ میں اگر نابالغ ہوں تو ان کا مال کھانا بھی حرام ہے۔

" قال فی الفتح ویستحب لجیران اهل المیت والاقرباء الاباعدتهیئة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم لقوله صلّی اللّٰه علیه وسلم اصنعوا لاٰل جعفر طعاماً فقد جاء هم مایشغلهم (حسنه الترمذی) ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرورو هی بدعة مستقبحة روی الامام احمدبن حنبل وابن ماجة باسنادٍ صحیح عن جریر بن عبداللّٰه قال کنا نعد الاجتماع الیٰ اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة[1] اه وفی البزازیة ویکره

[1] شامی زکریا ص ۱۴۸/ج۳/ باب صلوٰة الجنازة، مطلب فی الثواب علی المصیبة، طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۱۰/ کتاب الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، (مطبوعه مصری) بزازیه علی هامش الهندیه ص ۸۱/ ج۴/ کتاب الجنائز (مکتبه کوئٹه پاکستان)

اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم الیٰ قوله ،وهذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لانهم لايريدون بها وجه الله تعالیٰ الیٰ قوله ولاسیما اذاکان فی الورثة صغار الیٰ قوله وماکان کذٰلک فلاشک فی حرمته ردالمحتار ،ص ۶۰۳/ ج ۱ /نعمانیه[1].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/ ۸۹ھ

شیرینی کے لئے رقم مقررہ جبراً لینا

سوال:- کیا شیرینی مروجہ جوکہ سادات پیروں کو بطور التزام دیجاتی ہے مثلاً کسی شخص نے ہر سال کے لئے رقم ۸/عہ یا ۴/عہ مقرر کر لی کم وبیش پیر صاحب نہیں لیا کرتے اگر تیاردہندہ منکر ہو جاوے تو اس پر تعزیر مالی کی جاتی ہے، جوکہ چند حافظوں کو طعام کھلا دینا ہے ، یا رقم تعزیر پیر صاحب یا قاضی صاحب لے کر اسے تصرف میں لاتے ہیں، یا کسی اور تصرف میں خرچ کر دیتے ہیں، اگر مقرر کنندہ شیرینی کا کوئی لڑکا شادی شدہ ہو تو اس سے رقم مقرر شدہ اس کے باپ کی لیجاتی ہے، یہ سلسلہ پشتہا پشت جاری رہتی ہے جو منکر ہو وہ لائق تعزیر رکھا جاتا ہے، کیا اس الزام سے رقم معینہ کا دینا اور لینا کیسا ہے اور کیا یہ نذر معینہ ہے جواب بالتفصیل مرحمت ہو اور پہاڑ میں پیر صاحبان کا اکثر کوئی ذریعہ معاش سوائے نیازوں کے پیسے کے اور کوئی نہیں ہوتا ہے، اور اگر ہو بھی تو بہت کم ، جواب بالتفصیل وحوالہ کتب اور نقل عبارت دیا جاوے؟

---

[1] ابن ماجه شريف ص ۱۱۶ / باب ماجاء فی النهی عن الاجتماع الی اهل الميت وضع الطعام، مطبوعه بلال ديوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شیرینی اور نیاز کی شرعاً کوئی اصل نہیں اس کا دینا بھی ناجائز ہے کیونکہ اعانت علی الاثم ہے "کَمَا فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَلَاتَعَاوَنُوْاعَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ "[۱] اور پیروں کو اس کا لینا بھی جائز نہیں، کیونکہ دینے والے خوشی سے نہیں دیتے، بلکہ جبراً دیتے ہیں، قرآن کریم میں ہے" وَلَاتَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ"[۲] حدیث شریف میں ہے "لَایَحِلُّ مَالُ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْهُ"[۳] جس شخص کے متعلق معلوم ہوجائے کہ اس کا پیشہ ہی سوال ہے حالانکہ وہ کسب پر قادر ہے، تو چونکہ جس کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو اس کو سوال کرنا جائز نہیں "کما فی العنایه[۴] باب الصدقه" لہٰذا ایسے شخص کو دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۲/۵۱ھ

جبراً کسی چیز کا لینا دینا درست نہیں۔

العبد عبد اللطیف

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۲/۵۱ھ

---

[۱] سورۂ مائدہ آیت ۲/.
ترجمہ:- گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ (بیان القرآن)

[۲] سورۂ بقرہ آیت ۱۸۸/. ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھائو (بیان القرآن)

[۳] مشکوٰۃ ص ۲۲۵/ باب الغصب والعاریة،
ترجمہ:- کسی آدمی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

[۴] نصاب یثبت به حرمة السوال وهو ماإذا کان عنده قوت یومه (عنایه علی هامش فتح القدیر ج ۲/ ۲۸۴/ باب صدقة الفطر) مطبوعه دار الفکر بیروت.

عید کارڈ

سوال:- عید کارڈ بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رسم ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا کسی مسجد میں ۴؍سال مغرب کی نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے

سوال:- حضرت شاہ نظام الدین بھکاری کے زمانہ سے مغرب کی نماز موصوف کی درگاہ کے پاس ندی کے اندر ہوتی ہے، خطیب جامع مسجد مغرب کی نماز پڑھاتے ہیں، دور دراز سے لوگ اس کے لئے سفر کرتے ہیں، اور یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ۴؍سال یا ۷؍سال مغرب کی نماز وہاں ادا کرے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے، کیا اس طرح نماز پڑھنا، پڑھانا، ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل موجود ہے؟ اور کیا وہاں اس مسجد میں ۴؍یا ۷؍سال مغرب کی نماز ادا کرنے سے فریضۂ حج ادا ہو جائیگا، یا نہیں؟ اور کیا اس شخص کو حاجی کہا جا سکتا ہے؟

---

[1] والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لا تنكر (الدرالمختار) وانما قال كذلك لانه لم يحفظ فيها شيء عن ابى حنيفة واصحابه وذكر فى القنية انه لم ينقل عن اصحابنا كراهة وعن مالك انه كرهها وعن الاوزاعى انها بدعة وقال المحقق ابن امير حاج بل الاشبه انها جائزة مستحبة فى الجملة الخ، (شامى نعمانيه ص۵۵۷/ ۱، باب العيدين، مطلب يطلق المستحب)
البتہ اگر اس سے مقصود دوسرے کا دل خوش کرنا ہو تو اس کی اجازت ہے۔(احسن الفتاویٰ ص۱۴۷؍ج۸)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Bidat-o-Rusomat

افسوس یہ ہے کہ وہ مسجد تفریح گاہ بن گئی ہے، ہندو مسلم، مرد و زن وقت بے وقت مسجد میں گھومتے رہتے ہیں، اور مؤذن ان کو مسجد میں گھما کر رہبری کی قیمت وصول کرتا ہے، تو کیا مسجد کو تفریح گاہ بنانا اور مرد و عورت کے بے خطر اس میں داخل ہونا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ طریقہ بے اصل ہے، اس کی کوئی اصل شرع میں نہیں ہے، تین مساجد کے متعلق مخصوص ثواب کی تصریح احادیث میں موجود ہے[۱] (۱) مسجد حرام (۲) مسجد نبوی (۳) مسجد اقصیٰ ان کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر کرنے کی ممانعت ہے **"لاتشدوا الرحال الا الی ثلاثة مساجد"** الحدیث[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۱۴۰۶ھ

ایک کنویں کے پانی میں شفاء ہے

سوال:- ایک کنواں ہے جس میں چشمہ نکل آیا ہے، اس کنویں کے پانی سے سنا گیا ہے کہ کسی کو کسی تکلیف میں فائدہ ہوگیا، اس وجہ سے عامۃ الناس بغرض شفاء اس کنویں کے

۱؎ فی حدیث انسؓ بن مالک. وَصَلٰوتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهُ فِي الْمَسْجِدِالْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ. الحديث مشكٰوة ص ۷۲/ باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الثالث.

۲؎ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِي هذا متفق عليه (مشكٰوة شريف ص ۶۸/ مطبوعه ياسر نديم ديوبند، باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الاول)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کے واسطے (۱) مسجد حرام (۲) مسجد اقصیٰ (۳) میری یہ مسجد (مسجد نبویؐ)

پانی کو استعمال کرنے اور حاصل کرنے کیلئے مستقل سفر کرتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض جگہ پانی میں قدرتی طور پر ایسا مادہ ہوتا ہے جس سے جسمانی امراض سے شفاء ہوجاتی ہے، یہ کوئی تعجب کی چیز نہیں ہے، اگر بات یہیں تک محدود ہے تو کچھ مضائقہ نہیں، جیسے بعض ادویہ کا استعمال ہوتا ہے، یا تبدیلی آب وہوا کیلئے بعض مقامات کا سفر کیا جاتا ہے، اطباء وڈاکٹر تجویز کرتے ہیں، کہ فلاں جگہ کی آب وہوا گرم یا سرد یا تر ہونے کی وجہ سے مریض کے موافق ہے یا بعض امراض میں جاری پانی سے غسل تجویز کیا جاتا ہے، لیکن اگر عقائد فاسد ہونے کا مظنّہ (اندیشہ) ہو کہ اس پانی کی پوجا شروع ہوجائے گی، تو پھر اس فتنے کو روکنے کی ضرورت ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ جس شخص کی ملک میں وہ کنواں ہے اس کو سمجھا کر حسن تدبیر سے آمادہ کیا جائے، کہ وہ اس کو بند کرادے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سنت سے متعلق عبارت پر اعراب

سوال:- آپ نے ترک سنت کے مسئلہ کے جواب میں دو حدیثیں تحریر فرمائی ہیں، مگر ہم لوگ ناخواندہ ہیں، براہِ کرم ان پر اعراب اور ترجمہ تحریر فرما دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طحطاوی[2] علی مراقی الفلاح کی عبارت ہے، جس میں سنت کی تعریف کی گئی ہے،

''تَرْکُ السُّنَّةِ لَایُوْجِبُ فَسَاداً وَلَاسَهْواً بَلْ اِسَاءَ ة لَوْعَامِداً غَیْرَ مُسْتَخِفٍّ اِلیٰ قَوْلِهٖ، حُکْمُ

---

[1] قطع شجرۂ مدینه

[2] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۰۷/ فصل فی بیان سننها (مطبوعه مصری)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Bidat-o-Rusomat

السُّـنَّةِ اَنَّهٗ يُنْدَبُ اِلٰى تَحْصِيْلِهَا وَيُلَامُ عَلٰى تَرْكِهَا مَعَ لُحُوْقِ اِثْمٍ يَسِيْرٍ'' مطلب یہ ہے کہ سنت کا جان بوجھ کر چھوڑنا برا ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، نہ سجدہ سہو لازم ہوتا ہے، مگر اس کو بھی ہلکا نہیں سمجھنا چاہئے، سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے، اور جو ترک کرے وہ قابل ملامت ہے، اور اس کا گناہ ہوگا، لیکن ترک فرض سے کم ہوگا''كما فرغ[1] من التكبير للاحرام بلا ارسال'' یعنی تکبیر تحریمہ سے فارغ ہو تو بغیر ہاتھ چھوڑے ہوئے ہاتھ باندھ لے، بعض آدمی کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے بعد پہلے لٹکا دیتے ہیں، پھر باندھتے ہیں، ایسا نہ کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی کچھ مخصوص کرامات (جو کہ غلط ہیں) بیان کرنا

سوال:- (۱) ہمارے یہاں پر یہ بات عام بحث بنی ہوئی ہے کہ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے وقت میں ایک بارات جس کو دریا میں ڈوبے ہوئے بارہ سال گزر چکے تھے، ایک بوڑھی روزانہ روتی تھی، عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو ترس آگیا اور انہوں نے بارہ برس پرانی ڈوبی ہوئی بارات دریا سے زندہ نکال دی اور سب زندہ ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

(۲) عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے قبر میں منکر نکیر کے بال پکڑ لئے اور منکر نکیر نے معافی مانگی؟

(۳) عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ دوڑتے ہوئے قبرستان سے گزرے

---

[1] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۰۸ / فصل فی بیان سننها (مطبوعه مصری)

تھے تو مردوں کو حکم دیا وہ بھی انہیں کے ساتھ دوڑنے لگے، یہ کرامات بتلاتے ہیں، ان کا تعلق کتابوں سے ہے یا غپ ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت غلط ہے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ پر بہتان ہے[1]۔

(۲) یہ روایت بھی بہتان ہے اور اللہ کے فرشتوں کی توہین ہے ان کی قبر کا واقعہ کس نے دیکھا اور بیان کیا[2]۔

(۳) یہ بھی بالکل غلط اور مہمل افسانہ ہے، حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ اللہ کے عزیز اور مقبول بندے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے انتہائی متبع اور پابند تھے، ان کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ انہوں نے نفس کی خواہش کو حدودِ شرع میں رکھا اور ساری زندگی اس کی کوشش کی کہ کوئی کام خلاف سنت نہ ہونے پائے ان کو بدعات سے سخت نفرت تھی، اللہ پاک ان کی قبر کو نور سے بھردے، اور اس پر رحمت کی بارش کرے، اور ان کے درجات کو زیادہ سے زیادہ بلند فرمائے، اور ان کے طریقے پر چلنے کی توفیق دے، لغو اور بیہودہ حکایات گھڑ کر ان کی طرف منسوب کرنے سے ان کے کمال میں ترقی نہیں ہوتی، نہ اسلام نے یہ طریقہ سکھایا ہے، بلکہ اس کی ممانعت ہے[3] یہ طریقہ تو غیروں کا ہے، وہ اپنے بڑوں کی طرف ایسی باتیں گھڑ گھڑ منسوب کیا کرتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۱/۹۰ھ

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ملاحظہ ہو ص ۱۲/ ج ۳،

[2] ایسی روایات کے متعلقہ امدادالفتاویٰ، باب العقائد، ج ۶/ ص ۶۵/ تا ۸۰/ میں مستقل رسالہ بنام عبدالقادر اصلاح عقائد متعلقہ حضرت غوث اعظم، مذکور ہے۔

[3] فی حدیث جابر رضی اللہ عنہ. وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا الحدیث مشکوٰۃ ص ۲۷/ باب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

﴿مروجہ صلاۃ وسلام﴾

سلام پڑھنے کا طریقہ

سوال:- سلام پڑھنے کا حکم ہے تو شرطیں کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جیسا کہ نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے یا بہت ہی دلجمعی سے درود وسلام تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتا رہے، اس نیت کے ساتھ کہ یہ صلوٰۃ وسلام بذریعہ ملائکہ خدمت اقدس میں پیش کیا جائیگا، جو شخص روضۂ اقدس ﷺ پر حاضر ہو اور وہ اس امید سے پڑھے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں، احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّی عَلَیَّ عِنْدَقَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ. مشکوٰۃشریف ص۸۷/ (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ الفصل الثالث، (ترجمہ گزر چکا ہے)

آواز سے صلوٰۃ وسلام

سوال:- آج کل اکثر مسجدوں میں پیغمبروں کے نام پکار پکار کر سلام پڑھتے ہیں بعض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے سلام پکار کر پڑھتے ہیں، یہ رواج کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح صلوٰۃ وسلام پڑھنا ثابت نہیں[۱] دور سے تو اس طرح پڑھا جائے جس طرح نماز میں درود شریف پڑھا جاتا ہے، اور روضۂ اقدس ﷺ کے پاس حاضر ہوکر ہلکی درمیانی آواز سے انتہائی ادب ومحبت کے ساتھ صیغۂ مخاطب سے پڑھا جائے، بلند آواز سے چلا کر وہاں بھی نہ پڑھا جائے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۲۴/۹۰ھ

نماز کے بعد سلام پڑھنا

سوال:- مسجد میں بعض لوگ نماز فجر کے بعد سلام پڑھتے ہیں، اور تبلیغ کو برا بھلا

۱؎ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ اَخْرَجَ جَمَاعَةً مِنَ الْمَسْجِدِ يُهَلِّلُوْن وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِي ا جهراً وقا ل لهم ماار اكم الا مبتدعين، الشامی نعمانیه ج۵/ص ۲۵۵/ کتاب الحظر والاباحة،فصل فی البیع.

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود ص سے منقول ہے کہ انہوں نے مسجد سے ایک جماعت کو نکالا جو بلند آواز سے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' پڑھ رہے تھے، اور حضرت نبی اکرم ا پر درود پڑھ رہے تھے، اور فرمایا میں تم کو بدعتی ہی سمجھتا ہوں،

۲؎ وما يفعله بعض الناس من النزول بالقرب من المدينة والمشى على أقدامه الى ان يدخلها حسن وكل ماكان ادخل من الادب والا جلال كان حسناً الخ ومن السنة ان تأتى قبر النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الى قوله ثم تقول السلام عليك ايها النبى ورحمة اللّٰه وبركاته ،فتح القدير ص۱۸۰/ ج۳/ كتاب الحج،مسائل منثوره، مطبوعه مصر.

کہتے ہیں، اور ہم کو وہابی کہتے ہیں، تو بعد نماز فجر سلام پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے پاس حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام اس طرح پڑھا جائے، **اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْ لَ اللّٰہ** دور سے اس طرح پڑھا جائے **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ** الخ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دور سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے، وہ ملائکہ کے ذریعہ خدمتِ اقدس میں پہنچایا جاتا ہے، اور جو شخص روضۂ اقدس کے قریب حاضر ہو کر پڑھتا ہے اس کو خود سنتے ہیں،[1] اورصلوٰۃ وسلام دور سے آہستہ پڑھا جائے جیسے نماز میں پڑھا جاتا ہے، نہ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے اور نہ آواز ملانے نہ زور سے پڑھنے کی کہ یہ تو ایک جلوس اور شو ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا

سوال:- نئے چاند کو دیکھ کر اگر سلام کرے تو کیسا ہے؟

---

[1] عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته رواه البیهقی فی شعب الایمان (مشکوٰة شریف ،ص۸۷ /باب الصلاة علی النبی صلّی اللّٰه علیه وسلم الخ الفصل الثالث،مطبوعه یاسر ندیم دیوبند .

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اوپر میری قبر کے پاس آکر درود شریف پڑھے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا ثابت نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

فجر کی سنت سے قبل صلوٰۃ وسلام

سوال:- فجر میں سنت سے پہلے یا فرض وسنت کے بیچ وقت میں یا نبی سلام علیک یارسول سلام علیک پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ان اوقات میں فضائل بیان کرنا کیسا ہے؟ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کے فضائل، اسلام کے فضائل یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے فضائل، دیگر اوراد وظائف، حمد ونعت وغیرہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دین کی باتیں، فضائل ومسائل بیان کرنا بھی درست ہے، اس کا خیال رہے کہ لوگوں کی سنتوں میں خلل نہ آئے[2] لیکن یہ وقت نہایت سکون کا ہے درود شریف تسبیح، استغفار، تلاوت میں آہستہ مشغول رہنا بہتر ہے[3] درود شریف اس طرح پڑھنا چاہئے "اللّٰهم صل علیٰ سیدنا

---

[1] مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ، مشکوٰة شریف ص۲۷/ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب الاعتصام بالکتاب والسنة،

[2] فالاسرار افضل حيث خيف الرياء اوتأذى المصلين اوالنيام والجهر افضل حيث خلا مماذكر الشامی نعمانیه، ص۲۵۵/ج۵(شامی زکریا ص۵۷۰/ج۹/کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع،

[3] قال الله تعالیٰ "واذكر ربک فی نفسک تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول، الآية سورة الاعراف آيت: ۲۰۵/ مسند احمد ص۱۷۲/ج۱/ رقم الحديث ۱۴۸۰/ مطبوعه داراحياء التراث العربی بيرت،

ومولانا محمدوعلیٰ اله واصحابه وبارک وسلّم۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جمعہ کے دن بعد عصر درود شریف کی تعیین وترغیب

سوال:- نماز جمعہ کے بعد جہراً درود شریف پڑھنا کیسا ہے، اجتماعی ہیئت کے ساتھ جہراً درود شریف، تسبیح وتہلیل اور تکبیر کے متعلق ''المنہاج الواضح یعنی راہِ سنت، ص ۱۱۶/ سے لیکر، ص ۱۲۳/ میں جو فیصلہ مذکور ہے، اس بارے میں ایک دیوبندی شخص جو عقائد وعمل کے لحاظ سے اہل سنت کے مسلک پر ہیں، وہ فاضل دیوبند بھی ہیں مجھے شامی کے حوالہ سے بتاتے ہیں کہ جمعہ کے بعد درود شریف جہراً واجتماعاً بدعت نہیں، چونکہ وہ مولوی صاحب مسافری کی حالت میں میرے یہاں آئے تھے، اس لئے کتاب نہ ملنے کی وجہ سے نہ دکھلا سکے، کیا واقعۃً ایسا ہی ہے، پھر اعتراضاً کہتے ہیں کہ سہارنپور مظاہر علوم میں عصر کے بعد حضرت ناظم صاحب جو ختم پڑھتے ہیں وہ بھی تو اپنی طرف سے وقت اور کیفیت کی تعیین ہے، پھر یہ بدعت کیوں نہیں ہے؟ نیز ماضی قریب کے بزرگوں کا اور فی الحال ان کے خلفاء کا عمل ہے کہ اپنے مریدین کو مسجد میں جمع کر کے ذکر اللہ اور وہ بھی ذکر جلی کرنے کا موقع دیتے ہیں، بلکہ ترغیب دیتے ہیں اور تلقین بھی یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف سرًا وجہراً دونوں طرح درست وثواب باعث ترقی درجات اور موجب قرب ہے، جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کی تاکید کی ہے[۱] لیکن اجتماعی حیثیت سے جہراً پڑھنا

---

[۱] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ الحديث، ابن ماجه ص ۱۱۹ / مطبوعه دهلی، ابواب الجنائز، قبيل ابواب الصيام،

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو! کیونکہ اس دن پہنچایا جاتا ہے۔

حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقاتِ نماز کے علاوہ بھی بکثرت حضر وسفر میں جمع ہونے کا موقع ملتا تھا، مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماعاً جہراً پڑھنے کا معمول رہا ہو[1] انفراداً بھی جہراً پڑھنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی کو تشویش نہ ہو، مثلاً وہاں کوئی نماز میں مشغول نہ ہو یا نائم نہ ہو[2] نیز جہراً پڑھنے سے دوسری کوئی غرض مطلوب نہ ہو، مثلاً کسی بڑے کی آمد پر زور سے درود شریف پڑھنے سے اس کی آمد کی اطلاع مقصود ہو یا تاجر اپنا مال خریدار کو دکھا کر زور سے درود شریف پڑھے تاکہ خریدار خریدنے پر آمادہ ہو جائے[3] اس قسم کی لغو چیزوں کی نیت نہ ہو اور ریا وسمعہ بھی مقصود نہ ہو، فسادِ نیت سے بڑی سے بڑی عبادت قابل قبول نہیں رہتی ہے، خطبۂ جمعہ میں آیت درود شریف سنکر سب کا جہراً درود شریف پڑھنا منع ہے، دل میں ہر ایک کو پڑھنا چاہئے[4] واعظ ومقرر اثناء تقریر میں

---

[1] عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّهٗ اَخْرَجَ جَمَاعَةً مِنَ الْمَسْجِدِ يُهَلِّلُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهْرًا وَقَالَ لَهُمْ مَااَرَاكُمْ اِلَّا مُبْتَدِعِيْن (الشامی نعمانیه ص۲۵۵ / ج۵) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، شامی زکریا ص۵۷۰ / ج۹،

تکره الصلاة علیه صلی الله علیه وسلم فی سبعة مواضع الجماع وحاجة الانسان وشهرة البیع الخ (الشامی نعمانیه ص۳۴۸ / ج۱)

[2] فالاسرار افضل حیث خیف الریاء اوتأذی المصلین اوالنیام والجهر افضل حیث خلا مما ذکر (الشامی نعمانیه ص۲۵۵ / ج۵) شامی زکریا ص۵۷۰ / کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع،

[3] من جاء الی تاجر یشتری منه ثوباً فلما فتح التاجر الثوب سبح اللّٰه تعالیٰ وصلی علی النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم ارادبه اعلام المشتری جودة ثوبه فذلک مکروه، عالمگیری کوئٹه ص۳۱۵ / کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح وقراء ة القرآن الخ، شامی نعمانیه ص۳۴۸ / ۱، مطلب نص العلماء علی استحباب،

[4] وکذالک اذاذکر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لایجوزان یصلواعلیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتوی شامی زکریا ص۳۵ / ۳، باب الجمعة، قبیل مطلب فی حکم المراقی بین یدی الخطیب،

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Muraovija Salat & Salam

جب کہے صلّوا علَی النَّبِی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم تو اس وقت بھی سب کا جہراً درود شریف پڑھنا منع ہے۔ ردالمحتار[1] ج ۵ر۔ میں متعدد مقامات پر اس کے جزئیات موجود ہیں۔

اوقات خاصہ میں مقدار معینہ آیات واذکار کا اگر کہیں معمول ہے، تو وہ عمل مشائخ ہے، جو کہ حجتِ شرعیہ نہیں ہے، اس کا اتباع لازم نہیں ہے، البتہ چونکہ وہ مشائخ بھی متبع شریعت ہیں، اسلئے انکے ایسے عمل کی توجیہ کی جائے گی، تاکہ وہ خلاف شرع ہوکر بدعت کی حدود میں داخل نہ ہوجائے، توجیہ یہ ہے کہ کسی وقت یا مقدار کی تعیین کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت تو یہ ہیکہ حضرت شارع علیہ السلام نے مثلاً اوقاتِ نماز کی تعیین فرمائی اور رکعات نماز کی مقدار متعین فرمادی، یہ تعیین تو امر تعبدی ہے جو بذریعہ وحی ہے، ایسی تعیین کرنے کا ازخود کسی کو حق نہیں، بلکہ ایسی تعیین کیلئے امر شارع ہونا ضروری ہے، جو شخص ایسی (اعتقادی عملی) تعیین اپنی طرف سے کرے وہ قابل قبول نہیں بلکہ قابل رد ہے "من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد. متفق علیہ[2] تعیین کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر مریض کیلئے دوا یا غذا کی معین مقدار وقت مخصوص میں تجویز کرتا ہے، یہ امر تعبدی نہیں ہے، بلکہ معالج کے تجربہ پر ہے، اگر کوئی شخص اسکا اتباع نہ کرے تو وہ عنداللہ گنہگار نہیں ہے، اسکی ہدایات پر عمل کریگا تو انشاء اللہ صحت مند ہوکر نفع پائیگا، اسی قبیل سے ہے ذکر کی خاص مقدار خاص ہیئت وضرب کے ساتھ اسی وجہ سے تفاوتِ احوال کے تحت اسمیں تفاوت بھی ہوتا رہتا ہے، بعض دفعہ اس جہر اور ضرب کو بالکل ترک کردیا جاتا ہے، مخصوص ختمات کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] (شامی زکریا ص۲۰۷ر ج ۹ر کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع)

[2] مشکوٰۃ شریف ص۲۷، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاوّل (یاسر ندیم دیوبند)
ترجمہ:۔ جس نے نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو اس میں نہ تھی تو وہ مردود ہے۔

بعد نماز جمعہ مروجہ صلوٰۃ وسلام

سوال:- جامع مسجد خانپور میں دوچار ہفتہ سے بعد نماز جمعہ سلام شروع کردیتے ہیں، جس کی کوئی سند نہ قرآن وسنت سے ملتی ہے، نہ صحابہ اور تابعین سے، سلام وہی مروجہ طریقہ پر باادب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوکر بآواز بلند یہ لوگ" **یاشفیع الوریٰ سلام علیک ،یانبی الھدیٰ سلام علیک** "ہی طرح پڑھتے ہیں یا مساجد میں اسی طرح سلام پڑھیں جبکہ لوگ سنتیں ونوافل ادا کررہے ہوں، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، اور بڑی سعادت وخوش نصیبی ہے[1] اور صلوٰۃ وسلام نہ پڑھنا بڑی محرومی اور بدنصیبی ہے[2]، سلف صالحین نے ہمیشہ صلوٰۃ وسلام کو اپنے معمولات میں رکھا ہے، اور رکھتے ہیں، مگر اس کیلئے کوئی

---

[1] عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمَ مَنْ صَلَّی عَلَیَّ صَلوٰۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَشَرَ صَلٰواتٍ حُطَّتْ عَنْہُ عَشَرُ خَطِیْأٰتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشَرُ دَرَجَاتٍ وَفِی رِوَایَۃِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلّمَ اَوْلیٰ النَّاسِ بی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَکْثُرُھُمْ علی صلوٰۃ. مشکوٰۃ شریف ص ۸۶ (مطبوعہ یاسرندیم دیوبند) باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

ترجمہ :-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اوپر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، دس خطائیں مٹاتے ہیں، اور دس درجات بلند کرتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہوں گے،

[2] وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من نسی الصلوٰۃ علیّ خطی طریق الجنۃ، ابن ماجہ ص ۶۵ / کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، مطبوعہ دیوبند،

ایسی صورت ازخود تجویز کرنا جس کا ثبوت شرعی دلائل سے نہ ہو اور اس سے دوسروں کی نماز میں خلل بھی ہوتا ہو اور پھر اس کو ضروری سمجھ کر اس پر اصرار کرنا تو بدعت اور ممنوع ہے[1] سوال میں جو صورت درج ہے اس کا دلائل شرعیہ سے ثبوت نہیں اس کو ترک کیا جائے اور روزانہ صبح وشام اگر درود شریف تنہائی میں بیٹھ کر ہر شخص اخلاص کیساتھ پڑھا کرے بڑی ہی خیر وبرکت کی چیز ہے، کم از کم سو سو مرتبہ صبح وشام کا اہتمام کریں۔ ''زاد[2] السعید نشر الطیب[3] فضائل درود شریف[4] القول البدیع[5] وغیرہ میں درود شریف کے فضائل اور آداب تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۹۰ھ

کسی نماز کے بعد حمد وصلوٰۃ حلقہ بنا کر پڑھنا

سوال:- فجر میں دعا کے بعد کھڑے ہوکر حلقہ بنا کر **یَا نَبِی سَلَام عَلَیْک** پڑھنا کیسا ہے؟ یا دعا کے بعد فضائل بیان کرنا کیسا ہے؟ جبکہ فجر کا وقت ختم ہو گیا ہو؟

---

[1] الجهر المفرط ممنوع شرعاً وكذاالجهر الغير المفرط اذاكان فيه ايذاء لاحد من نائم اومصل اوحصلت فيه رياء اولوحظت فيه خصوصيات غير شرعيه اوالتزام كالتزام الملتزمات فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غيرمخصص مكروها الخ، سباحة الفكر ص ۲۷/ (مطبوعه لكهنؤ) السعاية ص ۲۶۵/ ج ۲/ باب صفة الصلوة، قبيل فصل فى القراءة، مطبوعه سهيل اكيڈمى،

[2] زاد السعيد ص ۵/ فصل سوم فضائل درود شریف کے بیان میں،(مطبوعه انوار المطابع لكهنؤ)

[3] نشر الطيب، ص ۲۷۸/ (مطبوعه كانپور) ۳۷/ویں فصل آپؐ پر درود بھیجنے کی فضیلت میں.

[4] فضائل درودشريف ،ص ۵/ تا ۱۸/ (مطبوعه منظوردهلى)

[5] للعلامة السخاوى رحمه الله تعالى.

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف کا یہ طریقہ قرآن کریم، حدیث شریف، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین عظامؒ اور دیگر سلف صالحین سے ثابت نہیں[1]، ہر شخص یا جس کو توفیق ہو اپنی اپنی جگہ پر اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم پڑھے تو بہت سعادت اور خیر وبرکت کی چیز ہے، یہ کھڑے ہوکر حلقہ بنا کر پڑھنا اس میں نمائش زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کو اخلاص پسند وقبول ہے، نمائش پسند وقبول نہیں[2] نماز فجر کے بعد جب سب لوگ فارغ ہو چکیں تو دینی ضروریات فضائل ومسائل بیان کرنا اور تعلیم دینا بہت بہتر اور مفید ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

بعد نماز فجر وعصر درود شریف جہراً

سوال:- کشمیر میں نماز فجر اور عصر کے بعد درود شریف پڑھتے ہیں وہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کو پڑھنا فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء ہر نماز

---

[1] عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّهٗ اَخْرَجَ جَمَاعَةً مِنَ الْمَسْجِدِ يُهَلِّلُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهْرًا وَقَالَ لَهُمْ مَااَرَاكُمْ اَلْاَمُبْتَدِعِيْن (الشامی نعمانیه، ص ۲۵۵ / ج۵) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، شامی زکریا ص ۵۷۰/ ج۹،

[2] قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، من سمّع سمع اللّٰه به ومن یراء یراء اللّٰه به، صحیح بخاری شریف ص ۲/۹۶۲، باب الریاء والسمعه، مسلم شریف ص ۲/۴۱۲، کتاب الزهد، باب تحریم الریاء،

کے بعد بلکہ ہر وقت رات دن میں درست ہے[1] لیکن جب لوگ نماز میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھیں جس سے کسی کی نماز میں خلل نہ آئے[2] ورنہ ہلکی آواز سے بھی پڑھ سکتے ہیں اور کسی کو مجبور نہ کریں ترغیب دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

ہر نماز کے بعد درود شریف

سوال: -نماز ختم کر کے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں درود شریف کا تحفہ بھیجنا بہت بڑے ثواب کی چیز ہے،[3] ہر مومن کو چاہئے کہ درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھا کرے مگر اخلاص کے ساتھ آہستہ پڑھے، بلند آواز سے اس طرح پڑھنا کہ مسجد میں نمازیوں کو تشویش ہو اور نماز پوری کرنی مشکل ہو جائے، یہ ٹھیک نہیں[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] هكذا فى مشكوة المصابيح ص ۸۶/ ۱، باب الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم،

[2] فالاسرار افضل حيث خيف الرياء اوتأذى المصلين اوالنيام والجهر افضل حيث خلا مما ذكر (الشامى نعمانيه ص ۵/۳۵۵) شامى زكريا ص ۹/۵۷۰، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع)

[3] انظر المشكوة ص ۸۶/ج ۱/ با ب الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم، ابن ماجه ص ۶۴/ ج ۱/ باب الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم،

[4] لايقرأ جهراً عندالمشتغلين بالاعمال (الهنديه مصرى، ص ۳۱۶/ج۵/ كتاب الكراهية. الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن الخ، شامى زكريا ص ۵۷۰/ ج ۹/ كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع،

نماز کے بعد کھڑے ہوکر سلام پڑھنا

سوال :- کھڑے ہوکر بیک وقت دس بیس آدمیوں کا سلام پڑھنا درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ طریقہ سلف صالحین سے منقول نہیں، نہ کسی شرعی دلیل سے ثابت ہے، یہ بدعتی کا طریقہ ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ علم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صلی اللہ علیک یارسول اللہ

سوال:- بعض علماء صلوٰۃ یعنی (صلی اللہ علیک یارسول اللہ علیک یاحبیب اللہ الخ) کو پڑھانا ناجائز اور بدعت کہتے ہیں بجائے اس کے درودِ ابراہیمی کے پڑھنے کو ثواب اور زیادہ فضیلت سمجھتے ہیں اس لئے یہ بتائیں کہ صلوٰۃ مذکورہ درود کیسا ہے؟ اگر صلوٰۃ کا کسی حدیث کی کتاب میں ذکر ہے تو مہربانی کرکے اس کتاب کا حوالہ دیا جائے تاکہ ہم بھی اس گمراہی سے دور رہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

درودِ ابراہیمی کا پڑھنا ہر جگہ سے درست اور موجب ثواب ہے۔اور الصلوٰۃ والسلام

---

[1] عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّهٗ اَخْرَجَ جَمَاعَةً مِنَ الْمَسْجِدِ يُهَلِّلُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهْرًا وَقَالَ لَهُمْ مَااَرَاكُمْ إِلَّامُبْتَدِعِيْن (الشامی نعمانیه ص ۲۵۵ / ج۵) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، شامی زکریا ص ۵۷۰ / ج ۹،

علیک یارسول اللہ کو مدینہ پاک حاضر ہوکر روضۂ اقدس ﷺ کے سامنے کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے[1] دور سے اسی طرح پڑھنے سے لوگوں کو شبہ ہوتا ہے۔ کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر اس طرح پڑھا جارہا ہے دل کا حال کسی کو معلوم نہیں اس لئے احتیاط چاہئے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۱/۹۰ھ

روضۂ اقدس کے فوٹو پر درود وسلام پڑھنا

سوال:- میں نے عقیدت کی بناء پر حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے روضۂ اقدس کے فوٹو کو فریم کرکے رکھ لیا ہے، جب کبھی اس پر نگاہ پڑتی ہے تو بے اختیار درود شریف پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے، لیکن یہ سوچ کر خاموش ہوجاتا ہوں، کہ معلوم نہیں یہ میرا فعل شرعاً کیسا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روضۂ اقدس کے نقشہ کو احترام کیساتھ رکھنے اور اسکی زیارت کرنے میں مضائقہ نہیں،

---

[1] من السنة ان تاتی قبر النبی ﷺ من قبل القبلة وتجعل ظهرک الی القبلة وتستقبل القبر بوجهک ثم تقول السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته الی قوله ثم یقول فی موقفه السلام علیک یارسول اللّٰه السلام علیک یاخیر خلق اللّٰه السلام علیک یاخیرة اللّٰه من جمیع خلقه السلام علیک یاحبیب اللّٰه السلام علیک یا سید ولد آدم السلام علیک ایهاالنبی ورحمة اللّٰه وبرکاته یارسول اللّٰه الخ فتح القدیر، ص ۱۸۰، ۱۸۱/ ج۳/ کتاب الحج، المقصد الثالث، فی زیارة قبرالنبی ﷺ مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] الجنة لاهل السنة ص ۳۰/ بحث نداء استمدادی،

اور درود شریف تو بہت بڑی دولت وسعادت ہے، جس قدر بھی پڑھا جائے، نور ہی نور ہے، لیکن اس نقشہ کو سامنے رکھ کر ایسا نہ کیا جائے، اندیشہ ہے کہ اس نقشہ میں اصل قبر مبارک ذہن میں نہ بیٹھ جائے، اگر آپ اس سے محفوظ بھی رہے تو جن کو یہ علم ہوگا کہ آپ اس نقشہ کو دیکھ کر درود وسلام پڑھا کرتے ہیں، ان کے مبتلا ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، بت پرستی کی ابتداء اسی طرح ہوئی تھی[1] آپ اس طرح درود شریف پڑھیں کہ یہ تصور قائم ہو کہ ملائکہ ہمارے اس درود شریف کو حضور ﷺ کی بارگاہِ عالی میں پیش کردیتے ہیں یہ حدیث شریف سے ثابت ہے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۰/۸۹ھ

بعد نماز نقشۂ مسجد نبوی کی طرف رُخ کر کے درود شریف پڑھنا

سوال:۔ اور ہر نماز کے بعد نقشے کی جانب رخ کر کے ہاتھ باندھ کر درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

---

[1] قال البغوی قال محمد بن کعب رضی اللہ عنہ هذه اسماء قوم صالحين كانوا بين آدم ونوح فلماماتوا كان لهم اتباع يقتدى لهم ويأخذون بعدهم باخذ هم فى العبادة فجاء ابليس وقال لهم لو صورتهم صورهم كان انشط لكم واشوق الى العبادة ففعلوه ثم نشأ قوم بعدهم فقال لهم ابليس ان الذين من قبلكم كانوا يعبدونهم فعبدوهم فابتداء عبادة الاوثان كان عن ذٰلك الخ ، (التفسير المظهرى ، ص ٧٦/ج١٠/تحت سوره نوح.

[2] عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَقَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ .(رواه البيهقى فى شعب الايمان (مشكوٰة ص٨٧/ج ١/ باب الدعا فى التشهد،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا، نہ محدثین نے، نہ فقہائے مجتہدین[1] نے، نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہ افضل ہے[2] نماز سے پہلے یا بعد میں جب دل چاہے جس قدر بھی توفیق ہو بڑے ادب واحترام سے بیٹھ کر درود شریف پڑھنا بہت بڑی سعادت اور برکت کی چیز ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا حق ہے، حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۴/۱۴۰۱ھ

---

[1] بدعة: ما احدث على خلاف الحق الملتقىٰ عن رسول الله ﷺ من علم او عمل او حال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲/۲۹۹، باب الامامة مطلب البدعة خمسة اقسام، مطبوعه ديوبند، من امر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة او منكر، (مرقاة شرح مشكوة ص ۲/۱۴، باب الدعاء فى التشهد الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئى، السعايه ص ۲/۲۶۵، باب صفة الصلوة، من البدع تخصيص المصافحة، مطبوعه لاهور.

[2] سئل محمد عن الصلوٰة على النبى ﷺ فقال يقول ،اللّهم صل علىٰ محمد وعلى اٰل محمد كما صليت على ابراهيم وعلىٰ اٰل ابراهيم انک حميد مجيد وبارک على محمد وعلىٰ اٰل محمد كما باركت علىٰ ابراهيم وعلىٰ اٰل ابراهيم انک حميد مجيد وهى الموافقة لمافى الصحيحين (شامى كراچى ص ۱/۵۱۲، كتاب الصلوٰة، مطلب مهم فى عقد الاصابع عند التشهد)

[3] قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اولىٰ الناس بى يوم القيامة اكثرهم علىّ صلوٰة (مشكوٰة شريف، ص ۸۶/ باب الصلوٰة على النبىؐ وفضلها، مطبوعه اصح المطابع ديوبند)

ترجمہ: -حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔

درود شریف وعظ میں زور سے پڑھنا

سوال:۔ وعظ ونصیحت کی مجلس میں درود شریف بآواز بلند پڑھنا نیز آخر میں قیام کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف پڑھنا باعث برکت اور موجب ثواب ہے لیکن چلا کر پڑھنا اور شور مچانا منع ہے کیونکہ یہ دعا ہے[1] اور دعا میں اصل اخفاء ہے[2] ''درمختار'' میں ہے ''لحديث من ذكرت عنده فليحفظ وازعاج الاعضاء برفع الصوت جهل اھ قال فى الهندية رفع الصوت عندسماع القرآن والوعظ مكروه ومايفعله الذين يدعون الوجد والمحبة لااصل له ويمنع الصوفية من رفع الصوت وتخريق الثياب كذافى السراجية اھ (درمختار، ص ۵۴۱/ج ۱)[3]

قیام ایسے وقت بدعت ہے[4] لا اصل لهٗ. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبدللطیف

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۱۴/شوال ۵۶ھ

---

[1] والجملةصيغة خبر معناها الدعابالسلامة،الخ روح المعانی تحت قوله تعالىٰ، يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْاعَلَيْهِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِيْماً، ص ۸۰/ ج ۲۲/ سورۂ الاحزاب الآية ص ۵۶/

[2] قال الله تعالى ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاًوَّخُفْيَة، سورۂ الاعراف الآية ۵۵،

[3] الشامی نعمانیه ص ۳۴۹/ ج ۱/ وشامی زكريا ص ۲۳۲/ ج ۲/ باب صفة الصلوٰة، مطلب فى المواضع التى يكره فيها الصلوٰة، علىٰ النبى صلى الله عليه وسلم،

[4] هذا القيام بدعة لااصل لها الجنة لاهل السنة. ص ۲۲۳ .

درود شریف کیلئے مجلس منعقد کرنا

سوال:- ہفتہ واری یا ہفتہ میں دو یوم مجلس درود شریف قائم کرنا کیسا ہے؟ اور اس میں خود شریک ہوکر درود خوانی کرنا کیسا ہے، صاف الفاظ میں جواب سے مطلع کیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف اعلیٰ درجہ کی قربت اور بے شمار اجر وثواب کی چیز ہے[1] نیز امتی کے ذمہ حق لازم ہے[2] مگر اس کے لئے مستقلاً مجالس کا منعقد کرنا ثابت نہیں اپنے اپنے طور پر شب وروز میں جس سے جس قدر ہو سکے درود شریف کا ہدیہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا کرے، اور اس سعادت کو حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش میں لگا رہے، اس کیلئے مجلس منعقد کرنیکا ثبوت نہ حدیث شریف میں ہے، نہ آثار صحابہ میں ہے، نہ ائمہ اربعہ سے ثابت ہے، پس یہ کوئی شرعی چیز نہیں جس طرح ایک سیاسی جلوس اور جھنڈے مختلف پارٹیاں مختلف مواقع پر نکالتی ہیں، اسی طرح یہ جلوس اور جھنڈا بھی شروع کر دیا گیا،

---

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلّم مَنْ قَالَ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّداً مَاهُوَ اَهْلُهُ اَتْعَبَ سَبْعِيْنَ كَاتِباً اَلْفَ صَبَاحٍ. رواه الطبرانی فی الكبير والاوسط، الترغيب والترهيب ج۲/ص ۵۰۴،

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ''جزی اللہ عنا محمداً ما ھواہلہ'' پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہماری طرف سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ بدلہ دے جس کے وہ اہل ہیں۔ تو یہ ستر فرشتوں کو ایک ہزار یوم تک مشقت میں ڈالیگا (یعنی ستر فرشتے ایک ہزار یوم تک اس کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

[2] يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً والآية تدل على وجوب الصلوٰة والسلام فى الجملة ولوفى العمرمرة وبه قال ابو حنيفه ومالك رحمهما اللّٰه (تفسير مظهرى ص ۳۷۵/ ج۷/ سورۂ الاحزاب الآية ۵۶)

کتب حدیث وفقہ میں یہ کہیں نہیں اس کو ثواب اور قربت کی چیز سمجھنا غلط اور ممنوع ہے لکھنؤ میں روافض محرم کے موقع پر اپنا جلوس نکالتے تھے، جس میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پر سب وشتم وتبرا کرتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح کرنے پر فساد ہوتا تھا، ایک دفعہ ایک شخص نے آیت "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الخ"[1] پڑھ دی، جس پر زبردست ہنگامہ ہوا حتی کہ اس آیت پر تقریر کرنا ممنوع ہو گیا تھا، اس پر حضرت مولانا عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ نے قانونی چارہ جوئی کی جس کی وجہ سے انکو جیل بھی جانا پڑا ان کا کہنا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف قرآن پاک میں مذکور ہے اور وہ واجب الاحترام ہیں انکی تعریف تو جرم ہو جائے، اور ان کو گالیاں دینے کی عام اجازت ہو یہ کتنا بڑا ظلم ہے اللہ پاک نے مولاناؒ کو مقصد میں کامیابی دی اور محرم کے غالبًا پندرہ روز تک جلسہ کرنے جلوس نکالنے مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرنے کی اجازت ہوگئی ان کی اس جدوجہد کو مسئولہ جلوس اور جھنڈے سے کیا نسبت اور جہاں مدح صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت نہ ہو اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف گالیوں سے بھرے جلوس نہ نکلتے ہوں تو وہاں جلوس ممنوع ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

درود وذکر کے لئے دن، عدد متعین کرنا

سوال:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک بار اپنے بعض شاگردوں کو دیکھا کہ ذکر وعبادت کیلئے ایک جگہ مقرر کر کے جمع

[1] (سورہ الفتح الآیۃ ۲۹)
ترجمہ:- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو لوگ آپ کی صحبت پائے ہوئے ہیں، وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں، اور آپس میں مہربان ہیں۔

ہوئے ہیں تو غصہ میں فرمایا اور تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! کیا تم حضرت رسول مقبول ﷺ کے اصحاب سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہو، یا گمراہی کی طرف دوڑ رہے ہو؟

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں تو میں نے اس طرح کا ذکر نہیں دیکھا، پھر تم لوگ یہ نیا طریقہ نکال رہے ہو، اثر یہ ہوا کہ یہ سلسلہ رک گیا کیا آپکے اس ارشاد کو فتویٰ کی شکل دی جاسکتی ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو تحریر فرمائیں کہ درود شریف کے اجتماعی شکل میں دن مقرر کر کے پڑھا جانا اس تعریف میں آتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی بھی غیر ثابت تاریخ، دن ہفتہ، عدد وغیرہ کی تعیین اپنی طرف سے لازم کر دینا اور اس کو حکم شرعی قرار دینا اسی زد میں آجائیگا، دورد شریف کی کثرت جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں ثابت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/ ۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

ہر جمعرات کو محفل درود شریف اور شیرینی

سوال:- ہر جمعرات کو پابندی سے بعد نماز عشاء محفل درود شریف اعلان کر کے منعقد

۱؎ حدیث اَکْثِرُوْا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِی اللَّیْلَۃِ الزَّھْرَاءِ وَالْیَوْمِ الْاَغَرِّفَاِنَّ صَلَا تَکُمْ عَلَیَّ تُعْرَضُ الطَّبْرَانِی فِی الْاوسَطِ (الی قولہ) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّاب مَرْفُوْعاًبِہٖ بِزِیَادَۃِ فَادْعُوْلَکُمْ وَاسْتَغْفِرُوْا وَاللَّیْلَۃُ الزَّھْرَاء لَیْلَۃ الْجُمُعَۃ وَالْیَوْم الْاغریومھاالمقاصد الحسنۃ ص ۷۵-۷۶/ مطبوعہ بیروت، ابن ماجہ ص ۱۱۸/ کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم،

ترجمہ:-لیلۃ الزھراء اور یوم الاغر میں میرے اوپر درود شریف کی کثرت کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، لیلۃ الزہراء (روشن رات) سے مراد لیلۃ الجمعہ اور یوم الاغر (روشن دن) سے مراد یوم جمعہ ہے۔

کرنا اور بغیر کسی جبر کے دوایک حضرات بخوشی اپنی طرف سے شیرینی تقسیم کردیں، تو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ سب کیسا ہے؟ اگر مناسب ہو تو کوئی اور بہتر طریقہ عمل درود شریف کا تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ دن کی پابندی ہر جمعرات، وقت کی پابندی بعد نماز عشاء، تداعی (اعلان) کے ساتھ محفل منعقد کرنا سلف صالحین، صحابہ، تابعین، محدثین، فقہاء سے منقول نہیں ہے[۱] اپنی خوشی سے کوئی صاحب شیرینی اگر تقسیم کردیں گے تو اس سے جبر یہ شیرینی کی قباحت تو ختم ہو جائیگی، مگر دوسرے قبائح پھر بھی موجود ہیں۔

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شب جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے[۲] مگر اس کے لئے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں، جو شخص تنہا مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو درود شریف دل لگا کر اخلاص کے ساتھ یکسوئی کیساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے، شیرینی جب دل چاہے، بازار سے

---

[۱] عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ اَخْرَجَ جَمَاعَةً مِنَ الْمَسْجِدِ يُهَلِّلُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهْراً وَقَالَ لَهُمْ مَااَرَاكُمْ اِلَّامُبْتَدِعِيْنَ (الشامی نعمانیه ، ص ۲۵۵ / ج ۵ / کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع، مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَامَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مشکوٰة شریف ،ص ۲۷ / (مطبوعه یاسرندیم دیوبند)باب الاعتصام بالکتاب والسنة.

[۲] قال رسول اللّٰه ﷺ اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشهود، الحدیث ابن ماجه شریف ص ۱۱۹ / (مطبوعه رشیدیه دهلی) ابواب الجنائز، قبیل ابواب الصیام، الترغیب والترهیب للمنذری ص ۵۰۳ / ج ۲ / الترغیب فی اکثار الصلوٰة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ،

ترجمہ:- حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن میرے اوپر درود شریف کی کثرت کرو اس لئے کہ وہ میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے۔

خرید کر کھالیا کرے، غرباء اور دوستوں کو بھی جس قدر چاہے کھلایا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۲؍۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۲؍۹۱ھ

تراویح کے بعد مخصوص انبیاء پر مخصوص درود پڑھنا

سوال:- ہمارے یہاں یہ عادت چلی آرہی ہے کہ بعد نماز تراویح چند لوگ جس میں بچے بڑے شامل ہیں صلوٰۃ گاہ یعنی اذان دینے کے بعد منبر پر یا مسجد کے صحن میں قبلہ رو ہو کر چند مخصوص انبیاء کرام علیہم السلام پر بآواز بلند اپنی شہادت کی انگلیوں کو دونوں کانوں میں رکھ کر صلوٰۃ وسلام اس ترتیب سے یکے بعد دیگرے پڑھتے ہیں:۔

(۱) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت آدم صفی اللہ

(۲) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت نوح نجی اللہ

(۳) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت ابراہیم خلیل اللہ

(۴) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت اسماعیل ذبیح اللہ

(۵) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت موسیٰ کلیم اللہ

(۶) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت داؤد خلیفۃ اللہ

(۷) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت عیسیٰ روح اللہ

(۸) الصلوٰۃ والسلام علیک یا حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ

کیا اس کی سند کسی معتبر کتب حنفیہ یا ائمہ اربعہ میں آتی ہے؟ یا کوئی فقہی جزئیہ مباح یا جائز یا موجب خیر ہونے پر دلالت کرتا ہے، بحوالہ کتب مع عبارت درج فرمائیں۔

(۲) اس امر پر اصرار کرنے والوں نے اس کی سند میں کنز العمال جلد ششم، ص ۱۱۹/ کا حوالہ دیکر یہ تختی لکھ کر مسجد میں آویزاں کیا ہے، از راہِ مہربانی اس مضمون کو ملاحظہ فرما کر لفظ بہ لفظ اس کی تحقیق سے آگاہ فرمائیں، کہ کیا واقعی کنز العمال میں ایسی عبارت مندرج ہے، مضمون یہ ہے کہ ختم تراویح و وتر کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا موجب خیر ہے، اور کنز العمال جلد ششم، ص ۱۱۹/ میں ہے کہ انبیاء کا ذکر عبادت ہے بلکہ قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام پر ان ناموں کی صراحت کے ساتھ سلام کیا گیا ہے، اگر اس طرح تراویح اور وتر کے بعد ان پر سلام پڑھا جائے، تو منع کرنا درست نہیں ہے، انبیاء کرام کے نام اوپر درج کئے گئے ہیں، لہٰذا از روئے شرع شریف اس کے مباح ہونے پر دلیل یا غلط ہونے پر دلیل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں، نیز کنز العمال کی جلد ششم، ص ۱۱۹/ والی عبارت کی تحقیق فرمائیں کہ کیا ایسی عبارت کنز العمال میں موجود ہے؟ خدا تعالیٰ آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

انبیاء علیہم السلام پر خاص کر حضرت رسول مقبول ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا موجب قربت اور ان کا حق ہے،[۱] اس کے فضائل احادیث میں بکثرت موجود ہیں،[۲] لیکن سوال میں جو طریقہ لکھا ہے، یہ طریقہ نہ حدیث شریف سے ثابت ہے، نہ فقہ سے نہ سلف صالحین، نہ صحابہ

---

[۱] عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ اولی الناس بی یوم القیامة اکثرھم علی صلوٰۃ مشکوٰۃ، ص ۸۷/ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلها مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، ص ۲۵.

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریب قیامت کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہونگے۔

[۲] انظر للتفصیل مشکوٰۃ المصابیح ص ۸۶/ باب صلوٰۃ النبی ﷺ وفضلها ابو داؤد شریف ص ۱۴۰/ ج ۱/ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، ترمذی شریف ص ۶۴/ ۱، ابواب الوتر، باب ماجاء فی الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم.

کرام رضی اللہ عنہم سے اور نہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے، کنز العمال جلد ششم ص ۱۱۹ ر کی طرف اسکو منسوب کرنا غلط ہے اور بہتان ہے، وہاں بالکل یہ موجود نہیں، نہ تراویح کا ذکر ہے نہ صلوٰۃ گاہ یا صحن مسجد کا ذکر ہے، نہ کانوں میں انگلیاں دینے کا ذکر ہے، نہ جماعت بنا کر آواز بلند کرنے کا ذکر ہے، یہ سب جھوٹ ہے، غلط اور جھوٹ بات کسی کی طرف منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے[1] اور حدیث شریف کی طرف جھوٹ منسوب کرنیوالے کا ٹھکانہ جہنم ہے[2] اسلئے اس طریقہ کو بند کیا جائے، اور ایسی بے سند باتوں کا ہرگز اعتبار نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین

دارالعلوم دیوبند

نصف شعبان کو جمع ہوکر دعا درود وسلام پڑھنا

سوال:- شب برأت میں بعد نماز عشاء قرآن خوانی ہوتی ہے، اور شیرنی تقسیم ہوتی ہے، تقریر ہوتی ہے لوگ قبرستان جاتے ہیں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شب برأت میں نوافل پڑھنا تلاوت کرنا چپکے سے قبرستان جا کر اموات کیلئے دعاء

---

[1] الزواجر عن اقتراف الکبائر، ص ۱۵۵ – ۱۵۴ / ج ۲، ص ۴/۸۸۷، الکبیرۃ الاربعون بعد الاربعمائۃ الکذب الخ، مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ،

[2] مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص ۳۲ / کتاب العلم، بخاری شریف ص ۲۱ / ج ۱ / کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوداؤد شریف ص ۵۱۴ / ج ۲ / باب التشدید فی الکذب الخ.

مغفرت کرنا عمدہ بات اور مفید ہے کارثواب ہے[1] لیکن اس کے لئے اجتماع کرنا اوراس کو تقریب بنانا غلط ہے[2]۔ ۱۵/شعبان کو روزہ رکھنا بھی روایت میں ہے[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

درود کی عبارات میں نبی پاک ؐ کے بعد غوث پاک کا نام لکھنا

سوال:- (۱) درود شریف کے بعد زیرنظر طغریٰ میں علی سیدنا غوثنا غوث اعظم کا جو اضافہ کیا گیا ہے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اس کتبہ کے درود میں حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی کو بغیر القاب وآداب کے لکھا گیا ہے اور حضرت جیلانیؒ کے نام مبارک کو ''سیدنا الاعظم'' کے القاب سے ملقب کیا گیا ہے، ایک ہی کلمہ میں اس طرح کی تحریر حضور اکرم ﷺ کی شان میں سوءادبی متصور نہ ہوگی؟

---

[1] افضل ایام الزیارۃ اربعۃ یوم الاثنین والخمیس والجمعۃ والسبت الی قولہ وکذا فی اللیالی المتبرکۃ لاسیما لیلۃ براءۃ (عالمگیری ص ۳۵۰/ ج۵/ الباب السادس عشرفی زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر، مطبوعہ کوئٹہ)

[2] ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلۃ من ہذہ اللیالی فی المساجد وغیرہا لانہ لم یفعلہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولاصحابہ فانکرہ اکثر العلماء من اہل الحجاز (طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۳۲۶) مطبع مصر ،فصل فی تحیۃ المسجد وصلاۃ الضحی واحیاء اللیالی.

[3] عن علی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا الحدیث (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۱۵/ ج ۱) باب شہر قیام رمضان ،الفصل الثالث،ابن ماجہ ص ۹۹/ باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان.

ترجمہ:- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب نصف شعبان کی رات ہوتو رات میں قیام کرو اوراس کے دن میں روزہ رکھو۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) حضرت سید العالم نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ پر صلوٰۃ وسلام کے تابع قرار دیکر آل واصحاب، اہل بیت، وذریت، ازواج، اتباع پر بھی ہوجائے تو درست ہے مگر مخصوص طور پر کسی معین شخص کو ذکر کرنا خواہ وہ خلفائے راشدین یا بعد کے اولیاء اللہ میں سے کوئی ہو موہم ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے ہمپایہ ہیں، اس لئے ایسے ایہام سے بچنا چاہئے[۱] خاص کر حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے متعلق عوام کے خیالات حد سے متجاوز ہیں اسی کا یہ اثر بھی ہے۔[۲]

(۲) یہ صورت بھی محل اعتراض اور موہم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

درود لکھی وغیرہ کی تعریف

سوال:- نورنامہ، عہد نامہ، دعاء گنج العرش، درود تاج، درود لکھی، کی اصلیت کیا ہے، ان کی تعریفات درست ہیں، یا مبالغہ، دوسرے ان کا ثبوت رسول پاک ﷺ سے ہے یا لوگوں نے خود تالیف کیا ہے، ان کے پڑھنے کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

---

[۱] یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَقُوْلُوْ رَاعِنَا، قال القرطبی تحت هذه الآیة فیها دلیلان احدهما علی تجنب الالفاظ المحتملة التی فیها التعریض للتنقیص والغض، احکام القرآن للقرطبی ص۵۶ / ج۱ / سورۂ بقرہ آیت: ۱۰۴، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

[۲] ولکن للعلماء تفصیلا فی ذلک وهو انها ان کانت علی سبیل التبع کقولک ﷺ علی النبی واٰله فلاکلام فیها، واما اذاأفرد غیره من اهل البیت بالصلاة کما یفرد هو فمکروه لان ذلک صار شعاراً لذکر رسول الله ﷺ ولانه یؤدی الیٰ الاتهام بالرفض (تفسیر کشاف، مطبوعه دارالفکر، ص ۲۷۳ / ج۳ / تحت قوله تعالیٰ "وان اللّٰه وملائکته یصلون علی النبی الخ. سورۂ احزاب پارہ ۲۲" شامی کراچی ص۷۵۳ / ج۶ / کتاب الخنثیٰ مسائل شتی.

الجواب حامداً ومصلیاً

انکی کوئی سند صحیح ثابت نہیں، جو تعریفیں لکھیں ہیں بے اصل ہیں[1]، بجائے انکے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، درود شریف، کلمہ شریف، استغفار پڑھا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ایک درود شریف

سوال:۔" اللّٰهم صل على سيدنا محمد مادامت الصلوٰة وصل على سيدنا محمد مادامت الرحمة وصل على سيدنا محمد مادامت البركات وصل علىٰ روح محمد فى الارواح وصل علىٰ صورة محمدفى الصور وصل علىٰ اسم محمد فى الاسماء وصل على نفس محمد فى الرياض وصل علىٰ جسدٍ محمدفى الاجساد وصل علىٰ تربة محمدفى القلوب وصلى اللّٰه تعالىٰ علىٰ خير خلقهٖ سيدنا محمد واٰلهٖ واصحابهٖ وازواجهٖ وذرياتهٖ واهل بيتهٖ و احبابهٖ اجمعين ،برحمتك ياارحم الراحمين" ایک عہد نامہ میں لکھا ہے، اس کی فضیلت بہت لکھی ہے، یہ درود شریف درست ہے یا نہیں؟ اس کو پڑھنا کیسا ہے؟ جواب سے واضح طور پر مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فی نفسہ اس درود شریف کا پڑھنا بھی درست ہے، اس کے اکثر کلمات الحزب الاعظم[2]

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۸ / ج ۲ / مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، ملاحظہ ہو بہشتی زیور ص ۵۲ / ج ۱۰ / مطبوعہ ادارۂ تھانوی دیوبند،

[2] الحزب الاعظم ص ۱۸۰ / مطبوعہ کراچی.

میں ملا علی قاریؒ نے تحریر کئے ہیں، مگر جو فضائل کثیرہ عہد نامہ میں درج ہیں وہ قابل وثوق نہیں، افضل درود شریف وہ ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ نے تلقین فرمایا ہے، جس کو نماز میں پڑھا جاتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۸۸ھ

ایک مخصوص من گھڑت درود

سوال:- ہمارے علاقہ میں ایک درود پڑھتے ہیں، **صلّ علیٰ نبینا صلّ علیٰ محمد،** دم، بدم پڑھو درود، حضرت بھی ہیں یہاں موجود پڑھو **صلّ علیٰ محمد** الخ، یہ درود کسی حدیث سے ثابت ہے یا من گھڑت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اسطرح کسی حدیث سے ثابت نہیں، یہ عقیدہ کہ حضرت بھی یہاں موجود ہیں صحیح نہیں[2]۔

---

[1] والمختار فی صفتها (الصلاة) مافی الکفایة والقنیة والمجتبیٰ قال سئل محمد عن الصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اللّٰهم صلی علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کماصلیت علی ابراهیم وعلیٰ اٰل ابراهیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلیٰ اٰل ابراهیم انک حمید مجید. (شامی زکریا، ج۲/ص ۲۲۲/کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب مهم فی عقد الاصابع عند التشهد)

[2] ملاحسین خباز رحمة الله علیه مفتاح القلوب میں فرماتے هیں" واز کلمات کفر است نداکردن اموات غائبات رابگمان آنکه حاضر اند مثل یا رسول اللّٰه یاعبدالقادر ومانند آن انتهی" (الجنة لاهل السنة، ص ۳۱، مطبوعه دهلی)

ترجمہ :- کلمات کفر میں سے ہے مردہ کو ندا کرنا اس گمان سے کہ وہ حاضر ہیں جیسے یا رسول اللہ یا عبدالقادر اور اس کے مثل۔

اس سے توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

درود تاج

سوال: - درود تاج کا پڑھنا کیسا ہے کیونکہ اس میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض وغیرہ کے الفاظ ہیں، اس درود کی فضیلت بہت زیادہ لکھی ہے، اس درود کی ترتیب کب اور کس نے کی، اور چیچک وغیرہ میں عام طور سے گیارہ دفعہ پڑھ کر دم کرتے ہیں، حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں، فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم میں اس حدیث کو پڑھنا شرک وبدعت قرار دیا ہے، کہاں تک درست ہے، عوام کو دفع مرض ووظیفہ کے طور پر پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اس کو پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے یا ثواب ملتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابتداءً معلوم نہیں کس نے ایجاد کیا ہے، جو فضائل عوام جہال بیان کرتے ہیں وہ محض لغو اور غلط ہیں، احادیث میں جو درود وارد ہیں وہ یقیناً درود تاج سے افضل ہیں[1]، نیز اس میں بعض الفاظ شرکیہ ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہئے۔ فتاوی رشیدیہ[2] میں اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] انظر المشکوۃ المصابیح ص: ۸۶/ باب صلوۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وفضلھا، مطبوعہ دیوبند.

[2] فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۹/ تالیفات رشیدیہ، مطبوعہ لاہور، تذکرۃ الرشید ص ۲۸۰/ ج ۲، مطبوعہ اشاعۃ الاسلام سہارنپور،

اذان اور خطبہ کے درمیان ان اللہ وملائکتہ الخ پڑھنا

سوال:- قدیم زمانہ کے رواج کے مطابق جمعہ کے روز خطبے سے پہلے اِنَّ اللّٰہ وَ مَلائِکَتَہُ الخ پڑھا جاتا ہے، جس کو آج کل کے علماء دین اس طرح خطبے سے پہلے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں، اس لئے حدیث کی روشنی میں فتویٰ دیجئے کہ خطبے سے پہلے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلائِکَتَہُ الخ پڑھنا امام شافعیؒ کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟ تا کہ اس بدعت سے بچ سکیں اور صحیح دین کے راستہ پر چل سکیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان ثانی کے بعد اِنّ اللّٰہَ وَمَلائِکَتَہُ الخ پڑھنے کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث شریف میں ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، اس لئے یہ نئی چیز ہے، دین میں پسندیدہ طریقہ وہ ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ، متبوعین سے منقول وماخوذ ہے، جو چیز ایسی نہ ہو وہ اگر چہ دیکھنے میں کتنی ہی اچھی معلوم ہوتی ہو مگر شرعاً پسندیدہ اور قابل اتباع نہیں بلکہ قابل ترک ہے[1]۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباریؒ[2] شرح بخاری شریف میں امام زہریؒ کی روایت نقل کی ہے کہ جب امام خطبہ کے لئے نکلے تو صلوٰۃ وکلام سب موقوف کردیں[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ مشکوٰۃ ص:۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الاوّل . (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] فتح الباری، ج۳/ص۷۴/باب اذا رأی الامام رجلاً جاء وهو یخطب، مکتبه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

منبر پر آکر سلام کرنا اور ان اللّٰہ وملئکتہ پڑھنا

سوال:- ایک شخص جب بھی کھڑا ہوتا ہے تو پہلے مجمع کے لوگوں کو سلام کرتا ہے (السلام علیکم) پھر نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی کے بعد "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" پڑھتا ہے، تو یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ مع حوالہ جواب تحریر فرما کر فقہ کی عبارت لکھتے وقت اعراب صاف طور پر لگائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ التزام حدیث وفقہ سے ثابت نہیں اس لئے قابل ترک ہے [۱]۔

کتب فقہ کی عبارت نقل کرنے کے لئے جب اعراب لگانے کی ضرورت ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقل کرنا بلاضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۶/۳/۹۱ھ

کتاب صلوٰۃ وسلام کے ثبوت کا تجزیہ

سوال:- کتاب "صلاۃ وسلام کا ثبوت" کا اس مقام میں سلسلہ اشاعت بڑھتا ہی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَاصَلٰوۃَ وَلَاکَلَامَ لَمْ اَجِدْہُ وَقَدْ قَالَ البیھقی رفعہ وھم وانما ھو من کلام الزھری (الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، ص ۱۷۱/ج ۱/باب صلوٰۃ الجمعۃ) مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

نوٹ:- یہ حدیث ہے یا امام زہری کا قول اس موضوع پر حضرت سید مفتی مہدی حسن صاحب کا رسالہ التحقیق التام فی حدیث اذا خرج الامام فلاصلوٰۃ ولاکلام۔ ملاحظہ ہو اس میں ثابت کیا ہے کہ اذا خرج الخ متعدد صحابہؓ سے مرفوعاً مروی ہے، امام زہری یا کسی صحابی کا مقولہ نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ، مشکوٰۃ شریف ص ۲۷/ج ۱، الفصل الاول، باب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ، مکتبہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند،

جارہا ہے جس سے اہل بدعت کو کچھ نہ کچھ ترقی ہی ہوتی جارہی ہے، بایں وجہ اگر حضرت اقدس اس کتاب کا جواب عنایت فرمادیں تو اس کو یہاں اشاعت کیلئے کوشش کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کتاب ''صلوٰۃ وسلام کا ثبوت'' پہنچی ماشاء اللہ عقل وفہم سے مالا مال ہے، مسئلہ تو یہ تھا کہ نماز کے بعد جماعت بنا کر ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے ہے یا نہیں اور صحابۂ کرامؓ ائمہ مجتہدین، محدثین عظام اولیاء ذوی الاحترام سے منقول ہے یا نہیں ،مصنف دام فضلہ نے اس کے لئے کوئی عبارت نہیں پیش کی ہے، غیر متعلق مسائل کیلئے عبارت جمع کردی ہیں، لیکن جو دکھتی رگ تھی اس کیلئے ایک عبارت بھی نہیں پیش کرسکے، بے سروسامانی کے عالم میں مجبوراً لکھنا پڑا، اللہ اکبر آج مسلمان کہنے والوں کا یہ عالم کہ چند مسلمان بعد نماز فجر صلوۃ وسلام کہنے کو اپنا شعار بنالیں تو اس پر شور برپا کیا جائے کیا ایمان والے ایسا کرسکتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ص۲۳ر۔

مصنف کا یہ آخری حربہ ہے نفس صلوٰۃ وسلام کے متعلق کس مسلمان کو انکار ہے اس کی فضیلت اور اس کے ثبوت کا کوئی منکر نہیں دیکھو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف! کس شان کے ساتھ فضائل درود شریف کو بیان فرمایا ہے، اور کتنی آیات وروایات کو جمع کردیا ہے، دیدہ ودل اس سے روشن ہوجاتے ہیں، نیز حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی شیخ الحدیث کی تصنیف نیز علامہ سخاوی امام نووی ملاعلی قاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، اب انہیں چیزوں کو نقل کرکے لکھنا مصنف علام کے لئے مفید نہیں جب تک نقلی ثبوت پیش نہ کریں، شعار تو وہ ہے جس کو شریعت نے شعار قرار دیا ہو جبکہ اصل مسئلہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں موجود ہے تو اس کے متعلق ازخود کسی خاص چیز کو شعار بنانے کا حق کہاں ہے، حضرت سید الاولین والآخرین امام الانبیاء

والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ساتھ کیا صحابۂ کرام ﷺ ائمہ مجتہدین محدثین عظام اولیا ذوی الاحترام کو قلبی محبت نہیں تھی، کیا وہ عشق میں سرشار نہیں تھے، وہ تو ایسے سرشار تھے کہ اپنی زندگی کا ایک ایک گوشہ سنت سے معمور کیا اور چار دانگ عالم میں سنت کی اشاعت کی، اس کی خاطر دنیوی ناموس پرلات ماردی مال خرچ کئے، خاندان سے بے تعلق ہونے کی نوبت آئی، وطن چھوڑنا پڑا کہ ان کی پوری زندگی سنت کے مطابق ہوجائے، مگر انہوں نے یہ صورت اختیار نہیں فرمائی جس کو مصنف علام شعار بنارہے ہیں، اور شعار بنانے کی دعوت دے رہے ہیں، غیر شعار کو شعار بنانا کس دلیل سے ثابت ہے، ساری کتاب اس سے خالی ہے، اس ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ بآواز بلند پڑھنے سے دوسروں کی نماز وغیرہ میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ خود مصنف کو معلوم ہے فقہی مسئلہ مسلم ہے کہ کوئی اپنے کام میں مشغول ہو، مثلاً قرآن کریم کی تلاوت نماز وغیرہ میں تو وہاں باآواز بلند قرآن کریم پڑھنا منع ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری[1]، شامی[2] وغیرہ میں موجود ہے، تو صلوٰۃ وسلام بآواز بلند پڑھنے کی کہاں اجازت ہوگی، نیز روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر جو کچھ صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے، اس کو بنفس نفیس حضرت نبی اکرم ﷺ سنتے ہیں، اور جو دور سے پڑھا جائے وہ بواسطہ ملائکہ خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، جیسا کہ سنن بیہقی کی روایت[3] میں صاف موجود ہے جس کو کسی نے اردو میں بھی نظم کیا ہے۔

---

[1] لایقرأ جهراعند المشتغلین بالاعمال الخ عالمگیری ص ۳۱۶/ ج۵/ (مطبوعه کوئٹه) کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح الخ،

[2] شامی زکریا ص ۹/۵۷۰، وکراچی ص۶/۳۹۸، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع،

[3] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـه صلّی اللّٰه علیه وسلّم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَقَبْرِیْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیاً اُبْلِغْتُهُ رواه البیهقی فی شعب الایمان مشکوٰة شریف ،ص۸۷/ (مطبوعه یاسرندیم دیوبند) کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الفصل الثالث. (ترجمہ گزر چکا ہے)

ذات اقدس پر جہاں سے جو بھی پڑھتا ہے سلام
لا کر کے پہنچاتے ہیں خدمت میں ملائک من وعن
سامنے آ کر پڑھے جو اس کو وہ سنتے ہیں خود
ہے یہ ثابت اس پہ شاہد ہیں روایات سنن

مزید تفصیل کے لئے گلدستۂ سلام[1]، فضائل درود شریف[2] وغیرہ ملاحظہ ہوں، فضائل درود شریف کو جس قدر بھی طبع کرا کے شائع کیا جائے بہت مفید ہے کسی مزید تصنیف کی حاجت نہیں، آپ کی اس کتاب کی تردید کیلئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں اصل مسئلہ کے لئے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی، بلکہ سلف صالحین کے خلاف خود شعار بنانے کی رائے دی گئی ہے، جو خود اس کے محدث اور بدعت ہونے کی دلیل ہے، صحیحین کی روایت میں "مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هَذَامَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. متفق عليه، مشكوٰة المصابيح(ص ۲۷/ج ۱)[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۱۴۰۱ھ

---

[1] گلدستۂ سلام ملاحظہ هو مصنفه فقيه الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوهی قدس سرهٗ

[2] فضائل درود شريف، مصنف حضرت شيخ الحديث مولانا زكريا صاحب كاندهلویؒ.

[3] (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الاول،

ترجمہ:- جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم

فاتحہ مروجہ

سوال:- کھانے کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا فرض، واجب، سنت، مستحب میں سے کیا ہے، کیا بغیر سامنے رکھے ثواب نہ پہنچے گا، کھانے کا ثواب غریبوں کو کھلانے سے پہلے میت کو پہنچانے سے پہنچے گا یا نہیں؟ بغیر فاتحہ پڑھے کھانا غریبوں کو کھلا کر میت کو ثواب بخشنے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میت کو ثواب ہر نیکی کا پہنچایا جا سکتا ہے، کھانا، کپڑا، غلہ، نقد جو بھی غریب محتاج کو دیدیا جائے اور میت کو ثواب پہنچانے کی نیت کر لی جائے اس سے ثواب پہنچ جاتا ہے، اسی طرح قرآن کریم، نوافل، تسبیح پڑھ کر بھی ثواب پہنچ جاتا ہے، زبان سے بھی کہدے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچادے، روزہ اور حج کا ثواب بھی پہنچایا جا سکتا ہے، اس کیلئے دلائل شرعیہ موجود ہیں ''ہدایہ[1] ''میں اور دیگر کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے ''الاصل ان کل من اتی

[1] ھدایہ ص ۲۹۶/ ج ۱/ باب الحج عن الغیر، مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند،

بعبادة له جعل ثوابها لغيره الخ درمختار، ای سواء كانت صلوٰة او صوماً و صدقة اوقراءة او ذكراً اوطوافاً اوحجاً اوعمرة اوغير ذٰلک، ردالمحتار،[۱] ص۲۳۶/ج۲/۔ لیکن کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہنچتا یہ غلط ہے، کسی دلیل سے ثابت نہیں، اس سے پرہیز لازم ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کا ثبوت نہیں

سوال:-کیا حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امام حسن حسینؓ، حضرات تابعین، حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت غوثِ پاک، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے کھانے کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھ کر بخشا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اکابر تو متبع شریعت اور پابند سنت تھے یہ بے دلیل اور غلط طریقہ کیسے اختیار کر سکتے ہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانیہ ص۲/۲۳۶، شامی زکریا ص۴/۱۰، باب الحج عن الغیر، مطلب فی اهداء ثواب الاعمال للغیر، زیلعی ص۲/۸۳، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ ملتان.

[۲] تعین فاتحہ برشیرینی وغیرہ ازطعام دریں شبہا ازاحادیث وروایات کتب معتبرہ ثابت نشدہ مائة مسائل ص۱۰۸/ **ترجمہ**:-ان راتوں میں شیرینی اور کھانے وغیرہ پر فاتحہ کو متعین طور پر پڑھنا احادیث اور کتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں۔

[۳] تعین فاتحہ برشیرینی وغیرہ ازطعام دریں شبہا ازاحادیث وروایات کتب معتبرہ ثابت نشدہ مائة مسائل ص۱۰۸، **ترجمہ**:-ان راتوں میں شیرینی اور کھانے وغیرہ پر فاتحہ کو متعین طور پر پڑھنا احادیث اور کتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں۔

شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ

سوال:-ہمارے گاؤں میں ایک صاحب ہر سال تعزیہ نکالتے تھے، اب انہوں نے یہ سلسلہ بند کردیا ہے، اب وہ شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ کرتے ہیں، اور مساکین کو کھانا اور کپڑا تقسیم کرتے ہیں، کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تعزیہ کا بند کردینا تو بہت ضروری تھا، سو بند کردیا "**فالحمد للّٰہ علی ذٰلک**" شہدائے کربلا یا دیگر اکابر واقرباء کیلئے ایصال ثواب کرنا بغیر کسی ثابت شدہ پابندی وتقیید کے درست اور باعث اجر ہے[1]، مگر اس قسم کے امور جہاں تک ہوسکے مخفی طور پر کئے جائیں، جن میں شہرت اور نمود نہ ہو، اگر ناموری کیلئے کئے جائیں گے تو اجر ضائع ہوجائے گا، ریاکاری کا وبال مستقل ہوگا، جوکہ سخت ترین معصیت ہے، جو فاتحہ کا طریقہ آج کل رائج ہے، کہ کھانا سامنے رکھ کر مخصوص آیات اور سورتیں پڑھتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہنچتا (خواہ عملاً ہی سہی) بالکل غلط ہے[2]، تاریخ یا دن کی تعیین وتقیید بھی اس کام کے لئے شرعاً ثابت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقۃ او غیرھا الخ، البحر الرائق ص ۵۹/ ج۳/ باب الحج عن الغیر، زیلعی ص ۸۳/ ج۲/ باب الحج عن الغیر، مکتبہ امدادیہ ملتان،

[2] حوالہ نمبر: ۱/

دفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ

سوال:- میت کے دفن کے بعد اعزہ وغیرہ کا میت کے گھر پہنچ کر کھڑے ہوکر ہاتھ باندھ کر کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور دوسروں کو بھی ہاتھ باندھنے پر مجبور کرنا اور جو نہ شریک ہو اس کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالکل بے اصل[1] اور خلاف سنت ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے، اس میں شریک نہ ہونے والے کو برا کہنا معصیت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قل پنچایت اور فاتحہ

سوال:- فاتحہ دینی درست ہے تو کس طرح؟ اور اس طریقہ پر فاتحہ دینی کیسی ہے کہ ایک شخص کے سامنے کھانا ایک رکابی میں اور پانی گلاس وغیرہ میں رکھنا اور ہاتھ اٹھا کر درود شریف وسورۂ فاتحہ وسورۂ اخلاص پڑھ کر اس کھانے کو بچوں کو کھلاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب معتبرہ بیان کیجئے، اور قل پنچایت اور ختم وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ شرعاً بے اصل، بدعت، ناجائز اور قابل ترک ہے ثواب پہچانے کا شریعت

---

[1] اس کا ثبوت کچھ نہیں (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۹۳/ ج ۳/، ویکرہ اتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقرآن للختم او القراءة سورة الانعام والاخلاص الخ بزازیہ ص ۸۱/ ج ۴/ مکتبہ کوئٹہ پاکستان، باب فی الجنائز.

کے موافق طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھ کر روزہ رکھ کر کسی غریب کو کھانا کپڑا وغیرہ کوئی چیز دے کر دعا کرے کہ اے اللہ اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے، اگر تمام مسلمانوں کی نیت کرے تو اور زیادہ اچھا ہے۔

"ولهذا اختاروا)ای الشافعية فی الدعاء اللهم اوصل مثل ثواب ماقراء ته ای فلان اما عندنا ای الحنفية فالواصل اليه نفس الثواب وفی البحر من صام اوصلّٰی اوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عنداهل السنة والجماعة كذافی البدائع. شامی، ج ا/ص ۹۴۳/[۱] وعن المحيط الا فضل لمن يتصدق نفلاً ان ينوی لجميع المومنين والمؤمنات لانها تصل اليهم لاينقص من اجره شئیاھ ردالمحتار، ج ۲/ص ۱۰۸/[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۶۰ھ

فاتحہ خوانی

سوال:- میں فاتحہ کا قائل ہوں میرے ایک عزیز جو تبلیغی جماعت کے کارکن ہیں انہوں نے مجھ سے رشتہ توڑنے کا ذکر کیا کہتے ہیں کہ تم بدعتی ہو وغیرہ کیا ان عقائد کے ماننے والوں کو دین سے خارج مانیں گے اور ان سے رشتہ توڑ لیں گے، کیا وہ مسلمان نہیں؟

---

[۱] شامی زکریا ص ۱۵۲/۳، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ للمیت واهداء ثوابها له.

[۲] شامی زکریا ج۳/ص ۱۵۱/ باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ للمیت واهداء ثوابها له، زیلعی ص ۸۳/ ج ۲/ باب الحج عن الغیر، مطبوعه ملتان، البحر الرائق ص ۵۹/ ج۳/ مطبوعه کراچی،

الجواب حامداً ومصلیاً

محض ایصال ثواب کرنا بزرگان دین کو اور اپنے اعزہ واقرباء نیز عامۂ مومنین کو خواہ قرآن کریم، نفل، تسبیح پڑھ کر ہو یا صدقہ، کھانا، کپڑا، غلہ، نقد وغیرہ دیکر ہو یا کسی بھی مشروع طریقہ پر ہو درست اور مفید ہے[۱] ہرگز بدعت نہیں، البتہ کھانا سامنے رکھ کر محض سورتوں اور آیتوں کو پڑھنا ثابت نہیں، اور یہ عقیدہ رکھنا یا عمل والتزام کرنا کہ اسی طرح ثواب پہنچتا ہے غلط عقیدہ اور غلط عمل ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

بزرگانِ دین کی اور دیگر قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے، اس سے موت یاد آتی ہے، اور دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے[۲] مگر وہاں کوئی غلط کام نہ کیا جائے، مثلاً قبروں کو سجدہ کرنا یا طواف کرنا یا منت مانگنا اس کی اجازت نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] للانسان ان یجعل ثواب علمه لغیر اصلاة اوصوماً اوصدقة اوغیرها کذافی الهدایة. (شامی ص۲۴۳/ ج۲/ باب صلاة الجنائز)

[۲] فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ. رواه مسلم (مشکوٰة شریف ص ۱۵۴) یعنی وذکر الموت یزهد فی الدنیا ویرغب فی العقبی (مرقاة، ص ۴۵/ج۲/)زیارة قبور الصالحین محبوبة لاجل التبرک مع الاعتبار (المدخل ص۲۵۵/ج۱/ راجع البحر ص۲۰۶/ج۸/ والشامی ص ۲۴۲/ج۲/)

[۳] وہرکہ از مسلمانان جاہل با اہل قبور ایں چیز ہا آرد فی الفور کافر میگردد و از مسلمانی بری آید، جو شخص جاہل مسلمانوں میں سے اہل قبور کے ساتھ یہ چیز کرتا ہے فی الفور کافر ہو جاتا ہے، اور مسلمانی سے نکل جاتا ہے۔(فتاویٰ عزیزیه ص ۴۵/ ج۱) یعنی سجده وطواف وذبح وغیره)

تشہد میں بوقت سلام حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنا، اور چندہ کرکے نیاز وفاتحہ کرانے کا حکم

سوال:-التحیات میں سلام کے وقت یہ خیال کرنا کہ رسول اللہ ﷺ حاضر اور ناظر ہیں اور سلام سن رہے ہیں۔

(۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی یا ولی کے نام سے چندہ کرکے نماز فاتحہ کرائی جائے، اور اللہ تعالیٰ کا نام شامل نہ کیا جائے، تو اس جنس کا کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب

از دارالافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد

مفتیان کرام نے تصریح فرمائی کہ التحیات مبارکہ بقصد انشاء پڑھے اخبار کے ارادے سے نہیں، درمختار ۳۴۲/۲ میں ہے،" **بالفاظ التشهد الانشاء لاالاخبار**" (ملخصاً) مراقی الفلاح مصری، ص ۲۲۱/ میں ہے۔

"**يقصد المصلى انشاء هذه الالفاظ مرادة لهٔ قاصدًا معناها الموضوعة لهٔ من عنده كانه يحى الله تعالىٰ سبحانه ويسلم علىٰ النبى صلّى الله عليه وسلم**"(ملخصاً) اور حضرات عرفاء محدثین نے کتنے پیارے کلمات لکھے جن سے اہل ایمان کے ذوق عرفان میں نکھار پیدا ہوا اور مخالفین کے حلقوم پر نشتر چلے حضرت امام غزالیؒ احیاء العلوم[1] میں تحریر فرماتے ہیں "**واحضر فى قلبك النبى** ﷺ **وشخصه الكريم**"، حضرت شیخ محدث دہلویؒ مکتوبات[2]

[1] احياء العلوم ص ۱/۱۵۱، مكتبه مصر، فى اسرار الصلوٰة بيان الدواء النافع فى حضور القلب،
[2] مكتوبات شيخ علىٰ اخبار الاخيار ص ۳۲۲/ مطبوعه رحيميه ديوبند، تحصيل البركات ببيان معنى التحيات.

میں تحریر فرماتے ہیں ''وبعضے عرفاء از ارباب تحقیق گفتہ اند کہ آنحضرت ﷺ باعتبار سریان حقیقت وی صلی اللہ علیہ وسلم درذرایر موجوادت واحاطہ ذات بابرکات وی بسائر ممکنات درذات مصلی حاضر وشاہد است ودرود بصیغہ خطاب درحقیقت بملاحظہ آن حضور وشہود است صلی اللہ علیک یارسول اللہ عبارت مذکورہ مسئلہ حاضر وناظر پر مصرح ہے۔

(۲) بلاشبہ کھانا محبوب ومندوب بہت خوب ہے کہ ان پر آیات قرآنیہ پڑھ کر بارگاہ اہل اللہ میں نذر عقیدت پیش کرنا اس کو تبرک بنادیتا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں ''طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت مابین نمایند وبرآں فاتحہ وقل ودرود خواندن تبرک می شود خوردن بسیار خوب است''۔

الجواب وبیده الحق والصواب

از دارالعلوم دیوبند

التحیات میں لفظ السلام پر پہنچ کر صرف نقل واخبار پر کفایت نہ کرے بلکہ بقصد انشاء ان کلمات کو ادا کریں[۱] جب کوئی شخص کسی اپنے محترم مکرم شیخ استاذ، والد وغیرہ کو خط لکھتا ہے یا اپنے عزیز مرید شاگرد بیٹے وغیرہ کو خط لکھتا ہے اور اس میں صیغۂ خطاب استعمال کرتا ہے وہاں مقصود نقل واخبار نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مکتوب الیہ کی صورت کو ذہن میں حاضر کر کے وہی محاورات استعمال کرتا ہے، جو اس کے سامنے کرتا اور جانتا ہے، کہ یہ خط وہاں پہنچے گا، یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ مکتوب الیہ ہر جگہ ہر وقت حاضر اور ناظر ہے، حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کو اللہ عزوجل نے اپنی ذات وصفات سے متعلق شان نبوت کے لائق اتنا علم عطا فرمایا ہے کہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام وملائکہ عظام کا مجموعی علم ایک قطرہ

---

[۱] فیقصد المصلی انشاء هذه الالفاظ مرادةله قاصداً معناها الموضوعة له. مراقی الفلاح، ص ۴۴ /مصری) قبیل باب الامامة.

کے برابر ہے، ناپیدا کنار سمندر کے مقابلہ میں، اورخدائے قادر مطلق علیم وخبیر کے علم کے مقابلہ میں سب کے علوم کو وہ نسبت نہیں جو سمندر اور قطرہ میں ہوتی ہے، متناہی اور غیر متناہی کے درمیان کیا نسبت[۱] جو شخص اللہ پاک اور حضور اکرم ﷺ کا علم برابر مانے ملا علی قاریؒ نے اس کی تکفیر کی ہے، ہر جگہ پر حاضر وناظر ہونا کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں، مسئلہ عقیدہ دلیل قطعی سے ثابت ہوتا ہے، پھر اگر کوئی خبر واحد یا کسی بزرگ کا مقولہ بظاہر دلیل قطعی کے خلاف معلوم ہوتا ہے تو حسن ظن کے تحت اس کے ایسے معنی کئے جائیں گے، جو دلیل قطعی کے خلاف نہ ہوں، نہ یہ کہ اسکو اصل دلیل قرار دیکر دلیل قطعی کو ترک کر دیا جائے، ایسا کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں **عالم الغیب والشهادة** اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اس میں اسکا کوئی شریک نہیں علم الغیب پر مستقل رسائل تصنیف کئے گئے ہیں، مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی حضور اکرم ﷺ کو عالم الغیب کہنے کی اجازت نہیں دی بلکہ منع کیا ہے، جیسا کہ صمصام میں تصریح ہے۔

ملفوظات[۲] میں بھی یہ بحث موجود ہے، خدائے پاک نے حکم فرمایا" **قُلْ لَااَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعَلَمُ الْغَیْبَ الآیة**[۳] **قُلْ مَاکُنْتُ بِدْعًامِنَ الرسلِ وَمَااَدْرِیْ مَایَفْعَلُ**

---

۱ **فَجَاءَ عَصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلیٰ حَرْفِ السَّفِیْنَةِ فَنَقَرَنَقْرَةً اَوْنَقْرَتَیْنِ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ الْخِضْرُ یَامُوْسیٰ مَانَقَصَ عِلْمِی وَعِلْمُکَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالیٰ اِلَّاکَنَقْرَةِ هٰذَ الْعُصْفُوْرِ فِی الْبَحْرِ**، الحدیث ،بخاری شریف ،ص ۲۳ / ج ۱ (مکتبہ اشرفی دیوبند) رقم الحدیث ،ص ۱۲۲ / باب العلم، باب مایستحب للعالم اذاسئل ای الناس اعلم فیکل العلم الیٰ اللّٰه.

ترجمہ :- اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی پھر اس نے سمندر میں ایک یا دو چونچیں ماریں حضرت خضرؑ نے فرمایا اے موسیٰ نہیں کم کیا میرے علم اور تمہارے علم نے اللہ کے علم سے مگر جتنا کہ اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے۔

۲ ملفوظات ص ۲۲ / ج ۱ / (مطبوعہ نورانی کانپور)

۳ سورۂ الانعام آیت: ۵۰ . **ترجمہ**:- آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔ (از بیان القرآن)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Muraovija Fatiha Khawani & Khatm

بِیْ وَلَابِکُمْ الآیۃ[1] وَعِنْدَہٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ لَایَعْلَمُھَا اِلَّاھُوَ الایۃ[2]

"قُلْ لَایَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّااللّٰہُ الآیۃ"[3] عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الایۃ،[4] غیب کی باتوں کا جس قدر علم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا عطا ہوگیا یہ بات نہیں ہے کہ غیب کی بات پر جب چاہیں مطلع ہوجائیں، " ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ماعلمھم اللّٰہ تعالیٰ احیاناً. ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الااللّٰہ ،کذافی المسامرۃ،شرح فقہ اکبر. ص ۱۸۵/.[5]

"ومن اعتقد تسویۃ علم اللّٰہ ورسولہ یکفر اجماعا، ملاعلی قاری فی الموضوعات"، ص۱۶۲[6] ملفوظ حصہ اول میں حضرات اکابر دیوبند کی طرف غلط باتیں حسب

---

[1] سورہ احقاف آیت: ۹.
ترجمہ:- آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں، اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا، اور نہ تمہارے ساتھ الخ۔(از بیان القرآن)

[2] سورہ الانعام رقم الایۃ ص ۵۹.
ترجمہ:- اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام اشیاء کے انکو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے الخ۔(ز بیان القرآن)

[3] سورۃ النمل آیت ۶۵.
ترجمہ:- آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔(از بیان القرآن)

[4] سورۃ الانعام آیت ۷۳/
ترجمہ:- اور جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا۔(از بیان القرآن)

[5] شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵/ (مطبوعہ مجتبائی دھلی) باب الانبیاء لایعلمون الغیب.

[6] موضوعات کبیر لملاعلی قاری، ص ۹۹/ (مکتبہ مجتبائی دھلی) فصل ومنھا مخالفۃ الحدیث لصریح القرآن .

عادت منسوب کرنے کے بعد خاں صاحب نے جو کچھ اپنا مسلک لکھا ہے وہ یہ ہے برابری تو در کنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم وحی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو سمندر سے ہے، کہ نسبت متناہی کی متناہی سے ہے، اور وہ غیر متناہی ہے، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے، ملفوظ[1] حصہ اول، ص ۱۳۱/ج ۲/ اس مقصد کیلئے چندہ مانگنا اور سوال کرنا غلط طریقہ ہے،[2] حق تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے حسب توفیق غربا کو اللہ کیلئے دیکر ثواب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اقدس کو پہنچادینا درست ہے، قرآن کریم جس قدر پڑھ کر ثواب پہنچایا جائے وہ بھی درست ہے نوافل پڑھ کر نیز دیگر حسنات کر کے بھی ثواب پہنچایا جاسکتا ہے، جیسا کہ ہدایہ[3] وغیرہ میں ہے کھانے کی اشیا سامنے رکھ کر مخصوص آیات پڑھ کر مروجہ فاتحہ ثابت نہیں اور اس کو ضروری سمجھنا اعتقادی مفسدہ ہے[1]، غیر اللہ کے نام پر دینا ہرگز درست نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے تفسیر فتح العزیز[2] اس کی پرزور تردید فرمائی ہے، اور اکلیل[3] میں بہت عبارت اس مسئلہ کے لئے جمع کی ہیں، اور اس کو بالکل ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۹/۳۰/ ۹۷ھ

۱؎ ملفوظات، ص ۳۵/ (مکتبہ نورانی کانپور)

۲؎ وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَان. سورہ المائدہ آیت: ۲. **ترجمہ**:- گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ (بیان القرآن)

۳؎ الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ اوصوماً اوصدقۃ اوغیرھا عند اھل السنۃ والجماعۃ الخ، ھدایۃ ص ۲۹۶/ج ۱/ (مطبوعہ یاسر ندیم) کتاب الحج، اوّل باب الحج عن الغیر شامی ص ۱۵۱/ ج ۳/ (مطبوعہ زکریا دیوبند) باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ للمیت الخ.

نیاز فاتحہ کا کھانا مردہ کو پہنچتا ہے کیا؟

سوال:- نیاز فاتحہ کی شرطیں کیا ہیں؟ کیا فاتحہ کی ہوئی مٹھائی یا مرغ مسلم مردہ تک پہنچتا ہے کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی بھی نیک کام کر کے بغیر کسی ایسی پابندی کے جس کا شرعاً ثبوت نہ ہو ثواب پہنچا دینا درست ہے، شرعی طریقہ پر صدقہ کرنے سے جو ثواب حاصل ہو وہ مردہ کو پہنچتا ہے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کے بعد دعائے ثانیہ وثالثہ وفاتحہ مروّجہ

سوال:- ہمارے یہاں شافعی مسلک لوگ رہتے ہیں اور وہ ہر فرض نماز کے بعد تین

---

[۱] مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَاهٰذَامَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ مشکوٰة شریف ، ص۲۷/ج ۱/. (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب الاعتصام بالکتاب والسنة.

[۲] تفسیر فتح العزیز اردو ،ص ۳۳۰/ج ۱/ سورة البقره تحت آیة وماأهل به لغیرالله (مطبوعه رحیمیه دیوبند)

[۳] وکنہ این مسئلہ آن است کہ جان رابرائے غیر جان نیاز کردن درست نیست، وماکولات ومشروبات ودیگر اموال رانیز اگرچہ از راہ تقرب لغیر اللہ دادن دام وشرک است (الاکلیل علی مدارک التنزیل ج ۲/ص ۸۶/ مطبوعه اکلیل المطابع رسٹرا بلیا)

[۴] من صام أوصلی اوتصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموت والأحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة .شامی کراچی ،ص ۲۴۳/ج ۲/باب صلوٰة الجنازة مطلب فی القرأة للمیت واهداء ثوابها له،

تین دعائیں مانگتے ہیں، اوراس کو نماز ہی شمار کرتے ہیں گویا کہ جب تک وہ تین دعائیں ختم نہ ہو جائیں، نماز ہی پوری نہیں ہوتی، ان لوگوں نے دعاؤں کو فرض کا درجہ دے رکھا ہے۔

(۱) دعا امام سلام پھیر کر کعبہ کی طرف منہ کر کے ہی بآواز بلند اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ، پڑھتا ہے، امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے تسبیح پڑھتا ہے، پھر دعائیں پڑھتا ہے، اور تمام مقتدی آمین کہتے ہیں، اور ایک دعا (فاتحہ وغیرہ) اور وہ یہاں مروج ہے اس کے بعد نمازی اپنی جگہ سے اٹھتے ہیں، لہٰذا آپ حضرات سے عرض یہ ہے کہ کیا کسی حدیث میں تین تین دعائیں مانگنی ثابت ہیں یا نہیں؟

جواب مفصل لکھیں اور حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں، نیز ان دعاؤں کے پڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

(۲) ہمارے یہاں فاتحہ پڑھنے کا طریقہ یہ رائج ہے ہر ہر محفل میں کوئی کھانے کی چیز سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اور پھر وہ چیز لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہے، اور فاتحہ پڑھنے والوں میں اکثر قاضی یا امام ہوتے ہیں، بآواز بلند الفاتحہ کہتے ہیں اس کے بعد اور لوگ سورہ فاتحہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقْ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے ہیں، اس کے بعد فاتحہ پڑھنے والا یہ پڑھتا ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمًا" اس کے بعد " اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ " اس کے بعد "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً" اس کے بعد " سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" یہ سب چیزیں فاتحہ پڑھنے والا ہاتھ اٹھا کر پڑھتا ہے، اور جس قدر لوگ شامل ہوتے ہیں، وہ سب کے سب بھی ہاتھ اٹھائے آمین آمین کہتے رہتے ہیں، ایک صاحب اس طرح فاتحہ پڑھنے کو

بدعت قرار دیتے ہیں، براہ کرم از روئے شریعت اس طرح فاتحہ پڑھنا درست ہے کہ نہیں؟ جواب حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں، اور ان آیات کے معنی اور مطلب اور شان نزول بھی تحریر فرمائیں، عین کرم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ حدیث شریف سے ثابت نہیں اور اس کی اتنی پابندی کرنا (جیسا کہ سوالوں میں درج ہے) زبردست غلطی ہے جو چیز شریعت نے نماز نہیں بنائی، اس کو نماز سمجھنا یا اس کے ساتھ نماز جیسا معاملہ کرنا اعتقادی وعملی غلطی ہے جو لوگ اس کے پابند ہیں وہ غلطی پر ہیں[۱] اپنی طرف سے ثواب چاہے قرآن، نماز، تسبیح پڑھ کر ہو یا غریبوں کو صدقہ دیکر یا روزہ رکھ کر ہو غرض کوئی بھی نیک کام ہو درست اور مفید ہے اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے[۲] لیکن سوال میں جو طریقہ درج ہے، یہ حدیث شریف سے ثابت نہیں نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت نہ محدثین وفقہا سے ثابت ہے اس کو ختم کر کے سنت کے موافق طریقہ اختیار کیا جائے جس پر شرعاً ثواب ثابت نہ ہو چاہے اصل عمل ہو یا عمل کا طریقہ ہو یا عمل کی قید ہو وہ بدعت ہے، حدیث شریف میں آیا ہے ''مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ''[۳] (متفق علیه مشکوٰۃ شریف، ص۲۷/ج۱)

---

[۱] ان من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر. مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص۱۵/ج۲/باب الدعاء فی التشهد. (مطبوعه ممبئی) سعایه ص۲۶۵/ج۲/باب الصلوۃ، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] للانسان أن یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوما او صدقة اوغیرها شامی نعمانیه، البحر الرائق ص۵۹/ج۳/باب الحج عن الغیر، مطبوعه کراچی ص۶۰۵/ج۱/مطلب فی القراءۃ للمیت واهداء ثوابها له. شامی کراچی، ص۲۴۳/ج۲.

[۳] مشکوۃ شریف ص۲۷/۱، باب الاعتصام، الفصل الاول، مکتبه یاسر ندیم دیوبند.

جوآیات (خاص) آپ نے لکھی ہیں ان کو فاتحہ یا ایصال ثواب کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں ان کا ترجمہ شان نزول مطلب تفسیر بیان القرآن میں دیکھ لیں یہاں فاتحہ کیلئے ان کا کوئی ربط یا ثبوت ہوتا تو یہاں لکھ دیا جاتا اگر کوئی ان آیات سے فاتحہ مروجہ کا استدلال کرتا ہے تو وہ استدلال کا طریقہ معلوم ہونا چاہئے تاکہ اس کا جواب دیا جاسکے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۳/۹۱ھ

ختم کے بعد کھانا

سوال:-اکثر لوگ عورتوں اور مردوں کو جمع کرکے ایک ایک پارہ قرآن مجید کا ہر شخص کو دیکر پڑھواتے ہیں، یا یتیم خانہ کے بچوں کو بلا کر قرآن شریف پڑھوا کر اپنے مرحوم رشتہ داروں کو ثواب پہنچاتے ہیں، ایسا کرنا گناہ تو نہیں ہے؟ یہ بدعت ہے یا نہیں؟ واضح رہے پڑھوانے کے بعد بچوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم پڑھ کر ثواب پہنچانا مفید ہے[1] ہرگز گناہ نہیں، لیکن اس کے لئے یہ صورت اختیار کرنا کہ مجمع اکٹھا کیا جائے، اور پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جائے، یہ ثابت نہیں یہ کھانا پڑھنے اور ختم کرنے کی اجرت کے درجہ میں آتا ہے، جوکہ شرعاً منع ہے، فتاویٰ بزازیہ،[2] ردالمحتار[3] وغیرہ

---

[1] للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اهل السنة والجماعة صلاة کان او صوماً او حجاً او صدقةً او قراء ة القرآن الخ، طحطاوی المراقی ص ۵۱۴/ فصل فی زیارة القبور، مصری، البحرالرائق ص ۵۹/ ج۳/ باب الحج عن الغیر، مطبوعہ کوئٹہ، زیلعی ص ۸۳/ ج۲/ باب ایضاً مطبوعہ ملتان، ھدایہ ص ۲۹۶/ ج۱/ مطبوعہ دیوبند.

[2] ویکرہ اتخاذ الدعوة بقراء ة القرآن .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے، اس کو اُجرت کے تحت پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا، بلکہ گناہ ہوتا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ختم قرآن پر دعوت

سوال:- میرے بچہ نے قرآن شریف حفظ کرلیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ ایک ترغیبی جلسہ کر کے شیرینی تقسیم کردوں کیا ایسا کرنے سے کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم اللہ پاک کی بہت بڑی دولت ہے، اس کا حفظ کر لینا بہت بڑی دولت ہے، اگر شکرانہ کے طور پر احباب ومتعارفین کو مدعو کیا جائے، اور غرباء واحباب کو کھانا کھلایا جائے تو یہ اس نعمت کی قدردانی ہے، ممنوع نہیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک دوسروں کو بھی حفظ کا شوق عطا فرمائے اور یہ اجتماع ترغیب وتبلیغ میں معین ہوجائے، حضرت عمر[1] فاروق رضی اللہ عنہ نے جب سورہ بقرہ یاد کی تھی تو ایک اونٹ ذبح کر کے احباب وغرباء کو کھلایا تھا، اس لئے سلف

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......وجمع الصلحاء والقراء ة للختم اوالقراء ة اوالاخلاص فالحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراء ة القرآن لاجل الا كل يكره (فتاوی بزازيه على هامش الهنديه، ص ۸۱/ ج ۴/) فى الجنائز.

۳ الشامى نعمانيه ص ۲۰۳/ ج ۱/ مطلب فى كراهة الضيافة من اهل الميت. طحطاوى على مراقى ص ۵۱۰/ مصرى.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۱ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمَ عُمَرُ البَقَرَةَ فِي اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا خَتَمَهَا نَحَرَ جُزُوْرًا تفسير درمنثور، ص ۵۴/ ج ۱. تحت فضائل سورة البقرة، مكتبه دار الفكر، اوجز المسالك ج ۴/ ص ۱۳۶/ مكتبه درالفكر،

صالحین میں اس کی اصل اور نظیر موجود ہے[۱]لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے، ریا اور فخر کے لئے جو کام کیا جائے، وہ مقبول نہیں، اور نیت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے[۲]مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر اس نے رسم کی صورت اختیار کر لی تو اور پریشانی ہوگی، اس لئے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخفی طور پر غرباء کو ان کی ضرورت کی اشیاء دیدی جائیں اور بچہ نے جہاں ختم کیا ہے، وہاں پڑھنے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کو شیرینی وغیرہ دیدی جائے، اور مدرسہ کی امداد کردی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۸۹ھ

ختم قرآن وختم بخاری پر اجرت میں فرق

سوال: -(۱) المنہاج الوہاج ص ۲۴۵/ میں ہے "**واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراءة للختم اولقراءة سورة الانعام اوالاخلاص فالحاصل ان اتخاذ الطعام عندقراءة القرآن لاجل الاكل يكره**"(بزازیہ)

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی، اور بزازیہ کی رائے کلی یا جزئی ہے کیونکہ ختم قرآن وبخاری علیٰ وجہ اللہ تعالیٰ جب بالا جارہ جائز ہے، تو ضیافت مکروہ کیوں ہو، نیز

---

[۱] اوجز المسالک ص ۱۳۶/ ج۴/ (مکتبہ دارالفکر) ماجاء فی القرآن قبیل ماجاء فی سجود القرآن (تفسیر عزیزی ص ۸۶، مطبوعہ بمبئی) تحت سورۂ بقرہ قبیل خواص سورۃ بقرہ برائے دفع چیچک.

نیز حافظ ابن حجرؒ کے متعلق شاہ عبدالعزیز رقمطراز ہیں بعد از تمام آن (یعنی فتح الباری شرح بخاری) شادی کرد وقریب بہ پانصددینار درولیمہ آن صرف نمود، بستان المحدثین ص ۱۱۵،

[۲] عن ابی سعید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مَنْ يُسَمَّعُ يُسمّع اللّٰه بِهٖ ومن يرائی يرائی اللّٰه بهٖ ابن ماجه شريف ص ۳۱۰/ باب الرياء والسمعه كتاب الزهد.

وہ ضیافت جس میں ختم کرنے والے اصلاً اوراقارب وپڑوسی تبعاً مدعو یا برعکس ہوتو وہ مکروہ ہوگی یانہیں؟

(۲) بیوی کو دردزہ میں مبتلا دیکھ کرشوہر یادیگر رشتہ دار نے کہا کہ اگراللہ میاں اس مصیبت سے نجات دے توختم قرآن کراؤنگا، یایوں کہا کہ اس مصیبت میں اللہ کے واسطے کچھ کرانا چاہئے، اس پرکسی نے کہاختم یونس پڑھالو، اس پرسب راضی ہوگئے، اتنے میں بچہ پیدا ہوگیا، اب مذکورہ دونوں صورتوں میں ایفاء واجب ہے یانہیں، اگر واجب ہوتو اجرت لے کر پڑھنے والے پڑھ سکتے ہیں، یانہیں؟

(۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۱۵۸/میں ہے "**یدعوابالعربیہ، ویحرم بغیرھا لانھا تنافی جلال اللّٰہ تعالیٰ**" دعا بغیرعربی کی حرمت صرف نماز میں ہے، یاخارج نماز بھی تساوی علت سے شبہ ہوتا ہے، کہ خارج نماز بھی حرام ہو، نیز" ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں بحوالہ شامی خارج نماز دعا بغیرعربی مکروہ لکھنے سے اوربھی شبہ ہوا کہ کہیں شامی کا منشاء کراہت تحریمی نہ ہو، بہرحال دعا کے بارے میں باوجود استطاعت علی العربی ہونے کے دوسری زبان استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱)ختم بخاری شریف بطورعلاج اوررقیہ کے ہے جس پراجرت لینا درست ہے[۱] اورختم قرآن ایصال ثواب کے لئے ہے، اورجب اجرت مقصود ہوتو تلاوت محضہ پرثواب نہیں ملتا، یہ فارق ہے، تفصیل" شامی کتاب الاجارہ[۲]، نیزشرح عقودرسم المفتی میں ہے[۳]"

[۱] **ما استدل بہ بعض المحشّین علی الجواز بحدیث البخاری فی اللدیغ فھو خطأ لأن المتقدمین المانعین الاستئجار مطلقاً جوزوا الرقیۃ بالاجرۃ ولو بالقرآن کما ذکرہ الطحاوی لانھا لیست عبادۃً محضۃ بل من التداوی ،شامی زکریا ۷۸/ ج۹/ کتاب الاجارۃ ،باب الاجارۃ الفاسدۃ،مطلب تحریر مھم فی عدم جواز الاستئجار الخ.** (باقی حواشی اگلےصفحہ پر)

(۲) نذر ایسی چیز کی صحیح ہوتی ہے، جوعبادت مقصودہ اور جنس واجب سے ہو چنانچہ قرآن کریم بھی ایسی ہی عبادت ہے، نماز میں اس کا پڑھنا ضروری ہے، فقہاء نے اعتکاف کی نذر کو صحیح تسلیم کیا ہے، جس کی حقیقت لبث فی المسجد برائے عبادت ہے، اوراس کا ماً خذ یہ تجویز کیا ہے، کہ نماز میں قعدہ ضروری ہے جو کہ سنت ہے، اسی طرح اگر کہا جائے کہ نماز میں قراءت فرض ہے " لقوله تعالیٰ فاقرء وا ماتیسر من القرآن[۱]، تو قرأت قرآن کی نذر بھی صحیح ہوگئی،"واعلم بانهم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلثة ،كون المنذور ليس بمعصية وكونه من جنسهٖ واجب وكون الواجب مقصوداً لنفسه الیٰ قوله واما الاعتكاف وهو اللبث فی مكان من جنسهٖ واجب وهو القعدة الاخيرة فی الصلوٰة" ص۲۹۴ /ج۲ /کتاب الصوم[۲] جتنا قرآن نذر ماننے والا خود پڑھ سکے خود ہی پڑھے کسی کو اسے

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۲] قال تاج الشريعة فی شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لالـلـميت ولاللقارى وقال العينی فی شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والآ خذو المعطى آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراء ة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامر بالقراء ة واعطاء الثواب للامر والقراء ة لاجل المال فاذالم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولولا الاجرة ماقرأ احدلاحد فی هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً وَوسيلة الى جمع الدنيا .انالله وانااليه راجعون (الشامی نعمانيه ص۳۵ /ج۵/ باب الاجارة الفاسدة) شامی زكريا ،ص۷۷/ج۹/ مطلب تحرير مهم فی عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ .

[۳] شرح عقودرسم المفتی ص۳۸/ ومن ذلک مسئلة الاستئجارعلى تلاوة القرآن ،مطبوعه سعيديه سهارنپور،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] سورۂ مزمل آیت: ۲۰،

ترجمه:-سوتم لوگوں سے جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔(از بیان القرآن)

[۲] البحرالرائق ،ص۲۹۴/ ج۲/ كتاب الصوم فصل عقد لبيان مايوجبه العبد على نفسه. مطبوعه كوئٹه.

اجرت دیکرنہ پڑھوائے، جیسے کوئی شخص بڑی رقم صدقہ کرنے کی نذر مان لے جو کہ ان کے پاس موجود نہ ہو، تو وہ دوسرے سے رقم لے کر صدقہ کرنے کا ذمہ دار نہیں، بلکہ جتنی رقم اس کے پاس ہو، اسکو صدقہ کردے، اگر دوسرے کے مال کو صدقہ کرنے کی نذر کرتا ہے، تو وہ نذر منعقد نہیں ہوتی، غیر سے اجرت پر قرآن ختم کرانا بھی معصیت ہے، اس سے پورا پرہیز کیا جائے، "فی الخلاصة لو التزم بالنذر اكثر مما يملكه لزمه مايملكه هو المختار كما اذاقال ان فعلت كذافالف درهم من مالی صدقة ففعل وهولا يملك الامائة لايلزمه الاالمائة الیٰ قوله لوقال لله علی ان اهدی هذه الشاةوهی ملک الغيرلايصح النذر البحر، ص ۲۹۶ / ج۴ / كتاب الايمان"[1]

(۳) نماز کے قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد سلام سے پہلے دعا کو مراقی الفلاح میں سنت لکھا ہے، اس کے ذیل میں شرح کرتے ہوئے، علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:۔

"ويدعوا بالعربيه ويحرم بغير ها لانها تنافی جلال الله تعالیٰ "اس حرمت کا محل تو اندرون صلوٰۃ ہی ہے، چندسطر بعد میں لکھا ہے " ولايجوزان يدعوا فی صلاته بمايشبه كلام الناس مراقی الفلاح ولذاقالو ينبغی له فی الصلوٰة ان يدعوابدعاء محفوظ لابما يحضره ولانه انما يجری علی لسانه مايشبه كلام الناس فتفسد صلوته وامافی غير الصلوٰة فبالعكس فلايستظهر له دعاء لان حفظ الدعاء يمنع الرقة اھ بحر"[2]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعا کا حکم خارج نماز اور داخل نماز یکساں نہیں ہے بلکہ الگ الگ

---

[1] البحر الرائق کوئٹہ، ص ۲۹۶ / ج۴ / قبیل باب اليمين فی الدخول والخروج ،الخ.

[2] طحطاوی مع المراقی ص ۲۲۱، ۲۲۰ / مطبوعه مصری، باب شروط الصلوٰة فصل فی سنن الصلوٰة. البحرالرائق ص: ۳۳۲ / ج: ۱ / فصل اذااراداالدخول فی الصلوٰة كبرالخ. مطبوعه كوئٹہ،

ہے، علامہ شامی نے اس موقعہ پر بحث کر کے لکھا ہے "وظاهر التعليل ان الدعاء بغير العربية خلاف الاولیٰ وان الكراهة فيه تنزيهة الیٰ قوله ولا يبعد ان يكون الدعاء بالفارسية مكروهاً تحريماً فی الصلوٰة وتنزيها خارجها، فليتأمل وليراجع" ردالمحتار، ص ۳۵۰/ ج ۱ [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ختم خواجگان کی تاثیر

سوال:- عرض یہ کہ آج سے تین سال قبل ۶۳ء میں گپتی کے تہوار پر شہر مالیگاؤں میں فساد ہو گیا تھا، جس میں مسلمانوں کو کافی نقصان اٹھانے پڑے تھے، ان کے علاوہ مسلمانوں ہی کو طرح طرح سے پریشان اور خوف زدہ بنا دیا گیا تھا اسی بے کسی سے متاثر ہو کر کچھ لوگوں نے بعد نماز مغرب مسجد میں آیت کریمہ کا دور شروع کر دیا تا کہ اس کی برکت سے شہر کے مسلمانوں کو اس آفت سے نجات ملے بعد نماز مغرب مسجد میں ختم خواجگان کے وظیفہ کا سلسلہ جاری کر دیا، جو آج تک جاری ہے، الحمد للہ ابتک دوسرا کوئی سانحہ دوبارہ نہیں ہوا، چونکہ اس عقیدے کے ماتحت یہ سلسلہ جاری کیا گیا تھا، اب یہ عقیدہ زیادہ پختہ ہو گیا ہے، کہ ختم خواجگان کی برکت سے مسلمان شہر آج تک محفوظ ہیں، اب یہ حلقہ روز بروز زیادہ وسیع ہوتا جا رہا ہے، اب کچھ مصلیان شہر اس عمل پر معترض ہیں انکا کہنا ہے کہ مذکورہ عقیدہ کے ساتھ بلا ناغہ حلقہ باندھ کر اس اہتمام اور انصرام کے ساتھ جیسا کہ سنت مؤکدہ یا واجب اعمال کو کیا جاتا ہے، قطعی اسلام کے منافی ہے، بلکہ اس عمل کو بدعت فی الدین قرار دیتے ہیں، ختم خواجگان کے اختتام کے وظیفہ خواں

---

[۱] شامی زکریا ص ۲۳۴/ ج ۲/ باب صفة الصلوٰة مطلب فی الدعاء بغیر العربية.

حضرات پانی پر دم کیا کرتے ہیں، جسے بعض حضرات اس تصور کے ساتھ اپنے گھر لیجاتے ہیں، کہ اس کے استعمال سے مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے، اور دیگر امراض سے حفاظت ہوتی ہے، اس تصور کو بھی لغو اور بیکار کہا جاتا ہے، اس میں اختلاف پیدا ہوا اب آپ کے فیصلہ پر اتفاق کا وعدہ ہے۔

(۱) شریعت اسلامی میں ختم خواجگان کی کیا نوعیت واصلیت ہے۔

(۲) ازروئے قرآن وحدیث وفقہ اس کا صحیح اور جائز طریقہ کار کیا ہے۔

(۳) ختم خواجگان سے متعلق مذکورہ عقائد وتصورات رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ختم خواجگان میں خلاف شرع کوئی چیز نہیں جیسا کہ ضیاء القلوب میں مذکور ہے[۱]، جو کچھ پڑھا جاتا ہے، اس کا بابرکت اور ثواب ہونا یقینی ہے جیسے سونے سے پہلے معوذتین وغیرہ پڑھ کر دم کرنا اور ہاتھ کا جسم پر ملنا احادیث سے ثابت ہے[۱] اس قسم کا یہ بھی عمل ہے جو کہ اکابر کے تجربہ میں آیا ہوا ہے، اس لئے وقت ضرورت بطور علاج اس پر عمل کرنا درست ہے، مگر اس کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے، اگر یہ عمل ایسی صورت اختیار کرلے تو اس کا ترک کرنا لازم ہوگا۔

---

[۱] عن عائشةؓ أن النبی ﷺ كَانَ اِذَا اَوَىٰ اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَااسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ. الحديث مشكوٰة شريف، ص ۱۸۶. كتاب فضائل القرآن الفصل الاول. (مكتبه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ ہر رات جب بستر پر تشریف لاتے دونوں ہاتھ جمع فرماتے "قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرتے ہیں پھر ان کو تمام جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے۔

اور اسی کے ساتھ اس کالحاظ بھی ضروری ہے کہ اس میں ایسا اہتمام والتزام نہ کیا جاوے کہ لوگوں کو بلا بلا کر اس میں شریک کیا جاوے اور جو نہ شریک ہو اس پر لعن طعن کیا جائے، یا حقارت و برائی کی نگاہ سے دیکھا جائے، اگر ایسا کیا جائے گا تو بدعت اور ناجائز ہو جائے گا، بلکہ لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے، جس کا جی چاہے شریک ہو جس کا جی چاہے، نہ شریک ہو[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۶/۸/۲۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۶/۸/۲۱ھ

ختم خواجگان پر دوام برائے حصول مقصد

سوال:-ایک جامع مسجد کے متعلق چند کوٹھریاں ہیں، اور اسکے متعلق ایک مدرسہ بھی ہے، اس مدرسہ اور کوٹھریوں میں عرصہ سے ایک غیر مسلم سے مقدمہ چل رہا تھا، مسلمان مناسب پیروی نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ہار گئے، اور مدرسہ اور کوٹھریاں منہدم کر دی گئیں، اب پھر اپیل کی گئی ہے، اب مقدمہ میں کامیابی کے لئے ایک مسجد میں روزانہ دعا ختم خواجگان بلا ناغہ پڑھی جارہی ہے، کچھ لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ اس اہتمام کے ساتھ بلا ناغہ کوئی دعا پڑھنا درست نہیں، کبھی کبھی ناغہ بھی کر دینا چاہئے، لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر واقعی اس میں کوئی قباحت ہے تو آگاہ فرمائیے اور کوئی مناسب طریقہ بتلائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ختم خواجگاں اور اور اس کے بعد دعا ایسا ہے جیسے کہ بیمار کے لئے دوا، جب تک

[1] امدادالفتاویٰ ص ۳۲۴/ ج۵/ رسالہ القول الاحکم فی تحقیق التزام مالایلزم (مطبوعہ ادارۂ تالیفات اولیاء دیوبند)

بیماری ہے اس کے دفعیہ کے لئے دوا استعمال کی جاتی ہے، لیکن بیماری طویل ہونے کی وجہ سے دوا بھی بہت دیر تک چلتی ہے، پس جس مقصد کے لئے یہ ختم کیا جاتا ہے، اس مقصد کے حاصل ہونے پر یا اس مقصد کو ترک کردینے یا اس سے مایوس ہوجانے پر اس کو ترک کردیا جائے، نیز اس پر جبر نہ کیا جائے، کہ لوگ اس کو تعبدی اور دائمی امر سمجھنے لگیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۷؍۸۹ھ

مخصوص طور پر ختم اور مسجد میں کھانا کھلانا اور چھینا جھپٹی

سوال:- یہاں پر آستانہ بھنڈارہ کے نام سے رسماً صدقہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور بصورت آٹا، چاول، یا نقد جمع کرکے کھانا پکایا جاتا ہے، پھر ختم شیخ جیلانیؒ، ختم خواجگاں، ختم سلطان العارفین وغیرہ ہوتا ہے، صرف خانہ پُری کے لئے آیت قرآنی کی تلاوت بھی ہوتی ہے، پھر حضرت فلاں فلاں المدد وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں، علاوہ اس کے بہ لحن وصوت درود شریف ومناقب اولیاء کی یاددہانی کی جاتی ہے، صاحب وجاہت لوگ کھانا تقسیم کرتے ہیں، پہلے مجلس پڑھنے والوں کو کھلاتے ہیں، پھر عوام الناس کو مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں، دوران تقسیم خاصی گالی گلوچ، چھینا جھپٹی ہوتی ہے، عرض یہ ہے کہ یہ بھنڈارہ کرنا کیسا ہے؟ ازروئے شرع اس قسم کے صدقات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ ائمہ مساجد کا اس میں شرکت کرنا اور پھر امامت کے فرائض ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

---

[1] ان من اصر علی امر مندوب، وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال، فکیف بمن اصر علی بدعة ومنکر، طیبی شرح مشکوٰة ص ۲/۴۴۶، باب الدعاء فی التشهد، کتاب الصلوٰة، مطبوعه زکریادیوبند، السعایه ص ۲/۲۶۵، باب صفة الصلوٰة قبیل فصل فی القراء ة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، سباحة الفکر ص ۲۷/ مطبوعه لکهنؤ،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ صورت اور تقریب قرآن کریم وحدیث شریف، آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، فقہ ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں، حسن تدبیر نرمی وشفقت سے اس کو روکا جائے[1] احترام قبرستان کے بھی یہ خلاف ہے، احترام مسجد کے بھی خلاف ہے، احترام ائمہ کے بھی خلاف ہے، جبراً چندہ لینا بھی ظلم ہے، اس کا کھانا بھی حلال نہیں "لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مسلم اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْہُ"[2] (الحدیث)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ختم شریف کا چندہ

سوال:-ختم شریف کی خوشی میں اللہ نام کا پیسہ اکٹھا کر کے مٹھائی چالیس کلو بنوانا، اور اس میں روشنی کرنا، سجانا، خاص کر غیر مسلم کو دعوت دینا کیا یہ سب ہمارے مذہب میں جائز ہے یا صرف مٹھائی بانٹنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ختم قرآن شریف پر مٹھائی کے لئے چندہ کرنے میں عامۃً حدود کی رعایت نہیں کی

---

[1] وامره ان يدعوا الى دين اللّٰه وشرعه بتلطف ولين دون مخاشنة وتعنيف احكام القرآن للقرطبي ص ۱۸۲ / ج۵/ دار الفكر تحت آيت ادع الى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة آيت ۱۲۵ / سورۂ نحل.

[2] مشكوٰة شريف ،ص ۲۵۵ / باب الغصب، الفصل الثانی، مطبوعه ديوبند،

ترجمه:-کسی مسلمان کا مال اس کے دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

لاَیَجُوْزُ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَخْذُ مَالِ اَحَدٍ بِغَیْرِ سَبَبٍ شَرْعِیٍّ. البحر الرائق ، ص ۴۱/ج۵/ كتاب الحدود فصل فی التعزير. (مكتبه الماجديه كوئٹه)

جاتی، اس کو لازم سمجھا جاتا ہے، چندہ لینے میں زور ڈالا جاتا ہے، عار دلائی جاتی ہے، کہ فلاں نے کم دیا، تفاخر کیا جاتا ہے، بعض آدمی مجبوراً قرض لیکر دیتے ہیں، ان خرابیوں کی وجہ سے اس کو منع کیا جاتا ہے[1]، روشنی اور سجاوٹ اسراف تک کی جاتی ہے[2]، اس کی اجازت نہیں، ختم کو خاندانی شادی کی تقریب قرار دیکر اس میں مدعو کرنا خاص کر غیر مسلم کو ہرگز نہیں چاہئے[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۲۴/ ۹۰ھ

اولیاء اللہ کے لئے مسجد میں ختم پڑھنا

سوال:-مسجد میں اولیاء اللہ کے لئے ختم پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو ختم بزرگوں سے ثابت ہے، اس کو پڑھنا یا ختم پڑھ کر بزرگوں کو ثواب پہنچانا درست ہے، لیکن کسی کو اس پر مجبور نہ کیا جاوے، جس کا دل چاہے شریک ہو جس کا دل نہ چاہے نہ

---

[1] عَنْ اَبِی حُرَّةَ الرَّقَاشِی عَنْ عَمِّه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ اَلَالَا تَظْلِمُوْا الاَ لَايَحِلُّ مَالُ اِمْرَئٍ اَلَابطِيْبِ نَفْسٍ منه (رواه البيهقى فى شعب الايمان (مشكوٰة شريف، ص ۲۵۵/باب الغصب الفصل الثانى. امدادالفتاوىٰ ،ص ۲۸۹/ ج۵/

ترجمہ:-رسول اللہ نے ارشاد فرمایا خبردار کسی پر ظلم نہ کرو، اور کسی شخص کا مال اسکے دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

[2] ولاتسرفوا انه لايحب المسرفين، سورۂ الاعراف آیت ۳۱/.

[3] بلا کسی حاجت کے غیر مسلم کی دعوت کرنا درست نہیں البتہ کوئی حاجت ہو یا وہ رشتہ دار ہو تو دعوت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ولا بأس بضيافة الذمى وان لم يكن بينهما ال معرفة كذا فى الملتقط، وفى التفاريق لا بأس بان يضيف كافرا لقرابة او لحاجة كذا فى التمر تاشى (فتاوى هنديه ص ۵/۳۷۵، الباب الرابع عشر فى اهل الذمة، كتاب الكراهية، مطبوعه كوئٹه)

شریک ہو، نیز اپنی طرف سے کوئی چیز ایسی نہ ملائی جائے جو ثابت نہ ہو[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

روضۂ اقدس ﷺ اور مزارات صحابہ رضی اللہ عنہم پر قرآن خوانی

سوال: - کیا حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزاروں پر بھی قرآن خوانی ہوتی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ ہندوستان میں اُجرت پر مکانوں اور قبروں پر قرآن خوانی کراتے ہیں، ایسی صورت میں پڑھنے والے کو اور میت کی روح کو کچھ ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ ممنوع اور ناجائز ہے، ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی پر اُجرت لینا بھی گناہ ہے، اور دینا بھی، اور اس سے ثواب بھی نہیں ملتا[2] (ردالمحتار، ج۵ر) قرونِ اولیٰ میں یہ معمول نہیں تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وصول القراءة للميت اذا كانت بحضرته اودعى لهٗ عقبها ولو غائباً لانه محل القراءة تنزل الرحمة والبركة والدعاء عقبها ارجى للقبول ومقتضاه ان المراد انتفاع الميت بالقراءة لاحصول ثوابها له ولهذا اختاروا فى الدعاء اللّٰهم اوصل مثل ثواب ماقرأته الى فلان واما عندنا فالوا صل اليه نفس الثواب وفى البحر من صام اوصلى اوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جازويصل ثوابها اليهم عنداهل السنة والجماعة الخ .(الشامى نعمانيه ، ص۶۰۵/۱، مطلب فى القراءة للميت) باب صلاة الجنازة،زيلعى ص ۲/۸۳، باب الحج عن الغير ملتان.

[2] قال تاج الشريعة فى شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لاللميت ولاللقارى وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان (الشامى نعمانيه ، ص۳۵/ج۵/مطلب فى الاستيجار على الطاعات باب الاجارة الفاسدة. (شامى زكريا ص۹۹/ج۹) مجموعه رسائل ابن عابدين ص ۱۵۹ / ج ۱ / تحت رسالة شفاء العليل، وبل القليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل ،مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

قاری کے لئے اجرت کی شرط اور مروجہ قرآن خوانی

سوال:- چندافراد پر مشتمل جس میں حفاظ، ناظرہ خواں، بالغ نابالغ سب ہی ہوتے ہیں، یہ جماعت مختلف اوقات میں دوسروں کے دروازوں پر قرآن خوانی کیلئے جاتی ہے، قرآن پاک کوختم کرنے کے بعد اس جماعت کا منتخب آدمی صاحب خانہ سے دریافت کرتا ہے کہ یہ قرآن کس لئے پڑھوایا؟ ایصال ثواب کیلئے، برکت کیلئے، مقدمہ میں کامیابی کیلئے، بیماری وغیرہ سے نجات حاصل کرنے کیلئے؟ صاحب خانہ کی منشاء کے مطابق دعاء کی جاتی ہے، پھر اس کے بعد قارئین کوشیرینی یانقد یا کم ازکم ناشتہ اور پان ضرور کھلاتا ہے، اگر بعض لوگ انکے اس فعل کی مذمت کرتے ہیں تو یہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ ہماری نیت یہ نہیں ہوتی کہ صاحب خانہ قرآن کے ختم ہونے کے بعد ہم کو کچھ دے گا، جب صاحب خانہ خود ہی اپنی مرضی سے دیتا ہے، تو ہم بھی لے لیتے ہیں، تو یہ لوگ ختم قرآن کے بعد معقول شیرینی کا انتظام کرتے رہتے ہیں، اگر وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے ان کی خاطر خواہ خدمت نہ کرسکے تو یہ اس پر لعن طعن کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تمہارے پاس انتظام نہیں تھا، قرآن پاک ختم کرانے کی کیا ضرورت تھی، مذکورہ بالا طریقہ سے قرآن خوانی کرنے کی شریعت مطہرہ اجازت دیتی ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف کی تلاوت عظیم الشان عبادت ہے صرف اللہ تعالیٰ کوخوش کرنے کے لئے کی جائے، اس پر جو کچھ ثواب ملے وہ جس کو دل چاہے پہنچایا جاسکتا ہے[1]، اس کی تلاوت

[1] فللانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنة والجماعة صلاة کان او صوماً او حجاً او صدقةً او قراءة للقرآن اوالاذکار او غیر ذالک من انواع البر، ویصل ذٰلک الی المیت، وینفعہ طحطاوی علی المراقی ص ۴۱۵/ باب احکام الجنائز، فصل فی زیارة القبور، مطبوعہ مصری، البحرالرائق ۵۹/ج۳/ باب الحج عن الغیر، کوئٹہ.

سے کسی مالی منفعت کی نیت نہ ہونی چاہئے، ورنہ اس کا ثواب نہیں ملے گا، بلکہ مال کے لالچ میں پڑھنے سے عذاب ہوگا، کیونکہ اس کی ممانعت خود قرآن کریم میں ہے "لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَناً قَلِیْلاً"[1] (الایۃ) آج کل بعض جگہ قرآن خوانی کرا کے ثواب پہنچانے کا جو طریقہ رائج ہو گیا ہے، کہ مکان پر بلا کر یا مسجد میں جمع کر کے ثواب پہنچایا جاتا ہے، اور پڑھنے والوں کو شیرینی، نقد چائے، کھانا، کپڑا، اپنے اپنے رواج کے مطابق دیا جاتا ہے، اور پڑھنے والے اسی لالچ میں جاتے ہیں، اگر کچھ نہ دیا گیا تو ناخوش ہوتے ہیں، اور اگر پہلے سے معلوم ہو جائے، کہ کچھ نہیں ملے گا تو جانے سے عذر کر دیتے ہیں اور بعض حافظ قاری ایک ایک دن میں کئی کئی جگہ جاتے ہیں، پھر آپس میں مقابلہ اور مفاخرہ کرتے ہیں، کہ ہم نے اتنا کمایا، گویا کہ ایک پیشہ کمائی کا بنا رکھا ہے، اس کی ہرگز اجازت نہیں، علامہ شامیؒ[2] نے "ردالمحتار" شرح عقود رسم المفتی[3] تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ[4] میں اس پر شدید رد لکھا ہے، اور کتب فقہ کی عبارتیں نقل کی ہیں،

[1] سورۂ بقرۃ آیت: ۴۱/

ترجمہ:- اور مت لو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو۔ (از بیان القرآن)

[2] قال تاج الشريعة فى شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لاللميت ولاللقارى وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والاخذ والمعطى آثمان فالحاصل ان ما شاع فى زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامر بالقراءة واعطاء الثواب للامروالقراءة لاجل المال فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولولاالاجرة ماقرأ احد لأحد فى هذاالزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة الى جمع الدنيا انالله وانااليه راجعون. (شامى نعمانيه، ص ۳۵/ ج/۵/ وشامى زكريا، ص۷۷/ ج۹/ كتاب الاجارة باب الاجارة الفاسدة مطلب تحريرمهم فى عدم جواز الاستئجار الخ.

[3] شرح عقود رسم المفتى ص۳۸، مكتبه سعيديه سهارنپور،

[4] تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، ج۲/ص ۱۴۶/ كتاب الاجارة، تحقيق مهم فى حكم الاستئجار على التلاوة، مطبوعه مصر.

بلکہ اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے، اس کا نام ہے شفاء العلیل اس پر اپنے زمانہ کے چیدہ چیدہ اکابر کے دستخط بھی کرائے ہیں، اس میں سیر حاصل بحث کی ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کیلئے تاریخ ودن کی تعیین

سوال:- ایصال ثواب کیلئے تاریخ ودن ووقت ومہینہ کی تعیین تحقیق کو مکروہ وممنوع بتایا گیا ہے، مگر ثبوت میں کوئی حدیث صریح نقل نہیں فرمائی گئی، تفسیر کبیر وتفسیر درمنثور وغیرہ میں یہ حدیث نقل کی ہے، کہ حضور اقدس (ﷺ) قبور شہداء پر ہر سال پہلے دن کو تشریف لے جاتے تھے، اوران کیلئے دعاء فرماتے تھے، مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ والدین کی قبر کی زیارت جمعہ کے روز کرنی چاہئے، چنانچہ زیارت کے سلسلہ میں فاتحہ بھی پڑھی جاتی ہے، اورایصال ثواب بھی کیا جاتا ہے، اوراس بارہ میں کوئی حدیث نہیں پائی جاتی ہے، کہ بلاتعیین و تحقیق کے ثواب پہنچتا ہے، جب ثواب دونوں طرح سے پہنچتا ہے تو پھر ایک صورت کو سنت اور دوسری کو بدعت کیوں کہا جاتا ہے۔

لہٰذا اس کے متعلق اگر کوئی حدیث صریح ہو تو نقل فرمایئے ورنہ یہ تحریر فرمایئے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس شئی کی تعیین تخصیص شارع سے جس درجہ میں منقول ہے اس کا انکار نہیں اور جس

---

[1] شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتهالیل، مصنفه علامه ابن عابدین شامی رحمه الله الرسالة السابعة من محموعة رسائل ابن عابدین ص ۱۵۱، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

شئ کی منقول نہیں جیسے، تیجہ، چالیسواں، وغیرہ اس کی تعیین وتخصیص اپنی طرف سے کرنا بدعت ممنوعہ اور مداخلت فی الدین اور تقیید مطلق ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کیلئے تاریخ مقرر کرنا

سوال:- فاتحہ کا شرعی ثبوت کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا، تیجہ، دسواں، چالیسواں، کرنا کیسا ہے، صرف تیجہ، کے دن چنوں پر کلمہ پڑھوانا، عوام وخواص کو اس کا کھانا اور کھلانا کیسا ہے، نیز شب براءت میں حلوا پکا کر نیز ان کی فاتحہ کرنا، محرم میں کھچڑا پکوانا، شربت اور پانی کی سبلیں لگوانا، مجلس کرنا، اور گیارہویں کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایصال ثواب غریبوں کو کھانا کپڑا وغیرہ ضرورت کی چیزیں دے کر نماز قرآن شریف تسبیح پڑھ کر، روزہ رکھ کر، حج کر کے، غرض ہر نیک کام کر کے جب بھی توفیق ہو درست اور نفع بخش ہے[۲]، نہ اس میں تاریخ کی قید ہے، کہ شب برأت کی ۱۴ر محرم کی ۱۰ر ربیع الثانی کی ۱۱ر تاریخ

---

[۱] وفی البزازیة ویکره اتحاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم الخ (شامی نعمانیه ص۲۰۳ / ج ۱ / باب الجنازه مطلب فی کراهیة الضیافة، طحطاوی علی المراقی ص۵۱۰ /مصری، حاشیه ابن ماجه ص ۱۱۵ / باب ماجاء فی الطعام یبعث الی اهل المیت، کتاب الجنائز، امدادالفتاوی ص ۲۶۰ / ج۵ / کتاب البدعات، مطبوعه دیوبند.

[۲] صرح علماء نافی باب الحج عن الغیر بأن للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوماً او صدقة او غیرها، شامی زکریا ص ۱۵۱ / ج۳/ باب صلاة الجنازة مطلب فی القراء ة للمیت واهداء ثوابها له زیلعی ص ۵۹ / ج ۲ / باب الحج عن الغیر، مطبوعه ملتان.

ہو، نہ دنوں کا حساب ہے کہ تیسرا، دسواں، چالیسواں دن ہو، نہ اس میں کسی چیز کی قید ہے کہ حلوہ کھچڑا شربت، پانی ہو، نہ ہیئت کی قید ہے، کہ چنوں پر کلمہ طیبہ پڑھا جائے، یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دی جائے، نہ سورتوں اور آیتوں کی تخصیص ہے کہ قل پنج آیت ہو نہ اور کسی قسم کی قید ہے ان سب قیدوں کو ختم کر دیا جائے، کہ یہ شرعاً بے اصل ہیں[1] صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر ان قیدوں کے ثواب پہنچایا ہے۔

اگر یہ عقیدہ ہو کہ بغیر ان قیدوں کے ثواب نہیں پہنچتا تو یہ عقیدہ غلط ہے، اس سے توبہ لازم ہے، بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ روزی تقسیم کرنا بڑے پیر صاحب کے سپرد ہے، اگر ہم گیارہویں شریف نہ کریں گے تو بڑے پیر صاحب ناراض ہوکر ہماری روزی بند کر دیں گے یہ عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے (اللہ محفوظ رکھے) بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ مخصوص تاریخوں میں روحیں آتی ہیں، اگر ایصال ثواب نہ کیا تو وہ لعنت کرتی ہیں، یہ بھی غلط ہے[2] ایصال ثواب کر کے غریبوں کو کھلایا جائے، مالداروں کو نہیں "**ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع**" اھ (شامی، ج ۱/ص ۶۰۳[3]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ جامع العلوم کانپور

---

[1] سوم ودہم وچہلم وغیرہ ہمہ بدعات و ماخوذ از کفار ہنود است وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند ایں ہم طریقہ ہنود است ترک چنیں رسوم واجب است کہ **من تشبہ بقوم فہو منہم** وبرگاہ طعام بچنیں بدعات متلبس شد بہتر آنکہ ایں چنیں طعام نخوردہ شود کہ دع ما یریبک الیٰ مالا یریبک الخ امداد الفتاوی ص ۲۶۰/ج ۵/مطبوعہ دیوبند، کتاب البدعات۔

[2] آمدن ارواح درین شبہا از روی احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت نگشتہ (**مائۃ مسائل ص ۱۰۸ / (۲) الجنۃ لاھل السنۃ ص ۱۷۴–۱۷۷ / (۳) براھین قاطعہ ص ۹۲–۹۷، کتبخانہ رحیمیہ دیوبند،**

[3] **الشامی نعمانیہ، ج ۱/ص ۶۰۳/وزکریا ص ۱۴۸/ج ۳/ باب صلوٰۃ الجنازۃ مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من اھل المیت (۲) بزازیہ علی ھامش الھندیۃ، ص ۸۱/ج ۴/ (۳) طحطاوی علی المراقی ص ۶۱۰/مصری.**

ایصال ثواب کیلئے تاریخ متعین کرنا اوراوقات مدرسہ میں مدرسین وطلبہ کوایصال ثواب کرنا

سوال:-خاص وعام میں سے جب کسی کا انتقال ہوجائے تو اکثر مساجد اور مدارس میں بالغ ونابالغ سب کو جمع کرکے قرآن شریف ختم کراتے ہیں، احادیث شریفہ میں ایصال ثواب مطلق آیا ہے، اس میں چند شبہات پیش آتے ہیں، جوحسب ذیل ہیں۔

(۱) اس ہیئت کے ساتھ قرآن شریف ختم کرنا اور اسکا ثواب پہنچانے کا ثبوت زمانہ خیر القرون سے ثابت ہے یانہیں؟

(۲) اگر زمانہ خیر القرون سے ثابت نہ ہوتو بدعت ہے یانہیں؟

(۳) جب سب ایک جگہ جمع ہوکر پڑھیں گےتو "وَاِذَاقُرِیَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَانْصِتُوْا" کے خلاف ہوگا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

۱/۲/ایصال ثواب کا جوطریقہ مروج ہے یعنی میت کے انتقال سے تیسرے روز جمع ہوکر تلاوت قرآن کی جاتی ہے،[۱] اور چنوں پر تسبیح پڑھی جاتی ہے، خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں، لہٰذا اس ہیئت کے ساتھ ایصال ثواب کرنا بدعت ہوگا۔ "کل محدثة بدعةوکل بدعة ضلالة"۔[۲]

---

[۱] ویکرہ اتخاذ الدعوة لقراءة القران وجمع الصلحاء والقراءة للختم أولقراءة سورة الانعام اوالاخلاص (طحطاوی ص ۳۱۰/ مصری فصل فی حملها ودفنها باب صلوٰة الجنائز.

[۲] مشکوٰة شریف ص ۳۰/ **ترجمہ**:-ہرنئی بات بدعت ہےاور ہر بدعت گمراہی ہے، باب الاعتصام بالکتاب والسنة مطبوعہ یاسرندیم دیوبند۔

(۳) ایک جگہ جمع ہوکر قرآن شریف پڑھنا ناجائز نہیں، بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ گنجائش اور اجازت بھی تحریر فرماتے ہیں "وفی الدرة المنیفة عن القنیة یکره للقوم ان یقرؤ القرآن جملة لتضمنها ترک الاستماع والانصات وقیل لاباس به، طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، ص ۱۸۸ [۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کے بغیر تعیین ایام

سوال:-مرنے پر بغیر تعیین ایام لوگوں کو جمع کرکے جن میں غرباء کے ساتھ ائمہ صاحب نصاب علماء حضرات بھی ہوتے ہیں، ایصال ثواب کرایا جاتا ہے، پھر کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے، یہ عمل شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کھانا بظاہر ایصال ثواب کی اجرت بن جاتا ہے، جس سے ثواب نہیں ہوتا، نیز ثواب کے کھانے سے احتیاط کی حاجت ہے [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۷/۱۰/۱۸ھ

---

۱ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۵۸ / فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض، مطبوعه مصری،

۲ والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قرائة القرآن لأجل الأکل یکره. شامی کراچی ص ۲۴۰ / ج ۲. مطلب فی کراهة الضیافة من أهل المیت.

ایصال ثواب کے لئے مجلس

سوال:- ہمارے علاقہ گجرات میں ختم قرآن کریم کرکے ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہیکہ مسجدوں میں بورڈ پر یہ اعلان لکھ دیا جاتا ہے، کہ مثلاً آج نماز جمعہ یا نماز عشاء کے بعد فلاں صاحب کے ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن کی مجلس رکھی گئی ہے، بعد ختم قرآن کریم کے نہ کوئی شیرینی ہوتی ہے اور نہ کوئی رسم ورواج ہے تو مجموعی طریقہ سے ختم قرآن کرکے ایصال ثواب کرنا اور ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اہل علم اسپر نکیر کرتے ہیں، لیکن جب کوئی اہم شخصیت انتقال کرجاتی ہے، تو خود ہی اہتمام کرکے قرآن کریم کی مجلس کا انعقاد کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو حضرات اسپر نکیر کرتے ہیں اور کسی اہم شخصیت کیلئے اسکا اہتمام بھی کرتے ہیں، تو ظاہر ہے کہ نکیر کس درجہ حقیر ہے، صورتِ مسئولہ میں قرآن خوانی کیلئے بلایا نہیں جاتا، بلکہ لوگ نماز عشاء یا نماز جمعہ پڑھنے کیلئے آتے ہیں، ان سے درخواست کی جاتی ہے، کہ ہماری میت کیلئے ایصال ثواب بھی کرتے جائیں، اسمیں کوئی مضائقہ نہیں، میت کو نفع ہوتا ہے، پڑھنے والوں کو ثواب بھی ملتا ہے، حدیث شریف میں موجود ہیکہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ بارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھ کر اموات کو ثواب بخش دے تو بعدد الاموات اسکو بھی ثواب ملتا ہے، چنانچہ فتح القدیر[۱] میں مذکور ہے، کہ انسان کو حق ہے کہ اپنی حسنات کا ثواب دوسروں کو

---

[۱] (قـولهٗ ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوماً عنداهل السنة والجماعة) (قوله اوغیرها) کتلاوة القرآن والاذکار (الی قوله) وخالف فی کل العبادات المعتزله الیٰ ماقال،
عـن عـلـیؓ عنه صلّی اللّٰه علیه وسلّم انه قال من مرعلی المقابر وقرأ قل هواللّٰه احد احدی عشر مرة ثـم وهب اجرها للاموات اعطیٰ من الاجر بعد دالاموات، فتح القدیر ص ۱۴۲-۱۴۳ / ج۳/ (مـطبـوعـه دارالـکتب العلمیة بیروت) کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، کنزالعمال ص ۶۵۵/ ج۱۵/ رقم الحدیث ۴۲۵۹۶/ مکتبه مؤ سسة الرساله.

دیدے چاہے نماز ہو ذکر ہو تلاوت ہو، حج ہو، عمرہ ہو، صدقہ ہو، یہی اہل سنت کا مسلک ہے، معتزلہ مطلقاً ایصالِ ثواب کے منکر ہیں[۱] عامۃً ایصال ثواب کے ساتھ کچھ غیر ثابت رسوم اور بدعات کا شمول ہوتا ہے، ان سے پوری احتیاط لازم ہے۔ شامی[۲] وغیرہ میں بھی اسکوقوت سے روکا گیا ہے، مستقل ایک رسالہ[۳] بھی شامی کا اس مسئلہ پر موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مروجہ طریقہ پر ایصال ثواب

سوال:- مروجہ فاتحہ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھانا یا مٹھائی رکھ کر کچھ سورتیں اور آیتیں پڑھ کر موتیٰ کو ثواب پہنچاتے ہیں، اور بعض طریق میں خاص تاریخیں اور مہینے اور جگہ طعام وغیرہ بھی مخصوص ہے، مثلاً امام جعفر صادقؒ کا کونڈا رجب کی ۷؍تاریخ کو کیا جاتا ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کورا کونڈا لے کر اس میں کچھ حلوا، کچوری اور دیگر مٹھائیاں بھر کر اور اتنی ہی

---

[۱] لما کان الاصل کون عمل الانسان لنفسه لا لغیره قدم ماتقدم "قوله ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما عند اهل السنة والجماعة الخ، وخالف فی کل العبادات المعتزله، فتح القدیر ص ۱۴۲ / ج۳/ باب الحج عن الغیر ،مکتبه دارالفکر.

[۲] منهاالوصیة من المیت باتخاذ الطعام والضیافة یوم موته اوبعده وباعطاء دراهم لمن یتلوالقرآن لروحه اویسبح اویهلل له وکلها بدع منکرات باطلة والماخوذمنها حرام للآخذ وهو عاص بالتلاوة والذکرلاجل الدنیا الخ. شامی زکریا ص ۷۶-۷۸/ج۹/ کتاب الاجارة باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستئجار علیٰ الصلوٰة الخ، شامی نعمانیه ج۵/ص ۳۵/

[۳] شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتها لیل، مجموعه رسائل ابن عابدین ص ۱۵۱/۱، سهیل اکیڈمی لاهور،

جگہ لیپ کر جس میں کونڈا آ سکے، کونڈے کو اس میں رکھ کر چند احباب کو بلا کر اس کونڈے میں اسی جگہ بٹھلا کر کھلانے کو ضروری سمجھتے ہیں، یا رجب ہی میں بی بی کی صحنک کرتے ہیں، جس کو مرد نہیں کھا سکتے، بلکہ سہاگن عورتوں کے سوا بیوہ یا نکاح ثانی شدہ عورت کو بھی کھانا منع بتایا جاتا ہے، دسواں، بیسواں، چالیسواں، یا ششماہی، یا برسی، وغیرہ رسومات کو دین کی باتیں سمجھ کر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ان افعال مذکورہ کو نبی کریم ﷺ نے کیا یا نہیں؟ تو آپؐ نے ایصال ثواب کا کیا طریقہ اختیار فرمایا، اور شریعت میں اس طریقۂ مذکورہ بہ حیثیت خاصہ صاف لفظوں میں مکمل طریقے کے مذکور ہے، تو دلائل سے ثابت کر کے مشکور فرمادیں، کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایصال ثواب کا کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ مدلل مع حوالجات ارشاد فرمائیں، اور افعال مذکورہ ائمہ اربعہ یا خاندانِ اربعہ کے کسی بزرگ سے منقول ہے؟ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے لے کر حضرت چراغ دہلوی علیہ الرحمہ تک ثابت فرما کر مشکور فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس ایصال ثواب بلا التزام تاریخ، دن ہیئت وغیرہ کے قرآن کریم، تسبیح، نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، غرباء کو کھانا، کپڑا، نقد وغیرہ کچھ دے کر جب توفیق ہو شرعاً درست اور نافع ہے[1]، اور جو صورتیں سوال میں درج ہیں، وہ بدعت اور ناجائز ہیں۔

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے

---

[1] صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوما او صدقة او غیرها الی قوله الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی بجمیع المؤمنین والمومنات لانها تصل الیهم ولاینقص من اجره شیء، شامی زکریا ص ۱۵۱/ ج۳/ باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة للمیت الخ، زیلعی ص ۵۹/ ج۲/ باب الحج عن الغیر، مطبوعه ملتان، البحر الرائق ص ۸۳/ ج۳/ باب الحج عن الغیر، مطبوعه کوئٹه.

کبھی ایسا نہیں کیا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کنواں، باغ وغیرہ وقف کر کے ثواب پہنچایا ہے، بعض نے نماز پڑھ کر، بعض نے صدقہ دے کر، بعض نے حج کر کے، ایک دو حدیث نقل کرتا ہوں، "فی صحیح البخاری[1] عن عبداللّٰہ بن عباسؓ اَنَّ سَعْدَ بْن عُبَادَةؓ تُوَفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَغَائِبٌ عَنْهَا فَا تَى النَّبِیَ صَلّی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم اِنَّ اُمّی تُوَفِّيَتْ وَاَنَاغَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعُمْ قَالَ فَاِنِّی اُشْهِدُکَ اَنَّ حَائِطِیْ اَلْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَنْهَا، وَفِی السُّنَنِ وَمُسْنَدِ اَحْمَدَ عَنْ سَعْدِبْنِ عُبَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰه اِنَّ اَمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْراً وَقَالَ هَذَا لِاُمِّ سَعْدٍاھ کتاب الروح[2] عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰه تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَثُمَّ قَرَأَ فَا تِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّی قَدْ جَعَلْت ثَوَابُ مَاقرأت مِنْ كَلامِکَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْا شُفَعَاء لَه' اِلَی اللّٰه تَعَالیٰ عَن الشعبی قَالَ كَانَت الانصَارَاِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتَ اخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِهٖ يقرؤن لَهُ القرآن شرح الصدور[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۵؍شعبان ۶۶ھ

---

[1] بخاری شریف ص۳۸۷؍ ۱؍ کتاب الوصایا باب الاشهاد فی الوقف والصدقة، مطبوعه اشرفی دیوبند، ترمذی شریف ص۱۴۵؍ ۱؍ کتاب الزکاة، باب ماجاء فی الصدقة عن المیت، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند، مسند احمد ص۲۸۵؍ ج۵؍ حدیث سعد بن عباده رضی اللّٰه عنه ،مطبوعه دار الفکر.

[2] کتاب الروح ،ص۱۹۲، ابوداؤد شریف ص۲۳۶/ ۱، کتاب الزکوة، باب ماجاء فی فضل سقی الماء، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند،

[3] شرح الصدور ص۲۱۰،

ایصال ثواب کرنے والوں کو کچھ ہدیہ دینا

سوال :-کسی شخص نے ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم پڑھا پھراس پڑھنے والے کو کچھ پیسہ دیدیا، بلا مانگے ،تو یہ پیسہ لینا جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیا

اگر خالصاً لوجہ اللہ قرآن کریم پڑھا اور اس کا ثواب پہنچایا پڑھنے والے کے ذہن میں اس کا خیال نہیں تھا کہ یہاں سے کچھ ملے گا نہ پڑھانے والے کے ذہن میں یہ تصور تھا کہ اس کے پڑھنے والے کو کچھ دینا ہوگا، نہ اس کا رواج ہے کہ پڑھنے والے کو کچھ دیا جاتا ہو بلکہ بعد میں کچھ احسان اور پڑھنے والے کے ساتھ کردیا اگر یہ پیسہ نہ دیا جاتا تو پڑھنے والے کو کسی قسم کی گرانی نہ ہوتی ،تو یہ پیسہ لینا جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔

کیونکہ بقاعدہ المعروف کالمشروط[1] یہ استیجار کے حکم میں ہے اور استیجار علی تلاوۃ القرآن ناجائز ہے، ایسی صورت میں پیسہ لینے والے اور دینے والے کو گناہ ہوگا، پیسہ کی واپسی ضروری ہے، "**والمذهب عندنا ان كل طاعة يختص بها المسلم فالاستيجار عليها باطل ، مجمع الانهر[2]، ص ۵۳۳ / ج ۲ / ثم قراء ة القرآن واهداؤ هاله تطوعاً بغير اجرة يصل اليه واما لواوصى بان يعطى شئى من ماله لمن يقرأ القرآن على قبره فالوصية باطلة لانه فى معنى الاجرة. كذافى الاختيار. شرح فقه اكبر، ۱۶۰ / ج**[3]

---

۱ الاشباه والنظائر، ص ۱۵۶ / القاعدة السادسة العادة محكمة، مطبوعه دار العلوم ديوبند

۲ مجمع الانهر، ص ۵۳۳ / ج۳ / باب الاجارة الفاسدة. مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

۳ شرح فقه اكبر، ص ۱۶۰ / قراء ة القرآن واهدائها للميت. مطبوعه مجتبائى دهلى .

والبسط فی ردالمحتار[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف ۱۳/ شعبان ۵۷ھ

ایصال ثواب پر چائے پیش کرنا

سوال:- کچھ مسلمان ماہانہ یا ہفتہ وار ایک مقام پر یا مختلف مکانات پر قرآن شریف پڑھ کر اپنے احباب اور اعزا اور تمام اہل اسلام کی روح کو ثواب بخشتے ہیں، اور صاحب خانہ اخلاقاً چائے وغیرہ پیش کرتے ہیں، تو اس صورت سے سب کو مل کر قرآن پڑھنا اور چائے وغیرہ کا استعمال کرنا کیسا ہے، جبکہ یہ پروگرام گاہ بگاہِ ترک کر دیا جاتا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اہتمام کے ساتھ قرآن خوانی کے ذریعہ ایصالِ ثواب کرنا ثابت نہیں، اس سے بچنا چاہئے[2] انفرادی طور پر مضائقہ نہیں، اور اختتام پر چائے وغیرہ پیش کرنا صورۃً معاوضہ ہے، اس سے بچنا چاہئے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۹۰ھ

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۳۴/ ج ۳/ کتاب الاجارة، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات.

[2] وعادت نبود کہ برای میت در غیر وقت نماز جمع شوند وقرآن خوانند وختمات خوانند نہ بر سر گور ونہ غیر آن وایں مجموع بدعت است ومکروہ وشرح السعادة ص ۲۷۳.

[3] وفی المنتقٰی امرأة نائحة وصاحبة طبل اوزمر اكتسبت مالا ردته على اربابه ان علموا والا تتصدق به وان من غير شرط فهولها قال الامام الاستاذ لايطيب والمعروف كالمشروط الخ قلت وهذا ممايتعين الاخذبه فی زماننا لعلمهم انهم لايذهبون الا باجرالبتة (الشامی نعمانیه ص ۳۴/ ج ۵/ باب الاجارة الفاسدة.

ایصال ثواب پر پیسے لینا

سوال:- یہ کہ صلوٰۃ جنازہ پڑھ کر یا قبر کی زیارت کر کے یا میت پر قرآن شریف پڑھ کر پیسہ لینا کیسا ہے، شرعاً جائز ہے یا نہیں، کیا جواز وعدم جواز کا ثبوت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قال تاج الشریعة فی شرح الهدایة ان القرآن بالاجرة لایستحق الثواب لاللمیت ولاللقاری وقال العینی فی شرح الهدایة ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لایجوز لان فیه الامر بالقراءة واعطاء الثواب للآمر والقرأة لاجل المال فاذالم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرة ماقرأ احدلاحدفی هذاالزمان بل جعلوا القرآن العظیم مکسباووسیلة الیٰ جمع الدنیا. انا للّٰہ واناالیه راجعون۔ شامی، ص ۴۷، ج ۵ [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کے کھانے کا مستحق کون ہے؟

سوال:- زید کا کہنا ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ و حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ وحضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے فتاویٰ رشیدیہ اشرفیہ میں اس قسم کا فتویٰ دیا ہے، کہ اگر چہارم، تیجہ، چالیسواں نہ کرے بلکہ چالیس دن کے

---

[1] الشامی نعمانیه ص ۳۴/ ج۵/ کتاب الاجارة، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات. شامی زکریا ص ۷۷/ ۹، منحة الخالق علی هامش البحر ص ۲۲۸/ ج۵/ کتاب الوقف،

اندر کسی دن کھانا وغیرہ پکا کر کھلانا جائز ہے، اور اس کھانے کو غریب وامیر ہر کوئی کھا سکتا ہے، اور ایسا کرنا اور کھانا دونوں جائز ہے، ہاں اگر امیر اس کھانے کو کھائے تو ثواب نہیں ملیگا، البتہ جو غریب کھانے میں شامل ہیں اس کا ثواب مل جائے گا، یہاں ایک عالم دین جو کہ مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ شدہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی صحبت میں تین سال گزارے ہیں اور وہ ہم خیال بھی ہیں، کہتے ہیں کہ وہ میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے اگر کوئی شخص چالیس دن کے اندر ہی کسی دن کھانا پکا کر کھلا دے تو جائز ہے، اور اس کھانے کو امیر وغریب سب کھا سکتے ہیں، ہاں امیر کے کھانے کا ثواب نہیں ملے گا، لیکن امیر کھا سکتا ہے، اس کو ہمارے علماء نے جائز کہا ہے، اور یہی ٹھیک ہے، ہمارے علماء میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ومولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ فتاویٰ امدادیہ میں موجود ہے، یہی حق ہے، بلکہ میلاد وغیرہ بھی لوجہ اللّٰہ کیا جائے تو یہ جائز ہے، شیرینی کی تقسیم وغیرہ سب جائز ہے، اب جب ایک عالم یہ کہے گا تو لوگوں کو بھکنے میں دیر نہ لگے گی، جنہوں نے ان بدعات کو ترک کر دیا تھا، وہ بھی اس طرف مائل ہو گئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

زید کا جو استدلال آپ نے نقل کیا ہے اس میں کسی ایک بھی حدیث کا حوالہ نہیں، وہ حدیث کہاں ہے، جس سے زید نے ثبوت دیا ہے، اس سے لکھوایئے پہلے بھی ہم نے یہی پوچھا اور حوالہ طلب کیا تھا، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وحضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتابیں بدعات کی تردید میں چھپی ہوئی ہیں، وہ کسی بھی بدعت کو جائز نہیں فرماتے، امداد الفتاویٰ آٹھ نو جلدوں میں ہے، فتاویٰ رشیدیہ تین حصوں میں، براہین قاطعہ اس قسم کے مسئلوں پر لکھی گئی ہے، جس پر حضرت مولانا رشید احمدؒ کی تائید وتقریظ ہے، ایک ایک بدعت کی جڑ اُکھاڑ کر پھینک دی گئی ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک میت کو

ثواب پہنچانا شرعاً درست[۱] اور مفید ہے، مگر اس میں کسی غیر ثابت چیز کا اختلاط نہیں ہونا چاہئے، انتقال میت کے وقت اور اس کے بعد جب بھی دل چاہے ثواب پہنچایا جاسکتا ہے، کسی دن یا کسی تاریخ کی اپنی طرف سے ایسی تعیین کرنا کہ اس کا التزام ہو غلط ہے[۲] اور میت کو کھانے کا ثواب پہنچانا ہو اسکے مستحق غرباء ومساکین ہیں مالدار نہیں[۳] جہاں تک ہوسکے اس میں اخفاء چاہئے، نام ونمود نہ ہو[۴] اس کو تقریب نہ بنایا جائے۔

علامہ شامی[۵] نے ردالمحتار شرح درمختار اور تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ[۶] میں اس پر مفصل بحث کی

---

[۱] واما عندنا فالواصل اليه نفس الثواب وفي البحر من صام اوصلى اوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والا حياء جاز ويصل ثوابها اليهم عنداهل السنة والجماعة (الشامى نعمانيه ص۶۰۵/ج ۱/ وزكريا ،ص ۱۵۲/ج۳/ باب صلوٰة الجنازه مطلب في القراءة للميت الخ، البحر الرائق كوئٹه ص۳/۸۳، باب الحج عن الغير، تبيين الحقائق للزيلعى ص ۲/۵۹، باب الحج عن الغير، مطبوعه امداديه ملتان،

[۲] وفي البزازية ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ (الشامى نعمانيه ص۶۰۳/ ج ۱/ وشامى زكريا ص۱۴۸/ج۳/ مطلب في كراهة الضيافة، بزازية على هامش الهنديه كوئٹه ص ۴/۸۱، الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، نوع آخر ذهب الى المصلى قبل الجنازة،

[۳] ان اتخذولى الميت طعاماً للفقراء كان حسناً، طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۵۱۰/ مطلب في حملها ودفنها، مطبوعه مصر، شامى زكريا ص۱۴۸/۳، باب صلاةا لجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من اهل الميت،

[۴] ان تبدوالصدقات فنعماهى ، وان تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خيرلكم ويكفرعنكم سيّاٰتكم والله بماتعملون خبير،سورة البقره ،آيت ۲۷۱/ وفي الحديث "رجل تصدق بصدقة فاخفاها حتى لاتعلم شماله ماتنفق يمينه الخ ، بخارى شريف ص ۱۹۱/ ج ۱/ كتاب الزكاة ،باب صدقة السر، مطبوعه اشرفى ديوبند،

[۵] شامى نعمانيه ص۶۰۳/ مطلب في كراهة الضيافة، شامى زكريا ج۳/ص۱۴۸/

[۶] تنقيح الفتاوى الحامديه ص۱۲۶/۵م كتاب الاجارة تحقيق مهم في حكم استئجارعلى التلاوة، طبع مصر،

ہے، اور تبلیغ الحق[1]، المدخل[2] میں بھی بحث مذکور ہے، مولانا احمد علی صاحب سہارنپوریؒ کا فتویٰ میلاد شریف کے متعلق مستقل چھپا ہوا ہے، جس پر بہت سے اکابر کے دستخط ہیں، مولانا تھانویؒ کے رسالہ ''طریقہ[3] مولود شریف'' میں پوری تفصیل ہے، غرض اکابر کا مسلک مدت سے شائع شدہ ہے، نہ کسی جائز چیز کو منع کرنے کا حق ہے، نہ کسی بدعت کو جائز کہنے کا حق ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نذر و نیاز اور ایصال ثواب کا کھانا اغنیاء کو

سوال:۔ امسال رمضان المبارک میں بنیت ایصال ثواب طعام پکا کر روزہ داران کی دعوت کی گئی جس میں اغنیاء صاحب نصاب حضرات بھی مدعو کئے گئے، لیکن فتاویٰ دارالعلوم میں اغنیاء کو ایصال ثواب کا کھانا جائز نہیں۔

دن جمعہ کا تھا بعد جمعہ قرآن خوانی کا اعلان ہوا قرآن پڑھا گیا، بعد مغرب دعوتی حضرات فارغ ہوئے معلوم ہوا کہ برسی کے کھانے کا نام افطاری رکھا گیا، یہ سلسلہ کئی برس چہلم کے تحت چند مکانوں پر چلتا رہا، دیگر یہ کہ ۲۷/رمضان المبارک کو ایک صاحب کا انتقال ہوا ان کے فرزند و اعزاء ایک عالم صاحب کے پاس گئے، کہ رواج تیجہ کے دن بھی کھانا کھلانے کا ہے، شرعی حکم کے تحت کھانا ہم کھلانا چاہتے ہیں، تیسرے دن کی شب میں کچھ رات گزارنے پر عالم صاحب کو بیدار کیا گیا، تو عالم صاحب نے فرمایا تیجہ و چہلم کرنا جائز ہے، میں ذمہ دار ہوں یہ سنا گیا، چنانچہ یہ عالم خود شریک طعام رہے اس سے بھی جو دعوتیں ہوئیں ہر ایک میں کلی طور پر

---

[1] تبلیغ الحق ۶/۷/۔

[2] المدخل ج۳/ص ۲۷۵/ طعام اهل المیت، مطبوعه مصر،

[3] طریقه مولود شریف لحکیم الامة ص ۲ ۱ ۳،

شرکت فرمائی! بلکہ نذرو نیاز کے کھانے میں بھی شرکت فرماتے ہیں، انکا یہ عمل کیا ہے؟ عوام بھی چاہتے ہی ہیں، لیکن شرعی حکم جو بھی ہو ارقام فرمائیں، احقر اور احباب ان کھانوں سے اجتناب کرتے ہیں، تو مطعون ہوتے ہیں، آپ عالم نہیں یہ عالم ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہاں کے فتویٰ پوچھنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ فتاویٰ دارالعلوم ان عالم کے سامنے پیش کردیا جائے، کہ اسکے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، اسکے بعد ممکن ہے کہ انکا مسلک واضح ہوجائے ایصال ثواب کے کھانے کی بحث ''ردالمختار'' کتاب الجنائز میں ہے[1]، اور شفاء العلیل[2] مستقل اسی مسئلہ پر تصنیف ہے، ''الطریقۃ المحمدیہ''[3] میں بھی اس کو خوب بیان کیا ہے، امید ہے کہ یہ چیزیں ان عالم صاحب کی نظر میں ہونگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۹۹ھ

---

[1] ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الیٰ ماقال وان اتخذطعاماً للفقراء کان حسنا وقال وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها الخ. شامی زکریا ص ۱۴۸/ ج۳/ وکراچی ص ۲۴۰/ ج۲/ کتاب الجنائز، مطلب کراهة الضیافة من اهل المیت. شامی نعمانیه ج ۱/ص ۲۰۳/

[2] شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتهالیل ص ۱۵۱/۱، الرسالة السابعة من مجموعة رسائل ابن عابدین، مصنفه علامه ابن عابدین. شامی رحمه الله، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

[3] الطریقة المحمدیة ص ۲۱۶/ الفصل الثالث فی امور مبتدعة باطلة الخ، مطبوعه مصر،

جنازہ میت کے پاس صدقات غلہ وغیرہ جمع کرنا پھر قبل دفن تقسیم کرنا

سوال:-ماقولکم دام فضلکم فی المسئلة التی یتصدق بارزو خبز وموزوملح وفلوس علیٰ الفقراء والمساکین قبل دفن المیت بنیة ایصال الثواب عند وراء المسجد الذی یصلی فیه والحال ان عادة اهل هذه البلد کانوا یحملون هذهٖ الاشیاء الیٰ وراء المسجد المذکور قبل رفع الجنازة ثم یحملونها الیٰ المصلی وهذا العمل کان یجری بین یدی السلف اوالصالحین الاولیاء المعتبرین لاسیمابین یدی اولیاء وعلماء نرجومن المحققین المدققین من القرون هل یجوز هذا العمل والتصدق به ام لا ؟

الجواب حامداًومصلیاً

کل من اتی بعبادة ماله جعل ثوابهالغیره ای سواء کانت صلوة اوصوماً اوصدقة اوقراءة اوطوافاً اوحجااوعمرةً اوغیر ذلک کذافی الدرالمختار وحاشیة ردالمحتار من المجلد الثانی اول باب الحج عن الغیر[1] ونقل الادلة من الروایات الامام الزیلعی[2] والمحقق الکمال ابن الهمام[3] وغیرهما من الفقهاء المحدثین ولکن یجب الاخلاص واما الطریقة المسٔول عنها فلم یثبت من السلف المجتهدین

[1] شامی زکریا ص ۱۵۱/۳، باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی القراء ۃ للمیت شامی زکریا ص ۱۰، ۱۱/۴، باب الحج عن الغیر، مطلب فی اهداء ثواب الاعمال للغیر،
[2] تبیین الحقائق المسمیٰ بزیلعی ص ۲/۸۴، (اول باب الحج عن الغیر) مکتبہ امدادیہ ملتان،
[3] (وفتح القدیر ص ۱۴۲/ج۳) باب الحج عن الغیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت،

ولایخلو من الریاء والسمعة وایضا التزموا ذلک التزاما اشد من العبادات الواجبة والمستحب یصیر مکروها بالالتزام کما صرح به فی سباحة الفکر[1]،وذکر ابن الحاج فی المدخل فی الجزء الثانی ان من البدع القبیحة مایحمل امام الجنازة من الخبزوالخرفان ویسمون ذلک بعشاء القبر فاذا وصلواالیه ذبحواذلک بعد الدفن وفرقوه مع الخبز وذکرمثله المناوی فی شرح الاربعین فی حدیث من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهوردٌّ. مشکوٰة شریف[2]ص ۲۷ / ج ۱ / قال ویسمون ذٰلک بالکفارة فانه بدعة مذمومة قال ابن امیر الحاج ولوتصدق بذلک فی البیت سرالکان عملاً صالحاً وسلم من البدعة اعنی ان یتخذ ذلک سنة وعادة لانه لم یکن من فعل من مضی[3]یعنی السلف والخیر کله فی اتباعهم اھ علم من العبارات المنقولة انه یجب الاحتراز من الطریقة المسئول عنها[4]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروہ (سباحة الفکر ص ۲۷ / مصنف مولانا عبدالحی لکھنوی. مطبوعه یوسفی لکھنؤ،

۲ باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، الحدیث من روایة عائشة رضی اللّٰه عنها.

۳ (المدخل لابن امیر الحاج ص۲۶۷/۳، باب اجر من صبر علی فقد ولده، مطبوعه مصر،

۴ **ترجمہ سوال**:-کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں؟
میت کے دفن سے پہلے ایصال ثواب کی نیت سے چاول، روٹی، کیلے، نمک اور روپیہ تقسیم کرتے ہیں، پہلے سے اہل شہر کی یہ عادت چلی آ رہی ہے، کہ جنازہ اٹھانے سے پہلے یہ چیزیں اس جگہ اٹھا کر لے جائی جاتی ہیں، جہاں جنازہ کی نماز پڑھی جاتی ہے، اور دفن میت سے پہلے ایصال ثواب کی نیت سے یہ چیزیں غرباء میں تقسیم کردی جاتی ہیں، آیا سلف صالحین سے یہ عمل منقول ہے یا نہیں، نیز یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ترجمہ جواب :- ہر عبادت خواہ بدنیہ ہو یا مالیہ مثلاً نماز اور روزہ، صدقہ، خیرات، طواف، حج وعمرہ وغیرہ) اس کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے، جیسا کہ شامی نعمانیہ، ج ۲ / کے حج بدل میں یہ مسئلہ صراحةً ذکر کیا گیا ہے، اور امام زیلعی اور محقق ابن الہمام نے بہت ساری روایات............(باقی ترجمہ اگلے صفحہ پر)

میت کو بعینہ صدقہ نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچتا ہے

سوال:- حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے اپنے وعظ (طریق القلندر) میں فرمایا جو حضرات پھول مالا چڑھاتے ہیں دو حال سے خالی نہیں، میت کو پہنچتا ہے یا نہیں، اگر نہیں پہنچتا ہے تو فعل عبث ہوگا، اور اگر پہنچتا ہے تو ظاہر ہے جنت کے پھول کے مقابلہ میں جو شیخ کو حاصل ہے تمہارے یہ دنیا کے پھول سو روپیہ تولہ کے عطر کے مقابلہ میں چار آنہ تولہ کا مہکتا ہوا عطر ہے، تو قبر پر پھول چڑھانا ایسا ہوا جیسا کہ سو روپیہ کے عطر سونگھنے والے کی ناک میں چار آنہ والا عطر لگا دینا، تو پھول چڑھا کر حضرت کی روح کو تکلیف دی، اس کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بطور معارضہ صدقہ طعام اور لباس وغیرہ پر قیاس کرے جس کو ہم لوگ بھی کرتے ہیں تو کیا جواب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب ظاہر ہے کہ ہمارا عقیدہ ہی نہیں کہ یہ صدقہ بعینہ ان کے پاس پہنچتا ہے[1]، بلکہ عقیدہ یہ ہے کہ اس کا ثواب نعماء جنت کی شکل میں ان کے پاس پہنچتا ہے، ہاں جو وہاں جا کر

(بقیہ گذشتہ صفحہ)............اس مسئلے کی دلیل میں ذکر فرمائی ہیں، لیکن سوال میں جو بات معلوم کی گئی ہے، نہ تو یہ سلف سے منقول ہے اور نہ ہی یہ دکھلاوے سے خالی ہے، نیز اس کو عبادات واجبہ سے زیادہ لازم سمجھتے ہیں، اور مستحب چیز کو لازم سمجھنے سے بھی مستحب چیز مکروہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ سباحۃ الفکر نامی کتاب میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے، اور ابن امیر الحاج نے مدخل، ج ۲/ میں یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ دفن سے پہلے جو روٹی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے اور جانور ذبح کئے جاتے ہیں، یہ بدعت قبیحہ ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ دفن سے پہلے کھانا وغیرہ کی تقسیم کی یہ رسم سلف سے منقول نہیں ہے، اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] الذی یصل من ثوابه هل هو ثواب الانفاق او ثواب العمل فعند الجمهور یصل ثواب العمل نفسه وعند بعض الحنفية انما یصل ثواب الانفاق، کتاب الروح ص ۱۸۸، شامی نعمانیه ص ۶۰۵/ ۳/ کتاب الجنائز، مطلب فی قرأة للمیت واهداء ثوابها،

بھی اُرد کی پھریری دال سوڈا واٹر وغیرہ طلب کریں، اور اپنی طبعی مرغوبہ چیزوں پر فاتحہ کی وصیت کر جائیں[1]، ان پر ضرور یہ اشکال وارد ہے کہ شاید ان کے نزدیک یہ چیزیں پہنچتی ہیں، اور اس دنیا کی طبیعت مزاج وخواہش کو لے کر دنیا سے گئے ہیں، اس لئے یہیں کی چیزوں کی طلب ہے، جیسے مسافر اپنی طبیعت کے موافق ناشتہ ساتھ لے کر جاتا ہے، اور اسی کا طلب گار رہتا ہے، شاید یاد ہو کہ گاندھی جی جب ولایت گئے تھے، تو بکری اور چھوارے ساتھ لے گئے تھے، چھوارے کھاتے تھے اور بکری کا دودھ پیتے تھے، غیر ملکی غذا ان کو ناپسند تھی، تو برزخ بھی دوسرا ملک ہے، منعم علیہم شہداء وغیرہ کے لئے ان کو جنت سے غذا ملتی ہے[2]، برزخ کا دوسرا رُخ ان کے لئے جنت کی طرف ہے، جو لوگ اپنے کو جنتی تصور کرتے ہیں اور پھر برزخ میں جا کر دنیا ہی کے ناشتے طلب کرتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ان کو جنت کے ناشتوں کے مقابلے میں دنیا ہی کے ناشتے پسند اور مرغوب ہیں، یا پھر ان کو جنت کا ناشتہ نہیں ملتا، بلکہ ان کی قبر کا رُخ کسی اور طرف ہے، اعاذ نااللّٰہ منه، دونوں باتیں کس قدر خطرناک ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۸۷ھ

اطعام المیت

سوال:- تعین دن یا بلاتعین کے رشتہ داروں وعام لوگوں کا کھانا مردہ کیلئے ثواب کی

---

[1] وصایا شریف ص ۹/ بحوالہ الجنة لاهل السنة، ص ۱۴۷/ ملاحظه هو.

[2] ولاتحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا غير مشتعرين باللذات والنعماء بل احياء عند ربهم يرزقون من الجنة (مظهری ص ۱۷۰ – ۱۷۱/ ج۲، سورۂ آل عمران آيت ۱۶۹، مطبوعه کوئٹه،

نیت سے کرتے ہیں، اگر کسی کو کھانا نہ کھلایا جائے، تو وہ برا مانتا ہے، مگر ایک عالم صاحب کے قول کے مطابق یہ کھانا فقط غرباء کیلئے ہے اگر وسعت ہے، امیر کو کھلانے سے ثواب نہ ہوگا، مزید یہ کہ یوں ثواب کی نیت کے بجائے مردہ پر جو فرائض رہ گئے ہیں، ان میں سے حتی الوسع کسی کی نیت کر کے فقط غرباء کو غلہ یا پکا ہوا کھانا کھلایا جائے، یا پیسے دیئے جائیں، تاکہ مروجہ رخ بدلکر ایک صحیح نیک عمل ہو اور فرض کی ادائیگی ہو سکے اس میں مردہ کا زیادہ فائدہ ہے کیا دلائل اربعہ میں سے اسکا کوئی ثبوت ہے؟ تو براہ کرم پیش فرمایا جائے، نیز عام لوگوں کے نام پر نیت کیا ہوا کھانا اپنے لئے ناجائز سمجھتے ہیں کیا کسی درجہ میں کراہت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایصال ثواب کے لئے اگر کچھ صدقہ دیا جائے تو وہ غرباء کو دیا جائے، رشتہ داروں کو تقریب کی صورت میں جمع کرنا اور کھلانا غلط طریقہ ہے، یہ صورت خیر القرون سے ثابت نہیں، عامۃً یہ ناموری اور فخر کے لئے کیا جاتا ہے، ایسے کھانے کو حدیث شریف میں منع فرمایا گیا ہے، "عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسٌ اَنَّ النَّبِیَ صَلّی اللّٰه علیه وسلم نَهٰی عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِئِيْنَ اَنْ يُّوْكَلَ رواه ابوداؤد[1] مشكوٰة شريف، ص۲۷۹[2]"

"انما كره لمافيه من المباهات اھ مرقات[3] يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لافى الشرور وهى بدعة مستقبحة رواهُ الامام احمد[4]

[1] ابوداؤد شريف ص۵۲۷/ج۲/ کتاب الاطعمه، باب فی طعام المتبارين، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند،

[2] مشكوٰة شريف ص ۲۷۹/ مطبوعه ياسرنديم ديوبند، باب الوليمة.

ترجمہ:- نبی کریم ﷺ نے فخر یہ طور پر کھانا کھلانے والوں کے کھانے سے منع فرمایا۔

[3] مرقاة ص۴۵۴/ج۳/ (مطبوعه بمبئی) باب الوليمة تحت الحديث المذكور.

۴؎ مسند احمد ص ۲/۲۰۴، حدیث جریر بن عبد الله، مطبوعه دارالفکر بیروت،

وابن ماجة[۱] باسناد صحیح عن جریر بن عبداللّٰہ قال کنا نعد الاجتماع الیٰ اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة اھ الی قوله وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها لانهم لایریدون بها وجه اللّٰہ تعالیٰ اھ" شامی ص ۶۰۳/ ۱[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

غاسلِ میت کوغلہ دینا

سوال:- بعض جگہ دستور ہے کہ جس وقت کوئی میت ہوتی ہے تو اس میت کے وارث من یا دومن غلہ میں سے نکال کرایک طرف کونہ میں ڈال دیتے ہیں، میت کے دفن سے پہلے وہ اناج غسل دینے والے کودیتے ہیں، یہ غلہ اس طرح سے دینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

~~پابندی سے اناج کواول جدا کردیتے ہیں، بے اصل ہے غسل مفت دینے سے بہت ثواب~~ [۳]

۱؎ ابن ماجه ص ۱۱۶/ باب ماجاء فی النهی عن الاجتماع الخ.

۲؎ شامی زکریا ص ۱۴۸/ ج۳/ کتاب الجنائز، مطلب فی کراهیة الضیافة الخ، طحطاوی ص ۵۱۰/ احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، مطبوعه مصر، بزازیة علی هامش الهندیه ص ۸۱/ ج۴/ الفصل الخامس والعشرون، فی الجنائز، نوع آخر ذهب الی المصلی الخ،

۳؎ یاعلی غسل الموتی فانه من غسل میتا غفرله سبعون مغفرة لوقسمت مغفرة منها علی جمیع الخلائق لوسعتهم، طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۲۱/ کتاب الجنائز، مطبوعه دمشق ص ۴۶۹/ مطبوعه مصر،

ترجمہ :-اے علی رضی اللہ عنہ مردوں کو غسل دیا کرو، اس لئے کہ جو شخص کی مردہ کو غسل دیتا ہے اس کی ستر مغفرت کے ساتھ مغفرت کی جاتی ہے، اگر ان میں سے ایک مغفرت تمام مخلوق پر تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔

ہوتا ہے، تاہم بوقت ضرورت اجرت دیکر غسل دلوانا بھی درست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

انتقال پر کھانا دینا

سوال:- اگر کسی کا انتقال ہوجائے تو رسم ہے کہ اس کی خوراک کا کھانا مسجد میں پہنچاتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرنے کے بعد اس کی خوراک کا سوال ختم ہوگیا، جو کچھ اس نے چھوڑا ہے ترکہ ہے، جو کہ ورثاء کا حق ہے، بالغ ورثاء حسب توفیق جو کچھ مشروع طریقہ پر ثواب پہنچائیں وہ مفید اور نافع ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۹۰ھ

---

[1] الافضل ان يغسله مجانا وان ابتغى الغاسل اجرا جاز ان كان ثمة غيره والا لالتعيّنه عليه (طحطاوى على المراقى ص ۳۱۲/ مطبوعه دمشق ص ۴۲۹/ الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۹۲/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى حديث كل سبب الخ، مطبوعه مصر)

[2] وفى البحر من صام اوصلى اوتصدق وجعل ثوابها لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عنداهل السنة والجماعة (الشامى نعمانيه ،ص ۶۰۵/ ج ۱/ شامى زكريا ، ص ۱۵۲/ ج۳/ باب صلاة الجنازة،مطلب فى القراء ة للميت واهداء ثوابها له ،طحطاوى

علی المراقی ص ۳۱۴/ ۵۱۴ فصل فی زیارۃ القبور مصری (زیلعی ص ۸۳/ ج ۲) باب الحج عن الغیر، مطبوعہ ملتان، البحر الرائق ص ۵۹/ ج ۳/ باب الحج عن الغیر، مطبوعہ کوئٹہ.

توشۂ میت

سوال:- ہر جمعرات کو فاتحہ خوانی کرانا کہ اس سے روحیں خوش ہوتی ہیں، اسی طرح میت کے توشہ یعنی دفن کرنے سے پہلے گندم، نمک، صابن وغیرہ تقسیم کرنا عندالشرع ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس ایصال ثواب بلاکسی غیر ثابت شدہ پابندی کے مفید اورنافع ہے اورکتب حدیث[1] وفقہ[2] سے ثابت ہے، کسی دن کی پابندی مثلاً جمعرات کی پابندی ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے، اسی طرح کسی تاریخ کی پابندی مثلاً ۱۱/ربیع الثانی ۱۵/شعبان، ۱۰/محرم وغیرہ کی پابندی

[1] "عَنْ عَائِشَةؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِي صَلّی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّمَ اَنَّ اُمّی اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاظُنُهَا لَوْتَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۶۲/ ج ۴. (مطبوعہ دارالفکر بیروت) کتاب الجنائز باب مایستحب لولی المیت من التصدق عنہ الخ.

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے، میرا خیال ہے کہ اگر وہ بولنے پر قادر ہوتی تو صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اجر ملے گا آپ نے فرمایا ہاں۔

[2] صرح علماء نافی باب الحج عن الغیر بأن للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ اوصوماً اوغیرھا الی قولہ وفی البحر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاء یصل ثوابھا الیھم عند اھلا لسنۃ والجماعۃ، شامی زکریا ص ۱۵۱/ ۱۵۲، ج ۳/ باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القراء ۃ للمیت واھداء ثوابھالہ، البحر الرائق

ص ۵۹ / ج ۳/ باب الحج عن الغیر، مطبوعہ کوئٹہ، طحطاوی علی المراقی ص ۳۱۴ /
فصل فی زیارۃ القبور، مطبوعہ مصری،

ثابت نہیں یہ بھی بدعت ہے[۱]، اسی طرح کسی شئی کی پابندی مثلاً حلوہ، کھچڑا، شربت، پیڑے وغیرہ بھی ثابت نہیں، یہ بھی بدعت ہے، اسی طرح کسی جگہ کسی ہیئت وغیرہ کی پابندی بدعت ہے، میت کے ساتھ توشۂ مسئولہ بھی ثابت نہیں بدعت ہے، طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں اس کی تصریح موجود ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

found.

[۱] ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ، طحطاوی مع المراقی ص ۵۱۰، احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، مطبوعہ مصر، شامی زکریا ص ۱۴۸، ج ۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی کراهة الضیافة،

[۲] من البدع القبیحة مایحمل امام الجنازة من الخبز والخرفان ویسمون ذٰلک عشاء القبر (الیٰ قوله) ویسمون ذٰلک بالکفارة فانه بدعة مذمومة (طحطاوی علی المراقی ص ۵۰۰ /

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

فرائض وعیدین کے بعد مصافحہ

مصافحہ بعد نماز

سوال:- بعد نماز جمعہ، بعد نماز عیدین، بعد نماز صبح مسجد میں مصافحہ کیا جاتا ہے، اسکا حنفی مسلک میں کیا حکم ہے اور نہ کرنے والوں پر کیا گناہ ہوتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

مصافحہ کے لئے شریعت نے ابتداء ملاقات کا وقت تجویز کیا ہے، کسی نماز کے بعد اس کا وقت تجویز کرنا شرعاً بے دلیل ہے غلط ہے، بدعت مکروہہ ہے، طریقۂ روافض ہے، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، وغیرہ سب سے علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں ایسا ہی نقل کیا ہے "**ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لان الصحابة(رضى الله عنهم) ماصافحوا بعد اداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر من الشافعية انها بدعة مكروهة لااصل لها في الشرع وانه ينبه فاعلها اولاويعزرثانياً ثم قال ابن الحاج من المالكية في المدخل انها من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لافي ادبار**

الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذٰلك ويزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة.[1] (ردالمختار، ص ۲۴۴ / ج ۵ /) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کے بعد امام سے مصافحہ

سوال:- نماز ختم ہونے پر امام سے کھڑے ہوکر لوگوں کا ہاتھ ملانا کہاں تک درست ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ شامیؒ نے اس کو بدعت قبیحہ لکھا ہے، اسلئے کہ قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں اور روافض کا شعار ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مصافحہ بعد الفجر والعصر

سوال:- زید کہتا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے، اور صحاح ستہ سے اور امام ابوحنیفہؒ کے قول وفعل وعمل سے ثابت نہیں، زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ اور

---

[1] شامی نعمانیه، ص ۲۴۴ / ج۵ / وشامی زکریا، ص۵۴۷ / ج۹ / کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء . مرقاة، ص ۵۷۵ / ج۴ / باب المصافحة والمعانقه (مطبوعه بمبئی) السعایه ص ۲۶۵ / ج۲ / باب صفة الصلوٰة قبیل الفصل فی القراءة، مطبوعه سهیل اکیڈمی،

[2] ان المواظبة علیها بعد الصلوٰة خاصة قدیؤدی الجهلة الی اعتقاد سنتیها فی خصوص هذه المواضع لم یفعلها احدمن السلف فی هذه المواضع ولأ نها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیة انها بدعة مکروهة لااصل لها فی الشرع، شامی زکریا ص۵۴۷ / ج۹ / باب الاستبراء وغیره، شامی کراچی ص ۳۸۱ / ج۶، مرقاة شرح مشکوة ص۵۷۵، ج۴، باب المصافحة، والمعانقة، مطبوعه بمبئی،

جمہور علماء کا بھی یہ عمل نہیں رہا ہے، اور نہ انکے عمل سے ثابت ہے، ایسا ہی عصر کی نماز کے بعد بھی کہتا ہے جائز نہیں، عمر کہتا ہے کہ دونوں وقتوں میں مصافحہ کرنا جائز ولازمی ہے، اس کا ثبوت عمر یہ دیتا ہے کہ فجر وعصر کے بعد سنتیں نفلیں نہیں ہیں، اس لئے مصافحہ کرنا دونوں وقتوں کی نمازوں کے بعد لازمی وضروری ہے، زید کہتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے مذکورہ وقتوں کی نماز کے بعد رسم کرلی ہے ورنہ حدیثوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، عمر یہ بھی کہتا ہے کہ یہ رسماً مصافحہ جائز ہے، لہٰذا زید وعمر کی بحث کا جواب صحاح ستہ کی حدیثوں کی روشنی میں اورامام ابوحنیفہؒ کے قول وعمل کے ساتھ مدلل عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مصافحہ کی ترغیب اور فضیلت احادیث میں موجود ہے[۱] اس لحاظ سے یہ اسلامی کام ہے، اس کو اسلام ہی کی ہدایت کے مطابق انجام دینا چاہئے، شریعت نے اس کا وقت ابتداء ملاقات کے وقت تجویز کیا ہے، کسی نماز کے بعد کا وقت اس کے لئے تجویز نہیں کیا[۲]، پس نماز کے بعد اس کا وقت تجویز کرلینا خواہ اعتقاداً ہو یا عملاً ہی ہو یا اس وقت مصافحہ کے لئے کوئی مخصوص فضیلت تصور کرنا بلا دلیل ہے، اور ایک مطلق کو مقید کرنا ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں، جیسے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نماز کے بعد جب انصراف فرماتے تو داہنی یا بائیں کسی جانب

---

۱ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْهِ وَسَلّم مَامِنْ مُسْلِمِیْنَ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَتَفَرَّقاً. (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۱/ باب المصافحة و المعانقة) مطبوعه یاسرندیم.

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہیں دومسلمان جو ملاقات اور مصافحہ کریں، مگر یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت ہوجاتی ہے۔

۲ المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لافی ادبارالصلوٰة، شامی زکریا ص۵۴۷/ ج۹/ شامی نعمانیه ص ۲۴۴/ ج۵/ کتاب الحظر و الاباحة، باب الاستبراء، مرقاة شرح مشکوة ص ۵۷۵/ ج۴/ باب المصافحة و المعانقة، مطبوعه بمبئی.

کا التزام نہ فرماتے[۱]۔

پس اگر کوئی شخص داہنی جانب کا التزام کرنے لگے تو بلا دلیل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوگا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ شیطان کا حصہ ہے[۲]، حالانکہ نماز کے بعد انصراف ہوتا ہی ہے، اور فی نفسہ داہنی جانب کو بائیں جانب کے ساتھ مقید کرنے کی اجازت نہیں دی، جس طرح کسی ہیئتِ خاصہ غیر ثابتہ کا اپنی طرف سے ایجاد یا التزام ممنوع ہے، درمختار میں چند کتابوں کے حوالہ سے امام نوویؒ سے نمازوں کے بعد مصافحہ کی تخصیص کو بدعت مباحہ کہہ کر اجازت دی ہے، لیکن امام نوویؒ حنفی نہیں ہیں، شافعی المذہب ہیں، نیز انہوں نے کسی حدیث یا آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا قول مجتہد سے اس کا ماخذ بیان نہیں کیا، اس وجہ سے دوسرے شوافع علامہ ابن حجرؒ وغیرہ نے بھی ان کے قول کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ صراحۃً رد کیا ہے، ابن حجرؒ نے اس کو بدعت مکروہ قرار دیا ہے، اور لکھا ہے کہ جو شخص ایسا کرے اس کو اول تنبیہ کی جائے، اگر نہ مانے تو تعزیر کی جائے، علّامہ ابن الحاج مالکیؒ نے بھی لکھا ہے کہ شریعت نے مصافحہ کے لئے نمازوں کے بعد کا وقت تجویز نہیں کیا، جو شخص ایسا کرے، اس کو منع کر دیا جائے، اور ڈانٹ دیا جائے، حنفیہ کی معتبر کتاب ''ملتقط'' سے نقل کیا ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا ہر حال میں مکروہ ہے، چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کے بعد مصافحہ نہیں کیا، اور یہ

۱؎ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلّم یَنْصَرِفُ عَنْ یَمِیْنِہٖ (وفی روایة أخری) ''عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ لَقَدْ رَأیتُ رَسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَثِیْراً یَنْصَرِفُ عَنْ یَسَارِہٖ'' (مشکوٰۃ شریف، ص۸۷/باب الدعاء فی التشھد، الفصل الاول، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)

۲؎ عن الاسود قال قال عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: لایجعل احد کم للشیطان شیئًا من صلوٰتہ، یری ان حقاً علیہ ان لاینصرف الاعن یمینہ، لقدرایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسارہ، صحیح البخاری ص۱۱۸/ ج۱/ کتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

تو روافض کا طریقہ ہے، نیز سلف سے کہیں منقول نہیں، علّامہ شامی حنفیؒ نے ان نقول کو[1] ردالمحتار، ص۲۴۴ / ج۵ / میں لکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے:

"ان المواظبة عليها بعد الصلوٰة خاصة قديؤدى الجهلة الىٰ اعتقاد سنتيها فى خصوص هذه المواضع وان لها خصوصية زائدة علىٰ غيرهامع ان ظاهر كلامهم انه لم يفعلها احدمن السلف فى هذه المواضع ونقل فى التبيين عن الملتقط انه تكره المصافحة بعد اداء الصلوٰة بكل حال لان الصحابة رضى اللّٰه عنهم ماصافحوا بعداداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر، ص۴۵ / ج۴ / من الشافعية انها بدعة مكروهة لااصل لها فى الشرع وانه ينبه فاعلها اولاً ويعزّر ثانيا ثم قال وقال ابن الحجاجؒ من المالكية فى المدخل ص۲۸۸ / ج۲ / [2] انها من البدع وموضع المصافحة فى الشرع انما هوعند لقاء المسلم لاخيه لافى ادبار الصلوٰة فحيث وضعها الشرع يضعها فينهىٰ عن ذٰلك ويزجر فاعله لما اتى به من خلاف السنة، عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ لَايَجْعَلُ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئاً مِنْ صَلٰوتِهٖ يَرىٰ اَنَّ حَقّاً عَلَيْهِ اَنْ لَّايَنْصَرِفَ اِلَّاعَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رأَيتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ كَثِيْراً يَنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ. (مشكوٰة شريف[3] ص۸۷/)

امام نوویؒ شافعی ہیں خود شوافع ان کے قول کو تسلیم نہیں کرتے ہیں، جیسا کہ ابن حجرؒ نے فتاویٰ کبریٰ فقہیہ[4] ص۴۵/ ۴ / ج۴ / میں لکھا ہے کہ یہ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا بے اصل ہے

---

[1] شامى زكريا، ص ۵۴۷ / ج۹ / كتاب الحظروالاباحة(باب الاستبراء وغيره)مرقاة ص۵۷۵ / ج۴ / باب المصافحه، مطبوعه بمبئى، سعاية ص۲۶۵ / ج۲ / باب صفة الصلوٰة، مطبوعه لاهور.

[2] المدخل ج۲ / ص۲۸۸ / (مطبوعه مصر) فصل فى سلام العيد، مطبوعه مصر،

[3] مشكوٰة شريف ص۸۷ / باب الدعاء فى التشهد. الفصل الاول، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

[4] الفتاوٰى الكبرىٰ ص۲۲۷ / ج۴ / باب السير، مكتبه دارالكتب العلميه.

بدعت ہے مکروہ ہے، جو شخص ایسا کرے اس کو اوّل تنبیہ کی جائے، اگر نہ مانے تو تعزیر کی جائے یعنی سزا دی جائے، مالکیہ بھی اس کو تسلیم نہیں کررہے ہیں جیسا کہ المدخل، ص ۲۸۸ / ج ۲ / میں ہے[۱] حنفیہ بھی اس کو ممنوع لکھتے ہیں جیسا کہ مجالس الابرار، مجلس ۴۸ / ۱[۲] اشعۃ اللمعات، ص ۲۰ / ج ۴ / [۳] عزیز الفتاویٰ، ص ۱۰۳ / ج ۱ / [۴] میں ہے بعض اہل مطالعہ کو درمختار کی عبارت سے شبہ ہوجاتا ہے، حالانکہ وہ نووی سے نقل کررہے ہیں، جو کہ حنفی نہیں، اسی پر ''ردالمحتار میں[۵]'' اس کی تردید کیلئے متعدد کتب سے عبارات نقل کی ہیں، شرح عقود رسم المفتی[۶] میں لکھا ہے کہ درمختار میں بعض دفعہ اختصار نقل میں ہوتا ہے، بعض مرتبہ غیر مختار، غیر مفتیٰ بہ، مرجوح، ضعیف قول نقل کردیتے ہیں، اس لئے محض اس پر فتویٰ دینا جائز نہیں، جب تک مأخذ سامنے نہ ہو، جہاں کہیں ایسی چیز درمختار میں ہوتی ہے علامہ شامیؒ اس پر تنبیہ فرمادیتے ہیں، کہ یہ مرجوح ہے یا غیر مفتیٰ بہ ہے، دوسری فلاں فلاں کتاب میں اس کے خلاف لکھا ہے جیسا کہ اس مصافحہ والے

---

۱ المدخل ص ۲۸۸ / ج ۲ / فصل فی سلام العید، مطبوعه مصر.

۲ مجالس الابرار ص ۳۱۷ / المجلس الخمسون فی بیان المصافحة،

۳ اشعة اللمعات ص ۲۲ / ج ۴ / باب المصافحة والمعانقة.

۴ عزیز الفتاویٰ ص ۱۲۸ / ج ۲ / مطبوعه کراچی، کتاب السنة والبدعة.

۵ شامی زکریا ص ۵۴۷ / ج ۹ / کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیره .

۶ قلت فحیث علمت وجوب اتباع الراجح من الاقوال وحال المرجح له تعلم انه لاثقة بما یفتی به اکثر اهل زماننا بمجرد مراجعة کتاب من الکتب المتاخرة خصوصاً غیر المحررة کشرح النقایة للقهستانی والدرالمختار والاشباه والنظائر ونحوهافانها لشدة الاختصاروالا یجاز کادت تلحق بالالغاز مع ما اشتملت علیه من السقط فی النقل فی مواضع کثیرة وترجیح ماهو خلاف الراجح بل ترجیح ماهومذهب الغیر قال شیخنا صالح الحنفی انه لایجوز الا فتاء من هذه الکتب الااذاعلم المنقول عنه والاطلاع علی ماخذ هاالخ شرح عقودرسم المفتی، ص ۳۶-۳۵ / مطبوعه سعیدیه سهارنپور.

مسئلہ میں تنبیہ کردی ہے، جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاء. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۲/۸۹ھ

عید کے بعد مصافحہ

سوال:- اگر کہیں پر فتنہ کا خوف ہوتو وہاں عید میں مصافحہ کے ساتھ گلے مل سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

فتنہ کا خوف کیا ہے، کیا مارینگے یا جیل بھیجیں گے بہت سے بہت دوچار فقرے کہہ دینگے، سووہ اب بھی کہتے ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/۸۱ھ

نماز عید کے بعد مصافحہ

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا، ہاتھ ملانا ہر حال میں مکروہ ہے، جواب کتب فقہ سے دیں؟

---

[1] قال اللّٰه تعالٰی یجاهدون فی سبیل اللّٰه ولایخافون لومة لائم،ای لایردهم عماهم فیه من طاعة اللّٰه واقامة الحدود،وقتال اعدائه،والامربالمعروف والنهی عن المنکر لایردهم عن ذلک راد ولایصدهم عنه صاد،مختصر تفسیرابن کثیرص۵۲۸/ج۱/ سورۂ المائده الآیة ۵۴/ مطبوعه دارالفکر.

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں بعض جگہ عید کا مصافحہ کرنے کا جو رواج ہے یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ بدعت اور مکروہ ہے، شامی کی پانچویں جلد میں فقہ کی متعدد کتب سے اس کا بدعت اور ممنوع ہونا نقل کیا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

مصافحہ بعد العیدین

سوال:- یہاں گذشتہ سال ایک اشتہار اور امسال ایک رسالہ شائع ہوا ہے، جس میں بعد عیدین مصافحہ ومعانقہ کا مسنون ہونا ظاہر کیا گیا ہے، اس جواب میں ایک صاحب نے ''ردتحفہ'' کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے جو جناب کی خدمت میں ارسال ہے، جناب اس کو ملاحظہ فرما کر اصلاح فرماویں، اور اس سلسلہ میں اگر مزید اقوال علماء وکتب معتبرہ سے معلوم ہوسکیں ان کو مع نشان صفحہ وجلد تحریر فرما کر ممنون فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علاّمہ شامیؒ[2] نے کتاب الجنائز میں بھی اس مصافحہ کو رد کیا ہے، **تحت قول الدر**

---

[1] ونقل فی التبیین عن الملتقط انه تکره المصافحة بعد اداء الصلاة بکل حال لان الصحابة رضی اللہ عنہم ماصافحوا بعداداء الصلاة ولانها عن سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجرعن الشافعیه انها بدعة مکروهة لااصل لها فی الشرع الخ شامی زکریا ،ص ۵۴۷/ج۹/ کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیره (المدخل ص،۲۸۸/ج۲/ فصل فی سلام العید مطبوعه مصر) شامی زکریا ص ۱۴۱/ج۳/ باب صلوٰة الجنازة مطلب فی دفن المیت مرقاة شرح مشکوٰة ، ص۵۷۵/ج۴/ باب المصافحة والمعانقة مطبوعه بمبئی.

[2] وقد صرح بعض علمائنا وغیرهم بکراهة المصافحة المعتاده عقیب الصلوٰة (الشامی نعمانیه ص ۶۰۰/۱، شامی زکریا ص ۱۴۱/۳، باب صلوٰة الجنائز، مطلب فی دفن المیت،

یقول واضعہ باسم اللّٰہ وباللّٰہ بعنوان تنبیہ، مدخل ص ۲۸۸[۱] ج ۲ کی عبارت یہ ہے
”اما المعانقه فقد کرهها مالکؒ واجازها ابن عیینة اعنی عند اللقاهن غیبة کانت وامافی العیدلمن هو حاضر معک فلا اما المصافحة فانها وضعت فی الشرع عند لقاء المؤمن لاخیه واما فی العیدین علیٰ مااعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلوٰة یتصافحون فلا اعرفه لکن قال الشیخ الامام ابوعبداللّٰه ابن النعمان انه ادرک بمدینة فاس، والعلماء العاملون بعلمهم بها متوافرون انهم کانوا اذا فرغوا من صلوٰة العید صافح بعضهم بعضا فان کان یساعد النقل عن السلف فیاحبذا وان لم ینقل عنهم فترکه اولیٰ اھ“.

امام نوویؒ فرماتے ہیں ”المصافحة سنة عندالتلاقی واما تخصیص الناس لهابعد هاتین الصلوتین (ای الفجر والعصر) فمعدود فی البدع المباحة والمختار انه ان کان هذا الشخص قداجتمع هو وهو قبل الصلوٰة فهو بدعة مباحة کماقیل وان کانالم یجتمعا فهو مستحب فانه ابتداء اللقاء اھ فتاوی النووی، ۸۲[۲]۔

ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شروع باب المصافحہ والمعانقہ میں[۳] میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اشعۃ اللمعات[۴] میں، مجالس الابرار، ص ۳۱۷[۵] میں فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۵ / ج ۱[۶] امداد الفتاویٰ، ص ۵۸ / ج ۴[۷] فتاویٰ ابن حجر مکیؒ[۸] ص ۴۶/۴۵ / ج ۴ / میں، فتاویٰ دارالعلوم[۹]

---

۱ المدخل ج ۲ / ص ۲۸۸ / (مطبوعه مصر) فصل فی سلام العید.
۲ فتاویٰ النووی ص ۲۶ / مطبوعه التوفیق دمشق.
۳ مرقاة المفاتیح ص ۵۷۵ / ج ۴ / باب المصافحة والمعانقة، مطبوعه بمبئی،
۴ اشعة اللمعات ص ۲۲ / ج ۴، مطبوعه نول کشور لکهنؤ،
۵ مجالس الابرار، المجلس الخمسون فی بیان المصافحة، ص ۳۱۷.
۶ فتاویٰ رشیدیه ص ۸۳ / ج ۱ / کتاب البدعات، مطبوعه رحیمیه دیوبند .
۷ امدادالفتاویٰ ص ۲۶ / ج ۵ / کتاب البدعات مطبوعه اداره تالیفات اولیاء دیوبند .
۸ فتاوٰی کبری لابن حجر مکیؒ ص ۲۲۷ / ج ۴ / باب السیر، دارالکتبه العلمیه بیروت.
۹ فتاوٰی دارالعلوم للمفتی عزیزالرحمٰنؒ ص ۱۲۸ / ۱، کتاب السنة والبدعة، طبع کراچی،

میں، ص۱۴۴/ پر اس تخصیص کو بدعت قرار دے کر اس سے منع کیا ہے، حافظ بن حجرؒ نے علاّمہ نووی کا کلام نقل کر کے لکھا ہے "قلت و للنظر فيه مجال فان اصلَ صلٰوة النافلة سنةٌ الخ" (فتح الباری[1] ص ۴۷/ ج ۱۱/)

البتہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح، ص۲۸۹[2]/ باب احکام العیدین میں لکھا ہے "وكذا تطلب المصافحة فهى سنة عقب الصلوٰة كلها وعند كل لقاء اھ" مگر اس کا حوالہ نہیں دیا، یہ امام نوویؒ سے ہی بعض مسائل نقل کرتے ہیں، کیا بعید ہے کہ یہ بھی وہیں سے نقل کیا ہو۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ کا طریقہ مروجہ بدعت ہے اس کا ثبوت نہیں ہے۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۱۷/ محرم ۰ے ھ

عید ملنا

سوال:- معانقہ بعد نماز عیدین رسماً ہو یا سنت سمجھ کر کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر نا جائز یا بدعت ہے تو اگر روکنے سے حرج عظیم کا خطرہ ہو تو روکے یا نہیں؟ اور اگر اس خیال سے کرے کہ دلوں میں سینہ بسینہ مل کر محبت پیدا ہوگی، کینہ وحسد دور ہوگا، آپس میں میل جول ہوگا، تو کیا حکم ہے؟

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسمِ دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

---

[1] فتح الباری، ص ۳۲۴/ ج ۱۲/ کتاب الاستئذان (باب المصافحه، مکتبه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه.

[2] طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۴۳۵/ باب احکام العیدین، مطبوعه مصر.

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدین کا معانقہ روافض کا شعار ہے[۱] اس سے پورا پرہیز کیا جائے دل میں کینہ اور حسد رکھتے ہوئے محض عید کو معانقہ کر لینے سے ہرگز سینہ صاف نہیں ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۸۸ھ

عید ملن

سوال:- عیدگاہ کی واپسی پر مسلمان آپس میں نہایت محبت اور خلوص سے ملتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟ یا اس کے بدعت ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عید ملنا (مصافحہ اور معانقہ کرنا) بے اصل ہے علاّمہ شامیؒ[۲] نے اس کو روافض کا شعار لکھا ہے، یہ بدعت قبیحہ ہے اس کا ترک کرنا لازم ہے، اس طرح مبارک باد دینا کہ ”**تقبل اللّٰہ مناو منکم**“ درست ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۸۸ھ

---

[۱] ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره المصافحة بعداداء الصلوٰة بکل حال لان الصحابة رضی اللہ عنہم ماصافحوا بعد اداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر من الشافعية انها بدعة مكروهة لا اصل لها فی الشرع (الشامی نعمانیه ، ص ۲۴۴/ج۵/ باب الاستبراء وغیره. شامی زکریا ،ص۵۴۷/ج۹.

[۲] حواله مذکوره بالا.

[۳] رواه الحافظ ابن حجر عن تحفة عید الاضحیٰ لابی القاسم المستملی بسند حسن کان اصحاب رسول اللّٰہ اذا التقوایوم العید یقول بعضهم لبعض تقبل اللّٰہ منا ومنکم (طحطاوی علی مراقی الفلاح ،۵۳۵-۵۳۴/ باب احکام العیدین) مطبوعه مصری، شامی کراچی ص ۱۶۹/ ج۲/ باب العیدین، مطلب، یطلق المستحب علی السنة،

نماز جمعہ سے پہلے بعض رسوم اور نماز جمعہ کے بعد مصافحہ

سوال: - ہمارے یہاں شافعی مسلک کے لوگ رہتے ہیں وہ جمعہ کے دن خطبہ سے قبل یہ دعا "اِنَّ اللّٰہ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یامعشر المسلیمن رحمکم اللّٰہ قدر ویَ فی الخبر عن سید البشر شفیع امتہ فی یوم المحشر سید الاشراف ومتمم مکارم الاخلاق والاوصاف سید العرب والعجم محمدبن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف انہ اذا صعد الخطیب علیٰ المنبر ثم خطب فلایتکلم احدکم من تکلم فقد لغاومن لغا فلاجمعۃ لہٗ انصتوا رحمکم اللّٰہ فاستمعوا یغفر اللّٰہ تعالیٰ لنا ولکم ولوالدینا ولوالدیکم واستاذنا ولاستاذکم وجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات" مؤذن کھڑا ہوکر پڑھتا ہے اور عصا اپنے ہاتھ سے خطیب کے ہاتھ میں دیتا ہے اور خطیب کے منبر پر چڑھنے سے قبل یہ دعا پڑھی جاتی ہے، جس کو خود مؤذن پڑھتا ہے "اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاَذِلِّ الشِّرْکَ وَالْمُشْرِکِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" اس کے بعد خطیب منبر پر رونق افروز ہوکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر بیٹھ جاتا ہے، اس کے بعد اذان دی جاتی ہے، خطبۂ اولیٰ ختم ہوجانے کے بعد یہ دعا مؤذن بلند آواز سے پڑھتا ہے، اور سب آمین کہتے ہیں دعا یہ ہے "اَللّٰھُمَّ اَخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ بِحُرْمَتِکَ القرآنَ الْعَظِیْمَ وَاَکْرِمِ الْکَرِیْم بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن" اس کے بعد خطبۂ ثانیہ ہوتا ہے، بعدہٗ نماز پڑھی جاتی ہے، نماز کے فوراً بعد سب آدمی مسجد میں سلام ومصافحہ کرنے لگتے ہیں، اور اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں ایک صاحب وہ دعائیں جو اوپر درج کی گئی ہیں، پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث

شریف میں ان دعاؤں کا وجود نہیں ہے ، لہٰذا حضرت والا سے استدعا ہے کہ مکمل ومدلل تحریر فرمائیں کہ فقہ شافعی میں یا حدیث شریف میں ان دعاؤں کا وجود ہے یا نہیں ،اوران کا پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

خطبۂ جمعہ سے پہلے ان دعاؤں کا پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں جو ثابت مانتے ہیں وہ دلیل دیں ،فقہ حنفی کی مبسوط کتاب ردالمحتار ،ص ۲۲۴ ، ج ۵ [۱] میں مصافحہ کے لئے نماز کے بعد وقت مقرر کرنے کو بدعت ممنوعہ اور طریقۂ روافض لکھا ہے ،جس کا ترک لازم ہے ، حافظ ابن حجر شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ ”**انها بدعة مكروهة لااصل لها فى الشرع وينبه فاعلها اولاً ويعزر ثانياً** اھ“ [۲] یعنی نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ومکروہ ہے ،شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے جو ایسا کرے اس کو اولاً تنبیہ کی جائے ،نہ مانے تو تعزیر کی جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۴/ ۹۰ھ

---

[۱] ونقل فى تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعداداء الصلوٰة بكل حال لان الصحابةؓ ماصافحوابعد اداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض شامى زكريا، ص ۵۴۷ / ج ۹ / ونعمانيه ص ۲۴۴ / ج ۵ / كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، مدخل ص ۲۸۸ / ج ۲ / فصل فى سلام العيد، مطبوعه مصر، مرقات ص ۵۷۵ / ج ۴ / باب المصافحة والمعانقة (مكتبه بمبئى) اشعة اللمات ص ۲۲ / ۴ ، مطبوعه نول كشور لكهنؤ،

[۲] شامى زكريا ج ۹ / ص ۵۴۷ / كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

﴿اذان کے وقت انگوٹھے چومنا﴾

اذان میں رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا

سوال:- اذان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا کیسا ہے، اور جو انگھوٹھے چومنے والی حدیث پیش کرتے ہیں کیا وہ موضوع (گھڑی ہوئی) ہے، اور موضوع حدیث سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کا جواب دینا سنت مؤکدہ واجب کے قریب ہے[1]، اذان میں نام مبارک سنکر انگوٹھے چومنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔

---

[1] وفی الجوهر ان اجابة المؤذن سنة (مجمع الانهر، ص۱۱٦/ج۱) باب الاذان مطبوعه دارالکتب العلميه بيروت. فی شرح المنار للشيخ زين الاصح انه يأثم بترک الموکدة لانها فی حکم الواجب والاثم مقول بالتشکيک فهوفی الواجب اقوی منه فی السنة الموکده (طحطاوی علی المراقی مصری ص۱۵، فصل سنن الوضوء)

کتاب الفردوس میں وہ روایت موجود ہے لیکن اس کتاب کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس میں موضوع روایت بہت ہیں[۱]، موضوع روایت[۲] وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، بلکہ کسی اور نے جھوٹ بات حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کردی ہو، کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ میں بھی یہ روایت موجود ہے لیکن علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں لکھا ہے کہ فتاویٰ صوفیہ غیر معتبر کتاب ہے[۳]، اس پر فتویٰ دینا درست نہیں، علّامہ ابن عابدینؒ نے اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وذکر ذٰلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیئی اھ شامی ج ۱/۲۶۷[۴]

جراحیؒ نے اس مسئلہ میں طویل بحث کے بعد لکھا ہے کہ اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث موجود نہیں جس سے انگوٹھا چومنے کو مسنون یا مستحب قرار دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فتاوٰی عزیزی ص ۸۴/ج ۲/ بیان آنکه سیوطی در تصانیف خودربط ویابس بسیار می آرد، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۲] فالقسم الاول وهو الطعن بکذب الراوی فی الحدیث النبوی هو الموضوع، نخبة الفکر ص ۵۶،

[۳] ومن الکتب الغیر المعتبرة مشتمل الاحکام لفخر الدین الرومی الی قوله وکذا کنز العباد فانه مملؤ من المسائل المواهیة والاحادیث الموضوعة لاعبرة له لاعند الفقها، ولا عند المحدثین ...... وکذا الفتاوی الصوفیة لفضل الله محمد بن ایوب ...... قال المولی البرکلی الفتاوی الصوفیة لیست من الکتب المعتبرة فلا یجوز العمل بما فیها الا اذا موافقتها للاصول، النافع الکبیر ص ۳۰/ ومن الکتب الغیر المعتبرة، مطبوعه احمدی لکهنؤ،

[۴] الشامی نعمانیه ص ۲۶۷/ج ۱/ شامی زکریا ،ص ۶۸/ج ۲/ باب الاذان مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد.

اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا

سوال:- اشہدان محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا اور ہر سنت کے بعد دعا مانگنا فرض نماز کے بعد دونوں کانوں کو ہاتھ لگا کر پھر زمین پر لگانا پھر کان کی لو پکڑنا (توبہ کا طریقہ سمجھ کر) کیسا ہے، تسبیح پڑھنے کے بعد دعا مانگنے سے پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدَرَّسُوْلُ اللّٰه"، پر انگوٹھے چومنا اور اس کو ثواب سمجھنا شرعاً ثابت نہیں[1]، دعا ہر نماز فرض، سنت نفل کے بعد درست ہے[2]، توبہ کا یہ طریقہ جو کہ عوام میں رائج ہے، قابل اتباع نہیں بلکہ قابل ترک ہے، تسبیح پڑھنے کے بعد دعا مانگنے سے پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویستحب أن یقال عندسماع الاولی من الشهادة صلی اللّٰه علیک یارسول اللّٰه وعند الثانیة منها قرة عینی ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابهامین علیٰ العینین الیٰ ماقال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئی .شامی زکریا ،ص ۶۸/ج۲/ باب الاذان.

[2] روی ابن السنی عن ابی امامة مادنوت من رسول اللّٰه ﷺ فی دبر صلوٰة مکتوبة ولا تطوع الاسمعته یقول اللّٰهم اغفرلی ذنوبی وخطایای کلها. الحدیث، کتاب الیوم واللیلة ص ۳۲/ مکتبه دائره المعارف عثمانیه حیدرآباد.

ترجمہ:-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فرض یا نفل نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قریب نہیں ہوا مگر میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا، اے اللہ میرے تمام گناہ اور میری تمام خطائیں بخشدے۔

[3] ودل الحدیث علی انه اذا لم یرفع یدیه فی الدعا لم یمسح بهما وهوقید حسن طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۱۷۴/دمشق، مطبوعه مصری ، ۱۵۷/ باب الامامة، فصل فی صفة الاذکار الواردةالخ .

اذان کے بعد انگوٹھا چومنا

سوال:- بعض لوگ اذان کے بعد انگوٹھا چومتے ہیں ،اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

علامہ شامی نے تفصیلی بحث کے بعد لکھا ہے کہ اس کے واسطے کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں ، ردالمختار ،ص ۲۶۷ ،ج ا [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اذان میں انگوٹھے چومنا

سوال:- اذان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر انگوٹھا چومنا، مولانا عبدالشکور صاحب نے کنز العمال سے ثابت کیا ہے کہ پہلے مرتبہ حضرت کے نام پر صَلّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْل اللّٰہ کہے یہ صیغے حاضر کے ہیں ،تو کیا آنحضرت ﷺ کو حاضر تصور کریں ، بہار شریعت میں بحوالہ ردالمحتار لکھا ہے کہ جب مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہے تو سننے والے درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگائے اور کہے "قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْل اللّٰہ اَللّٰھُمَّ متعْنِی بِالسَّمعِ وَالْبَصَرِ" قول مفتی بہ ہے یا ردالمحتار نے کچھ تنقید کی ہے؟

---

[1] ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شی (الدرالمختار علی الشامی نعمانیہ ،ص ۲۶۷ ،ج ا)شامی زکریا ،ص ۶۸ ،ج ۲، باب الاذان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس حدیث کو بحوالہ فردوس دیلمی نقل کر کے تذکرۃ الموضوعات[1]، ص ۳۴ / میں لکھا ہے "لایصح" اورابوالعباس متصوف کی سند کو لکھا ہے "فیه مجاهیل[2]" اس کے بعد بعض سلف سے نقل کیا ہے کہ یہ آشوب چشم کا مجرب علاج ہے[3] پس اس کو سنت ہدیٰ سمجھ کر بطورعبادت کرنا بے اصل بلکہ بدعت ہے، اسلئے ترک لازم ہے، ہاں اگر کوئی آشوب چشم کے علاج کی غرض سے اسی طرح کرے، جس سے دوسروں کو سنت وثواب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو درست ہے، کنز العمال میں ہر طرح کی روایات ہیں موضوعات بھی ہیں "ردالمحتار[4]" میں اس کو "کنز العباد" کے حوالہ سے نقل کیا ہے، جس کا درجہ کنز العمال سے بھی کمتر اور ضعیف ہے، اس میں ایسی روایات ضعیفہ موضوعہ اور مسائل غریبہ ہیں جن پر فتویٰ ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔

النافع الکبیر[5] میں اس کتاب کا حال مذکور ہے، فردوس دیلمی کے متعلق بستان المحدثین[6]

---

[1] ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق انه لماسمع قول المؤذن اشهدان محمدا رسول اللّٰه قال مثله وقبل بباطن الانملتین السبابة الخ (تذکرة الموضوعات ، ص ۳۴) باب الاذان ومسح العینین فیه ونحوه، مطبوعه مصر، موضوعات کبیر ص ۶۴/ المقاصد الحسنة ص ۳۸۵، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[2] ایضاً،

[3] ایضاً،

[4] یستجب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی اللّٰه علیه علیک یارسول اللّٰه الیٰ قوله کذا فی کنز العباد،شامی کراچی، ج ۱ / ص ۳۹۸/باب الاذان.

[5] وکذا کنز العباد فانه مملوء من المسائل الواهیة والا حادیث الموضوعة لاعبرة له لاعندالفقهاء ولا عند المحدثین قا ل علی القاری فی طبقات الحنفیه علی بن احمد العوری له کتاب جمع فیه مکروهات المذهب سماه مفید المستفید الخ (النافع الکبیر ص ۲۹، مطبوعه احمدی لکهنؤ)

[6] بستان المحدثین اردو فارسی ص ۱۲۲ / بحث فردوس الدیلمی،مطبوعه کراچی .

صفحہ ۶۱ / پر مصنف کا حال نقل کرتے ہوئے کہا ہے "اما دراتقان معرفت وعلم اوقصوریست درسقیم وصیحح احادیث تمیز نمی کندولہٰذا اودریں کتاب "فردوس" موضوعات وواہیات تودہ تودہ مندرج اھ قہستانی اورفتاویٰ صوفیہ سے بھی استحباب نقل کیا ہے[۱]۔ خودعلامہ شامیؒ فرماتے ہیں "القهستانی کجارف سیل وحاطب لیل[۲] اھ"

ملّا علی قاری[۳] نے لکھا ہے "لقد صدق عصام الدين فی حق القهستانی انه لم يكن من تلامذة شيخ الاسلام الهروی لامن اعاليهم ولامن ادانيهم وانما كان دلال الكتب فی زمانه ولا كان يعرف بالفقه وغيره بين اقرانه ويؤيده انه يجمع فی شرحه هذا بين الغث والسمين والصحيح والضعيف من غير تحقيق ولاتصحيح وتدقيق فهو كحاطب الليل جامع بين الرطب واليابس فی الليل"

فتاویٰ صوفیہ کے متعلق عمدۃ الرعایہ میں برکلی سے نقل کیا ہے" انها ليست من الكتب المعتبرة فلايجوز العمل بما فيها الااذاعلم موافقتها للاصول اھ[۴]"

نیز علّامہ شامیؒ نے اس کو بلاتنقید نہیں چھوڑا ان کتب کا حوالہ دینا بھی تنقید ہے، پھر اخیر میں ہے "لم يصح فی المرفوع من كل هذا شیء اھ[۵]" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

۳/ محرم الحرام ۷۰ھ مظاہر علوم سہارنپور

---

۱ شامی کراچی ص ۳۹۸/ ج ۱/ باب الاذان.

۲ تنقيح الفتاویٰ الحامدية، ص ۳۲۴/ ج ۲/ كتاب الحظر والاباحة.

۳ مقدمه عمدة الرعاية على شرح الوقايه، ج ۱/ص ۱۱/ مطبوعه ياسر نديم ديوبند كشف الظنون ج ۲/ص ۱۹۷۲/ النقاية مختصر الوقاية، مطبوعه دارالفكر،

۴ مقدمه عمدة الرعاية، ج ۱/ص ۱۲/ مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

۵ شامی نعمانيه، ج ۱/ص ۲۲۷/ وشامی زكريا، ج ۲/ص ۶۸/باب الاذان.

بوقتِ اذان تقبیلِ ابهامین

سوال:-مایقول علماء الفقهة والاعتقاد فی مسئلة رجل سمع النداء فلما بلغ المؤذن عند قول اشهد ان محمد ارسول اللّٰه فقبل ابهامیه فوضع علیٰ عینیه وقال من فیه قرة عینی بک یارسول اللّٰه ، فطعن علیه رجل آخر فقال هذا فعل حرام فیغضبان بینهما ولایتکلمان بینهما من اصاب الحق ومن اخطأ .

الجواب حامداًومصلیاً

قال الشامی فی ردالمحتار ،ص ۲۷۹ /ج[۱] ۱/ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی اللّٰه علیک یارسول اللّٰه وعند الثانیة منهاقرة عینی بک یارسول اللّٰه ثم یقول اللّٰهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علیٰ العینین فانه علیه السلام یکون قائداً له الیٰ الجنة کذافی کنزالعباد اھ قهستانی ونحوه فی الفتاویٰ الصوفیه وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عندسماع اشهد ان محمدا رسول اللّٰه فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی عن المقاصدالحسنة للسخاوی وذکر ذٰلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئیاھ۔

"قلت ذکره القاری والشوکانی والفتنی فی الموضوعات[۲] هذا حال

۱؎ شامی کراچی،ج ۱/ص ۳۹۸/باب الاذان.

۲؎ موضوعات کبیر ص ۶۴/ تذکرة الموضوعات ص ۳۵/ باب الاذان ومسح العینین فیه ونحوه، مطبوعه مصر، المقاصد الحسنة ص ۳۸۵/ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی ص ۲۰/ کتاب الصلاة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

الروایة واما تقبیل الابہامین عند ذٰلک ووضعہما علیٰ العینین فھو عمل لاستشفائھما عن الرمد منقول عن بعض السلف لایزید علیٰ ھذا فمن فعل ھذا علیٰ وجہ القربةوالمثوبة فھو بدعة ینبغی ترکھا،واما النداء فان اعتقد ان الملائکة تبلغہ الیٰ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم باذنہ تعالیٰ فلابأس وان اعتقد ان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یسمع بغیر توسط احدمن کل مکان فھو غیرثابت بل ھو شعبة من علم الغیب وھوامر تفردبہ اللّٰہ تعالیٰ وکفر الحنفیة تصریحاً من اعتقد ان رسول اللّٰہ صلی الله علیہ وسلم یعلم الغیب وشریک معہ تعالیٰ فی علم الغیب لمعارضة قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الاھو، کذا فی شرح الفقہ الاکبر[۱]واما الکتب التی نقل عنھا الشامی اعنی کنزالعباد والفتاویٰالصوفیة وکتاب الفردوس فکلھا لایعتمدعلیھا لکونھا جامعة للرطب والیابس کماصرح بہ فی النافع الکبیر[۲]وبستان المحدثین[۳]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] شرح فقہ اکبر ص۱۸۵/ (مطبوعہ مجتبائی دھلی) الانبیاء لایعلمون الغیب،

[۲] النافع الکبیر ص۳۰/ ومن الکتب الغیر المعتبرة (مطبوعہ احمدی لکھنؤ)

[۳] بستان المحدثین اردو فارسی ص۱۶۲، بحث فردوس دیلمی، مطبوعہ کراچی،

خلاصة الجواب:-شامی نے ردالمحتارص۲۷۹/ج۱/میں تحریر فرمایا ہے۔"یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادة صلّی اللّٰہ علیک وسلّم یارسول اللّٰہ وعند الثانیة منھاقرة عینی بک یارسول اللّٰہ ثم یقول اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علیٰ العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنة کذافی کنزالعباد اھ"قھستانی ونحوہ فی الفتاویٰ الصوفیہ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابھامیہ عند سماع اشھدان محمد رسول الله فی الاذان انا قائد ومدخلہ فی صفوف ...... (باقی خلاصہ اگلے صفحہ پر)

انگوٹھے چومنا اور حیلۂ اسقاط

سوال:- جوشخص اذان کے وقت انگوٹھے نہ چومے وہ کافر ہے، یا مسلمان کیا اس کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہمارے ملک میں مردہ پر سے صوم وصلوٰۃ کے اسقاط کا یہ رواج ہے کہ دوسیر گندم اس پر ایک روپیہ اور قرآن مجید یہ تینوں چیزوں کو ملا کر دوتین آدمی جو کہ ان میں کوئی مسکین نہیں ہوتا ہے، آپس میں ملک وتملیک کرتے ہیں، یہ فقہ میں بھی مروجہ طریقہ ہے یا نہیں، اور جوشخص اس مروجہ طریقہ کا قائل نہ ہو اس کو ملامت کرنا اور اس پر دھبہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

............الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی المقاصد الحسنة للسخاوی وذکر ذالک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذاشیئی ا ه"

میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو قاری، شوکانی، علامہ پٹنی نے موضوعات میں ذکر فرمایا ہے۔ یہ تو روایت کا حال ہے رہا آنکھوں پر رکھ کر چومنا تو یہ آنکھ دکھنے کی بیماری سے شفا حاصل کرنے کا عمل ہے، جو بعض سلف سے منقول ہے اس سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں پس اگر کوئی اس کو قربت وثواب سمجھ کر کریگا تو یہ بدعت ہے، جس کو ترک کرنا چاہئے رہا نبیؐ کو پکارنا پس اگر اسکا اعتقاد یہ ہے کہ فرشتے اس کی پکار کو نبی اکرمؐ تک اللہ تعالیٰ کی اجازت سے پہنچادینگے تو مضائقہ نہیں اور اگر یہ اعتقاد ہے کہ نبی اکرمؐ اس کو براہ راست کسی واسطے کے بجائے خود ہر ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ ثابت نہیں، بلکہ یہ تو علم غیب کا ایک شعبہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے حنفیہ نے اس شخص کی صراحۃً تکفیر کی ہے جو اس کا معتقد ہو کہ نبیؐ جانتے ہیں اور علم غیب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہیں، چونکہ اس کا یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے قول "**لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا الله** اور **وعنده مفاتح الغیب لایعلمها الاهو**" کے معارض ہے، شرح فقہ اکبر میں ایسا ہی ہے۔

اور وہ کتابیں جن سے شامی نے نقل کیا ہے (کنز العباد، فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس، سب غیر معتمد ہیں جیسا کہ نافع الکبیر اور بستان المحدثین میں تصریح کی گئی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب حامداومصلیاً

(۱) اذان کے وقت انگوٹھے چومنا کسی حدیث مرفوع[۱] سے ثابت نہیں، لہٰذا اس کو سنت سمجھنا غلط ہے، البتہ بعض سلف سے آشوب چشم کا علاج ہونے کی حیثیت سے منقول ہے[۲] پھراس کے ترک پر کفر کا حکم تو کیا ہوتا ترک استحباب کا بھی نہیں، کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی کافر کہنا نہایت خطرناک ہے، اس سے ایمان جاتا رہتا ہے[۳]۔

---

[۱] مسح العينين بباطن انملتى السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن اشهدان محمداً رسول اللّٰه الحديث ذكره الديلمى فى الفردوس من حديث ابى بكر الصديقؓ ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال من فعل ذلک فقد حلت عليه شفاعتى قال السخاوى يصح واورده الشيخ احمد الردادفى كتابه موجبات الرحمة بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه والسلام وكل مايروى فى هذا فلايصح رفعه البتة. وموضوعات الكبير للقارى ص۱۰۸/ مطبوعه كراچى، باب الميم، تذكره الموضوعات ص۳۴/ مكتبه بمبئى، باب الاذان ومسح العينين، المقاصد الحسنة ص۳۸۴/ مكتبه دارالكتب العلمية بيروت)

[۲] وحكى عن البعض من صلى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم اذا سمع ذكره فى الاذان وجمع اصبعيه المسبحة والابهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد ابداً. قال ومذفعلته لم ترمد عينى وقد جرب كل منهم ذلک (تذكره الموضوعات ص۳۴/ باب الاذان، مكتبه قيمه بمبئى،

[۳] عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم اَيُّمَا امْرَئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُ هُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ (مسلم شريف ص۵۷/ج۱/ كتاب الايمان (مطبوعه دهلى) باب بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم ياكافر، بخارى شريف ص۸۹۳/ ج۲/ باب ماينهى عن السباب واللعن، مطبوعه اشرفى ديوبند،

ترجمه:-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر آ جائے گا، اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر کفر لوٹ آئیگا۔

(۲) یہ طریقہ بدعت و بے اصل ہے، اس سے صوم وصلوٰۃ وغیرہ میت کے ذمہ سے کچھ ساقط نہیں ہوتا ہے[۱] اس سے اجتناب واجب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مظاہر علوم سہارنپور

انگلی چوم کر آنکھوں کو لگانا نام مبارک پر

سوال: - کیا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لینے پر انگلیوں کو چومنے کا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مسئلہ کے لئے کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں جیسا کہ ردالمحتار میں بطور خلاصہ بحث نقل کیا ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

[۱] فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷/ج ۴/ باب العاشر فی قضاء الفوائت، "اسقاط کا مسئلہ" مکتبہ دارالعلوم دیوبند، امدادالمفتیین کامل ص ۱۶۹ – ۱۷۰/ج ۲/ کتاب السنة والبدعة، "حیلۂ اسقاط" مطبوعہ دارالاشاعت کراچی،

[۲] وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامه عندسماع اشهدان محمداً رسول اللّٰه فی الأذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر وذکر ذٰلک الجراحی وأطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیئ. (شامی زکریا ص ۶۸/ج ۲/ مطلب باب الاذان فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہفتم

﴿میلادوسیرت کی محافل اورعرس وغیرہ﴾

گیارہویں اورمیلاد کی ابتداء

سوال:- آج کل مسلمانوں میں ایک طبقہ ربیع الاول کی مخصوص تاریخوں میں میلاد النبیؐ، گیارہویں شریف کی محفلیں بڑی دھوم دھام سے کرتا ہے، کھانا کھلانا، قصائد خوانی مٹھائی تقسیم کرنا، اور بلند آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھنا وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ ان کا کہنا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، اس کا کرنا اجروثواب اور باعث برکت ہے۔

(۱) کیا اس کا حکم کبھی اللہ کے رسول ﷺ نے دیا ہے؟

(۲) کیا خلفاء راشدین رحمہم اللہ نے کیا ہے؟

(۳) کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے؟

(۴) کیا تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟

(۵) کیا تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟

(۶) کیا ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے کیا ہے؟

(۷) کیا محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اقدس رسول اکرم ﷺ (فداہ ابی و امی) کا ذکر مبارک خواہ ولادت شریفہ کا ذکر ہو یا عبادات ،معاملات،معاشرات، وغیرہ کا ذکر ہو بلاشبہ موجب قرب اور ذریعۂ سعادت ہے،[1] نیز بزرگانِ دین کا ذکر بھی موجب نزول رحمت ہے لیکن جوصورت سوال میں درج ہے اور جو کچھ اس کو مقام دیا گیا ہے، وہ ثابت نہیں، اور بہت سے شرعی مفاسد وقبائح پر مشتمل ہے ،بعض مفاسد اعتقادی ہیں، بعض عملی ہیں، بعض اخلاقی ہیں ، علامہ ابن الحاج نے (المدخل[2]) میں ان کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(۱) بالکل نہیں !

(۲) کبھی نہیں کیا!

(۳) کبھی نہیں کیا!

(۴) کبھی نہیں کیا!

(۵) کبھی نہیں کیا!

(۶) کبھی نہیں کیا!

(۷) کبھی نہیں کیا!

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرۂ العزیز اس وقت تک دنیا میں تشریف ہی

---

[1] والاحتفال بذکر الولادۃ الشریفہ،ان کان خالیاً من البدعات المروجۃ فھو جائز بل مندوب کسائر اذکارہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امداد الفتاوٰی ص۳۲۷/ ج۶/ کتاب العقائد،مطبوعہ دیوبند.

[2] ومن جملۃ مااحدثوہ من البدع مع اعتقادھم أن ذٰلک من اکبر العبادات واظھار الشعائر مایفعلونہ فی شھر ربیع الاول من المولد وقد احتوی علی بدع ومحرمات جملۃ.(المدخل ملاحظہ ھو، ص۳/ ج۲ /فصل فی مولد النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم، مطبوعہ مصر)

نہیں لائے تھے، آپ کی پیدائش مبارک بعد میں ہوئی، پھر یہ ان سے متقدمین حضرات ان کی گیارہویں کہاں کرتے۔

میلاد شریف کی محفل سب سے پہلے اربل کے بادشاہ نے ۶۰۰ھ کے بعد کی ہے، اسکی حرص میں اورلوگوں نے کی، حتی کہ پھیلتی چلی گئی، اسی وقت سے علماء نے اس پر رد کیا ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۹۵ھ

محفل میلاد

سوال:-میلاد شریف میں قیام بوقت ذکرولادت بغرض تعظیم نبی علیہ السلام جسداً یا روحاً شرعاً مستحب یا مشروع کس درجہ میں ہے یا نہیں؟ بعض قائلین آیت کریمہ پارہ سورہ فتح ''تُؤمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ الخ اورحدیث (قُوْمُوْا اِلیٰ سَیِّدِكُمْ) سے استدلال کرتے ہیں، بصورتِ عدم جواز استدلال کا جواب کس طرح ہے''بینوا بالدلیل مع حوالہ کتب توجروا اجر الجزیل۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک خواہ ذکرولادت ہو یا عبادات، معاملات، جہاد، شب وروز کے نشست وبرخواست کا ذکر ہو بلاشبہ باعث، موجب خیر وبرکت ہے[2]، مگر مجلس میلاد مروجہ طریق پر بے اصل خلافِ شرع اور بدعت ہے، بہت قبائح اورمنکرات پر مشتمل ہوتی ہے، ابن

---

[1] المولود الذی شاع فی هذاالعصر واحدثه صوفی فی عهد سلطان اربل سنہ ۶۰۰ھ ولم یکن لهٗ اصل من الشریعة الغراء (العرف الشذی ص ۲۳۱/ ج ۱) ابواب العیدین، باب ماجاء فی التکبیر فی العیدین (مطبوعه رحیمیه دیوبند)

[2] امدادالفتاویٰ ص۳۲۷/ ۶/ کتاب العقائد، مطبوعه دیوبند.

امیر حاج نے مدخل[۱]، ج ۲/ میں ۳۲/ صفحات میں اس کے مفاسد کو شمار کرایا ہے، آپ کا سوال صرف قیام کے متعلق ہے، لہٰذا اسی کے متعلق جواب تحریر ہے کہ یہ قیام بدعت ہے، سورۂ فتح کی آیت سے مستدل نے جو استدلال کیا ہے، قیام پر بہت بعید بلکہ ابعد ہے، کیونکہ اس میں کہیں قیام کا ذکر نہیں ہے، اور نہ ولادت کے وقت کی کسی تعظیم کو بیان کیا گیا ہے، اور یہ بھی حتمی نہیں کہ ضمائر منصوب حضور اقدس ﷺ کی طرف راجع ہیں "وتعزروه وتوقروه بتقوية دينه ورسوله وتوقروه وتعظموه وتسبحوه وتنزهوه اوتصلوله من السبحة بكرة واصيلا غدوة وعشيا عن ابن عباس رضى الله عنهما صلوٰة الفجر وصلوٰة الظهر وصلوٰة العصر، تفسير ابى سعود، ص ۱۴۸/ ج ۷[۲]

وتعزروه اى تعتقدوا قوته بحيث لايحتاج الىٰ شريك فتوحدوه وتوقروه اى تعتقدوا عظمته بحيث لايشاركه شئى فى صفاته وغاية ذٰلك ان سبحوه اى تنزهوه عن كمالات الحوادث فضلاً عن النقائص اھ تفسير الرحمن[۳] ص ۲۸۳/ ج ۲/ وتعزروه وتقووه بالنصر وتوقروه وتعظموه وتسبحوه من التسبيح اومن السبحة والضمائر لله عزوجل والمرادبتعزير الله تعالىٰ تعزير دينه ورسولهٖ ومن فرق الضمائر فجعل الاولين للنبى صلّى الله عليه وسلّم فقد ابعدالى اخره مدارك تنزيل[۴] ۱۴۰/ ج ۲/ اور ظاہر ہے کہ

---

[۱] هذا القيام بدعة لااصل لها (الجنة لاهل السنة ص ۲۲۳) المدخل ص ۱/ تا ۳۲/ ج ۲/ فصل فى مولد النبى صلّى الله عليه وسلم. (مطبوعه مصر)

[۲] تفسير سعود ص ۱۰۶/ ج ۷/ (مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت) تحت سورۂ فتح آيت: ۹/

[۳] تفسير الرحمن ج ۲/ ص ۲۸۳/ تحت سوره فتح آيت ۹/ (مطبوعه مصر)

[۴] مدارک التنزيل ص ۱۴۷/ ج ۴/ تحت سورة فتح آيت ۹، مدارک التنزيل ص ۱۵۷، ۱۵۸، ج ۴، مطبوعه دارالفكر بيروت،

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تقویت اور آپ ﷺ کی تعظیم، فرمانبرداری اور اتباع سنت میں ہے، جس درجہ کوئی متبع سنت ہوگا اسی قدر حامی دین اور آپ کی تعظیم کرنے والا ہوگا[1]، اور حوادث بدعات سے آپ کی یا آپ کے دین کی تقویت ہوتی ہے، نہ تعظیم بلکہ صریح مخالفت ہے، گویا بدعتی اپنے لئے منصب تشریع ومنصب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، جو شخص یہ کہے یا یہ سمجھے کہ حضور اکرم ﷺ ہر جگہ ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرح حاضر وناظر ہیں، اور تمام حرکات وسکنات کو ملاحظہ فرماتے ہیں، تو یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اس سے توبہ کر کے تجدید ایمان بھی لازم ہے[2]، صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس مجلس کو منعقد نہیں کیا جاتا تھا، حالانکہ وہ تمام امت سے زیادہ نبی ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے تعظیم وتوقیر کا حاصل بھی یہی ہے، کہ آپ ﷺ کی سنت کا اتباع کریں اور آپؐ کے لائے ہوئے احکام کی اشاعت کے لئے جان ومال، اولاد سب کچھ خدا کے راستہ میں فنا کردیں، وہاں یہ معمول نہ تھا جو کہ رائج ہے کہ داڑھی چہرے پر نہیں احکام شرع کی پابندی نہیں، رات بھر مولود پڑھا جس میں موضوع اور غلط روایات سنائیں، کچھ اشعار گائے محلّہ والوں کو سونے نہیں دیا، مجلس میں حد سے زیادہ روشنی وغیرہ کر کے ایک تماشہ کی شکل بنائی اور آخر شب میں مٹھائی اور کچھ نقد لے کر گھر آ کر سوئے تو صبح کو ۹ ربجے اُٹھے نیند سے بیدار ہوئے، نماز کا تو ذکر ہی کیا ہے، اگر کسی نے شرکت مجلس سے یا قیام سے انکار کیا یا یہ کہہ دیا کہ ایسی مجلس جس سے صبح کی نماز قضا ہوجائے ناجائز ہے، تو اس پر وہابیت اور کفر کا فتویٰ لگانا شروع کردیں[3]، ۶۰۴ھ میں سب سے پہلے مولود شریف کیلئے کتاب تصنیف کی

---

[1] قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم واللّٰہ غفور الرحیم ، قل اطیعوا اللّٰہ والرسول فان تولوا فان اللّٰہ لایحب الکافرین، سورۂ آل عمران، الآیۃ ۳۱، ۳۲/.

[2] ویکفر بقولہ ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم (مجمع الانہر ص ۵۰۵/ج ۲/ ثم ان الفاظ الکفر انواع) باب المرتد (مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] ومن لایتبع ہو اہم یرمونہ بالوہابیۃ ویسخرون بہ وینبزونہ بالالقاب فہداہم اللّٰہ تعالیٰ طریق الصواب ، بدرالساری حاشیہ فیض الباری ص ۱ ۱ ۳/کتاب الوضوء ، باب من مضمض من السویق الخ، خضرراہ بکڈپو دیوبند.

گئی، سلطان ابوسعید مظفر کے زمانہ میں شہر اربل میں یہ بدعت جاری ہوئی،[۱] "قوموا الی سید کم" میں میلاد نہ ذکر میلاد، اس سے قیام میلاد پر استدلال کس طرح درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

عبد اللطیف مفتی مظاہر العلوم سہارنپور ۶/۹/ ۵۹ھ

مجلس میلاد مروجہ

سوال:- بعض جگہ میلاد شریف کا طریقہ اس طرح مروج ہے کہ باسم میلاد شریف بغرض سماع عام لوگوں کو بلایا جاتا ہے، کھانے پینے کا اہتمام بعض تعلق دار لوگوں کے یہاں علماء کرام وطلبہ کا ہوتا ہے، ورنہ تو اپنے محلّہ والوں کے نزدیک عیب شمار کیا جاتا ہے، مجلس ہذا میں شمع مع دیگر خوشبو وغیرہ کا بھی کچھ انتظام کیا جاتا ہے، لیکن کہیں حضور ﷺ کی ولادت شریفہ ومعجزات مع فضائل ووعظ نصیحت بیان کی جاتی ہیں، اور کہیں محض وعظ ونصائح قرآن کریم واحادیث نبویہ بیان ہوتے ہیں، بہرحال کوئی خاص مضمون نہیں مگر اخیر میں جلسہ کے اختتام پر ضرور بالضرور عام لوگ کھڑے ہو کر کوئی ہاتھ چھوڑ کر کوئی بر سینہ کوئی تحت سرۃ دست بستہ ہو کر بآواز بلند مع القیام سلام و درود پڑھتے ہیں۔

(۱) اب دریافت طلب یہ ہے کہ اس قسم کی میلاد شریف مع القیام وعدم القیام کا شریعت میں کیا فیصلہ ہے، عبارت مذکورہ کے مطابق جو قیام کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا کسی نصوص قطعی وفقہ حنفی سے ثابت ہے یا قرون ثلثہ میں سے کسی نے اس فعل

---

[۱] المولد الذی شاع فی هذاالعصر واحدثه صوفی فی عهدسلطان اربل سنہ ۶۰۰ھ ولم یکن لهٗ اصل من الشریعة الغراء (عرف الشذی، ص ۲۳۱/ج ۱/مطبوعه رحیمیه دیوبند) ابواب العیدین باب ماجاء فی التکبیر فی العیدین (مطبوعه رحیمیه دیوبند)

کو کیا یا ان سے ثابت ہے، اگر نا جائز ہے تو یہ نا جائز کس درجہ کا ہے، اور نا جائز امور کرنے والے لوگوں کو شرعاً کیا کہا جائے گا۔

نیز تارک قیام پر سب وشتم وطعنہ زنی کرنا کرانا کیسا ہے، اس قسم کے لوگوں کو کیا کہا جائے گا، کیا ان کے متعلق شریعت محمدیہ میں کوئی وعید نہیں، بصورت جمیع ماذکر کے عدم جواز پر اور کوئی صورت وہیئت سے میلاد مع القیام کا اس شریعت میں ثبوت معلوم ہوتا ہو تو تحریر فرمادیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک مطلقاً خواہ وہ ذکر ولادت ہو یا ذکر عبادات ومعاملات وغیرہ بلاشبہ مستحسن اور باعث برکت وموجب ثواب ہے[1]، لیکن میلاد مروج ہیئت مخصوصہ کے ساتھ قرون مشہود لہا بالخیر میں کہیں موجود نہ تھا صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین اور علماء حقہ نے کبھی نہیں کیا اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں لہٰذا بے اصل بدعت اور نا جائز ہے اس کا ترک واجب ہے یہ مجلس مفاسدہ کثیرہ پر مشتمل ہوتی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مجلس میلاد کے منکرات تفصیلاً اور وعظ پر اُجرت

سوال:-میلاد النبی جو کہ شرعی حیثیت سے جائز ہے، اور وعظ ونصیحت کر کے پہلے

---

[1] امداد الفتاوی ص۷ ۶/۳۲، کتاب العقائد، مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند،

[2] لااعلم لهذا المولد اصلا فی کتاب ولاسنة ولاینقل عمله عن احد من العلماء الائمة الذین هم القدوة فی الدین المتمسکون باثار المتقدمین بل هو بدعة احدثها البطالون وشهوة نفس اعتنی بها الاکالون (الجنة لاهل السنة ،ص ۲۰۱)المدخل ص ۲/ج۲/ فصل فی مولد النبی صلی الله علیه وسلم، مطبوعه مصر،

سے بغیر مقرر کئے ہوئے روپیہ پیسے لینا یعنی اس کا اُجرت نام رکھدیا جائے کہ ہم تمہارے وہاں اتنے بجے سے لے کر اتنے بجے تک وعظ ونصیحت یا میلا د النبی پڑھیں گے، ایسے کام کی اجرت تم سے لیں گے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو جواب مدلل مع ادلّہ اربعہ یا صرف قرآن وحدیث سے ثابت کریں، اور اگر جائز نہیں تو ادلہ اربعہ سے اس کی نفی کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور ﷺ کا ذکر مبارک خواہ ذکر ولادت ہو خواہ جہاد، صلوٰۃ، صوم، حج، نکاح، معاملات وغیرہ یقیناً باعث برکت وموجب ثواب ہے[1]، لیکن اس زمانہ میں مجالس میلاد بہت سے منکرات وممنوعات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً ممنوع ہیں، کتاب المدخل[2]، ج ۲ ر میں ۳۴ ر صفحات میں ان مجالس کے منکرات کو تحریر کیا ہے، عربی، فارسی، اردو میں مستقل رسائل اس کی تردید میں موجود ہیں، چند خرابیاں یہ ہیں:

(۱) روایات جو محفل میلاد میں عموماً سنائی جاتی ہیں، وہ اکثر وبیشتر غیر معتبر اور بعض موضوع ہوتی ہیں، جن کا پڑھنا اور سنانا اور ان کا اعتقاد رکھنا ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

’’عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ[3] رواهُ الشیخان مَنْ حَدَّثَ عَنِّی حَدِیْثاً وَهُوَ یَرَیٰ اَنَّهٗ كَذَبَ فَهُوَ

---

[1] والاحتمال بذكر الولادة الشريفة ان كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر اذكاره صلى الله عليه وسلم، امداد الفتاوى ص۳۲۷/۶، كتاب العقائد، مطبوعه مكتبه زكريا ديوبند،

[2] المدخل ص ۳۲-۲ /ج ۲/ مطبوعه مصرى، فصل فى مولود النبى صلى الله عليه وسلّم، مطبوعه مصر،

[3] بخارى شريف ص ۲۱ /ج ۱/ مطبوعه اشرفى ديوبند، باب اثم من كذب على النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم، رقم الحديث: ۱۱۰/ مقدمه مسلم شريف ص۷/ج ۱/ باب تغليظ الكذب على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند،

اَحَدُالْکَاذِبِیْنَ[۱].وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ لَایَرْوِیْ عَنِّی اَحَدٌمَالَمْ اَقُلْہُ اِلَّاتَبَوَّأُ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ رواہ الدارقطنی[۲]. کَفٰی بِالْمَرْءِ کذبًا اَن یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَاسَمِعَ رواہُ مسلم[۳].

(۲) رات کا بڑا حصہ ان مجالس میں گذار کر صبح کو جولوگ نیند سے مغلوب ہوکر سوجاتے ہیں جس سے فریضہ قضا ہوتا ہے۔

(۳) قرب وجوار کے لوگ بھی نہیں سوسکتے، جس سے ان کواذیت ہوتی ہے[۴]۔

(۴) ان مجالس کی شرکت کوضروری خیال کیا جاتا ہے، حتی کہ اگرکوئی شخص نماز نہ پڑھتا ہوداڑھی منڈواتا ہو، اس پر ملامت نہیں کی جاتی، اور جوشخص ان مجالس میں شریک نہ ہو اس پرلعن طعن کیا جاتا ہے، وہابی کہا جاتا ہے، بلکہ اخوت، مودت کاتعلق قطع کرکے اس سے دشمنی کی جاتی ہے، طرح طرح سے اس پرسب وشتم کرتے ہیں "وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِمَا اکْتَسَبُوْ فَقَدْ اِحْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَاِثْماً مُبِیْنًا الایۃ[۵]" بلکہ دین اسلام سے اس کو خارج مانا جاتا ہے۔

(۵) روشنی خوشبومجالس کی آرائش میں حددرجہ اسراف کیا جاتا ہے[۶]۔

---

[۱] ابن ماجہ شریف ص۱/۵، (مطبوعہ رشیدیہ دھلی) باب من حدث عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وھویریٰ انہ کذب،

[۲] رواہ الدار قطنی فی الافراد، الموضوعات الکبیر ص۱۴/ مقدمہ، مطبوعہ نور محمد کراچی.

[۳] مسلم شریف ص۱/۸، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، باب النھی عن الحدیث بکل ماسمع مقدمہ،

[۴] من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلایوذ جارہ، ابوداؤد شریف ص ۷۰۱/ج۲/ کتاب الادب، باب فی حق الجار، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند،

[۵] سورۂ احزاب آیت۵۸/

ترجمہ: -اور جولوگ ایمان والے مردوں کواورایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انھوں نے کچھ نہیں کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تووہ بہتان اورصریح گناہ کابار لیتے ہیں (از بیان القرآن)

[۶] ولاتسرفوا انہ لایحب المسرفین، سورۂ انعام الآیت ۱۴۱/

(۶) قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے اگر کوئی قیام نہ کرے تو وہ سب شرکاءِ مجلس کی نظروں میں حقیر وذلیل بلکہ مبغوض ہوتا ہے، طرح طرح سے اس پر سب وشتم کرتے ہیں حتی کہ اس ترک قیام کا درجہ ترک اسلام سے بھی بڑا ہوتا ہے، حالانکہ اس قیام پر شرعی کوئی دلیل نہیں، قیام کے وقت یہ اعتقاد کیا جاتا ہے، کہ حضور ﷺ ان مجالس میں تشریف لاتے ہیں، اور اہل مجلس کی ہر بات کو خداوند تعالیٰ کی طرح حاضر وناظر ہوکر بلاواسطہ ملاحظہ فرمارہے ہیں[1]۔

(۷) آنحضرت ﷺ کی تعریف میں اس قدر مبالغہ کیا جاتا ہے کہ حدِ بشریت سے خارج مان کر خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے ساتھ صفات خاصہ میں شریک کردیا جاتا ہے[2]۔

(۸) بسااوقات ان مجالس میں عورتیں شریک ہوتی ہیں ان کا مردوں کے ساتھ بے حجابانہ اختلاط ہوتا ہے[3]۔

(۹) تواریخ کی تعیین اپنی طرف سے کی جاتی ہے کہ ان میں مجالس کا انعقاد ضروری ہے۔والی ذٰلک من المفاسد.

---

[1] مستفاد:- یکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم الخ، مجمع الانهر ص۵۰۵/۳، باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع الاول فیما یتعلق بالله تعالیٰ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۱۲۴/۵، باب احکام المرتدین،

[2] "هل کنت الابشراً رسولا"معتمد الکلام وکونه بشراً توطئة لذلک رداً لماانکروه من جواز کون الرسول بشراً ودلالة علی ان الرسل علیهم السلام من قبل کانوا کذٰلک ،ولهٰذا قال الزمخشری هل کنت الا رسولا کسائرالرسل بشرا مثلهم، روح المعانی ص۱۶۹/۱۵/ آیت۹۳/ سوره بنی اسرائیل، مطبوعه مصطفائیه دیوبند، ص۲۴۴/۹، مطبوعه دارالفکر بیروت،

[3] امرهن بملازمة البیوت وهو امر مطلوب من سائر النساء اخرج الترمذی والبزار عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ ان المرأة عورة فاذا خرجت من بیتها استشرفها الشیطان الی قوله وقد یحرم علیهن الخروج بل قد یکون کبیرة کخروجهن لزیارة القبور اذا عظمت مفسدته وخروجهن ولو الی المسجد ...... اذا تحققت الفتنة الخ، احکام القرآن للشیخ التهانوی ص۴۱۸/۳، مطبوعه کراچی،

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

غور کا مقام ہے کہ ولادت صرف ایک مرتبہ ہوئی اس کا اہتمام تو اس قدر اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، جہاد، نکاح وغیرہ جن پر مدت دراز تک مداومت رہی ان کے لئے علیحدہ علیحدہ مجالس کیوں نہیں کی جاتی، دس مفاسد جن کا ذکر اوپر ہوا ان کی ممانعت پر نصوص قرآنیہ حدثیہ عبارات فقہیہ بکثرت موجود ہیں، جب ان مجالس کی یہ کیفیت اور شرعی حیثیت یہ ہے تو ان کے عدم جواز میں کوئی تامل نہیں ایسے میلاد پر اُجرت لینا بھی ناجائز ہے، وعظ اگر منکرات شرعیہ سے خالی ہو تو اس پر متأخرین فقہاء نے اُجرت کی اجازت دی ہے، کذا فی درمختار، ص[1] ۳۸ / ج ۵ / اس کے لئے اگر باقاعدہ مقرر کیا جائے کہ ہر روز یا ہر ہفتہ اتنی دیر وعظ کہنا ہوگا، اور یہ تنخواہ ہوگی تو متأخرین کے نزدیک گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴ / ۱۰ / ۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹ / شوال ۶۱ھ

کیا مجلس میلاد شریف تمام ارکان کا بدل ہے

سوال:- بکر صوم وصلوٰۃ ودیگر امور شرعیہ کا پاس ولحاظ نہیں رکھتا، اس کا عقیدہ ہے کہ سال میں میلاد شریف مع قیام وسلام کا انعقاد سال کے جملہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جانے کا سبب ہے اور سال میں گھر میں خیر و برکت کا سبب ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

---

[1] ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن (درمختار) قال الشامی وزادبعضهم الا ذان والاقامة والوعظ (درمختار مع الشامی زکریا، ج ۹ / ص ۷۶ / کتاب الاجارة، مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستیجار علی التلاوة والتهلیل)

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا حکم اوپر لکھ دیا ہے پھر اس کو یہ سمجھنا کہ اس سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور فرائض ساقط ہوجاتے ہیں، یہ تو سخت قسم کی ضلالت ہے اور کھلی گمراہی ہے، اسلام کی بنیادیں جن چیزوں پر ہیں ان کو پورا اور مستحکم کرنا سب کے ذمہ ضروری ہے، ایک رُکن کا بدل دوسرا رکن نہیں ہوسکتا، مثلاً ایک شخص نماز کی پابندی کرتا ہے، تو روزہ اس سے ساقط نہیں ہوگا، نماز کی طرف سے بھی روزہ بدل نہیں ہوسکتا، تو پھر بدعت واجب الترک چیز کیسے تمام ارکان اسلام کا بدل ہوجائے گی، غرض میلاد شریف کی محفل منعقد کرلینے کو صوم، وصلوٰۃ کا بدل قرار دینا اعتقادی مفسدہ اور شیطانی زبردست حملہ ہے، جس سے ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ "، متفق علیہ مشکوٰۃ شریف، ص ۱۲[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۲/۹۱ھ

میلاد کا خاص طریقہ

سوال:- درود میلاد شریف لوگ سب جمع ہوکر زور شور سے بلند آواز کے ساتھ گلے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۱۲/ کتاب الایمان، الفصل اوّل، (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) بخاری شریف ص ۶/ ج ۱/ باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس، کتاب الایمان، مطبوعہ اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۲/ ج ۱/ باب بیان ارکان الاسلام الخ، کتاب الایمان، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند،

ترجمہ:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

سے گلے ملا کر ایصال ثواب وثواب دارین وبرکت مکان ومحفوظ بلاء ومصائب کے لئے پڑھاتے ہیں، اور پڑھتے ہیں اور پڑھنے والے میلاد شریف بیان کرتے کرتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت تک جب پہنچ جاتے ہیں تب سب لوگ ایک دم کھڑے ہوجاتے ہیں اور زور شور سے **صلّی اللّٰہ علیٰ محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم** پھر ''**یَانَبِیُ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَارَسُوْل سَلَامُ عَلَیْکَ**'' بلند آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کے محفل میلاد شریف میں تشریف لانے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور بوقت سلام قیام کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اب ایصال ثواب وغیرہ کی نیت سے پڑھنا اور پڑھانا اور زور شور سے گلے سے گلے ملا کر پڑھنا اور محفل میلاد شریف میں حضور ﷺ کے روح مبارک کے حاضر ہونے کا اعتقاد رکھنا وقت سلام قیام کرنے کو ضروری سمجھنا اور قیام کرنا کیسا ہے، اگر جائز ہے تو کیسا ہے، اگر نا جائز ہے تو کونسا اور کیسا گناہ ہے، اور رائج میلاد شریف یہ ہے کہ ''**مَا کَانَ مُحَمّد**'' سے لیکر ''**شی علیم**'' تک پھر ''**اِنَّ اللّٰه وَمَلٰئِکَتَهُ**'' سے لیکر ''**وتسلیما**'' تک پڑھتے ہیں، بعد میں سب لوگ ملکر زور، شور کیساتھ درود شریف پڑھتے ہیں، پھر ایک مولوی یا منشی عربی میں تولید بیان کرتے ہیں مثلاً ''**ابتدا باسم ذاته العلی**الخ'' پھر ''**ولما اراد اللّٰه بابراز حقیقة محمد اظهر**الخ'' پھر ''**ولما تم من حمله شهران علی اشهر الا قوال الرویا**'' سے لے کر آخیر تک پڑھتے ہیں اور بوقت سلام قیام کرتے ہیں، اور ''**یَانَبِیُ سَلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلُ سَلَام عَلَیْکَ**'' بلند آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں، اسی طرح ختم کرتے ہیں پھر ایک شعر پڑھتا ہے، پھر سب ملکر زور شور سے **یَانَبِی سَلَام عَلَیْکَ** پڑھتے ہیں، اسی طرح ختم کرتے ہیں اردو زبان میں پڑھتے ہیں جیسے:۔

آمنہ سے ہے روایت اور یہ............مجھ کو پیدا ہوگیا جب دردزہ

اس شعر سے لے کر:

ہا تھ سے میر ا شکم ملنے لگا ....ا و ر کہتا تھا و ہ نو ر ا نی تھا
پھر اظہر یا سید المرسلین الخ تک پڑھ کر:
اُٹھو وقت تعظیم محمد حبیبی

بیان ظہور محمد......کھڑے ہوجاتے ہیں اور صلّی علٰی مُحَمّد الخ اور یَانَبِیُ سَلَام عَلَیْکَ بلند آواز سے سب ملکر پڑھتے ہیں، پھر ایک شعر پڑھتا ہے:- ؎

مثل انت شمس انت بدر انت مصباح الصدور

تک پڑھتا ہے، پھر سب ملکر، یَانَبِی سَلام عَلَیْکَ بلند آواز کے ساتھ ختم تک اسی طرح پڑھتے ہیں، بعد میں بیٹھتے ہیں اور درود شریف پڑھتے اور مناجات کرتے ہیں، اس طرز وطریقہ کیساتھ پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے، بدلیل شرعی وحوالجات کتب فتویٰ تحریر فرماویں؟

الجواب حامداً مصلیاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہوخواہ عبادات ومعاملات وعادات وغیرہ کا ذکر ہو بلا التزام تاریخ ومہینہ کے بلا شبہ باعث اجر وموجب ثواب ہے[۱]، لیکن طریقہ مروجہ پر میلاد شریف کی مجلس منعقد کرنا بے اصل بدعت سیئہ اور ناجائز ہے، علامہ ابن الحاج نے کتاب المدخل[۲] میں ۳۲ رصفحات میں اس مجلس اور قیام کے مفاسد تحریر کئے ہیں، علامہ ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ[۳] میں اس کو ناجائز اور ممنوع لکھا ہے، علامہ شامی[۴] نے ردالمحتار میں، نذر مزارات کی

---

[۱] الاحتفال بذکر الولادة الشریفة ان کان خالیاً عن البدعات المروجة فھو جائز بل مندوب کسائر اذکارہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، امداد الفتاوی ص۳۲۷/۶/ کتاب العقائد، مطبوعہ دیوبند.

[۲] المدخل ص۳-۲/ ج۲/ فصل فی مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، (مطبوعہ مصری) براھین قاطعہ ص۱۴۹/ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، الجنة لاھل السنة ص۱۹۳)

[۳] فتاویٰ حدیثیہ ص۱۵۰/ مطبوعہ دار الفکر بیروت، مطلب الاجتماع للموالد والاذکار الخ،

[۴] الشامی نعمانیہ ص۱۲۸/ ج۲/ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ، باب مایفسد بہ الصوم، قبیل باب الاعتکاف،

حرمت کو لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے "واقبح منه النذر بقراءة المولد فی المنابر مع اشتماله علیٰ الغنا واللعب وایهاب ثواب ذٰلک الیٰ حضرة المصطفیٰ صلّی اللّٰه علیه وسلّم اھ"۔

اور یہ عقیدہ کہ آنحضرت ﷺ اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں کہیں اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں[1]، حضور اقدس ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں اپنے لئے قیام سے صحابہ کرامؓ کو منع فرمایا ہے "عَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَارَسُوْلُ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم مُتوکِّئًا عَلیٰ عَصًا فَقُمْنَالَهٗ فَقَالَ لَاتَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضاً" رواهُ ابو داؤد[2]۔

صحابہ کرام ﷺ کا خود معمول یہ تھا کہ قیام نہیں کرتے تھے "عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَ اِلَیْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسلّم وَکَانُوْا اِذَا رَأوهُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاهِیَّتِهٖ لِذَالِکَ رواه الترمذی[3] قال هذاحدیث حسن صحیح مشکوٰة شریف، باب القیام. ص ۴۰۳[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم الخ، مجمع الانهر ص ۵۰۵/ ج۳/ کتاب السیر والجهاد، باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر انواع الاول فیما یتعلق باللّٰه تعالیٰ، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۲۴/ ۵، باب احکام المرتدین،

[2] ابوداؤد ص ۷۱۰/ ج۲/ مطبوعه رشیدیه دهلی، کتاب الادب باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذٰلک.

[3] ترمذی شریف ص ۱۰۴/ ۲، ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند،

[4] مشکوٰة شریف ص ۴۰۳/ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب القیام،

ترجمه:- حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے...... (**باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر**)

مولودشریف

سوال:-معروض ہے کہ مولودشریف کے متعلق ایک فتویٰ کے جواب میں تحریرفرماتے ہیں، علامہ ابن امیرالحاج نے کتاب المدخل میں ۳۲رصفحات میں اس محفل کے شرعی مفاسد تحریر کئے ہیں، ان کا بغور مطالعہ کیا جائے، محفل وعظ میں بلند آواز سے اہل مجلس کے ذکردرود کو کتب فقہ مثل درمختار، شامی، طحطاوی، وغیرہ میں ممنوع لکھا ہے، بناءً علیہ بصد نیاز معروض خدمت ہے کہ کتاب المدخل ہمارے یہاں موجود نہیں، ازروئے مہربانی اس کی عبارت کو نقل فرماکر ممنون کریں، اور درودشریف زور سے پڑھنے کی کراہت کے متعلق شامی وطحطاوی کے کس موقع میں مذکور ہے نشان تحریر کرکے رہین منت فرماویں؟

الجواب حامداًومصلیاً

۳۲رصفحات نقل کرنے کی اس وقت فرصت نہیں میری کتاب مدخل[۱] ایک صاحب کے پاس مستعار گئی ہوئی ہے، وصایا الوزیر علیٰ طریقۃ البشیروالنذیر، براہین قاطعہ[۲]، اصلاح

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**)............ پاس لاٹھی پرسہارالگائے ہوئے تشریف لائے ہم کھڑے ہوگئے ارشادفرمایا جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اس طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔۱۲

ترجمہ:-حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ان کو حضرت نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا لیکن آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کی اس سے ناگواری وناپسندیگی کو جانتے تھے۔

(**حاشیہ صفحہ ھذا**)

[۱] ملاحظہ ہو "المدخل ص ۱، تا ۳۲/ج ۲/ فصل فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلّم" مطبوعہ مصر،

[۲] اولۂ سوال مجلس میلاد شریف بکدام طریق جائز است بکدام صورت ناجائز (براھین قاطعہ ص ۱۴۹/ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، (الجنۃ لاھل السنۃ ص ۱۹۳)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

الرسوم[۱]، فتاویٰ حدیثیہ[۲]، ابن حجر مکی وغیرہ میں اس مسئلہ پر کافی بحث ہے، اس محفل کی ابتداء ۶۰۰ھ میں شاہ اربل کے دور میں ہے، کذا فی العرف الشذی ص ۲۴۰[۳] اور جب ہی ابن وجیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے "المورود فی الکلام علیٰ عمل المولود" پھر اس کے بعد سے اب تک عربی فارسی اردو میں رسائل اور فتاویٰ بکثرت اس مسئلہ پر لکھے گئے ہیں، یہ کتابیں روزمرہ کی ضرورت کی ہیں، دارالافتاء اور جمعیۃ علماء میں ان کا موجود ہونا ضروری ہے، امداد الفتاویٰ[۴] میں بھی متعدد جگہ اس کی بحث ہے، علاّمہ شامیؒ نے قبل باب الاعتکاف نذر بقراءۃ المولد کو افتح لکھا ہے[۵]۔

"وازعاج الاعضاء برفع الصوت جهل وانماهى دعاء له والدعاء يكون بين الجهر والمخافة كذا اعتمده الباجى فى كنزالعفاة اھ درمختار قال فى الهندية رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مكروه اھ شامی[۶] ص ۱۵۴۱/ج ۱/ فصل فى تاليف الصلوٰة الى انتهائها"

---

۱ اصلاح الرسوم، ص ۶۳/(مطبوعه امداديه ديوبند) محفل ميلاد مروجه .

۲ فتاوىٰ حديثيه ص ۱۵ / مطبوعه دارالفكر بيروت، مطلب الاجتماع للموالد والاذكار الخ،

۳ المولود الذى شاع فى هذا العصر واحدثه صوفى فى عهد سلطان اربل سنہ ۶۰۰ھ ولم يكن لهٗ اصل من الشريعة الغراء (العرف الشذى، ص ۱۳۲/ابواب العيدين باب ماجاء فى التكبير فى العيدين (مكتبه رحيميه ديوبند)

۴ امدادالفتاوىٰ ص ۲۴۹/ ج۵ (مطبوعه تاليفات اولياء ديوبند كتاب البدعات،

۵ واقبح منه النذر بقرائة المولد فى المنابر ومع اشتماله علىٰ الغناء واللعب وايهاب ثواب ذٰلك الىٰحضرة المصطفىٰ ﷺ الخ شامى زكريا ص ۴۲۷/ج۳/ وكراچى ص ۴۴۰/ ج۲/ باب مايفسد الصوم مطلب فى النذرالذى يقع للاموات الخ قبيل باب الاعتكاف.

۶ شامى نعمانيه ص ۳۴۹/ ج ۱/ وشامى زكريا ص ۲۳۲/ج ۲/ باب صفة الصلوٰة، مطلب فى المواضع التى تكره فيها الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم،

دوسرے مقام پر اس سے صریح ہے کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا عندالتذکیر گرمیٔ ہنگامہ کے لئے مکروہ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۶/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۶/۶۴ھ

سالگرہ اور میلاد شریف

سوال:- ہم نے اپنے بچے کی سالگرہ جبکہ وہ ایک سال کا ہوا خوب دھوم دھام سے منائی، چند لوگوں کو مدعو کیا، پارٹی کے کیک کاٹے سالگرہ کی مبارک باد دی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعی کراہت تو نہیں؟ یا پھر غیر اسلامی طریقہ ہونے کی وجہ سے ممنوع تو نہیں ہے؟ ویسے ہمارے یہاں مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو مناتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سالگرہ (پیدائش سے سال بھر پورا ہونے پر تقریب اور خوشی منانا) یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے، یہ غیروں کا طریقہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے[2] مروجہ طریقہ پر میلاد شریف کرنا بھی

---

[1] تکره الصلوٰة علیه صلّی اللّٰه علیه وسلم فی سبعة مواضع الجماع وحاجة الانسان وشهرة المبیع والعثرة والتعجب الخ. شامی زکریا ص ۲/۲۳۱، باب صفة الصلوٰة مطلب فی المواضع التی یکره فیها الصلوٰة علی النبی صلّی اللّٰه علیه وسلم، وعن النبی ﷺ انه کره رفع الصوت عند قراءة القرآن والجنازة والزحف والذکیر الخ، شامی زکریا ص ۹/۵۷۰، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع،

[2] من تشبه بقوم ای من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره اوبالفساق اوالفجار فهم منهم فی الاثم قال الطیبی هذا عام فی الخلق والخلق والشعار، مرقاة ص ۴/۴۳۱ مطبوعه بمبئی، کتاب اللباس، فیض القدیر للمناوی ص ۶/۱۰۴، رقم الحدیث ۸۵۹۳، دارالفکر بیروت،

دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں، چھ صدی تک اس کا وجود نہیں تھا، اس کے بعد اربل کے بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا ہے، پھر اس میں بہت سی غلط چیزیں اور بھی شامل ہوگئیں[۱]، ان سب غلط چیزوں سے بچ کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک مثلاً حدیث شریف پڑھ کر سنا کر ہو یا بصورت وعظ ہو نہایت ہی موجب برکت اور سعادت کی چیز ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/ ۹۵ھ

بطرز موسیقی میلاد شریف پڑھنا

سوال:- ہمارے ملک میں یہ رواج جاری ہے کہ محفل میلاد شریف اور وعظ میں درود شریف بوزن موسیقی اور قصیدہ نعتیہ ایک شخص پڑھنے کا حکم کرتا ہے، گلے ملا کر خوب زور شور سے چلّا چلّا کر بار بار پڑھتے جاتے ہیں، زید کہتا ہے ایسا ہی رواجی طور پر پڑھنا بدعت ہے، عمر کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو ایک مجمع میں بیٹھے تھے، حکم کیا کہ تم لوگ درود شریف پڑھو! لہٰذا سب گلے ملا کر زور سے شور سے درود پڑھتے رہے، اس سے ثابت ہے کہ ایسا ہی پڑھنا زیادہ مستحسن ومستحب ہے، اب جواب طلب یہ امر ہے کہ ایسا درود شریف اور قصیدہ پڑھنا عندالشرع کیا حکم رکھتا ہے؟

---

[۱] لااعلم لهذا المولد اصلافی کتاب ولاسنة ولاینقل عمله عن احد من العلماء الائمة الذین هم القدوة فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل هو بدعة احدثها البطالون وشهوة نفس اعتنی بها الاکالون (الجنة لاهل السنة ص ۲۰۱، مطبوعه دهلی)

المولود الذی شاع فی هذا العصر واحدثه صوفی فی عهد سلطان اربل ،سنه ۶۰۰ھ ولم یکن لهٗ اصل من الشریعة الغراء (العرف الشذی ص ۲۳۱/۱) ابواب العیدین، باب ماجاء فی التکبیر فی العیدین، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ص۱۱۷/ ۱۱۹/۴، ترجمه مظفرالدین صاحب اربل، رقم الترجمة ۵۴۷/ مطبوعه دارصادر بیروت،

[۲] والاحتفال بذکر الولادة الشریفة ان کان خالیا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب کسائر اذکاره ﷺ، امداد الفتاوی ص۳۲۷/۶، کتاب العقائد، مکتبه زکریا دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ بدعت ہے قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں، عمر ثبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس سے دلیل دریافت کی جائے، کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس طرح پڑھنا کونسی حدیث میں منقول ہے، اور اس حدیث کی سند کیسی ہے[1]۔

قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ۔ الحدیث[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجوب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

عیدِ میلاد النبی ﷺ

سوال:- بارہ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ کرنا، منڈپ سجانا، چراغاں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلّم مَنْ تَقَوَّلَ عَلی مَالَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوّأ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ، ابن ماجہ شریف ص ۵/ ج ۱/ مطبوعہ رشیدیہ دھلی) باب التغلیظ فی تعمد الکذب الخ،
ترجمہ:- حضرت نبی اکرم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے میرے اوپر ایسی بات کی نسبت کی جس کو میں نے نہیں کہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

[2] ترمذی شریف ص ۲۴۹/ ج ۱/ (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) ابواب الاحکام) باب ماجاء فی ان البینۃ علی المدعی، الخ. ابن ماجہ شریف ۱۶۸/ کتاب الاحکام، باب البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی،

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی چیز کو دین، ثواب، قربت سمجھ کر کرنا اس وقت درست ہوگا جبکہ ادلہ شرعیہ سے اس کا ثبوت ہو، ادلہ شرعیہ چار ہیں، (۱) کتاب (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس مجتہد جس چیز کا اس طرح ثبوت نہ ہو اس کو دین، ثواب، قربت سمجھ کر کرنا بدعت وضلالت وممنوع ہوگا ''مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هَذَامَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ متفق علیه. مشکوٰۃ شریف[۱] ص ۲۷.
''اِیَّاکُمْ وَمُحدثَاتِ الْاُمُوْر فَاِنْ کُل مُحْدثَة بِدْعَةُ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رواہُ احمد[۲] وابوداؤد[۳] والترمذی[۴] وابن ماجة[۵]، مشکوٰۃ شریف ص ۳۰[۶]/

اس بنیادی چیز کو سمجھنے کے بعد جواب ملاحظہ کیجئے!

یہ چیز ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں، قرون مشہود لہا فی الخیر میں اس کا وجود نہیں تھا، چھ صدی تک یہ طریقہ ایجاد نہیں ہوا تھا، اس کے بعد ایجاد ہوا، سب سے پہلے ایک بادشاہ نے یہ مجلس منعقد کی[۷] پھر اس کی حرص میں دوسرے لوگوں نے مجلسیں منعقد کیں،

---

[۱] مشکوۃ شریف ص۲۷/ یاسرندیم دیوبند، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، بخاری شریف ص ۳۷۱/۱/ کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جورالخ، طبع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۷۷/۲/ کتاب الاقضیه، باب نقض الاحکام الباطله، طبع سعد بکڈپو دیوبند،
ترجمہ:-جس نے نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے۔

[۲] مسند احمد ص ۱۲۶/ ج۶/ حدیث العرباض بن سارية، مطبوعه دارالفکر بیروت،

[۳] ابوداؤد شریف ص ۲/۶۳۵، کتاب السنة، باب لزوم السنة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند،

[۴] ترمذی ص ۹۶/ ج۲/ ابواب العلم، باب الاخذ بالسنة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند،

[۵] ابن ماجه ص ۶، باب اجتناب البدع والجدل، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[۶] مشکوۃ شریف ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

[۷] المولود الذی شاع فی هذاالعصر واحدثه صوفی فی عهد سلطان اربل ۶۰۰ھ ولم یکن له اصل من الشریعة الغراء الخ عرف الشذی، ص ۲۳۱/ابواب العیدین، باب ماجاء فی التکبیر، مطبوعه رحیمیه دیوبند،

تاریخ ابن خلکان[1] میں اس کی تفصیل مذکور ہے، اسی وقت سے علماء حق نے اس پر نکیر کی ہے، علاّمہ ابن الحاج نے المدخل[2] کی دوسری جلد میں ۳۲ رصفحات میں اس کی تردید کی ہے، اوراس کے رد میں دلائل قائم کئے ہیں مستقل رسالے بھی اس مسئلہ پر موجود ہیں، الجنۃ[3] لاھل السنۃ میں بھی اس پر تفصیلی رد ہے، فی نفسہ ذکر مبارک جوکہ بدعات سے خالی ہوعین سعادت ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میلادوقیام کا ثبوت اوراس کا جواز

سوال:-مجلس میلاد کیا نوعیت رکھتی ہے، اوراس کی کس حدتک تعظیم کرنی چاہئے، کیا وقت ذکر پیدائش بطور تعظیم قیام کرنا جائز ہے یانہیں بعض علماء فرماتے ہیں وقت ذکر پیدائش قیام کرنے کے لئے شرعاً کچھ اصلیت نہیں، بلکہ ناجائز وبدعت ہے مسلمان کواس سے اجتناب کرنا چاہئے اور بعض کہتے ہیں مستحب ہے اور دو حدیث پیش کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلّم اِذَاجَاءَ اَمْرُسُرُوْرٍ یُسَرُّبِہٖ خَرَّسَاجِدًالِشُکْرِ اللّٰہِ تَعَالیٰ.(رواہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۳۱)[4]

---

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان، ص۱۱۷/ج۴/ (مطبوعہ دارصادر بیروت) کو کبوری ابوسعید مظفرالدین صاحب اربل تحت حرف الکاف، رقم التجمہ:۵۴۷،

[2] المدخل ص ۲تا۳۲/ج۲/ فصل فی مولدالنبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم، مطبوعہ مصر.

[3] الجنۃ لاھل السنۃ ص ۱۹۲/مولود شریف تین طریقوں پرھے، مطبوعہ دلی،

[4] حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی خوشی کی بات پیش آتی جس سے آنحضرت ﷺ خوش ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گرجاتے۔

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلّم يَضَعُ لِحسانٍ مِنبَراً فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِماً يُفَاخِرُ عَنْ رَسُول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اَوْيُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم انَّ اللّٰه يؤيدُحسان بِرُوْحِ الْقُدس مَانَافَحَ اَوْفَاخَرَ عَنْ رَسُول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم"[1] (مشكوٰة شريف، ص ۴۱۰/ باب البيان والشعر الفصل الثالث)

پہلی حدیث سے مراد لیتے ہیں کہ خوشی کے کام میں سجدہ کرنا اور بعد اس کے کھڑا ہونا ثابت ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کے فخر وغیرہ کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے، ہم ذکر میلا د میں حضور ﷺ کے ذکر پیدائش بیان کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں، اس سے حدیث کی تابعداری ہوتی ہے، حدیث شریف سے جس چیز کا ثبوت ہو وہ بدعت سیئہ نہیں ہوسکتا بدعت حسنہ ہے، دوسری حدیث سے ظاہر سمجھا جاتا ہے، خبر خوشی سے شکر کا سجدہ اور اس کے بعد کھڑے ہونا، اب مسلمانوں کے نزدیک جناب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خبر سے زیادہ خوش خبری اور کیا ہوسکتی ہے، اب اگر کوئی اس موقعہ پر سجدہ کرے اور اس کے بعد کھڑے ہوجائے تو یہ کوئی خرابی کی بات نہیں بلکہ مستحب ہے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ دونوں فریق میں سے کس کی دلیل مانی جائے، اور دونوں حدیثوں سے کس نظم سے مستحب ثابت ہوتا ہے، اور مستحب ثابت ہونے کے لئے کیا قواعد اور اصول ہونا ضروری ہیں، مطابق مذہب حنفی کے اور ان دونوں حدیثوں کے اندر کیا نظم ہے، مستحب کے پیش نظر رقم فرما کر ممنون فرمائیں۔

---

[1] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھتے تھے جس پر وہ کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے (کفار کے اشعار کا) اشعار میں جواب دیتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حسان رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے ہیں جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دہی کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک مطلقاً خواہ آپ کی نماز وغیرہ عبادات کا ذکر ہو خواہ بیع شراء وغیرہ معاملات کا ذکر ہو خواہ ولادت وغیرہ دیگر احوال کا ذکر ہو بلاشبہ باعثِ برکت موجب ثواب ہے[1]، لیکن میلاد مروجہ شرعاً بے اصل بدعت اور ناجائز ہے اس کے مفاسد اور قبائح کتاب المدخل[2] ج ۲/ میں ۲۳/ صفحات میں لکھے ہیں، عربی فارسی اردو میں مستقل رسائل اس کے عدم جواز کے متعلق علمائے حق نے تصنیف فرمائے ہیں،[3] چند خرابیاں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) روایات جو محفل میلاد میں عموماً سنائی جاتی ہیں، وہ اکثر غیر معتبر اور بعض موضوع ہوتی ہیں، جن کا پڑھنا اور سننا اور ان پر اعتقاد رکھنا ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

(۲) رات کا بڑا حصہ اس محفل میں گزار کر اخیر شب میں نیند کا غلبہ ہوتا ہے جس سے صبح کی نماز قضا ہوتی ہے۔

(۳) قرب وجوار کے لوگ بھی نہیں سو سکتے ہیں۔

(۴) اس محفل کی شرکت کو ضروری خیال کیا جاتا ہے، چنانچہ شریک نہ ہونے والے پر لعن طعن کیا جاتا ہے، اگر کوئی نماز میں شریک نہ ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں کی جاتی، تو معلوم ہوا کہ اس محفل کی اہمیت نماز سے بھی زیادہ ہے۔

(۵) روشنی اور خوشبو وغیرہ ضرورت سے زیادہ کی جاتی ہے جو اسراف ہے۔

---

[1] امداد الفتاوی ص ۳۲۷/۶، کتاب العقائد، مطبوعه مکتبه زکریا دیوبند،

[2] المدخل مصری ص ۲/تا ۲۳/ج ۲/ فصل فی مولد النبی ﷺ، مطبوعه مصر، حضرت تھانویؒ نے اصلاح الرسوم میں میلاد مروجہ کے مفاسد تفصیل سے ذکر کئے ہیں، ملاحظہ ہو (اصلاح الرسوم تیسرا باب پهلی فصل، ص ۱۰۸، مطبوعه امدادیه ملتان)

[3] وما احدثته الصوفية الجهلة من مجلس المولد فی الشهر الربيع الاول لااصل له فی الشرع بل هو بدعة مذمومة وفيهامناكر كثيرة. (الجنة لاهل السنة ص ۲۰۳)

(۶) قیام کوضروری سمجھا جاتا ہے، اگر کوئی قیام نہ کرے تو وہ سب شرکاء کی نظروں میں مبغوض ہوتا ہے، طرح طرح سے اس پر سب وشتم کرتے ہیں، حتی کہ اس ترک قیام کا درجہ ترک صلوٰۃ بلکہ اسلام سے بھی زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔

(۷) قیام کے وقت اعتقاد کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ اس مجلس میں تشریف لائے ہیں اور ہماری ہر بات کو خدا تعالیٰ کی طرح بلا واسطہ حاضر وناظر ہو کر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۸) آنحضرت ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کرتے کرتے آپ ﷺ کے درجہ کو انسانیت سے نکال کر خدائے وحدہٗ لاشریک کے درجہ میں کر دیا جاتا ہے۔

(۹) بسا اوقات میلاد میں عورتیں شرکت کرتی ہیں، اوران کا مردوں کے ساتھ بے حجابانہ اختلاط ہوتا ہے، **الیٰ غیر ذٰلک من المفاسد** بعض امور گناہ کبیرہ ہیں اور بعض شرک ہیں، دونوں حدیثوں سے استحباب قیام پر استدلال کرنا نہایت تعجب خیز ہے، پہلی حدیث میں قیام کا ذکر تک نہیں، بلکہ سجدہ کا ذکر ہے، اگر کہا جائے کہ بعد سجدہ آپ ﷺ قیام بھی فرماتے تھے، تو گو حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں تاہم **علی سبیل التسلیم** کہا جا سکتا ہے کہ اصل مقصود سجدہ ہے اور قیام سجدہ کے تابع ہے، قیام اصل مقصود ہی نہیں اگر قیام اصل مقصود ہوتا تو کم از کم حدیث شریف میں اس کا ذکر ضرور ہوتا، گو تبعاً ہی کہیں نیز کیا اہل محفل اس خوشخبری کے وقت سجدہ کرتے ہیں اور پھر قیام کرتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، یا اصل مقصود (سجدہ) کو چھوڑ کر صرف تابع (قیام) پر اکتفا کرتے ہیں، اگر ایسا ہے تو کس قدر قلب موضوع ہے، بڑی غلطی مستدل سے یہ ہوئی کہ وہ خوشخبری کے معنی نہیں سمجھا، خوشخبری عرف میں کہتے ہیں اس اچھی چیز کو جس سے بشرہ میں خوشی کی وجہ سے تغیر پیدا ہو اور یہ پہلی مرتبہ خبر دینے میں ہوتا ہے، اہل محفل کو حضور اقدس ﷺ کی ولادت کا علم پہلے سے ہے اس محفل میں ان کو اول مرتبہ علم نہیں کرایا گیا بلکہ ولادت کا علم پہلے سے ان کو حاصل تھا، اسی کا دوبارہ

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

تذکرہ کیا گیا لہٰذا ان کے حق میں یہ بشارت نہیں ہوئی بلکہ خبر ہوئی۔

''من قال کل عبد بشرنی بولادة فلانة فهو حر فبشره ثلاثة متفرقين عتق الاول لان البشارة اسم لخبر يغير بشرة الوجه ويشترط كونه سارابالعرف وهذا انما يتحقق بالاول اھ هداية[1] واصلهٗ ماروی انَّهٗ صلّی اللّٰه عليه وسلّم مَرَّبِابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه هُوَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا طَرِيًّا كَمَا اُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ بِقِرَاءَةِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فابتدر اليه ابوبكر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه بالبشارة فسبق ابوبكر رضي الله عنه، عمر رضي الله عنه، فكان ابن مسعود رضي الله عنه يقول متى ذكر بشرنى ابوبكر رضي الله عنه واخبرنى عمر رضي الله عنه ولوكان مكان البشارة اخبارىان قال ان اخبرنى والباقى بحاله عتق الكل. اھ فتح القدير ص ۹۷/ج۴،[2]

لہٰذا قیام میلاد پر استدلال اس حدیث شریف سے کسی طرح درست نہیں، اگر اس حدیث شریف کی شرح لمعات[3] میں دیکھئے تو وہاں تفصیل سے ائمہ کے نزدیک اس کے مختلف مطالب لکھے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدہ سے مراد نماز ہے، کہ آپ ﷺ شکریہ میں نماز پڑھا کرتے تھے، نماز پر سجدہ کا اطلاق کثرت سے ثابت ہے، اگر بالفرض قیام کا استحباب ثابت بھی ہوتا تو چونکہ اس کے ساتھ فرض اور واجب کا معاملہ کیا جاتا ہے، لہٰذا ترک

---

[1] هدايه ص۴۹۸/ج۲/ كتاب الايمان باب اليمين فى العتق والطلاق، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

[2] فتح القدير ص۱۶۵/ج۵/ مطبوعه دارالفكر بيروت، باب اليمين فى العتق والطلاق،

[3] ورابعها سجدة الشكر على حصول نعمة واندفاع بلية وفيها اختلاف فعند الشافعى واحمد سنة وهوقول محمدوالاحاديث والاثار كثيرة فى ذٰلک وعندابى حنيفة ومالک ليس بسنة بل هى مكروهة وهم يقولون ان المراد بالسجدة الواقعة فى تلک الاحاديث والاثار الصلوٰة عبرعنها بالسجدة وهو كثير اطلاقًا للجزء على الكل الخ لمعات(حاشية مشكوة،ص ۱۳۱)باب فى سجود الشكر (مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

ضروری ہے ”من اصرعلی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة اومنکر وجاء فی حدیث ابن مسعود ﷛ اِنَّ اللّٰہُ یُحِبُّ اَنْ تُؤْتیٰ رُخَصَهُ کَمَایُحِبُّ اَنْ تُؤْتیٰ عَزَائِمُهُ ، انتهی عن الطیبی[1] حاشیة المشکوٰة. سعایة[2] ص۲۶۳/ج۲/الاصرار علیٰ المندو یبلغه الیٰ حدالکراهة اھ سعایه ، ص۲۶۵[3]/ اذاترددالحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة راجحاً علیٰ فعل البدعة.(شامی، ج ۱/ص ۶۷۱/)[4]

حدیث سے (بزعم خود) ثابت کرکے یہ کہنا کہ یہ بدعت حسنہ ہے مستدل کے کمال عقل وفہم پردال ہے، دوسری حدیث میں میلاد کا ذکر کہاں ہے ، اور یقوم کا فاعل کون ہے، حضرت حسان ﷛ ہیں، یا حضور اقدس ﷺ ہیں یا جمیع حاضرین اور پھر اس سے صرف میلاد خواں کے قیام پر استدلال ہے یا جمیع حاضرین کے قیام پر، نیز یہ قیام مستحب ہے یا واجب، اور جس کا بھی قیام حدیث شریف میں مذکور ہے وہ شروع مجلس سے یا کسی خاص وقت میں اور آپ کے یہاں بھی شروع سے قیام ہوتا ہے، یا کسی خاص وقت میں غور کرکے دیکھ لیا جائے کہ حدیث شریف کے انطباق کی کیا صورت ہے، اگر لفظ ”یقوم“ یا ”قائما“ کے لفظ سے استدلال مقصود ہے تو قرآن شریف میں ”قوموا“ اور ”قائمین“ اور ”قائما “ کے صیغے مختلف مواقع پر وارد ہوئے ہیں، ان سے استدلال کرلیا جاتا۔

---

[1] شرح الطیبی ص ۲/۴۴۶، باب الدعاء فی التشهد، الفصل الاول، مطبوعه زکریا دیوبند، مرقاة شرح مشکوة ص ۲/۱۴ ، مطبوعه اصح المطابع بمبئی،

[2] السعایة ،ص ۲۶۳/ج ۲/ باب صفة الصلوٰة منها استحباب الانصراف عن احدالجانبین (مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

[3] السعایة ،ص ۲۶۵/ج ۲/ باب صفة الصلاة ومن البدع تخصیص المصافحة الخ.

[4] شامی زکریا ج ۲/ ص ۴۰۹/ شامی نعمانیه ج ۱/ص ۴۳۱/ باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مطلب اذاترددالحکم بین سنة وبدعة الخ.

اب میں بتاتا ہوں کہ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے اپنے لئے قیام کی صراحتاً ممانعت فرمائی ہے، توجب ذات اقدس کے لئے ممانعت ہے توذکر ولادت کا درجہ یقیناً ذات اقدس سے کم ہے۔(ابوامامہؓ)"خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّم يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَصاً فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَاتَقُوْمُوْا كَمَاتَقُوْمُ الْاعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا"[1]

(لابی داؤد جمع الفوائد ،ص ۱۴۳/ ج ۲)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل تھا(انس رضی اللہ عنہ) "لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّبِي صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰالِكَ"[2](للترمذی اھ جمع الفوائد،ص ۱۴۳/ ج ۲)

اگرکوئی شخص اپنی تعظیم کے لئے قیام کوپسند کرے اس کا حکم یہ ہے کہ(معاویہ رضی اللہ عنہ) "رفعه مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَاماً فَلْيَتَبَوأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لابی داؤدو الترمذی اھ"[3]

---

[1] جمع الفوائد ج۳/ص ۱۱/ حدیث ۷۷۳۲/ کتاب الآداب والسلام الخ ، مطبوعه الرشید المدینة المنورة، ابو داؤد شریف ص ۷۱۰/۲، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند،

ترجمہ:-(ا)حضرت نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس لاٹھی پرسہارالگاتے ہوئے تشریف لائے ہم کھڑے ہوگئے، ارشادفرمایاجس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اس طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔

[2] جمع الفوائد ص ۱۱/ج۳/ حدیث ۷۷۳۱/ کتاب الآداب والسلام والجواب والمصافحة الخ ، مطبوعه الرشید المدینة المنورة، ص ۱۴۳/ ۲، مطبوعه رحیمیه دیو بند، ترمذی شریف ص ۱۰۴/ ۲، ابواب الاستئذان والادب، باب ماجاء فی کراهیة قیام الرجل، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند،

ترجمہ:-کوئی شخص ان کوحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھالیکن آپ کودیکھ کرکھڑے نہیں ہوتے تھے،اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کی اس سے ناگواری وناپسندیدگی کوجانتے تھے۔

[3] جمع الفوائد ص ۱۱/ج۳/ حدیث ۷۷۳۳/ کتاب الآداب والسلام والجواب والمصافحة الخ، .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(جمع الفوائد، ص ۱۴۳ / ج ۲)

نبی کریم ﷺ نے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے کو بھی منع فرمایا ہے، اس مضمون کی روایات جمع الفوائد، ص ۱۵۰ / ج ۲ [۱] میں مذکور ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱ / رجب ۵۸ھ

قیام میلاد کا حکم

سوال: - مسئلہ قیام میلاد بدعت حسنہ ہے یا سیئہ؟ اگر بدعت سیئہ کہتے ہیں تو اس صورت میں تعامل، توارث اور اجماع کے خلاف لازم آئیگا، کیونکہ قیام میلاد کے اوپر اجماع ہو چکا ہے، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے، ص ۳۸ / ج ۴ / ''**وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکیؒ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری قلیل**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............مطبوعہ الرشید المدینۃ المنورۃ، ص ۱۴۳ / ۲، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، ابوداؤد شریف ص ۷۱۰ / ۲، کتاب الادب، باب الرجل یقوم یعظمہ بذلک، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند، ترمذی شریف ص ۱۰۴ / ۲، ابواب الاسئذان الخ، باب ماجاء فی قیام کراھیۃ الرجل الخ، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند،

ترجمہ: - جو اپنے لئے لوگوں کا کھڑا ہونا پسند کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] عَنْ اَنَسٍ وَزَادَ آخِرَهُ اِنّی لَااُرِیْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِی الَّتِیْ اَنْزَلَنِیْهَا اللّٰهُ تَعَالیٰ اَنَامُحَمَّدُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. جمع الفوائد ص ۳۴ / ج ۳ / حدیث ۷۸۹۲ / کتاب الاداب، الثنا والشکر والمدح والرفق، مطبوعہ الرشید، المدینۃ المنورۃ، ص ۱۵۰ / ۲، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند،

ترجمہ: - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آخر حدیث میں اتنا اضافہ کیا میں نہیں چاہتا کہ مجھے میرے اس مرتبہ سے زیادہ بڑھاؤ جس مرتبہ پر اللہ نے مجھے اُتارا میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔

المدح الخ فعند ذٰلک قام الاما م السبکی وجمیع من بالمجلس ویکفی ذٰلک فی الاقتداء وقال ابن حجر الهیثمی ان البدعة الحسنة متفق علیٰ مذهبها" (مولود برزنجی،ص۲۹)

قداستحسن القیام عندذکر مولده الشریف ائمة ذوروایة ودرایة اشباع الکلام ،ص ۶۰.

قداجتمعت الامة المحمدیة من اهل السنة والجماعة علیٰ استحسان القیام المذکور "، مجموعہ فتاویٰ،ص۱۳۰ر ج۳رسیرت دحلان،ص۱۵ر ج ار میں بھی ایسا ہی ہے۔

اس کے علاوہ امام غزالیؒ احیاءالعلوم میں لکھتے ہیں" **الادب الخامس موافقة القوم فی القیام اذاقام احدمنهم فی وجد صادق من غیر ریاء وتکلف ،وقام باختیار من غیر اظهار وجد وقام له الجماعة فلابدمن الموافقة، فذٰلک من اٰداب الصحبة**"

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر قیام بدعت سیئہ ہے تو مذکورہ بالا دلائل کے دندان شکن جوابات کیا ہیں، بہرحال اگر بدعت سیئہ ہو تو مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی، یا حرام ہے ان میں سے جس کو بھی اختیار کریں مدلل ومفصل وحوالہ کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں،نوازش ہوگی۔

الجواب حامداًومصلیًا

یہ مروجہ میلاد نہ قرآن کریم سے ثابت ہے، نہ حدیث شریف سے ثابت ہے، نہ خلفاء راشدین ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، نہ تابعین وائمہ مجتہدین (امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، وغیرہم) سے ثابت ہے نہ محدثین (امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہ وغیرہ) سے ثابت ہے، نہ اولیاء کاملین (حضرت عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ بہاؤالدین نقشبندی، شیخ عارف شہاب

الدین سہروردی وغیرہم رحمہم اللہ) سے ثابت ہے
چھ صدی اس امت پر اس طرح بیت گئیں کہ اس مجلس کا کہیں وجود نہیں تھا، سب سے پہلے بادشاہ اربل نے شاہانہ انتظام سے اس کو منعقد کیا اور اس پر بہت روپیہ خرچ کیا پھر اس کی حرص واتباع میں وزراء، امرأنے اپنے اپنے انتظام سے مجالس منعقد کیں، تفصیل تاریخ ابن خلکان میں ہے[1]

اسی وقت سے علماء حق نے اس کی تردید بھی لکھی ہے چنانچہ کتاب المدخل میں[2] علامہ ابن الحاجؒ نے ۳۲ رصفحات میں اس کے قبائح ومفاسد، دلائل شرعیہ کی روشنی میں لکھے ہیں ۷۳۲ھ میں اس کی تصنیف سے فراغت حاصل ہوئی، پھر جہاں جہاں یہ مجلس پہنچتی گئی، وہاں کے علماء تردید فرماتے گئے، چنانچہ عربی، فارسی، اردو ہر زبان میں اس کی تردید موجود ہے، اورآج تک تردید کی جارہی ہے، کیا اسی کا نام اجماع ہے، غالباً مدعی کو اجماع کی تعریف بھی معلوم نہیں "جمع كثير من علماء عصره" ایک مجلس میں اکھٹے ہوگئے اور بس اجماع ہوگیا، غورطلب یہ ہے اس دور میں جتنے علماء موجود تھے کیا ان میں کثیر تعداد ایک جگہ (سبکیؒ کے مکان) پر جمع ہوئی تھی، اس کثیر کی مقدار تعداد کیا ہے، تین چار کو بھی کثیر کہا جائیگا، یا جمع کثرت کی حد تک پہنچا کر دس گیارہ تک مبالغہ کیا جائیگا، کیا ان کی تعداد کی شرکت مفید اجماع ہے؟

ہاں یہ ممکن ہے ان حاضرین میں سے کسی نے مخالفت نہ کی ہو، لیکن ان کے علاوہ جتنے علماء اس وقت کے تھے کیا انہوں نے بھی مخالفت نہیں کی یا اس گھریلو اجماع کے ساتھ موافقت

---

[1] اما احتفاله بمولد النبی ﷺ الخ وفيات الاعيان وانباء ابناء الزمان للقاضی ابن خلكان، ص۱۱۷ / ج۴/ (مطبوعه دار صادربیروت، كوكبوری بن ابی الحسن مظفرالدين صاحب اربل تحت حرف الكاف، العرف الشذی ص ۲۳۱ / ۱، ابواب العيدين، باب ماجاء فی التكبير فی العيدين، مطبوعه رحيميه ديوبند،

[2] المدخل ص ۲، تا ۳۲، ج ۲ / فصل فی مولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم، مطبوعه مصر،

کی ہے، نیز ان شریک نہ ہونے والوں کی تعداد شریک ہونے والوں کے مقابلہ میں کثیر تھی یا قلیل؟ اگر شریک نہ ہونے والے قلیل تھے اور شریک ہونے والے کثیر تو اس مکان کی وسعت کس قدر ہوگی، جہاں اتنی بڑی تعداد سما گئی اور صرف اس بستی کے علماء جمع ہوئے تھے، یا تمام اطراف واکناف کے جمع ہوئے تھے، (یا کئے گئے تھے) اگر نہ شریک ہونے والوں کی تعداد کثیر تھی جیسا کہ متبادر ہے کہ ایک مکان میں ایک وقت میں اتنی بڑی تعداد نہیں آسکتی ہے تو جمع کثیر کا اطلاق نہ شریک ہونے والوں پر زیادہ مناسب واقرب الی الفقه ہے، لہٰذا استدلال برعکس ہوجائے گا" الاجماع فی اللغة الاتفاق وفی الشریعة ، اتفاق مجتهدین صالحین من امة محمدصلّی اللّٰه علیه وسلم فی عصرواحد علی امرقولی اوفعلی اھ (نورالانوار)

والمراد بالمجتهدین جمیع المجتهدین الکائنین فی عصر من الاعصار واحترزبه عن اتفاق المقلدین واحترز بقوله صالحین عن اتفاق مجتهدین ذوی هوی (بدعة)اوفاسقین وبقوله امة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم عن اتفاق مجتهدی الشرائع السابقة اھ.

الاجماع نوعان عزیمة وهوالتکلم منهم بمایوجب الاتفاق ای اتفاق الکل علیٰ الحکم بان یقولوااجمعنا علیٰ هذا ان کان ذٰلک الشئی من باب القول او شروعهم فی الفعل ان کان من بابه ای کان ذالک الشیئی من باب الفعل کمااذا شرع اهل الاجتهاد جمیعاً فی المضاربة اوالمزارعة اوالشرکة کان ذٰلک اجماعاً منهم علیٰ شرعیتها،ورخصته ،وهوان یتکلم اویفعل البعض دون البعض ای یتفق بعضهم علی قول اوفعل وسکت الباقون منهم ولایردون علیهم بعد مضی مدة التأمل وهی ثلٰثة ایام من مجلس العلم اھ قوله وهی ثلٰثة ایام لان هذاالقدر هوالمشروع فی اظهار العذر وعند اکثر الحنفیة لم تقدر مدة التأمل بشئ بل

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

لابدمن مروراوقات یعلم عادة انہ لوکان ھنا مخالف لاظھر الخلاف اھ (نورالانواروقمرالاقمار،ص۲۱۹[1])

کیا بتایا جاسکتا ہے کہ سبکیؒ کے مکان پر محفل میلاد شریف میں قیام کرنے والے حضرات کون کون تھے، اوراجتہاد میں وہ کس مقام پر فائز تھے یعنی مجتہدین کے جو طبقے شرح عقود رسم المفتی میں مذکور ہیں[2] یہ حضرات کس طبقہ کے تھے، جن کے قیام کو اجماع قرار دے دیا گیا، یہ سب گفتگواس وقت ہے کہ سوال کی نقل کردہ عبارات کو صحیح تسلیم کرلیا جائے، اور یہ کہا جائے کہ نقل میں خیانت نہیں کی گئی ورنہ واقعہ یہ ہے کہ مدعی نے نقل میں دیانت سے کام نہیں لیا، جیسا کہ علامہ ابن حجر ہیثمی کی عبارت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ان کی عبارت یہ ہے کہ **"ونظیر ذٰلک فعل کثیر عندذکر مولدہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم ووضع امہ لہٗ من القیام وھو ایضاً بدعة لم یرد فیہ شیئی"** (فتاویٰ حدیثیہ، ص۵۸[3])

ایک دوسرے مقام پر رد کرتے ہوئے علامہ ابن حجرؒ نے قیام میلاد پر بھی ردفرمایا ہے، اس کی اجازت نہیں دی، اس کی اجازت کوان کی طرف منسوب کرنا غلط اور بہتان ہے، علاوہ ازیں حنفیہ پر غیرحنفیہ کا قول بلادلیل کیسے حجت ہوگا۔

احیاء العلوم میں کیا مجلس میلاد کے قیام سے متعلق یہ عبارت ہے، جس کو مدعی نے پیش کیا ہے جب نفس مجلس میلاد شریف کا ہی مروجہ طریق پر ثبوت نہیں تو پھر قیام کیسے ثابت ہوگا۔

حضرت رسول پاک ﷺ کا محفل میلاد میں تشریف لانا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، یہ عقیدہ بلادلیل ہے، بلادلیل شرعی کے حضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف منسوب کرنا نہایت

---

[1] نورالانوار وقمرالاقمار، ص۲۲۳/اول مبحث الاجماع (مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)

[2] شرح عقود رسم المفتی ص۲۸/تا۳۴/قدیم، مطبوعہ مکتبہ سعیدیة سھارنپور،

[3] (فتاویٰ حدیثیہ، ص۸۰/ مطبوعہ دارالفکر لبنان) مطلب فی ان القیام أثناء مولدہ الشریف بدعة الخ)

خطرناک ہے، اس کی سزا جہنم ہے[1]۔

اپنی ظاہری حیات طیبہ کے قیام کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے "عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ مُتَّكِئاً عَلیٰ عَصًا فَقُمْنَالَهُ فَقَالَ لَاتَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَ عَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضاً۔ رواہ ابوداؤد اھ مشکوٰۃ، ص ۴۰۳"[2]

جاں نثار صحابہ کرام ﷺ کے قلوب میں جس قدر عظمت و محبت تھی وہ کسی کو نصیب نہیں ان کا طرز عمل تھا کہ وہ جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے تھے قیام نہیں فرماتے تھے، کیونکہ یہ قیام ناگوار خاطر تھا اسی وجہ سے قیام کی ممانعت فرمادی تھی۔

"عَنْ اَنَسٍ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰه صلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَارَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَّتِهٖ لِذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنَ صَحِيْحٌ اھ" (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۰۳)[3]

---

[1] مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، بخاری شریف، ص ۲۱/ ج ۱/ (مطبوعه اشرفی دیوبند) کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ رقم الحدیث ۱۱۰)

ترجمہ :- ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر سہارا دیتے ہوئے تشریف لائے ہم آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے، آپ نے فرمایا مت کھڑے ہو جس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں ان میں کا بعض بعض کی تعظیم کرتا ہے۔

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳/ باب القیام، الفصل الثانی، (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) ابو داؤد شریف ص ۷۱۰/۲، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمه بذلک، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند،

[3] مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب القیام الفصل الثانی، ترمذی شریف ص ۱۰۴/۲، ابواب الاستئذان والادب، باب ماجاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند،

ترجمہ :- حضرت انس سے مروی ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو محبوب نہیں رکھتے تھے اور جب آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اس کو ناپسند فرمائیں گے۔

"براہین قاطعہ"[1] "الجنۃ لاہل السنۃ"[2]، فتاویٰ میلاد وقیام وغیرہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے، ایک بہت مختصر کتابچہ غلط فہمیوں کا ازالہ" دارالعلوم دیوبند صدر مہتمم حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے کچھ عرصہ ہوا طبع ہوکر شائع ہو چکا ہے، اس میں بھی یہ بحث موجود ہے، بلاثبوت کسی چیز کو دین اور تقرب سمجھنا ہی بدعت ہے اور یہاں تو قیام کے خلاف پر دلیل موجود ہے جس چیز کو صاف صاف منع فرمایا گیا "لاتقوموا" اس کو دین تصور کرنا تو تحریف ہے جس میں بدعت حسنہ ہونے کا شائبہ تک بھی نہیں۔

نہی کا تحریم کے لئے ہونا اصل ہے، بغیر قرینۂ صارفہ کے اصل سے عدول کا حق نہیں "النهى كالامر فى كونه من الخاص لانه لفظ وضع بمعنى معلوم وهو التحريم اهـ" (نورالانوار، ص ۶۱[3]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

میلاد وقیام

سوال:-لوگ میلاد کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ شب میں ختنہ کراتے ہیں گویا کھانے میں میلاد اور ختنہ دونوں کی نیت ظاہر ہورہی ہے، ایسی صورت میں مولوی صاحب کے لئے جو میلاد پڑھانے کے لئے مدعو ہیں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] البراهين القاطعه، ص ۱۴۹/ اوله سوال مجلس ميلاد شريف بكدام طريق جائز است وبكدام صورت ناجائز. الخ، مطبوعه دهلى،

[2] الجنة لاهل السنة، ص ۱۹۳)

[3] نورالانوار، ص ۶۵/ (مطبوعه ياسرنديم ديوبند) اول مبحث النهى،

الجواب حامداًومصلیاً

ختنہ پرلوگوں کو بلانا اوردعوت کرنا شرعاً ثابت نہیں[۱] میلا دمروجہ میں بھی چندخرابیاں ہیں ،مثلاً اس میں جو روایات سنائی جاتی ہیں، وہ محدثین کے نزدیک موضوع یعنی غلط ہیں اورحضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف جوشخص ایسی بات منسوب کرتے ہیں ،جو کہ آپ ﷺ نےنہیں فرمائی،اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے[۲] اسلئے ایسی مجلس نہ کی جائے،البتہ کسی محقق متبع سنت عالم کاوعظ کرایاجائے، جس میں ولادت شریفہ کا بھی ذکر ہو اور اخلاق، اعمال ،اقوال، عبادات،معاملات کا بھی ذکر ہوتو بہتر ہے،اس سے اتباع سنت کی توفیق ہوگی اورخلاف سنت چیزوں سے بچنے اوراپنی زندگی کوسدھارنے کی بھی روشنی ملے گی۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۷/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند۱۸/۱/۸۹ھ

قیام تعظیمی

سوال:- قیام تعظیمی جائز ہے یانہیں؟ مثلاً یہاں حضرت مہتمم صاحب اورحضرت شیخ کے آتے وقت طلباء کرام تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں، یاکسی اور بزرگ کے آتے وقت کھڑے

---

۱ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ دُعِیَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ اِلٰی الْخَتانِ فَابٰی اَنْ یُجِیْبُ فَقِیْلَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّاکُنَّا لَانَاتِی الْخَتانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَانُدْعٰی لَهٗ.مسند احمد ،ص۲۱۷/۴/ حدیث عثمان بن العاص عن النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم .(طبع دار الفکر)

ترجمہ:-حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کوختنہ کی دعوت دی گئی،انہوں نے قبول کرنے سے انکارکردیاان سے عرض کیا گیاتو جواب دیا ہم حضرت نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ختنہ کی دعوتوں میں نہیں آتے تھے،نہ ہم کوختنہ کی دعوت دی جاتی تھی۔

۲ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم مَنْ کَذَبَ عَلیّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ. (مقدمه مسلم شریف ص۷/ج۱/ کتب خانه رشیدیه دهلی)

ہوتے ہیں، ازروئے شرع یہ قیام جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیاً

اگر حضرت مہتمم صاحب اور حضرت شیخ یا کوئی بھی بزرگ تشریف لائیں، تو ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا تقاضائے ادب ہے، اور مستحب ہے، لیکن اگر ان کو اس قیام سے اذیت ہو اور وہ منع کریں تو قیام نہیں کرنا چاہئے، اذیت سے بچانا واجب ہے، جیسے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس حضرت رسول مقبول ﷺ تشریف لائے، تو آپ کو دیکھ کر سب کھڑے ہوگئے، اس پر قیام سے منع فرمادیا، پھر اس کے بعد تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو ناگواری کا لحاظ رکھتے ہوئے قیام نہیں کیا کرتے تھے، "عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ مُتَّکِئاً عَلیٰ عَصًا فَقُمْنَالَہٗ فَقَالَ لَاتَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاعاجم یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضاً رواہ ابوداؤد[۱]"، عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہ ﷺ وَکَانُوْا اِذَارَأَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَّتِہٖ لِذٰلِکَ "رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح .مشکوٰۃ شریف، ج ۲/ص ۴۰۳/[۲] باب القیام الفصل الثانی، وفی الوھبانیة یجوز بل یندب القیام تعظیماً للقادم ای ان کان ممن یستحق التعظیم اھ[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۴/۹۰ھ

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳، یاسرندیم دیوبند، باب القیام، الفصل الثانی، ابوداؤد شریف ص ۷۱۰/۲، کتاب الادب، باب الرجل یقوم للرجل یعظمہ بذلک، طبع سعد بکڈپو دیوبند،

[۲] مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، باب القیام، الفصل الثانی، ترمذی شریف ص ۱۰۴/۲، ابواب الاستئذان والادب، باب ماجاء فی کراھیة قیام الرجل للرجل، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند،

[۳] درمختار علی الشامی زکریا ج ۹/ص ۵۵۱/کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء قبیل فصل فی البیع.

قیام میلاد (مفصل)

سوال:-میلاد شریف میں قیام کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، اور میلاد مروجہ کا پڑھنا پڑھوانا اوراس کے اندرایسی احتیاط برتی جائے کہ کوئی کام غیر شرعی نہ ہو، روایات صحیحہ پڑھی جائیں ، اور قیام کیا جائے، حرام ہے یا ناجائز ہے، یابدعت ضلالہ ہے، میلاد شریف کا کرنے والا خصوصاً بارہ ربیع الاوّل کوخاص اہتمام سے کرنے والا کس قسم کا گنہگار ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ کا ذکر مبارک، خواہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر ہوخواہ آپ کی عبادات، نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کا ذکر ہو، خواہ آپ کے معاملات خرید وفروخت، قرض و رہن وغیرہ کا ذکر ہو، خواہ آپ کی معاشرت، سونے، جاگنے چلنے، پھرنے، بیٹھنے وغیرہ کا ذکر ہو، خواہ آپ ﷺ کے لباس کرتہ، لنگی، چادر، عمامہ، جبہ وغیرہ کا ذکر ہو، خواہ آپ کے جانوروں، اونٹ، گھوڑا، بکری، خچر وغیرہ کا ذکر ہو، غرض جو چیز بھی آپ ﷺ سے متعلق ہواس کا ذکر کرنا اوراس سے نصیحت لینا بغیر کسی غیر ثابت پابندی کے اور قید کے بلا شبہ موجب برکت ہے، باعث اجر ہے، ذریعۂ قربت ہے، تقاضائے ایمان ہے[1]۔

مروجہ طریقہ پر جو مجلس میلاد منعقد کیجاتی ہے، اس کا ثبوت قرآن کریم، حدیث شریف وفقہ میں کہیں نہیں، نہ حضور اقدس ﷺ نے یہ مجلس منعقد کی نہ صحابہ کرام ﷡ نے، نہ ائمہ مجتہدین نے اور نہ فقہا محدثین نے، چھ صدی تک یہ مجلس کہیں نہیں ہوئی، اس کے بعد شروع ہوئی، سلطان اربل نے سب سے پہلے یہ مجلس کی اور بہت پیسہ روپیہ خرچ کیا ہے، جیسا کہ

---

[1] والاحتفال بذكر الولادة الشريفة ان كان خاليا عن البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر اذكاره صلى الله عليه وسلّم. امدادالفتاویٰ، ص ۳۲۷/ ج ۶/ كتاب العقائد، مطبوعه ادارهٔ تاليفات اولياء ديوبند. فتاویٰ خليليه، ص ۳۹۲/ ج ۳.

تاریخ ابن خلکان[۱] میں ہے اسی وقت سے علماء حق نے اسکی تردید کی اور کرتے چلے آرہے ہیں جوکام ان مجالس میں کئے جاتے ہیں ان میں سے صرف دوکو سامنے رکھ کر آپ نے سوال کیا ہے، ممکن ہے آپ کے یہاں مجالس میں یہی دو کام ہوتے ہوں، جن کی وجہ سے آپ نے سوال کیا ہے اور کوئی کام ایسا نہ ہوتا ہو جس کے دریافت کرنے کی ضرورت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری چیزیں کچھ اور ہوتی ہوں، مگر آپ ان کو درست سمجھتے ہوں، اور وہ شریعت کی نظر میں غلط ہوں، جو کچھ بھی ہوں میں بھی دو چیزیں سامنے رکھ کر جواب تحریر کرتا ہوں، دوسری چیزیں جن کا عام مجالس میں رواج ہے، اس جگہ ذکر نہیں کرونگا۔

پہلی چیز قیام ہے، اس کے متعلق تحقیق طلب یہ ہے کہ یہ قیام کس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے، یعنی اس قیام سے کس کی تعظیم مقصود ہے، اس میں چار احتمال ہیں، ایک یہ کہ آنخضرت ﷺ تشریف لائے ہوں، اس لئے آپ ﷺ کو دیکھ کر ایمان وادب کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی فوراً کھڑا ہوجائے (جیسا کہ کثرت سے ان مجالس والوں کا عقیدہ ہے)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کی تعظیم مقصود ہو یعنی یہ عقیدہ ہو کہ آپ اس وقت پیدا ہو رہے ہیں، اور اس مجلس میں آپ ﷺ کی ولادت شریفہ ہو رہی ہے، (جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے کہ پس پردہ کسی عورت کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے، اور عین ذکر ولادت کے وقت وہ عورت اس بچہ کے چٹکی لیتی ہے جس سے وہ بچہ رو پڑتا ہے، اس کی آواز کو سن کر سب مجمع درود سلام پڑھتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے، اور امسال یہاں کانپور میں ایک مجلس میلاد میں جھولنا بھی موجود تھا، جس میں ایک بچہ کو لٹا کر جھلایا جارہا تھا، اور اس پر دورد وسلام پڑھا جارہا تھا۔ (**استغفر اللّٰہ العظیم**)

---

[۱] واما احتفاله بمولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فان الوصف یقصر عن الاحاطة به (الیٰ قوله) فعند ذالک یقدم السماط فی المیدان للصعالیک ویکون سماطا عامافیه من الطعام والخبز شیء کثیرا لایحد ولایوصف ویمد سماطاً ثانیاً فی الخانقاه للناس المجتمعین عند الکرسی ویخلع علی کل واحد (تاریخ ابن خلکان ص۱۱۷/ج۴/ ترجمه:۵۴۷، مطبوعه بیروت.

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

تیسرا احتمال یہ ہے کہ ذکرولادت کی تعظیم مقصود ہو۔

چوتھا احتمال یہ ہے کہ صرف ذکررسول اللہ ﷺ کی تعظیم مقصود ہو۔

اب ترتیب واران چاروں احتمالوں کے متعلق شرعی حکم تحریر ہے۔

احتمال اوّل! حضوراقدس ﷺ کا تشریف لانا مجالس میلادشریف میں یہ عقیدہ بلادلیل ہے، قرآن پاک، حدیث شریف، کلام، اصول فقہ کسی چیز سے بھی ثابت نہیں ہے، لہٰذا یہ عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے[۱] اس سے توبہ لازم ہے، ایسی چیز کا ثبوت آنکھوں سے دیکھ کر ہوسکتا ہے، یادلیل شرعی سے ہوسکتا ہے، حاضرین مجلس آنکھوں سے یہ دیکھ نہیں رہے ہیں، دلیل شرعی قائم نہیں، پھر ثبوت کی ضرورت ہے۔

یہ بحث جداگانہ ہے کہ تشریف لاسکتے ہیں یانہیں، اس کا یہ موقع نہیں جب کہ ان مجالس میلاد میں تشریف لانا ثابت نہیں، تو پھر تشریف آوری کی خاطر قیام کرنا غلط ہوا اور اگر بالفرض تشریف لاتے بھی تو کیا قیام کرنا درست ہوتا، اس کے لئے احادیث کی روشنی میں جو ہدایات ملتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

’’عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ مُتَّکِأً عَلٰی عَصًا، فَقُمْنَالَہٗ فَقَالَ لَاتَقُوْمُوْا کَمَایَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَابَعْضاً رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف[۲]۔

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ لاٹھی ٹیکتے ہوئے تشریف لائے، توہم لوگوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خاطر تعظیماً قیام کیا اس پر آپ ﷺ نے ارشادفرمایا میرے لئے قیام مت کروجیسا کہ عجمی لوگ ایک دوسرے کے لئے قیام کرتے ہیں، یہ حدیث امام ابوداؤد سے روایت کی ہے، اس حدیث پاک میں صاف قیام کومنع کیا گیا ہے۔

۱؎ اہل بدعت کا یہ بھی بے اصل اور غلط عقیدہ ہے کہ حضورعلیہ السلام خود ہرایک مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں الخ، الجنہ لاھل السنہ ص ۲۱۴/ قیام تعظیمی حرام ھے، مطبوعہ دھلی،

۲؎ مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳/ باب القیام، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

تنبیہ: اس حدیث شریف کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قیام کی ممانعت اس طرح پر ہو کہ آپ ﷺ تشریف فرما رہیں یعنی بیٹھے رہیں، اور لوگ تعظیماً کھڑے رہیں، کیونکہ وہاں یہ طریقہ تو کبھی تھا ہی نہیں، آپ کی مجلس کا یہ حال ہوتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح مؤدب بیٹھتے تھے کہ جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں کہ ذرا حرکت کریں تو وہ اڑ جائیں[1]۔

بلکہ حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوں اس مجلس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائیں تو آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعظیماً قیام نہ کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ قیام نہیں کیا کرتے تھے:-

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَکَانُوْا اِذَا رَأوہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَّتِہٖ لِذٰلِکَ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح. مشکوٰۃ شریف[2]، ص۴۰۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظروں میں حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی بھی محبوب نہیں تھا، لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کو دیکھتے تھے تو قیام نہیں کرتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ قیام آنحضرت ﷺ کو ناپسند و ناگوار ہے یہ حدیث شریف امام ترمذی نے روایت کی ہے۔

---

[1] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قام علی المنبر ...... وسکت الناس کان علی رؤسھم الطیر الحدیث (بخاری ص۳۹۸/۱، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ کتاب الجھاد، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

کانت صفہ مجلس رسول اللہ ﷺ اذا تکلم اطرق جلساءہ کانما علی رؤسھم الطیر (مرقاۃ المفاتیح ص۳۳۷/۲، باب مایقال عند من حفرہ الموت، کتاب الجنائز، مطبوعہ ممبئی،

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳/ باب القیام الفصل الثانی (مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)

اس حدیث پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل صاف بیان کردیا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کام محبوب کو ناپسند و ناگوار ہو وہ ہرگز نہ کیا جائے، خواہ اس کا دلی تقاضا کتنا ہی مجبور کیوں نہ کرتا ہو، مگر اپنے دلی تقاضے کے مقابلے میں ہمیشہ محبوب کی خاطر کا لحاظ رکھنا ہمیشہ محبّ کے ذمہ لازم ہے اور یہی دراصل تقاضائے محبت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملیں گے، کہ انہوں نے اپنی دلی خواہش اور جذبۂ محبت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور منشاء پر قربان کردیا، اسکی ایک مثال اس جگہ پیش کرتا ہوں:-

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّابَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْشِىْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ. الحديث رواه احمد، مشکوٰۃ شریف، ص۴۴۵[1]/)

جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو نصیحت کرتے ہوئے ساتھ ساتھ پیدل چل دیئے تھے، اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے، یہ حدیث شریف امام احمدؒ نے روایت کی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے دل پر کتنا بوجھ ہوا ہوگا کہ وہ تو سوار ہوں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کرنے کے لئے پیدل ساتھ ساتھ تشریف لئے جارہے ہوں، لیکن اپنی خواہش کو قربان کرکے ہر بوجھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر برداشت کیا۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَاماً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. رواه الترمذى وابوداؤد، مشكوٰة شريف، ص۴۰۳[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف، ص۴۴۵/ کتاب الرقاق الفصل الثالث، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، مسند احمد ۲۳۵/ ج۵/ داراحیاء التراث العربی.

[2] مشکوٰۃ شریف ص۴۰۳/ باب القیام الفصل الثانی، ترمذی شریف ص۱۰۴/۲/ ابواب الاستیذان، باب ماجاء فی کراھیۃ، قیام الرجل، ابوداؤد شریف ص۷۱۰/ ج۲/ کتاب الآداب، باب الرجل یقوم لرجل.

جس شخص کا دل اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ لوگ اس کے لئے قیام کیا کریں، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ حدیث امام ترمذی وابوداؤد نے روایت کی ہے۔

یہ حدیث اس لئے ذکر کی ہے کہ لوگ اپنے لئے بھی قیام کو پسند نہ کریں۔

احتمال دوم:- ولادت شریفہ کی تعظیم کے لئے قیام کرنا اور یہ سمجھنا کہ اسی مجلس میں آپ ﷺ کی ولادت ہورہی ہے یہ تصور اس قدر بے ہودہ اور باطل ہے جس کی حد نہیں، کیونکہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس مجلس سے پہلے پیدائش نہیں ہوئی تھی، تو قرآن پاک کس پر نازل ہوا، حدیثوں کا مجموعہ کس کی حدیثیں ہیں، ۲۳ رسالہ مبارک زمانہ وحی کی زندگی، غزوات، اصول وارکان اسلام چودہ سوسالہ کارنامے یہ کیسے ہیں اور کیا ہر گھر میں جہاں میلاد ہوتا ہے، وہیں ولادت ہوتی ہے۔ **(نعوذبالله منه)**

یہ تصور تو کوئی مسلمان بلکہ تھوڑی سمجھ والا غیر مسلم بھی نہیں کرسکتا، البتہ یہ ممکن ہے کہ یہ اہل مجلس حضرات جوش محبت وعقیدت میں ولادت شریفہ کی نقل کرتے ہوں، کہ کسی عورت کو رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ کے مشابہ قرار دے کر جو بچہ اس کی گود میں ہے اس کو آنحضرت ﷺ کی شبیہہ قرار دیتے ہوئے، اوراس بچہ کے رونے کی آوازسن کر اس وقت کا تصور کرتے ہوں جس وقت آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی تھی، اوراسی تصور کے ماتحت قیام کرتے ہوں، یہ تصور اور تشبیہ بھی اس قدر خطرناک ہے کہ **الامان والحفیظ** اور بالکل ایسا ہی طریقہ ہے جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت کا دعویٰ کرنے والا ایک طبقہ محرم کے مہینہ میں اختیار کرتا ہے، علم نکالتا ہے، میسر آجائے تو اونٹوں کی قطار بھی لیجاتا ہے، جیسا کہ کانپور میں دستور ہے، اوردلدل بھی نکالتا ہے، چوکی اورمہندی بھی ہوتی ہے، اورقبر کی بھی شبیہ بنائی جاتی ہے، اور ماتم بھی مرثیوں کے ساتھ ہوتا ہے، کوئی شمر بھی ہوتا ہے، کسی کو حسین بھی بنایا جاتا ہے، اورسب ماجرا تفصیل واراسی تفصیل کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے،

جس طرح پیش آیا تھا۔

یہ بھی سب عقیدت اور محبت ہی کا مظاہرہ ہے کہ پورے واقعہ کی نقل کی جاتی ہیں، دوسری غیر مسلم قومیں بھی اپنے بزرگوں کے کارنامے اس طرح نقل کرتی ہیں، بلکہ بزرگوں کی شکل کے بت بنا کر رکھ لیتی ہیں، اوران کے سامنے ڈنڈوت کرلینے کواوران کی پیدائش اور جنگ وغیرہ کی نقل کرنے اور جلوس نکالنے کواپنے سارے دین کا خلاصہ اورعطر سمجھتی ہیں۔

آپ تنہائی میں دماغ کوافکار وتعصب سے خالی کر کے سوچیں کہ یہ طریقہ مسلمانوں نے کن لوگوں سے لیا ہے،اورایسا عقیدہ اوران کے لئے یہ عمل کہاں تک عقل اورشریعت کے مطابق ہوسکتا ہے، کیا شریعت اس کی اجازت دے سکتی ہے اور عقل اس کو برداشت کرسکتی ہے،اگرآج کسی کے والد بزرگوار کی نقل اس طرح اتاری جائے تو کوئی غیرت مندآدمی اس کو برداشت نہیں کرسکتا۔

تیسرا احتمال:- ذکرولادت شریف کی تعظیم کی خاطر قیام کرنا تواس کیلئے بھی کوئی ثبوت نہیں کہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر جب کیا جائے ،تو بحالت قیام کیا جائے، یا سننے والے قیام کریں۔

حدیث شریف[1] میں ارشاد ہے کہ ''میں دوشنبہ کو پیدا ہوا ہوں، لیکن پیدائش کا تذکرہ فرماتے ہوئے نہ تو آنحضرت ﷺ نے قیام فرمایا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے۔

محدثین نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ لکھا ہے،ان کتابوں کو برابر اہل علم حضرات پڑھتے ہیں، کہیں ثابت نہیں کہ کسی راوی نے اس کو یااس جیسی کسی حدیث کو روایت کرتے وقت قیام کیا ہو یا کسی محدث مثلاً امام بخاریؒ، امام مسلمؒ،امام ترمذیؒ، امام

---

[1] عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُ وُفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ رواه مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹، باب صیام التطوع، الفصل الاوّل، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

ابوداؤد، وامام نسائیؒ، امام احمدؒ، نے لکھتے یا پڑھتے وقت یا پڑھاتے وقت قیام کیا ہو، پس اس مقصد کے ماتحت قیام بھی بلا دلیل ہے۔

چوتھا احتمال:- یہ ہے کہ محض ذکر رسول مقبول ﷺ کی تعظیم کیلئے قیام ہو سو یہ بھی بلا دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ہمیشہ ذکر رسول مقبول ﷺ کرتے اور حدیثیں سنایا کرتے تھے[1] مگر کہیں قیام نہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو منبر نبوی کے پاس کھڑے ہو کر احادیث سنایا کرتے اور منبر مبارک کی طرف اشارہ کرکے کہتے تھے کہ اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا[2] مگر کبھی حاضرین کو قیام کے لئے نہیں کہا، خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے جب ذکر رسول مقبول ﷺ فرمایا کبھی حاضرین کو قیام کا حکم نہیں دیا، اور کیسے حکم دیتے اور حاضرین کیسے قیام کرتے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس بات کا حکم نہیں فرمایا، بلکہ اس کے برعکس ثابت ہے کہ منبر پر تشریف لاکر فرمایا ''اجلسو'' (بیٹھ جاؤ) اس حکم کو سن کر جو صحابہ رضی اللہ عنہم جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے، حتی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت تک مسجد میں داخل نہیں ہوئے تھے، مسجد کے باہر دروازہ کے قریب تھے وہ یہ حکم سن کر وہیں بیٹھ گئے، حضرت

---

[1] عن ابی وائل قال کان عبد اللّٰہ یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہٗ رجل یاابا عبد الرحمٰن لَوَدِدْتُّ انک ذکّر تنا کل یومٍ قال اما انہ یمنعنی من ذالک انی اکرہ ان اُمَلِّکُمْ وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتخوّلنا بھامخافۃ السامۃ علینا ،بخاری شریف ۱۶/ج ۱/ کتاب العلم ،باب من جعل لاھل العلم ایاماً معلومۃ.

[2] عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدِبْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَقُوْمُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلٰی جَانِبِ الْمِنْبَرِ فَیَطْرَحُ اَعْقَابَ نَعْلَیْہِ فِیْ ذِرَاعَیْہِ ثُمَّ یَقْبِضُ عَلٰی رُمَّانَۃِ الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ قَالَ اَبُوْالْقَاسِمِ ﷺ قَالَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ ﷺ الحدیث المستدرک للحاکم ، ص ۱۹۰/ج ۱/حدیث ۳۶۷/ کتاب العلم مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

رسول مقبول ﷺ کی ان پر نظر پڑی فرمایا آگے آجاؤ[۱]

ایمان کے بعد سب سے بڑی چیز نماز ہے اس کے متعدد ارکان ہیں، مختلف چیزیں پڑھی جاتی ہیں، رسول مقبول ﷺ پر نماز میں درود شریف قیام کی حالت میں نہیں پڑھا جاتا، نہ رکوع سجدہ کی حالت میں پڑھا جاتا ہے، بلکہ بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔

امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف میں اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ ہر حدیث لکھتے وقت اوّل غسل کیا، مسواک کی، دو رکعت نماز نفل پڑھی تب ایک حدیث لکھی، اس ادب و احترام کے ساتھ یہ کتاب ۱۶/سال میں مکمل ہوئی[۲]، مگر یہ ثابت نہیں کہ کسی حدیث کوخواہ وہ ذکر ولادت شریف سے متعلق ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو کھڑے ہو کر لکھا ہو، جس وقت اپنی کتاب کا املاء کراتے تھے تو بعض اوقات ایک لاکھ یا اس سے زیادہ مجمع موجود ہوتا، مگر سب بیٹھے رہتے تھے، کوئی بحالت قیام نہیں لکھتا تھا، اور بھی کسی محدث سے قیام ثابت نہیں، حالانکہ یہ سب حضرات ذکر رسول مقبول ﷺ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔

---

[۱] عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اِسْتَوىٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّى الله عَلَيْهِ وَسَلّم يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى الْمِنْبَرِ قَالَ اِجْلِسُوْا فَسَمِعَ ذٰلِكَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَلَسَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ تَعَالَ يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍؓ الحديث، رواه ابو داؤد ص ۱۵۶ /ج ۱/ باب الامام يكلم الرجل فى خطبته. مشكوٰة شريف ص ۱۲۴ . باب الخطبة و الصلوٰة، الفصل الثالث،

ترجمہ: -حضرت جابرؓ سے مروی ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر بیٹھے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تو یہ بات ابن مسعودؓ نے (دروازے پر) سنی اور مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے، آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے عبداللہ بن مسعودؓ آؤ!

[۲] عن محمدبن اسمٰعيل البخارى يقول ماوضعت فى كتابى الصحيح حديثاً الااغتسلت قبل ذلك وصليت ركعتين الى قوله صنفت الجامع من ستماة الف حديث فى ست عشرة سنة الخ هدى السارى مقدمة فتح البارى ،ص ۶۷۶/ذكر فضائل الجامع الصحيح سوى ماتقدم الخ مكتبه نزار مصطفى البازمكه مكرمه.

نیز اس مقصد کے لئے شروع ہی سے قیام کیوں نہیں کیا جاتا جب کہ مجلس ہی ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے......(یہاں تک تو قیام سے متعلق گزارش تھی)

آپ کے خط میں دوسری چیز ۱۲/ربیع الاول کی تخصیص واہتمام کا سوال ہے اسکے متعلق عرض ہے کہ مروجہ نفس میلا دشریف کی حیثیت جب سامنے آگئی کہ اسکا کہیں شرعی ثبوت نہیں تو ۱۲/ربیع الاول کی تخصیص واہتمام کا مسئلہ خود بخود حل ہوگیا، اگر مروجہ مجلس میلا دشریف کا ثبوت ہوتا پھر اس کی تخصیص ۱۲/ربیع الاول کے ساتھ کی جاتی تو اس تخصیص کو منع کیا جاتا، فقہاء نے لکھا ہے کہ جو چیز فی نفسہ مستحب ہو، اور لوگ اس پر اصرار کرنے لگیں تو وہ چیز مکروہ ہو جاتی ہے "**الاصرار علیٰ المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة** 'اھ(**سعایة ص ۲۶۵/ج ۲**)[1]

اسی طرح طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے "**من اصر علیٰ امر مندوب وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علیٰ بدعة اومنکر وجاء فی حدیث ابن مسعودؓ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ تُؤتیٰ رُخَصُهٗ کَمَا یُحِبُّ اَنْ تُؤتیٰ عزائمه** اھ(**سعایة، ص ۲۶۳/ج ۲**)[2]

جب کہ اصرار سے مستحب چیزیں بھی مکروہ ہو جاتی ہیں تو بدعت پر اصرار کا کیا حال ہوگا حضرت مجدد الف[3] ثانی علیہ الرحمہ نے محفل میلا دشریف پڑھنے کے متعلق جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو فرمایا ہے۔

---

[1] السعایة ص ۲۶۵/ج ۲/ کتاب الصلوٰة ومن البدع تخصیص المصافحة بعد صلاة الفجر الخ ،مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] السعایة ص ۲۶۳/ج ۲/ کتاب الصلوٰة منها استحباب الانصراف عن احد الجانبین الخ . مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[3] مخدوما بخاطر فقیر میرسد این باب مطلق نکنند بوالهو ساں ممنوع نمی کردند اگراندک تجویز کردند منجر بسیار خواهد شد قلیله یفضی الی کثیره قول مشهوراست (مکتوبات امام ربانی هفتادو،دوم جلد ثالث،ص ۱۲۰ /مطبع خاص مرتضوی دهلی .

میرے مخدوم! فقیر کے دل میں آتا ہے کہ اس دروازے کو بالکل نہ کھولیں کیونکہ بوالہوس نہیں رُکتے اگر تھوڑا ابھی جائز رکھیں تو بہت تک پہنچ جائے گا اھ۔ (مکتوب ۲۷۳ دفتر سوم)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

دعوت میلاد

سوال: -زید ایک مولوی صاحب کی دعوت کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہمارے یہاں شام کا یا صبح کا کھانا کھالینا چنانچہ مولوی صاحب جاتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور زید کھلانے کے بعد بطیب خاطر مولوی صاحب کو کچھ پیسے دیتا ہے، مگر زید اپنی خوشی سے دیتا ہے، مگر ایسے مواقع کے اندر مولوی صاحب کو کچھ دینے کا رواج ضرور ہے، اور اس کے بعد رخصت کے وقت کچھ روپیہ پیسہ دے کر مولوی صاحب کوخوش کرتا ہے، ان صورتوں کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور میلاد النبی ﷺ کا جائز طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض خوشی یا ثواب کے لئے دعوت کرنا[1] یا کچھ رقم دینا درست ہے، مگر وعظ کرا کے اس کا معاوضہ دینا شرعاً درست نہیں، اگر وعظ کے لئے مستقل طور پر وعظ کی تشکیل اور ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے ملازم رکھا جائے تو یہ جائز ہے[2] طریقہ مروجہ پر مجلس مولود منعقد کرنا اور اس میں مولود

[1] اتخاذ الضيافة من الطعام ...... شرع في السروى (شامي زكريا ص۱۴۸/۳، شامي كراچى ص۲۴۰/۲، كتاب الجنائز، مطلب كراهية الضيافة، من اهل الميت، شامي نعمانيه ص۲۳۰/۱،

[2] ويفتٰى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان (قال الشامي) وزاد بعضهم الأذان والاقامة والوعظ المفتى به ليس هو جواز الاستئجار على كل طاعة بل على ماذكروه فقط ممافيه ضرورة ظاهرة (درمختار مع الشامي كراچى ص۵۵-۵۶/۶، كتاب الاجارة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستيجار على التلاوة الخ)

خوانی کرانا شرعاً ممنوع ہے[1] اور فی نفسہ حضور اکرم ﷺ کا ذکر مبارک جو کہ معتبر حدیثوں میں موجود ہے، بلاتعیین تاریخ اور التزام ہئیت وبلا انضمام منکرات شرعیہ وبدون فساد عقائد خواہ وہ ذکر ولادت ہو یا عبادات ومعاملات جہاد نکاح وغیرہ کا ذکر ہو بلاتردد درست وباعث ثواب اور موجب خیر وبرکت ہے، تفصیل کیلئے دیکھئے "تبلیغ الحق، مدخل[2] براہین قاطعہ[3]" فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مظاہر علوم سہارنپور ۲۲؍۷؍۶۰ھ

یوم میلاد النبی ﷺ کو چراغاں کرنا

سوال:- جولوگ بارہ ربیع الاول حضور اکرم ﷺ کے پیدائش کے دن مسجدوں اور گھروں میں روشنی کرتے ہیں، اور شیرینی تقسیم کرتے ہیں کیا شرعاً درست ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ قرآن کریم حدیث شریف اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ علیہم سے

---

[1] ومن جملة ما احدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذٰلک من اکبر العبادات واظهار الشعائر مایفعلونه فی شهر ربیع الاول من المولد وقد احتویٰ علی بدع ومحرمات جملة (مدخل لابن الحاج ص ۲؍ج ۲؍ فصل فی المولد، مطبوعه مصری)

[2] بعضهم یتورع عن هذاویعمل المولد بقراءة البخاری وغیره عوضا عن ذٰلک وهذا وان کانت قراءة الحدیث فی نفسهامن اکبر القرب والعبادات وفیها البرکة العظیمة والخیر الکثیر لکن اذافعل ذٰلک بشرطه اللائق به علی الوجه الشرعی کماینبغی. (مدخل، ج ۲؍ص ۲۵؍فصل فی المولد، مطبوعه مصریة بالازهر)

[3] ملاحظه هو براهین قاطعه ص ۱۶۳؍الخ (مطبوعه امدادیه دیوبند)

ثابت نہیں اس سے پورا اجتناب کیا جائے[1] اپنی پیدائش کے دن حضرت نبی اکرم ﷺ نے روزہ رکھا ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مدرسہ چلانے کیلئے مجلس میلاد میں شرکت

سوال:- زید نے ایک مدرسہ ایسی جگہ قائم کیا جہاں اہل بدعت ہیں مگر خود بدعات سے گریز کرتا ہے، مگر اس مصلحت کے پیش نظر کہ اگر بدعت میں شرکت نہ کی تو یہ لوگ مدرسہ میں بچے نہیں بھیجیں گے، ان کی بدعات میں شرکت کرلے تو کیسا ہے؟ بالفرض تبلیغ کی نیت سے ان کی میلاد میں شرکت کرے تو زید کا یہ فعل کیسا ہے؟ اور ایسی صورت میں زید کیا کرے؟ بعض لوگ حاجی صاحب کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نے مصالح کے پیش نظر قیام کرنے کی اجازت دی ہے؟

---

[1] مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ. مشکوٰة شریف ص۲۷. (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاوّل.

الاستفسار: اسراج السراج الکثیر الزائد عن الحاجة لیلة البراءة اولیلة القدر فی الاسواق والمساجد کماتعارف فی امصار ناهل یجوز، الاستبشار: هوبدعة الخ نفع المفتی والسائل، ص۱۲۷ / مایتعلق بالنوم والقیام الخ (مکتبه رحیمیه دیوبند)

[2] لٰکن اشار علیه الصلوٰة والسلام الیٰ فضیلة هذا الشهر العظیم بقوله علیه الصلوٰة والسلام للسائل الذی سأله عن صوم یوم الاثنین فقال له علیه الصلوٰة والسلام ذالک یوم ولدت فیه الیٰ ماقال ألاتریٰ ان صوم هذالیوم فیه فضل عظیم لأنه صلی اللّٰه علیه وسلّم ولد فیه، المدخل ص ۳/ج۲/(مطبوعه مصر) فصل فی مولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم.

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے لئے مصالح مدرسہ کی خاطر ان مجالس بدعت میں شرکت کرنا جائز نہیں[1]، یہ ایسا ہوگیا جیسا کہ باجے بجا کر لوگوں کو جمع کیا جائے، اور پھر انہیں نماز کی طرف دعوت دی جائے، اس کی اجازت نہیں، ہمارے علم میں نہیں کہ حاجی صاحب نے کسی مدرسہ کو چلانے کے لئے قیام کی اجازت دی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

ہفت مسئلہ میں حاجی صاحبؒ کے قیام کی تاویل

سوال:- زید بعد میلاد قیام کرتا ہے، اور حوالہ دیتا ہے فیصلہ ہفت مسئلہ کا کہ حاجی امداداللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ مستحب اور کار ثواب ہے نیز یہ فرمایا ہے کہ خود بھی قیام کرتا ہوں اور قیام کرتے ہوئے بہت لطف حاصل کرتا ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فقہی مسائل کے واسطے چار قسم کی دلیل ہوتی ہے، کتاب، سنت، اجماع، قیاس مجتہدین، اگر کسی ولی برگزیدہ کا کوئی قول یا عمل ایسا ثابت ہو جس کے لئے چاروں دلیلوں میں سے کوئی دلیل نہ ہو تو ان ولی کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے ان کے اس قول وعمل کے لئے محمل حسن تجویز کیا جائے، اور اس کو خلاف شرع ہونے سے بچانے کی تدبیر کی جائے گی، یہ نہیں ہوگا کہ اس قول وعمل کو اصل قرار دیکر ادلۂ شرعیہ کو نظر انداز کر دیا جائے، قیام کرتے ہوئے لطف حاصل ہونا شرعی دلیل نہیں جس سے فقہی مسئلہ ثابت کیا جائے، فیصلہ ہفت مسئلہ کی اصل

---

[1] اصلاح الرسوم قاعدہ پنجم ص ۱۱۶،

عبارت دیکھئے اگر اس سے یہ ثابت ہو کہ شرعاً قیام کرنا چاہئے تو اسکی وضاحت اسکے ضمیمہ میں دیکھئے اسمیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے نفس ذکر مندوب اور قیود بدعت ہیں، فتاویٰ رشیدیہ[1] میں یہ مسئلہ متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۱۴۰۰ھ

شب ولادت میں رات بھر جاگ کر عبادت کرنا

سوال:- بعض علاقوں میں حضرت نبی کریم ﷺ کے یوم پیدائش اور شب معراج میں رات بھر مسجدوں میں گزارتے ہیں اور عبادت ودعا میں پوری رات بیدار رہتے ہیں، حتی کہ جو کبھی مسجدوں کا رخ بھی نہیں کرتے وہ ان دنوں میں پورے عابد بن جاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ان راتوں میں پوری رات کی عبادت کا ثبوت قرآن کریم وحدیث سے ہے یا نہیں، نیز اس خصوصی عبادت کا حکم کیا ہے، براہین قاطعہ میں ہے کہ بخاری شریف میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چاشت کی نماز کو بدعت قرار دیا جب لوگوں نے اجتماعی حالت میں کثرت سے ادا کرنا شروع کیا تو اس حالت میں عبادت کرنا کہیں بدعت میں تو داخل نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

یوم پیدائش یا شب پیدائش میں یا شب معراج میں بیدار رہ کر تمام رات خصوصیت سے عبادت کرنا حضرت نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں، جن راتوں میں مثلاً شب براءت وشب عید وغیرہ میں بیدار رہ کر عبادت کرنا ثابت بھی ہے ان میں

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۳/ ج ۱/ کتاب البدعات (مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

بھی مسجد میں اجتماعی طور پر شب بیداری کرنے کو فقہاء نے ممنوع و بدعت قرار دیا ہے، جیسا کہ مراقی الفلاح ،ص ۲۴۱[1] پر تصریح ہے لہٰذا طریق مذکورہ کو بند کیا جائے ، اپنی اپنی جگہ پر جس کو جب بھی توفیق ہو بلا کسی قید کے جتنی عبادت کرلے عین سعادت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند،۱۲/۳/۹۱ھ

سیرت کانفرنس کے جلسے

سوال:- ہندوستان ، پاکستان، بنگلہ دیش میں سیرت کانفرنس اور سیرت النبی کے عنوان سے اجلاس ہوتے ہیں، دیوبندی حضرات بھی ایسے ہی اجلاس بلاتے ہیں، لیکن بریلوی سے اتنا مختلف کہ ان کے یہاں قیام ومیلاد بھی ہوتا ہے، لیکن دیوبندی حضرات محض اپنے علماء کو بلاکر تقریریں سنتے ہیں، اور سیرت طیبہ سے نیز ارشادات نبوی سے قرآن وحدیث کی روشنی میں مستفید ہوتے ہیں، چنانچہ ہمارے علماء ومشائخ اساتذہ دیوبند سہارنپور وغیرہ کے شرکت فرماتے ہیں، اور یہ اجلاس سال کے دوسرے ایام وشہر میں بھی منعقد ہوتے ہیں، لیکن ربیع الاول میں اس کا زور زیادہ ہوجاتا ہے، اس میں ۱۲/ربیع الاول کی قید تو نہیں، اوّل و آخر میں بھی اجلاس ہوتے رہتے ہیں، ذہن میں خلجان ہے کہ آیا اس میں شرعی حکم کیا ہے؟ ازراہِ کرم واضح فرمائیں، عنایت ہوگی۔

---

[1] ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلة من هذہ اللیالی المتقدم ذکرها فی المساجد وغیرها لانه لم یفعله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولااصحابه فانکرہ اکثر العلماء من اهل الحجاز منهم عطاء وابن ابی ملیکة وفقهاء اهل المدینة واصحاب مالک وغیرهم وقالوا ذلک کله بدعة ولم ینقل عن النبی ﷺ ولاعن اصحابه احیاء لیلتی العید جماعة، مراقی الفلاح ، ص ۳۲۶/فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ واحیاء اللیالی وغیرها .(مکتبه مصری)

الجواب حامداً ومصلیا

سیرت پاک کا بیان کرنا اورلوگوں تک پہنچانا جسکے ذریعہ زندگی مطابق سنت بنے اور دین کی پابندی کا شوق پیدا ہو درست اور موجب اجر اور مفید ہے، جبکہ اسمیں التزام مالا یلزم نہ ہو اور کوئی امر خلاف شرع نہ ہو مثلاً زمان (مہینے، تاریخ، دن) اور مکان اور خاص ہیئت اور مستحب وواجب کا درجہ دینا کہ نہ شریک ہونے والوں پر ملامت ہو وغیرہ[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۲۷ ۱۴۰۶ھ

محرم ربیع الاوّل ربیع الثانی وغیرہ میں وعظ کا خصوصی اہتمام

سوال: - یہاں پر اکثر مساجد میں محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک اور ربیع الاوّل کی پہلی سے بارہویں تاریخ تک وربیع الثانی کی پہلی تاریخ سے گیارہویں تک اور ستائیسویں رجب کی اور پندرہویں شعبان کی، اور ستائیسویں رمضان کی اور نویں ذی الحجہ کی تاریخوں میں سال بھر میں ان ایام میں رات کو بعد عشاء وعظ ہوتا ہے، ان کے علاوہ نہ کسی کو توفیق ہوتی ہے کہ وہ وعظ کہلائے اور نہ کسی واعظ کو توفیق ہوتی ہے، کہ وہ خود کہے اور ایام مذکورہ بالا میں کمی بیشی نہیں ہوتی مثلاً یہ کہ محرم میں بجائے دس روز کے بارہ روز یا آٹھ روز کرلیں، یہ نہیں ہوتا، لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تعیین بدعت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حسنہ ہے یا سیئہ؟

---

[1] والاحتفال بذكر الولادة الشريفة ان كان خاليامن البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر اذكاره صلى الله عليه وسلم ،امدادالفتاویٰ ،ج ۶/ص ۳۲۷/ کتاب العقائد والکلام، مطبوعه ادارهٔ تالیفات اولیاء دیوبند،فتاوی حدیثیه ص ۱۵۰/ مطلب الاجتماع للمولد والاذكار الخ،دار المعرفت بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایام مذکورہ کی تعیین دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں اور نہ اس کا وجود خیر القرون میں تھا، لہٰذا اگر ان ایام میں وعظ کو ضروری سمجھا جاتا ہے، یعنی اگر کوئی وعظ میں شریک نہ ہو تو اس کو ملامت کی جاتی ہے اور وعظ کہنے اور سننے کے ثواب کو انہیں ایام کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے، تو یہ بدعت سیئہ ہے۔ ''وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ''[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۵۲/۳/۷ھ

الجواب صحیح بندہ عبدالرحمان غفرلہٗ

مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۵۲/۳/۷ھ

ربیع الاوّل کا جلوس

سوال:- یوپی کے کئی شہروں میں بماہِ ربیع الاول جلوس محمدی نکلتا ہے، اس کے نکالنے میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں، کانپور وغیرہ میں دیکھا گیا ہے کہ علماء کرام بھی اس میں شرکت فرماتے ہیں، اگر اس کے جواز کی کوئی صورت ہو تو تحریر فرماویں، صورت مسئولہ میں زید کا قول درج ذیل ہے، اگر وہ منہیات شرعیہ سے خالی ہو تو کوئی شرعی قباحت نہیں، اور ایسے امور جو قباحت شرعیہ سے خالی نہ ہوں اگر دینی رجحان کے پیدا کرنے میں معاون معلوم ہوں تو ان کا اختیار کرنا اولیٰ اور باعث اجر ہے، بکر کا قول ہے کہ یہ ناجائز اور بدعت ہے، اور دلیل میں کہتا ہے کہ ''كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّار'' ان دونوں میں کس کا قول درست ہے؟

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة مطبوعه (یاسر ندیم دیوبند)
ترجمہ:- اور سب سے بری چیزیں گھڑی ہوئی چیزیں (بدعات) ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا جلوس نکالنا فی نفسہ ثابت نہیں، قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا کہیں وجود نہیں، کتب فقہ اور کلام ائمہ میں کہیں پتہ نہیں اور اسکی اتنی اہمیت ہوتی ہے کہ اس میں جھنڈے ہوتے ہیں، نعرے ہوتے ہیں، اور نعرے بھی وہ جو موہم شرک ہیں، بعض جگہ ننگے سر اور ننگے پیر چلتے ہیں، اخیر شب میں پھولوں کا ہار لیکر جاتے ہیں، کچھ دیر کیلئے بالکل خاموش باادب یہ تصور لئے اڑے ہوتے ہیں، کہ ابھی حضرت رسالتمآب ﷺ کی پیدائش ہورہی ہے، اور یہ ہار ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ہیں، پھر ایک دم صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔

بعض بدعات کی ابتداء اچھی نیت سے ہوتی ہے، اور فی نفسہ ان میں کوئی خرابی بھی نہیں ہوتی تھی، مگر پھر ان میں خرابیاں پیدا ہوگئیں، مثلاً تاریخ کا التزام، دن کا التزام، بعض بدعات کی ظاہری صورت دیکھنے میں اچھی اور نیک معلوم ہوتی تھی، لیکن حقیقۃً ان میں اعتقادی یا عملی مخفی خرابیاں تھیں، غرض ان بدعات کی وجہ سے بہت بڑی جماعت کے ذہنوں میں دین اور بے دینی میں ایسا خلط ہوگیا کہ اللہ کی پناہ "مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"[1] ان سب مفاسد کا قلع قمع ہے، ایسے جلوس میں دینی رجحانات تو کیا پیدا ہوتے، فرائض وسنن ترک ہوتے ہیں، فجر کی جماعت ہوتے ہوئے بھی اہل جلوس کو شرکت جماعت کی توفیق کم ہوتی ہے، جس طرح دوسری پارٹیاں اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اپنی تشہیر واقتداء کیلئے بغیر مذہب

---

[1] بخاری شریف ص ۱/۳۷۱، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۷۷/ ج ۲/ باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، مطبوعه بلال دیوبند، ومشکوٰۃ شریف ص ۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرے تو وہ قابل رد ہے۔

کی ہدایت کے اپنا عمل تجویز کرتی ہیں، یہی حال اس جلوس کا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند۱؍۳؍۸۹ھ

۱۰؍محرم ۱۲؍ربیع الاول کوکاروبار بند کرنا

سوال:- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۰؍محرم اور ۱۲؍ربیع الاول کوکاروبار بند کردینا چاہئے کچھ لوگ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں،سوال یہ ہے کہ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

شریعت کی طرف سے ان دونوں دنوں میں کاروبار بند کرنے کا حکم نہیں[1]، اس کوشرعی حکم سمجھنا غلط ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۳؍۱؍۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

۲۷؍رجب اور ۱۲؍ربیع الاوّل کوتقریر اورجلسہ

سوال:- (۱) شب معراج میں بعد نماز عشاء تقریر ہوتی ہے،معراج شریف کے بیان پرروشنی ڈالی جاتی ہے،کیا یہ صحیح ہے بدعت تونہیں ہے؟

(۲) ۱۲؍ربیع الاول کوبھی بعد نماز عشاء تقریر ہوتی ہے، اور قرآن کریم ختم کرکے حضور اکرم ﷺ کوایصال ثواب کرتے ہیں، دودھ بالٹی میں جمع کرکے آگ لگائی جاتی ہے، پھر دودھ

[1] فهـذه الـمـواسم الثلاثة هى المواسم الشرعية فانظر رحمنا الله واياک کم من بدعة احد ثوا فـى ذٰلک فـانـالـلّٰه وانا اليه راجعون. المرتبة الثانية المواسم لتى انسبوها الى الشرع وليست منه (المدخل ص ۲۹۱ ؍ ج ۱ ؍ مصری) المواسم التى ينسبونها الى الشرع وليست منه.

سب بچوں کو پلایا جاتا ہے، یہ بدعت تو نہیں، بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس شب میں کوئی مخصوص عمل مسنون نہیں، جیسا کہ اور راتوں کا حال ہے، وہی اس کا حال ہے، اپنی طرف سے کوئی چیز ایجاد نہ کی جائے۔

(۲) حضرت نبی اکرم ﷺ کے مبارک حالات کا بیان کرنا اور سننا عین سعادت ہے اور تقاضائے ایمان ہے[۱] اس شب کے ساتھ اس کو خاص کرنا بڑی کوتاہی ہے، جو صورت سوال میں تحریر ہے، یہ نہ قرآن کریم سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرام ؓ نے حضور ﷺ سے نقل کیا، نہ ائمہ مجتہدین کے فقہ میں مذکور ہے، ایسی چیز کو ثواب اور قربت سمجھ کر عمل کرنا غلط ہے[۲] اس میں شرکت نہ کی جائے، نرمی اور شفقت سے سمجھا کر اصلاح کی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۱۴۰۰ھ

وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہڑتال

سوال:- نبی اکرم ﷺ کی وفات پر مدینہ شریف یا دیگر بلاد اسلامیہ میں ہڑتال ہوئی تھی یا نہیں؟

---

[۱] الاحتفال بذکر الولادة الشریفة ان کان خالیاً من البدعات المروجه فهو جائز بل مندوب کسائر اذکاره صلی اللّٰه علیه وسلم امداد الفتاوٰی ص ۳۲۷/ ج ۶/ کتاب العقائد والکلام، مطبوعه ادارۂ تالیفات اولیاء دیوبند.

[۲] مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هَذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ. متفق علیه مشکوٰة شریف، ص ۲۷/ ج ۱/ الفصل الاوّل، باب الاعتصام، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، بخاری شریف ص ۳۷۱/۱، کتاب الصلح، طبع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۲۷۷/۲، طبع بلال دیوبند،

الجواب حامداًومصلیاً

اظہار افسوس کیلئے ہڑتال کا یہ طریقہ اس زمانہ میں نہیں تھا، نہ مدینہ طیبہ میں نہ دیگر بلاد اسلامیہ میں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۳/۸۹ھ

بارہ ربیع الاوّل کو مدح صحابہؓ کا جلوس

سوال:-محمود آباد پینتے پور، فتح پور، کان پور وغیرہ میں ۸/ یا ۱۲/ ربیع الاوّل میں چار یاری جھنڈا خوب اہتمام سے شاندار جلوس کی صورت میں نکالتے ہیں، اس جلوس میں سب مل جل کر مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اسی قسم کے اشعار خوب راگنی لہجہ سے پڑھتے ہیں، سب گلی کوچوں سے گزرتے ہیں، عورتوں کو سناتے ہیں، جگہ جگہ شربت کا انتظام ہوتا ہے، جو اس میں شریک نہیں ہوتے اس کو خوب لعن طعن کرتے ہیں، اور برا بھلا کہتے ہیں، اس جھنڈے کے بانی مبانی حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ کو بتاتے ہیں، دریافت طلب یہ ہے کہ اس جھنڈے میں شرکت کرنا کسی طرح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو شریک ہونے والے نہ شریک ہونے والے کو برا بھلا کہتے ہیں، اس پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

بہتر ہے کہ اس کا جواب پاٹا نالہ دارالمبلغین لکھنؤ سے حاصل کریں، وہاں سے بتلا دیا جائے گا کہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ نے اسی طرح اس کی بنیاد قائم کی تھی، یا اس میں کچھ تغیر ہو گیا، اور اس کی پشت پر کیا دلائل ہیں، یعنی قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع، فقہ امام ابوحنیفہؒ کس دلیل سے یہ ثابت ہے، پھر جو کچھ وہاں سے جواب ملے مہربانی فرما کر میرے

پاس بھیج دیں، وہاں استفتاء کا جواب دیا جاتا ہے، اور اس کی اصل حقیقت سے وہاں کے حضرات پوری طرح واقف ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

عرس

سوال:-آج کل جس طرح بزرگوں کا عرس ہوتا ہے، اس کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدعت اور ممنوع ہے "فیجب ان یحذر علیٰ رأس السنة من موته ویسمونه حولا فیدعون الاکابروالاصاغر ویعدون ذٰلک قربة وهی بدعة ضلالة لان التصدق لم یختص بیوم دون یوم ولاتصح الاعلیٰ الفقراء والمحتاجین وقدزادبعضهم فی جهله وهم المشائخ الذین لیس لهم الاجمع حطام الدنیا بانهم یجمعون بعض احوال المیت فی کتاب ویسمونه مناقب ثم اذا حضر الناس المدعوون جئی برجل حسن الصوت فهو یاخذ تلک النسخة فی یدهٖ ویقرأها قواة مثل قراء ة المولودوقد ورد النهی عن مثل هذا صراحة ثم یختمون القرآن ویمدلهم سماط ولیس هذا الابدعة ضلالة لم یفعلها رسول اللّٰه ﷺ ولااصحابه من بعده ولا اتباعهم من بعدهم بل لم یوجد لذٰلک اثر الیٰ القرن الثامن کما یظهرمن تتبع القوم وهذه خصوصیة المشائخ فانهم یعتقد ون ان هذارجل من اولیاء اللّٰه وبذکره تنزل الرحمة ولو سلم انه من اولیاء اللّٰه فهل ذکرالولی بهذه الکیفیة یستوجب نزول الرحمة حاشا،فان الرحمة لاتنزل الاباتباع السنة السنیة فان البدع فهی تنزل

الـغـضـب والـنـقـمة ،عـافـانـاالـلّٰـه وايـاكـم مـن غضبـه وسخطـه ولو كان هذه الـخـرافات،تنزل بها الرحمات لماغفل عنها اكابر المتقدمين من الائمة الاعلام ولكن ليس غرض هؤلاء المتصوفة الاطلب الشهرة والافتخار باٰبائهم واجدادهم انهـم كـانـوا عـلـى هذه المراتب وان لهم كـرامـات عـظيـمة وكذاوكذا حتى ان السـامـع يـعتـقـد فيهم فيدخل فى سلكهم ومتىٰ دخل فى طريقتهم افقروه فاصبح مـمـن خسـر الـدنيـا والاٰخـرة وهذا الحول يسمونه اهل الهندعرسا وما عرفت له اصلاً فـان الـعـرس انـمـا يـكـون فـى الزواج ومع ذٰلک فهذه الاحوال والاعراس لاتـكـاد تـخلوعن ارتكاب المحرمات فضلاً عن المكروهات فان اهل الهند لهم اليـد الـطـولـىٰ فـى ذٰلک قـاتلهم اللّٰه فانهم يطوفون بقبر الولى الذين يعتقدون فيه ويـظـنـون انـه هـو المتصرف فى الكون وان الانسان اذاتمسک بهذا فلاحاجة لهٗ بـالـصـلوٰة والصيام واكثر ماغلوا فى ذٰلک اتباع سيدنا عبدالقادر الجيلانى رضى الـلّٰـه عـنـه ونفعنا ببركاته فانه معاذ اللّٰه انـى يـرضـى بتلک الكفريات التى يعتقد ونها‘‘ تبلیغ الحق،ص ۷-۸[1]۔

---

[1] تبليغ الحق ص ۷-۸،

ترجمہ جواب:-ان طریقوں سے بچنالازم ہے جوکہ لوگ کسی کے مرنے کی سالانہ تاریخ میں کیا کرتے ہیں، جس میں چھوٹے بڑے سب کودعوت دیتے ہیں،اوراس کوثواب کا کام سمجھتے ہیں،حالانکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے، وجہ یہ ہے کہ ایصال ثواب کسی خاص دن کے ساتھ مخصوص نہیں،اور یہ بات بھی ہے کہ صدقہ کے مستحق صرف محتاج اورغریب لوگ ہیں،(اور یہ لوگ ایصال ثواب کے نام پر مالداروں کوبھی کھلاتے ہیں)اوربعض جاہل مشائخ جن کا مقصد دنیا طلبی کے سوا کچھ بھی نہیں وہ ایسا کرتے ہیں کہ فوت شدہ کے حالات لکھ لیتے ہیں جس کووہ مناقب کہتے ہیں،اورجب لوگ جمع ہوجاتے ہیں،تو ایک خوش گلوآدمی ان کومیلاد کی طرح پڑھتاہے،حالانکہ یہ صراحۃً منع ہے پھر یہ لوگ قرآن پاک ختم کرتے ہیں،اوران کیلئے دسترخوان پھیلا دیا جاتا ہے،یہ سب بدعت اورضلالت ہے، اُسے نہ تو حضور ﷺ نے کیا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا نہ تابعینؒ......(باقی اگلے صفحہ پر)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Milad Sirat ki Mahafil & Urs

حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے مأتہ مسائل[1] میں سوال ۱۵/ کے جواب میں ساڑھے پانچ صفحات میں اس پر اصولی بحث فرما کر اس کو منع قرار دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عرس وغیرہ

سوال:- بزرگان دین کے عرسوں میں شریک ہوکر وہاں کچھ کھانا پکا کر اور اس کو فی سبیل اللہ بغیر کسی خرافات کے تقسیم کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور اس کا ثواب بزرگان دین کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) .... نے بلکہ آٹھویں صدی ہجری تک بھی اس کا کوئی نشان نہیں ملتا، جیسا کہ علماء کی کتابوں سے اس کا پتہ چلتا ہے یہ ان مشائخ کی خصوصیات میں ہیں، ان کا خیال ہے کہ یہ فوت شدہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے اور اس کے ذکر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے، حالانکہ اگر وہ بزرگ بھی ہو تو کیا اس غلط طریقہ کی آمیزش سے رحمت کا نزول ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ نزول رحمت صرف اتباع سنت سے ہوا کرتا ہے، اور بدعت سے خدا کا غضب اور عذاب آیا کرتا ہے، (اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے) اور اگر ان تمام خرافات اور واہی تباہی باتوں سے رحمت نازل ہوتی تو ائمہ کرام اور بزرگان اس کو کبھی نہ چھوڑتے، ان بدعت پرست پیروں کی غرض صرف شہرت طلبی اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنا ہے، اور لوگوں کو یہ بتانا ہے ہمارے باپ دادا اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، اور ان سے بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئیں تاکہ سننے والا ان کا معتقد ہوکر انکے سلسلہ میں داخل ہو جائے اور یہ لوٹ کھسوٹ کر اس مرید کو فاقہ مست بنادیں اور وہ مرید دنیا وآخرت دونوں اعتبار سے خسارہ میں پڑ جائے، اس (سالانہ جشن) کو اہل ہند عرس کہتے ہیں، جو بالکل بے بنیاد چیز ہے، عرس تو شادی بیاہ میں ہوا کرتا ہے (نہ کہ موت کے موقعہ پر) بایں ہمہ اس عرس کے ساتھ مکروہ چھوڑ کر سینکڑوں حرام چیزیں شامل ہوگئیں ہیں، اور اہل ہند کو اس ابتداع اور حرام کی آمیزش) میں کمال حاصل ہے، ایسوں کا خدا ناس کرے، اہل ہند جو مبتدع ہیں وہ بزرگوں کی قبروں کا طواف کرتے ہیں، اور ان کا عقیدہ اور گمان یہ ہے کہ یہ بزرگ عالم میں تصرف کرتے ہیں، اور جب کسی کا یہ حال ہوجائے تو وہ نماز روزہ کی کیا ضرورت سمجھے گا، جاہل معتقدوں نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں بہت زیادہ غلو کر رکھا ہے، اور کفریات میں مبتلا ہوگئے ہیں، سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ (اگر زندہ ہوتے) تو کیا ان کفریات کی اجازت دے سکتے تھے۔ (تبلیغ الحق، ص ۷-۸)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ماتہ مسائل ص ۳۰ تا ۳۵،

ارواح کو پہنچانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مزارات پر جا کر کھانا پکوانا کھانا لے کر وہاں جانا اور تقسیم کرنا بدعت اور نا جائز ہے، ایصال ثواب کے لئے تاریخ مقرر کرکے اس کو شرعی حیثیت دینا درست نہیں، عرس کرنا بدعت ہے، بلاکسی غیر ثابت پابندی کے جب دل چاہے ایصال ثواب کرنا، خواہ غریبوں کو کھانا، غلہ، کپڑا، نقد یا کسی بھی ضرورت کی چیز دے کر ہو یا قرآن پاک، تسبیح، نماز پڑھ کر ہو یا حج کر کے ہو غرض ہر نیک کام کر کے شرعاً درست اور باعث اجر وثواب[1] ہے، قبروں پر کبھی کبھی جا کر دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کرنا اور اسلاف کو یاد کرنا بھی ثواب[2] ہے، لیکن مزارات پر پھول، چادر[3] چڑھانا، سجدہ[4] کرنا، طواف[5] کرنا، قبروں کو چومنا[6]، چراغ جلانا[7]، ان کی ارواح سے رزق یا اولاد وغیرہ

---

[1] والاصل فی ذلک عنداهل السنة أن للانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة أو صوماً او صدقة أوغيرها (شرح فقه اكبر، ص ۱۵۸/مکتبه مجتبائی دهلی، دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم لهم نفع لهم، زيلعی ص ۸۳/ج ۲/ باب الحج عن الغير، مطبوعه ملتان، البحر الرائق ص ۵۹/ج۳/ باب الحج عن الغير، مطبوعه کوئٹه.

[2] من زار قبر ابويه أواحد هما فی كل جمعةٍ غفرلهٗ و كتب براً (مشکوٰة شريف ص ۱۵۴/ باب زيارة القبور، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

[3] وضع الستور والعمائم والثياب علیٰ قبور الصالحين والاولياء كرهه الفقها الخ (العقود الدرية فی تنقيح الفتاویٰ الحامديه، ص ۳۲۴/ج ۲/ الشامی نعمانيه ص ۲۰۲/ج ۱،

[4] ملاحظه هو فتاویٰ عزيزی ص: ۱۲۳/ ج: ۱، فان السجدة لاتحل لغير اللّٰه مرقاة ص ۲۷۲/ ج ۶/ کتاب النکاح، باب عشرة النساء الخ، مطبوعه اصح المطابع ممبئی،

[5] طواف کردن قبور صلحا و اولياء بلاشبه بدعت است (فتاویٰ عزيزی ص ۱۰۵/ج ۲،

[6] حرام است کذاصرح علی القاری وغيره (مجموعه فتاویٰ ص ۶۷/ج ۳،

[7] لعن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه وسلّم زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسِّرَاجِ (مشکوٰة ص ۷۱/ باب المساجد ومواضع الصلوٰة)

مانگنا، ان کی نذر ماننا، قوالی کرنا، یہ سب شرعاً ناجائز ہے، ان سے بچنا لازم ہے، بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ شرک کی حدتک پہنچی ہوئی ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ یکم شعبان ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۸۷ھ

بدعات متعلقہ قبور عرس وغیرہ

سوال:- زید کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ جائز ہے، نذر لغیر اللہ جائز ہے، قبر کا چڑھاوا جائز ہے، سماع موجودہ زمانے کے مطابق جائز ہے، پیرومرشد کو سجدہ جائز ہے، قرآن، حدیث اور فقہ حنفی کی رو سے ان کا جواب ارشاد فرمائیں۔

اگر یہ چیزیں ہر تینوں کی رو سے ناجائز ہیں تو زید مسلمان ہے یا نہیں؟ اور احناف کی جماعت میں شامل ہے یا نہیں؟ اور وہ لوگوں میں اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو عوام میں اعلان کردینا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) ختم موجودہ رسم کے مطابق بدعت ہے یا سنت، اگر بدعت ہے تو بدعت حسنہ ہے یا سیئہ؟ اگر سیئہ ہے تو جو شخص سنت کہے اور ان میں جھگڑا کرے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ روبرو اشیاء رکھ کر آیات پڑھنا سنت ہے، تارک سنت گنہگار ہے، منکر سنت کافر ہے، بحوالہ علامہ علی قاری فتویٰ اوزجندی مطبع مصر،

---

[۱] واعلم أن النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام (شامی کراچی، ج ۲/ص ۴۳۹/ کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات.

فتاویٰ بزازیہ حوالہ صحیح ہے، یا نہیں اگر صحیح ہے تو اس کا کیا جواب ہے؟

(۳) عرسوں پر جانا یا مزارات پر جانا زمانہ جدید کے مطابق جیسا کہ لوگ پیران کلیر اور مجدد علیہ الرحمہ کے عرسوں پر جاتے ہیں یہ بدعت ہے یا نہیں، اگر بدعت ہے تو کونسی بدعت ہے، جو شخص اس طریق کو سنت کہے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ اپنے آپ کو حنفی کہلا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) بکر ان سب چیزوں کو ناجائز اور خلاف شریعت کہتا ہے، بکر اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں؟ اور اس کا دعویٰ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق ہے یا نہیں؟ جو شخص اسے کافر اور بے دین کہے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ بہتان مندرجہ ذیل باتوں کا ہے۔

(۱) ختم پڑھنا کفر ہے، اور پڑھنے والا کافر ہے (۲) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور ؐ کا نام مبارک ملانا کفر ہے (۳) بزرگان دین کے مزارات پر جانا کفر ہے، جیسا کہ مجدد الف ثانی کے یا اجمیر (۴) بیعت تقلید وجوب شخصی پر پکڑنا کفر ہے، یہ الفاظ مبینہ اس فتویٰ سے نقل کئے گئے ہیں، (۵) پیر کیسا پکڑنا چاہئے، اور جو پیر خلافِ شرع کام کرتے ہوں ان کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ بکر حنفی المذہب اور دیوبندی عقیدہ کا معتقد ہے اور زید رضا خانی ہے۔ بینوا و توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر کو سجدہ اگر بغرض تحیۂ محض ہو تو حرام ہے، اگر بہ نیت عبادت ہو تو شرک وکفر ہے، غیر اللہ کے لئے نذر ماننا شرک ہے، قبر کا چڑھاوا حرام ہے، پیر ومرشد کو سجدہ بقصد تحیہ حرام ہے، بہ نیت عبادت شرک وکفر ہے، جو شخص ان چیزوں کو جائز کہتا ہے، اس سے جواز کی دلیل دریافت کی جائے، عدم جواز ان عبارات سے مستفاد ہے "قَالَ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلّم لَعْنَۃُ

اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُواْ قُبُوْرًا اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ اھ طحطاوی،ص ۱۹۶[۱] ”وکذا ما یفعلونه من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعلوالراضی به اثمان لانه یشبه عبادة الوثن وهل یکفراِن علیٰ وجه العبادة والتعظیم کفروان علیٰ وجه التحیة لاوصار اثماً مرتکب الکبیرة وفی الملتقط التواضع لغیر اللّٰه حرام “اھ درمختار،ص ۳۷۸/ج ۵/[۲]

”اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الیٰ ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو باطل وحرام قال فی البحر لوجوه منها انه نذر لمخلوق ولایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ومنها ان المنذورلهٗ میت والمیت لایملک ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰه تعالیٰ کفر“ طحطاوی ص ۳۷۸[۳]

”واما الرقص والتصفیق والصریخ وضرب الاوتار والصنج والبوق الذی یفعله بعض من یدعی التصوف فانه حرام بالاجماع لانهازی الکفار اھ طحطاوی “ص ۱۷۴[۴]

---

[۱] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۹۶/ مطبوعه دمشق ص ۲۹۰، مطبوعه مصر، کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة، فصل فی المکروهات، مسلم شریف ص ۲۰۱/ج ۱/ کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور.

[۲] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه، ص ۲۴۶/ج۵/ کتاب الحظروالاباحة فصل فی البیع، تبیین الحقائق ج۶/ص ۲۵/ کتاب الحظر والاباحة، الهندیه ص ۳۶۸/، ۳۶۹/ج۵/ الباب الثامن والعشرون ،فی ملاقاة الملوک الخ،کتاب الکراهیة ،مطبوعه کوئٹه.

[۳] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۷۱/ج ۱/ باب مایلزم الوفاء به من منذورالصوم والصلوٰة وغیرهما، شامی کراچی ص ۴۳۹/ ج ۲/کتاب الصوم،البحرالرائق ص ۲۹۸/ ج ۲/ فصل فی النذر،قبیل باب الاعتکاف.

[۴] طحطاوی علی المراقی،ص ۲۵۸/مطبوعه مصر،باب فی صفة الاذکار.

جو شخص امور مذکورہ کو جائز کہتا ہے، وہ ضال و مضل ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں[1] جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرے۔

(۲) موجودہ رسم کے مطابق ختم بدعت اور مکروہ ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں، علامہ علی قاریؒ نے کوئی کتاب فتاویٰ اوزجندی تصنیف[2] نہیں کی، فتاویٰ بزازیہ میں ختم کو مکروہ لکھا ہے "**ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع والاعیاد ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ بقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم ولقرأۃ سورۃ الانعام اوالاخلاص فالحاصل ان اتخاذ الطعام عندقرأۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ** اھ فتاویٰ بزازیہ مصریہ، ص۹۱/ج۱[3]۔

(۲) زیارت قبور مطابق سنت درست ہے، لیکن عرس کرنا اور عرس میں جانا درست نہیں[4] "**وھذا الحول یسمونہ اھل الھند عرساً وماعرفت لہ اصلاً فان العرس انما یکون فی الزواج ومع ذٰلک فھذہ الاحوال والاعراس لاتکاد تخلوعن ارتکاب المحرمات فضلاً عن المکروھات فان اھل الھندلھم الیدالطولیٰ قاتلھم اللّٰہ**

---

[1] ویکرہ امامۃ (الی قولہ مبتدع) ای صاحب بدعۃ وھی اعتقادخلاف المعروف عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم (الدر المختار علی الشامی نعمانیہ ، ۳۷۶/ج۱/باب الامامۃ.

[2] نہ کتاب اوزجندی ازتصانیف ملاعلی قاری است نہ روایت مذکور صحیح ومعتبراست بلکہ موضوع است وبا طل الخ (مجموعۃ فتاویٰ ،ص ۱۷۴/ج۲/ مطبع یوسفی لکھنو،

[3] فتاویٰ بزازیہ علی ھامش الھندیہ کوئٹہ،ص ۸۱/ج۴/کتاب الصلاۃ الخامس والعشرون فی الجنائز وفیہ الشھید، الشامی نعمانیہ ،ص۶۰۳/ج ۱/ طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۵۱۰/ مصری.

[4] والمستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستد برالقبلۃ مستقبلاً وجہ المیت وان یسلم ولایمسح القبر ولایقبلہ ولایمسہ فان ذالک من عادۃ النصاریٰ،طحطاوی علی المراقی ص۵۱۳/ فصل فی زیارۃ القبور ،مطبوعہ مصر.

فانهم يطوفون بقبر الولى الذى يعتقدون ويظنون انه هو المتصرف فى الكون۔ (تبلیغ الحق ص ۸)

(۴) بکر کا قول صحیح اور موافق شرع ہے، جوشخص اس کو کافر کہتا ہے، اس کا ایمان خود خطرناک حالت پر ہے، کیونکہ مسلم کو بلا وجہ شرعی کا فر کہنا کفر ہے، کذا فی البحر[۱]۔

اس نزع کو دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ براہِ راست بکر سے امور مذکورہ کی تحقیق کرلی جائے، اگر وہ انکار کرے اور اپنی برأت کرے تو اسکی طرف سے دل صاف کرلیا جائے، کسی پر بہتان باندھنا کبیرہ گناہ ہے اور بہتان باندھنے والے کا باوجود علم کے ساتھ دینا بھی حرام ہے۔

(۵) خلاف شرع کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں "لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَّةِ الْخَالِقِ" الحدیث[۲] پیر اگر خلافِ شرع مسلک رکھتا ہو تو اس سے بیعت ناجائز ہے[۳]۔ اگر بیعت کرلی ہو تو فسخ کر کے کسی متبع شرع پیر سے بیعت کی جاوے، جس پر اہل علم دیندار اعتماد رکھتے ہوں اور بیعت کے لائق سمجھتے ہوں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۸/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۲/۶۴ھ

عرس کرنا اور زیارتِ قبور کیلئے سفر

سوال:- عرس کرنا یا لوگوں کو یوم متعین کر کے قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے بلانا جائز ہے یا

---

[۱] ويكفر بقوله لمسلم يا كافر عندالبعض، (البحر الرائق ص ۱۲۳/ ج ۵/ احكام المرتدين)

[۲] مشكوٰة شريف ۳۲۱. كتاب الامارة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[۳] فتاویٰ عزیزی فارسی، ص ۱۰۳/ ۲، مطبوعه رحيميه ديوبند،

نہیں؟ اور اسی طرح بزرگوں کے مزار پر زیارت کے مقصد سے سفر کرنا، آیا جائز ہے اگر جواب نفی میں ہے تو آپ اس روایت کا کیا جواب دیں گے، کہ جس میں آپ ﷺ نے سفر کو اپنی زیارت، بیت الحرام کی زیارت، بیت المقدس کی زیارت کیلئے مخصوص کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عرس کرنا یا دن متعین کر کے لوگوں کو قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے مدعو کرنا، قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب نے مائۃ مسائل[1] میں بدعت ممنوعہ فرمایا ہے۔ "تبلیغ الحق[2]" میں بھی شدت سے منع فرمایا گیا ہے، فتاویٰ عزیزی[3] میں بھی شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اس پر کلام کیا ہے، علامہ شامی نے بھی اس پر نکیر کی ہے[4]۔

---

[1] مقرر کردن یوم عرس ثبوت آن از حضرت ﷺ وخلفاء راشدین وائمۃ اربعۃ نرسیدہ پس امرے کہ ثبوت آن از مشائخ ومجتہدین متحقق نباشد آن امر را بر اصل خود باید داشت (مائة مسائل ص ۳۰)

ترجمہ: -یوم عرس کو مقرر کرنے کا ثبوت آنحضرت ﷺ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے، پس جس چیز کا ثبوت شارع علیہ السلام اور مجتہدین سے متحقق نہ ہو اس کو اس کی اصل پر رکھنا چاہئے۔

[2] تبلیغ الحق ص ۷-۸/ ملاحظہ ہو،

[3] برائے زیارت قبور روز معین نمودن بدعت است واصل زیارت جائز وتعین وقت در سلف نبود این بدعت از ان قبیل است کے اصلش جائز است وخصوصیت وقت بدعت مانند مصافحۃ بعد العصر کہ در ملک توران وغیرہ رائج است روز عرس برائے یاددھانیدن وقت دعاء برائے میت اگر باشد مضائقہ ندارد ولیکن التزام آن روز نیز بدعت است از ہماں قبیل کہ گزشت (فتاویٰ عزیزیہ ص ۹۳ تعین روز عرس، طبع رحیمیہ دیوبند، ارشاد الطالبین ص ۶۰)

ترجمہ: -زیارت قبور کیلئے دن متعین کرنا بدعت ہے، اور اصل زیارت جائز ہے، اور وقت کا تعین سلف میں نہیں تھا، یہ بدعت بھی اسی قبیل سے ہے، کہ اس کی اصل جائز ہے، اور وقت کی خصوصیت بدعت مانند مصافحہ بعد العصر جیسا کہ ملک توران وغیرہ میں رائج ہے، اور روز عرس میت کے لئے دعا کے واسطے یاد دہانی کیلئے اگر ہو مضائقہ نہیں، لیکن اس دن کا التزام بھی بدعت ہے اور اسی قبیل سے ہے جو کہ گذرا۔

[4] شامی نعمانیہ ص ۶۰۳/ ج ۱/ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۱۰/ مصری، بزازیہ علی ھامش الھندیہ ص ۸۱/ ج ۴/ مصری، الشامی زکریا ص ۱۴۸-۱۴۹/ باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من اھل المیت۔

زیارت قبور کی ترغیب حدیث میں آئی ہے[۱]، یہ قید نہیں کہ اپنے شہر کی قبر ہی کی زیارت کی جائے، اس کے لئے سفر کرنیکی ممانعت بھی نہیں ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ کی قبر کی زیارت کی ہے[۲]، اوران کی قبر مدینہ طیبہ سے مسافت سفر پر ہے، حدیث پاک میں مساجد کی نیت سے سفر کرنے کو منع فرمایا گیا ہے، کہ اس مسجد کو دوسری مسجد پر فضیلت دیکر سفر مت کرو، صرف تین مساجد ہیں جن کو دیگر مساجد پر فوقیت حاصل ہے، ان کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے سفر کی اجازت ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُفِى الدُّنْيَاوَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، (مشكوٰة شريف ص ۱۵۴ / باب زيارة القبور، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ :-حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، پس تم زیارت کیا کرو اسلئے کہ یہ (زیارت قبور) دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے، اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

۲ عن عبداللّٰه بن ابى مليكة قال: توفى عبدالرحمٰن بن ابى بكربالحبشى قال: فحمل الى مكة فدفن فيها فلما قدمت عائشة رضى اللّٰه عنها آتت قبر عبدالرحمٰن ابن ابى بكر رضى اللّٰه عنه فقالت: وكنا كندمانى جزيمة حقبة.. من الدهرحتى قيل لن يتصدعا. .فلما تفرقنا كأنى ومالكاً. بطول اجتماع لم نبت ليلة معاً. ثم قالت: واللّٰه لو حضرتك مادفنت الاحيث مت ولو شهدتك مازرتك ،ترمذى شريف ۲۰۳/ ج ۱/ ابواب الجنائز،باب فى زيارة القبورللنساء، وكانت عائشةؓ تزور قبراخيها عبدالرحمن بمكه كذاذكره البدر العينى فى شرح البخارى (طحطاوى على مراقى الفلاح مصرى ذص ۳۱۳/۵ فصل فى زيارة القبور، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۹۵/ ج ۲/ قبيل باب الشهيد،

ترجمہ :-اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی عبدالرحمٰنؓ کی قبر کی زیارت مکہ مکرمہ میں فرمایا کرتی تھیں،

۳ عن ابى سعيد الخدرى رضى اللّٰه عنه قَالَ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قوالی اورعرس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی طرف

سوال:- زید یہ بھی کہتا ہے کہ علماء دیوبند نے قوالی وسماع کوبھی منع فرمایا کہ ان مذکورہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے سماع کیسے سنا، اورعرس کیوں کیا؟ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنی کتابوں میں سماع اورعرس کو جائز قرار دیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

حدیث پاک میں جس چیز کومنع فرمایا گیا ہے، بزرگان دین نے ہمیشہ اس سے پرہیز کیا ہے، پھرایسی چیز کو اگرکسی نے بزرگان دین کی طرف منسوب کیا ہے تو یا تو وہ نسبت صحیح نہیں بلکہ غلط نسبت کرکے اپنے لئے جواز کی راہ نکالی گئی ہے، اور بکثرت یہی ہوتا ہے جسکا مشاہدہ اورتجربہ ہے یا پھربعض مجبوری کے احوال ایسے پیش آئے جس سے وہ معذور ہوگئے، اوران پر شرعاً گرفت نہیں مثلاً کوئی بزرگ بیٹھ کرنماز پڑھتے ہیں، کسی عذر کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوسکتے، توغیرمعذورکوان کا اتباع کرنا اوران کے عمل سے استدلال کرنا صحیح نہیں، عمل تو کیا جائیگا شرعی احکام پر، اوران بزرگوں پراعتراض نہ کیا جائے "السنۃ الجلیلہ" میں بزرگان دین کے اس قسم کے اعمال کی تحقیق وتفصیل مذکور ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے کس کتاب میں جائز لکھا ہے اس کونقل کیجئے، تب اس کے متعلق کچھ تحریر کیا جائیگا، ان کی بعض کتابوں میں شیعوں نے گڑبڑ بھی کی ہے، مثلاً تراویح کا انکار۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱/۸۹ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلّاالیٰ ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِالْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَمَسْجِدِ الْاَقْصیٰ، (وبھا مشہ) قَوْلُہٗ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ قِیْلَ نَفِی مَعْنَاہُ نَھِی اَیْ لَاتَشُدُّوااِلیٰ غَیْرِھَا لِاَنَّ مَاسِوَی الثَّلٰثَۃَ مساوٍ فِی الرُّتْبَۃِ غَیْر مُتَفَاوِتٍ فِی الْفَضِیْلَۃِ (ترمذی شریف ص ۷۵/ ج ۱/ باب ماجاء فی ای المساجدافضل .(مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)

ولادت، وفات پرخوشی اورغم، عرس، قوالی وغیرہ

سوال:-بارہویں ربیع الاوّل یا سال کے کسی اوردن کے اندر متعین کرکے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور پیر مرشد کی ولادت یاوفات یا اورکسی اہم واقعہ کے تحت اگرعرس کیا جائے یا انفراداً اگراس خاص دن کے اندرخوشی یا رنج کیا جائے، اورمسلمانوں سے چندہ کرکے عرس کے اخراجات کئے جائیں، اورلوگوں کی دعوتیں کی جائیں، قرآن کریم یا غزل وقوالی پڑھنے والوں کو ہدیے پیش کئے جائیں، تو چندامور دریافت طلب ہیں۔

(۱) سرکاردوعالم ﷺ یا کسی اور پیر مرشد کی ولادت یا وفات پر کتنے دن تک اظہار رنج وخوشی جائز ہے، اگر مطلق جائز ہے تو عرس کی شکل میں جائز ہے، یا انفرادی اوراس کی قید کیا ہے؟

(۲)تقریب عرس کے لئے چندہ مانگنا یا دینا کیسا ہے؟

(۳)اس چندہ سے دعوت کھانا یا قرآن شریف یا غزل وقوالی پڑھ کر ہدیہ قبول کرنا کیسا ہے؟

(۴)اس تقریب میں شریک ہونا کیسا ہے؟

(۵)مسلمان پرسب وشتم، طعن وتشنیع کن امور کے فعل وترک پر جائز ہے، نیز تارک عرس پر جائز ہے یا نہیں جواب میں تفصیل فرمائی جائے، بینوا بالدلیل توجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب حامداًومصلیاً

قلت وعلى هذا فيجب ان يحذر ممايعملون على راس السنة عن موته ويسمونه حولاً فيدعون الاكابر والاصاغرويعدون ذلك قربة وهى بدعةضلالة لان التصدق لم يختص بيوم دون يوم ولاتصح الاعلى الفقراء والمحتاجين

وقد زاد بعضهم فى جهله وهم المشائخ الذين ليس لهم الاجمع حطام الدنيا بانهم يجمعون بعض احوال الميت فى كتاب ويسمونه مناقب ثم اذا حضر الناس المدعوون جئى برجل حسن الصوت فهو ياخذ تلك النسخة فى يده وقرأها قراءةً مثل قراءة المولود وقد ورد النهى عن مثل هذا صراحةً ثم يختمون القرآن ويمد لهم سماط وليس هذا الابدعة ضلالة لم يفعلها رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم ولا اصحابه من بعده ولا اتباعهم من بعد هم بل لم يوجد لذالک اثر الى القرن الثامن كمايظهر على من تتبع كتب القوم وهذه خصوصية المشائخ فانهم يعتقدون ان هذا رجل من اولياء اللّٰه وبذكره تنزل الرحمة ولو سلم انه من اولياء اللّٰه فهل ذكر الولى بهذه الكيفية يستوجب نزول الرحمة حاشا فان الرحمة لاتنزل الا باتباع السنة السنية واما البدع فهى تنزل الغضب والنقمة عافانا اللّٰه واياكم من غضبه وسخطه ولوكان هذه الخرافات تنزل بها الرحمات لماغفل عنها اكابر المتقدمين من الائمة الاعلام ولكن ليس غرض هؤلاء المتصوفة الاطلب الشهرة والا فتخار بآبائهم واجدادهم انهم كانوا على هذه المراتب وان لهم كرامات عظيمة وكذاوكذا حتى ان السامع يعتقد فيهم فيدخل فى سلكهم ومتى دخل فى طريقتهم افقروه فاصبح ممن خسر الدنيا والاخرة وهذا الحول يسمونه اهل الهند عرساً وماعرفت له اصلاً فان العرس انمايكون فى الزواج ومع ذٰلک فهذه الاحوال والاعراس لاتكاد تخلو عن ارتكاب المحرمات فضلاً عن المكروهات فان اهل الهند يظنون أنه هوالمتصرف فى الكون وان الانسان اذاتمسک بهذافلا حاجة بالصلوٰة والصيام واكثر ماغلوا فى ذٰلک اتباع سيدنا عبدالقادرجيلانى رحمةاللّٰه عليه

ونفعنا ببركاته فانه معاذ الله انى يرضى بتلك الكفريات التى يعتقد ونها تبليغ الحق، ص ۷-۸[۱]۔

(۱) قلبی رنج وخوشی غیر اختیاری ہے اس کی کوئی شرعی حد نہیں، البتہ کسی کی وفات پر سوگ منانا، ترک زینت کرنا، ماتمی لباس پہننا مرد کو قطعاً جائز نہیں، عورت کو شوہر کی وفات پر ترک زینت کرنے کی مدت تا اختتام عدت ہے، اس کے بعد نہیں شوہر کے علاوہ کسی اور کی وفات پر ترک زینت تین روز تک مباح ہے، اس کے بعد ناجائز اور اس تین دن میں بھی شوہر کو منع کرنے کا حق حاصل ہے "ويباح الحداد على قرابة ثلاثة ايام فقط وللزوج منعها لان الزينة حقه اھ درمختار[۲]" ماتمی سیاہ لباس پہننا تین روز تک شوہر کے غم میں جائز ہے اس سے زائد ناجائز ہے، اور کسی کی وفات پر مطلقاً ممنوع ہے "ولاتعذر فى لبس السواد وهى أثمة الاالزوجة فى حق زوجها فتعذرالى ثلاثة ايام قال فى البحر وظاهره منعها من السوادتا سفا علىٰ موت زوجها فوق الثلاثةاھ درمختار، ص ۹۵۶/ ج ۴[۳]

مولود بطریق مروج ممنوع ہے، کذا فی المدخل[۴]۔

(۲) ناجائز ہے[۵] (۳) ناجائز ہے (۴) ممنوع ہے "فماظنك به عندالغناء الذى

---

[۱] تبليغ الحق ملخصاً، ص ۷-۸.

[۲] الدرالمختار على الشامى نعمانيه، ص ۶۱۸/ ج ۲/ فصل فى الحداد باب العدة. (الدرالمختار وعلى الشامى زكريا، ص ۲۲۰/ ج ۵)

[۳] الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص ۶۱۸/ ۲/ فصل فى الحداد شامى زكريا ص ۲۲۱/ ج ۵،

[۴] ومن جملة مااحدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذٰلك من اكبر العبادات واظهار الشعائر مايفعلو نه فى شهرربيع الاول من المولد وقداحتوى على بدع ومحرمات جملة الخ المدخل ص ۲/ ج ۲/ فصل فى المولد مطبوعه مصر.

[۵] ولاتعاونوا على الاثم والعدوان سورۂ مائده آيت ۲.

یسمونہ وجداً اومحبۃ فانہ مکروہ لااصل لہ فی الدین زادفی الجواھر ومایفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیہ اھ[۱]"

(۵) ہرمسلمان کوسب وشتم کرنافسق ہے[۲] البتہ امر بالمعروف اورنہی عن المنکرحسب حیثیت ضروری ہے۔[۳] مجالس مذکورہ میں شرکت ناجائز ہے، اس عدم شرکت کی وجہ سے سب و شتم کسی طرح جائزنہیں سخت گناہ ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودگنگوہی غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۴/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح سعیداحمدغفرلہٗ

صحیح عبداللطیف ۱۶/ربیع الاوّل۲/۵۸ھ

اذان گاچھی صاحب کاعرس

سوال:-ماقولکم رحمکم اللّٰہ تعالیٰ فرقہ اذان گاچھی کی بابت،جن کامزار

---

۱ سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص۲۲۰-۲۱۹/ج۴/کتاب الکراھیۃ فصل فی المتفرقات (مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۲ عَنْ عَبْدِ اللّٰہ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلّم سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ. مسلم ص۵۸/ج۱/ باب بیان قول النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم سِبَابُ الْمُسْلِمْ فُسُوْقٌ الخ مطبوعہ رشیدیہ دھلی،

ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مسلمان کوگالی دینافسق اوراس سے قتال کرناکفرکا کام ہے۔

۳ والمقصود من ھذہ الآیۃ ان تکون فرقۃ من ھذہ الامۃ متصدیۃ لھٰذا الشان وان کان ذلک واجبا علی کل فرد من الامۃ بحسبہ تفسیرابن کثیر ص۵۸۳/ج۱/ سورۂ آل عمران آیت۱۰۴/ مکتبہ مصطفی الباز مکہ مکرمہ،

کلکتہ مانک تلہ ۴/۲ باغماری روڈ فقیری حجرہ میں بنام حقانی انجمن واقع ہے، دستور العمل حسب ذیل ہے:-

(۱) پنجگانہ نماز کے قبل یا بعد یا کسی اور وقت میں وظیفہ سورہ فاتحہ،اخلاص، معوذتین حقانی درود۔

(۲) بعد وظیفہ مناجات الٰہی کل عالم، ہمارے پیر روشن ضمیر اور مجھ پر رحمت زیادہ کر۔

(۳) جب مجھ پر رحمت زیادہ کر کہے اپنے چہرہ کا تصور کرے، اگر تصور میں نہ آوے تو آئینہ دیکھے اپنا چہرہ دل میں جمالیوے۔

(۴) عرس قل اس میں بہت سے مریداں اور دوسرے لوگ جمع ہوکر صورتہائے مذکورہ اور چند ادعیۂ ماثورہ ایک آدمی کھڑا ہوکر پڑھتا ہے، باقی حاضران مجلس اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں، اس کے بعد سلف صالحین کے مرثیہ کے ۲۶ رشعر ایک آدمی پڑھتا ہے، بدیں عنوان ''حضرت آدم نبی نیچے زمیں کے چل بسے الخ'' وغیرہ وغیرہ بعد مرثیہ خوانی کے سب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں، تو ایک آدمی مبارکبادی کے ۱۷ر شعر مثلث بعنوانِ ذیل پڑھتا ہے۔

الٰہی عرس کل شا خا جلیسوں کو مبارک ہو
جلیسوں کو مبارک ہو جلیسوں کو مبارک ہو

بعد اس کے مناجات کرتے ہیں:۔

الٰہی رحمت زیادہ کر کل عالم پر
الٰہی رحمت زیادہ کر ہمارے پیر روشن ضمیر پر

الٰہی رحمت زیادہ کر ان لوگوں پر جو اس مجلس سے علاقہ رکھتے ہیں، خاص کر حاضر باش خادمان آستانہ بوس پر۔

(۵) رسول انمول رتن مبارک، یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ نے فاقہ کشی کے وقت جو پتھر شکم مبارک پر باندھے تھے اس کا ایک ٹکڑا اورابو جہل کے ہاتھ میں جوسنگریزوں نے کلمۂ شہادت پڑھا تھا، اس کا ایک ٹکڑا آذان گاچھی صاحب کو مرشدوں کے ہاتھوں ہاتھ وصیۃً امانۃً باطنی طریقہ سے ملا وہ ان کو سمیٹ کے ایک بڑے قالب میں جما کر حقانی انجمن کے حوالہ کیا، ہر بنگلہ مہینہ کے پہلے جمعہ کے بعد جو اتوار ہے اسی اتوار کے دن عاشورہ آخری چہارشنبہ ، فاتحہ دوازدہم ۲۷/ رجب شبِ برأت، عیدالفطر، بقرعید کے دنوں میں لوگوں کو دکھاتا ہے، لوگ کلمۂ شہادت، درودشریف پڑھتے ہوئے اس کی زیارت کرتے ہیں، اور تعظیم وتوقیر کے ساتھ بوسہ دیتے ہیں، فیض حاصل کرتے ہیں۔

(۶) اسی پتھر کے قالب پر کتنے لونگ رکھتے ہیں، مذکورالصدر دنوں میں اسی کو بنام لونگ مبارک لوگوں کو نیاز دیتے ہیں، بدیں عقیدہ کہ اگر فقط مبارک نہ کہیں اس کا فیض کم ہوگا اس کے سونگھنے سے ہرقسم کی بلائیں، مصیبتیں، بیماریاں دفع ہوتی ہیں۔

(۷) ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے بہت سے مرشدوں میں سے مرقومۃ الذیل حضرات بھی ہیں، حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی ، حضرت حاجی دین محمد صاحبؒ عارفی صادقی الحسینی معلم حرم شریف، حضرت سید محمد غازی (سوادی) حضرت سید خدابخش صاحبؒ، حضرت شاہ منصور احمد صاحبؒ وغیرہ وغیرہ اب بصد نیاز عرض ہے کہ اس فرقہ کے مرید ہونا، عرس قل میں شریک ہونا، پتھر کی تعظیم وتوقیر کے ساتھ زیارت کرنی، بوسہ دینا، لونگ مبارک سے استفادہ کرنا شرعاً جائز ہے یانہیں؟ مسئلہ با دلائل تحریر فرما کر بندگانِ خدا کو سیدھی راہ بتا کر گمراہی سے بچاویں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس ایصال ثواب بلاالتزام تاریخ وہیئت وغیرہ جب توفیق ہو قرآن کریم، تسبیح ، درود

شریف، نوافل پڑھ کر، روزہ رکھ کر غرباء کو صدقہ دے کر درست اور باعث نفع ہے[1] لیکن مذکورہ بالا طریقہ پر عرس کرنا خلاف شرع، بدعت اور ناجائز ہے، اس لئے اس کا ترک کرنا ضروری ہے ''وقد زاد بعضهم فی جهله وهم المشائخ الذين ليس لهم الاجمعحطام الدنيا بانهم يجمعون بعض احوال الميت فی كتاب ويسمونه مناقب ثم اذاحضر الناس المدعوون جيئ برجل حسن الصوت فهو ياخذتلک النسخة فی يده ويقرأها قراءة مثل قراءة المولد وقد وردالنهی عن مثل هذا صراحة ثم يختمون القرآن ويمدلهم سماط ليس هذا الابدعة ضلالة لم يفعلها رسول الله ﷺ ولااصحابه من بعده ولااتباعهم من بعدهم بل لم يوجد لذالک اثر الی القرن الثامن كمايظهر علی من تتبع كتب القوم وهذه خصوصية المشائخ فانهم يعتقدون ان هذا رجل من اولياء الله وبذكره تنزل الرحمة ولوسلّم انه من اولياء الله فهل ذكر الولی بهذه الكيفية يستوجب نزول الرحمة حاشافان الرحمة لاتنزل الا باتباع السنة السنية واما البدع فهی تنزل الغضب والنقمة عافانااللّٰه واياكم من غضبه وسخطه ولوكان هذه الخرافات تنزل بها الرحمات لما غفل عنه اكابر المتقدمين من الائمة الاعلام اھ تبليغ الحق[2] ۷-۸۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] فللانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره عند اهل السنة والجماعة صلاةً كان اوصوماً او حجاً او صدقةً او قراءةً للقرآن او الاذكار او غيرذالک من انواع البر، ويصل ذالک الی الميت وينفعه قاله الزيلعی فی باب الحج عن الغير، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۴/ فصل فی زيارة القبور، الزيلعی ص ۸۳/ ج ۲/باب الحج عن الغير، مطبوعه ملتان.

[2] تبليغ الحق ص ۸،

پتھراورسنگریزوں کی اگران کے پاس کوئی سند معتبر ہے تو وہ پیش کریں بلاسند کسی چیز کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف جائز نہیں، اوراس طرح سے ان کی زیارت بھی بے اصل ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

سعیداحمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۲۹/شوال ۶۷ھ

عرس،قوالی،طبلہ،سارنگی بجانا

سوال:-عرس کرنا ،قوالی،طبلہ سارنگی بجانا، علماء دیوبند اوردیگر علماء احناف کے نزدیک ایسے مقامات پرشریک مجلس ہونا جہاں یہ افعال ہوتے ہیں ،عندالشرع جائز ہے یا نہیں،اگرکوئی امام مذکورہ افعال کو برانہ سمجھےاورلوگوں کوشرکت سے نہ روکےتواس کی امامت میں اقتداءدرست ہے،یامکروہ ہے!

الجواب حامداًومصلیاً

یہ عرس اورقوالی کرنا طبلہ اورسارنگی بجانا اوراس کا سننا اورایسی محفلوں میں شریک ہونا سب ناجائز اور بدعت ہے،علامہ شامیؒ نے تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ[۱] میں اس کو منع لکھا ہے،فقہ حنفیہ کی مشہورومعتبر کتاب سکب الانهر شرح ملتقى الابحر ،ج ۲/ ص ۵۵۱/[۲] میں

---

[۱] واماالغناء المعتادالذی یحرک الساکن ویهیج الکامن الذی فیه وصف محاسن الصبیان والنساء ونحوها من الامور المحرمة فلا یختلف فی تحریمه ولااعتبار لما ابدعه الجهلة من الصوفية فانک اذا تحققت اقوالهم فی ذٰلک ورأیت افعالهم وقفت آثار الزندقة (العقود الدرية فی تنقیح الفتاویٰ الحامدية ص ۳۲۶/ج۲. کتاب الحظر والاباحة،مطلب فی تحریم الغناء.

[۲] سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۲۱۹-۲۲۰/ج۴/ (مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت) کتاب الکراهية فصل فی المتفرقات،

ہے "لااصل لہٗ فی الدین زاد فی الجواھر ومایفعله متصوفة زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیه ومن قبلهم لم یفعله کذلک "فتاویٰ بزازیہ[1] میں اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے، مزید تفصیل ماہنامہ نظام تصوف نمبر کانپور اگست ۶۳ء میں ہے۔

جو امام ان امور کو برا نہیں سمجھتا بلکہ جائز سمجھتا ہے اور اسی وجہ سے دوسروں کو نہیں روکتا وہ غلطی پر ہے، اس مسئلہ کو خوب نرمی اور محبت سے شرعی دلائل کی روشنی میں سمجھایا جائے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے بہتر متبع سنت امام تلاش کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

مجلس شہادت

سوال:- (۱) اگر زید ایام محرم میں یا غیر ایام محرم میں اپنے گھر میں سادگی کے ساتھ بیٹھ کر اور آٹھ سات آدمی اور بلا کر معتبر اور مستند شہادت کی صحیح روایات پڑھے اور جس میں نوحہ ومرثیہ وغیرہ نہ ہوں اور اشعار جو کہ خلاف شرع ہیں، نہ ہوں تو ایسی مجلس کا قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) ایام محرم میں جو عوام میں مجلس شہادت پڑھی جاتی ہے اس میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

---

[1] وقد فصل صاحب الهداية فیها ان المغنی للناس انما لایقبل شهادته لانهٗ یجمعهم علی کبیرة والقرطبی علی ان هذا الغناء وضرب القضیب والرقص حرام بالاجماع عندمالک وابی حنیفة والشافعی واحمد فی مواضع من کتابه الخ، (فتاویٰ بزازیه علیٰ هامش الهندیه ص: ۳۴۹، ج: ۶/ کتاب الفاظ تکون اسلاماً أوکفراً اوخطأ، فی المتفرقات، قبیل کتاب الکراهیة. مطبوعه کوئٹه)

(۳) حضرت مولانا مفتی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی اپنی تصنیف سوانح عمری پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ رسالہ پیشوا دہلی میں گیارہویں شریف کو بحث کے بعد جائز فرماتے ہیں، کہ حضرت پیران پیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چہلم کی فاتحہ ہر ماہ دیا کرتے تھے، اس لئے آپ کے معتقدین نے بھی اس کو باعث برکت سمجھ کر رواج دے دیا، بلکہ ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں، کہ جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے محمد ابراہیم صاحب کا انتقال ہوا تو کچھ صحابہ نے چھوارے دودھ میں بھگو کر آپ ﷺ نے اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملکر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی، اور ایصال ثواب کیا تھا، اس لئے اب بھی ہاتھ اُٹھا کر اور کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں، آیا یہ حدیث آپ نے کسی کتاب میں صحیح روایت سے دیکھی ہے اس کو مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایام محرم میں ناجائز ہے غیر ایام محرم میں اگر حصول برکت مقصود ہو تو اولاً دیگر اکابر صحابہ کرامؓ شیخین وختنین کا ذکر کیا جاوے، پھر حضرت امام حسینؓ کا صحیح صحیح تذکرہ کیا جائے[1] اور اظہار حزن وغم کے لئے مجلس منعقد کرنا بالکل ناجائز ہے خواہ محرم میں خواہ پھر کبھی۔

(۲) یہ روافض کا شعار اور ناجائز ہے اس میں شرکت ممنوع ہے[2]۔

---

[1] جامع الرموز میں ہے: اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل سائر الصحابة لئلا یشابه الروافض کمافی العیون (مجموعہ فتاویٰ، ص ۱۸۵ / ج ۲، نفع المفتی والسائل ص ۱۲۶ / مایتعلق بالنوم والقیام الخ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند.

[2] واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسین بن علیؓ کمایفعله الروافض فهو من عمل الذین ضل سیعهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اذ لم یامر اللّٰه ولا رسولهٗ باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم ماتما فکیف بمن دونهم یحب علی ولاة الدین ان یمنعوهم والمستمعون لایعذورن فی الاستماع الخ (مجالس الابرار السابع والثلثون، ص ۲۵۳-۲۵۴)

(۳) نبی کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال حد بلوغ سے پہلے بہت ہی بچپن میں (ایام رضاعت میں[1]) ہوا ان کو ایصال ثواب کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں، جو شخص اس ایصال ثواب کا اعتقاد رکھتا ہے، وہ غلطی پر ہے اسکو توبہ لازم ہے، حضرت پیران پیر کا کیا عمل ہے مجھے معلوم نہیں، ہر ماہ چہلم کی فاتحہ کا کیا مطلب ہے، کیا چہلم ہر ماہ میں آتا تھا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مجلس سماع

سوال:- مجلس سماع جو شیوخ کے یہاں منعقد ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟ ساتھ ساتھ تفسیر فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجلس سماع جس میں مزامیر بھی ہوں، بالاتفاق ناجائز ہے، بغیر مزامیر کے مخصوص خوش الحانی سے اللہ پاک کی حمد میں یا حضرت رسول مقبول ﷺ کی نعت مبارک میں کوئی نظم پڑھنا، جب کہ وہ صحیح مضامین پر مشتمل ہو درست ہے "**كما قال الدميرى نقل عن القرطبى عن ابى بكر الطرطوشى انه سئل عن قوم يجتمعون فى مكان يقرأون شيئاً من القرآن ثم ينشدهم منشد شيئاً من الشعر فيرقصون ويطربون ويضربون بالدف والشبابة هل الحضور معهم حلال ام لا**".

فاجاب مذهب السادة الصوفية، ان هذا بطالة وجهالة وضلالة الىٰ اٰخر كلامه وقد رأيت انه اجاب بلفظ غيرهذا وهوانه قال مذهب الصوفية بطالة

---

[1] وتوفى (ابراهيم)وله سبعون يوماً اواكثر الخ (شرح فقه اكبر ص ۱۳۳/ مطبوعه مجتبائى دهلى)

وجهالة وضلالة وماالاسلام الا كتاب الله وسنة رسول الله ﷺ واما الرقص والتواجد فاول من احدثه اصحاب السامری اتخذ لهم عجلاً جسداً لهٗ خوارقاموا يرقصون حولهٗ ويتواجدون فهودين الكفار وعباد العجل وانما كان مجلس النبی صلی اللّٰه عليه وسلّم مع اصحابه كانما علیٰ رؤسهم الطيرمن الوقار . فينبغی للسلطان ان يمنعوهم من الحضورفی المساجد وغيرها ولايحل لاحديوئن باللّٰه واليوم الاٰخران يحضرهم ولايعينهم علٰی باطلهم هذا مذهب مالکؒ وشافعیؒ وابی حنيفةؒ واحمد وغيرهم من ائمة المسلمين اھ[1]

معلوم ہوا کہ مجالس متعارفہ سماع کے حرام وناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے ایسی مجالس میں شرکت کی قطعاً اجازت نہیں، بلکہ قوت حاصل ہوتو ایسی مجالس کوروکنا لازم ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

قوالی

سوال:-بعض لوگ جو اپنے کو سلسلہ چشتیہ سے وابستہ بتاتے ہیں، ان کے یہاں ڈھولک اور ہامونیم کے ساتھ بڑے زوروں پر قوالی ہوتی ہے، ان کا کہنا ہے کہ چونکہ خواجہ اجمیریؒ نے قوالی سنی ہے، اسلئے ہم بھی سنتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قوالی چشتیت کا اہم ترین

---

[1] حياة الحيوان ،ص ۱۱۲/ج۲ .باب العين تحت العجل .

[2] قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم من رایٰ منكراً فليغيره بيده ومن لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه وذالک اضعف الايمان ،ترمذی شريف ص ۴۰/ج۲/ ابواب الفتن،باب ماجاء فی تغيير المنكر باليداوباللسان الخ.

جزو ہے، اس کے بغیر چشتیت ناتمام رہتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی خواجہ اجمیریؒ نے ساز والی قوالی سنی ہے یا اس کی اجازت دی ہے؟ شریعت کی رو سے قوالی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ڈھولک ہارمونیم وغیرہ کسی قسم کے ساز کے ساتھ محفل منعقد کرنا شرعاً جائز نہیں، چشتیت کی آڑ بھی کارآمد نہیں، حضرت خواجہ اجمیریؒ کی طرف اس کی نسبت کسی سند صحیح کے ساتھ ثابت نہیں، نیز جس چیز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف منع فرمادیا ہو اس کو کوئی جائز نہیں کرسکتا، بزرگان دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خود بھی اتباع کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اتباع کی تلقین کرتے ہیں، خود بھی نافرمانی سے بچتے ہیں، دوسروں کو بھی بچاتے ہیں، ہوا پرستوں نے اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کیلئے کچھ غلط باتیں بزرگوں کی طرف منسوب کردی ہیں وہ ہرگز قابل التفات نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تفہیمات الٰہیہ[1] میں علامہ شامیؒ نے تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ[2] ج ۲/ ص ۳۵۵/ میں اس کو منع لکھا ہے، علامہ حصکفی سکب الانہر[3] ج ۲/ ص ۵۵۱/ میں لکھتے ہیں،

"لااصل لہٗ فی الدین زادفی الجواھر ومایفعلہٗ متصوفۃ زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلھم لم یفعلہٗ کذٰلک یعنی اس کی دین میں

---

[1] فالملاھی نوعا: محرم، وھی الآلات المطربۃ کالمزامیر، المزامیر: جمع مزمار، وھی آلۃ موسیقیۃ تعتمد علی النفخ وھی انواع کثیرۃ، حجۃ البالغۃ ص: ۵۲۱/ ج: ۲/ الملاھی محرم و مباح،

[2] تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، ج ۲/ ص ۳۷۸-۳۷۹/ کتاب الحظر والاباحۃ، مطلب فی تحریم الغناء (مطبوعہ مصر)

[3] سکب الانھر علی مجمع الانھر ج ۴/ ص ۲۲۰-۲۱۹/ کتاب الکراھیۃ، فصل فی المتفرقات، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، الھندیہ ص ۳۵۲/ ج ۵/ الباب السابع عشر فی الغناء والھواء، مطبوعہ کوئٹہ،

کوئی اصل نہیں ہے، اور ہمارے زمانہ کے نام نہاد صوفیاء جس طرح قوالی کرتے ہیں، وہ حرام ہے اس کا قصد کرنا اور قوالی کی محفل میں بیٹھنا جائز نہیں پہلے بزرگوں نے ہرگز ایسا کام نہیں کیا۔

علامہ دمیریؒ نے اس کی ابتداء اس طرح نقل کی ہے، ''نقل القرطبی عن ابی بکر الطرطوشی انه سئل عن قوم یجتمعون فی مکان یقرأون شیئاً من القرآن ثم ینشد لهم منشدشیئاً من الشعر فیرقصون ویطربون ویضربون بالدف والشبابة هل الحضورمعهم حلال ام لا فاجاب مذهب السادة الصوفیة ان هذا بطالة وجهالة وضلالة الیٰ اٰخر کلامه قلت وقد رأیت انه اجاب بلفظ غیرهذاوهوانه قال مذهب الصوفیة بطالة وجهالة وضلالة ومالاسلام الاکتاب اللّٰه وسنة رسوله صلی اللّٰه علیه وسلم واما الرقص والتواجد فاول من احد ثه اصحاب السامری لما اتخدلهم عجلاً جسداً له خوار قالوا یرقصون حوله ویتواجدون فهودین الکفار وعبادالعجل وانما کان مجلس النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مع اصحابه کانما علی رؤسهم الطیر من الوقار فینبغی للسلطان ونوائبه ان یمنعوهم من الحضور فی المساجد وغیرها لایحل لاحد یومن باللّٰه والیوم الاٰخران یحضرمعهم ولایعینهم علیٰ باطلهم هذا مذهب مالکؒ والشافعیؒ وابی حنیفةؒ واحمدؒ وغیرهم من ائمة المسلمین اھ''[1]

ترجمہ: ابوبکر طرطوشی سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ کسی جگہ جمع ہوکر پہلے تو کچھ قرآن پڑھتے ہیں اسکے بعد کوئی گویا کوئی شعر پڑھتا ہے، جس پر وہ لوگ ناچنے لگتے ہیں، ان پر مستی سوار ہوجاتی ہے، اوردف وغیرہ بھی بجاتے ہیں، تو کیا ایسوں کی مجلس میں حاضر ہونا جائز ہے؟ اس پر علامہ ابوبکر نے جواب دیا کہ یہ طریقہ جہالت گمراہی اور باطل

---

[1] حیاة الحیوان ج۲/ص۱۱۲/ باب العین ،العجل.

پرستی ہے اسلام کی بناء تو صرف کتاب وسنت پر ہے (اوران باتوں کا کتاب وسنت سے دور کا بھی تعلق نہیں) یہ رقص اور مستانگی سامری کے ماننے والوں کی ایجاد ہے، جو بچھڑے کو معبود بنا کران کے گرد ناچتے اورکودتے تھے، لہٰذا جاہل صوفیوں کا یہ طریقہ دراصل کافروں اور مشرکوں کا طریقہ ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس درجہ وقار اورسکون ہوتا تھا، کہ معلوم ہوتا کہ صحابہ کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، لہٰذا با ختیاراور ذمہ داروں کو چاہئے کہ ایسے ناچنے اورگانے بجانے والے پیروں کو مسجد میں آنے تک سے روکدیں اور خدا پرست مسلمان کے لئے ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ ان کی مجلس میں قدم رکھے، اوران کی باطل پرستی میں کوئی بھی حصہ لے)

اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے، علامہ کردری نے فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ''وجیز''[۱] میں اس پر تفصیلی کلام کیا، اوراس کے ناجائز ہونے پر نہایت قوی دلائل قائم کئے ہیں، اسلاف میں سے اگر کسی نے اضطراری خصوصی حالت کی وجہ سے قوالی سنی بھی تو ان کا یہ فعل قابل حجت نہیں بن سکتا، حجت شرعیہ تو قرآن پاک ہے حدیث شریف ہے اوران دونوں کی تشریح وتفصیل فقہ ہے، اوربس۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

قوالی

سوال:۔ قوالی سننے کی کیا کیا شرطیں ہیں؟

---

[۱] ونقل القرطبی علی ان هذا الغناء وضرب القضيب والرقص حرام بالاجماع عندمالک وابی حنيفة والشافعی واحمد الخ الجامع الوجيز المعروف بالفتاویٰ البزازية علی هامش الهندية ج۶/ص۳۴۹/ كتاب الفاظ تكون اسلاماً او كفراً، فی المتفرقات،

الجواب حامداًومصلیاً

قوالی میں ڈھول تاشے وغیرہ ہوں، تو کسی شرط سے سننا جائز نہیں [1] محض اشعار بلا مزامیر کے کسی ایسے شخص سے کبھی کبھی سننا جس میں کسی قسم کا فتنہ اور کوئی امر خلاف شرع نہ ہو درست ہے [2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قوالی

سوال:- زید ایک حافظ ہے اور مسجد میں امامت کا کام بھی کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بتلاتے ہیں، یعنی علماء دیوبند کے پیرو ہیں، اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں، اور دوسرے کو بھی نصیحت کرتے ہیں، مگر ان کی ایک یہ عادت ہے کہ وہ عرس کلیر شریف میں جا کر قوالیاں سنتے ہیں، ان سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کیلئے مروجہ قوالی کو سننا حرام کہتے ہیں، اور خود جا کر سنتے ہیں تو جواب میں کہا کہ واقعی شرع شریف نے تو منع کیا ہے، اور میں اس گناہ کا مجرم ہوں، مگر طبیعت نہیں مانتی آپ اللہ ﷻ سے دعاء فرما دیں، کہ اس طرف سے میرا دل پھیر دیں، اس پر عمرو نے کہا کہ آپ آئندہ کے لئے توبہ کریں امام صاحب نے توبہ کی مگر انہوں

---

[1] السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لایجوز القصد الیه والجلوس علیه وهو والغناء والمزامیر سواء الخ عالمگیری کوئٹه ، ج۵/ص ۳۵۲/ کتاب الکراهیة الباب السابع عشرفی الغناء واللهو وسائر المعاصی الخ .

[2] فانشادماهو مباح من الاشعار لابأس به، عالمگیری کوئٹه ج۵/ص ۳۵۱/ کتاب الکراهیه، الباب السابع عشرفی الغناء واللهو، روح المعانی ص ۱۴، ۱۸/۱۵، سورة الشعراء، فتح الباری ص ۱۷۳، ۱۲/۱۷۴، کتاب الادب، باب مایجوز من الشعر والرجز والحداء، مطبوعه مکه مکرمه،

نے اگلے سال خفیہ طریقہ سے عرس میں جا کر پھر قوالیاں سنیں ایسی حالت میں مقتدی کیا کریں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ایک بدعتی یہ کہتا ہے کہ یہ کام ناجائز نہیں ہے، علماء بریلی قوالی کو جائز فرماتے ہیں، اس لئے ان کو پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔

(۲) باجہ بجانے کی مذمت میں کونسی حدیث وارد ہوئی ہے عربی میں مع ترجمہ اردو صفحہ کتاب تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اہل سنت والجماعت علماء واہل حق صوفیاء چشتی قادری سہروردی نقشبندی سب کے نزدیک قوالی سننا اور ایسی محفلوں میں شریک ہونا ناجائز ہے، علاّمہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر طرطوسیؒ سے تفصیلاً اس کو نقل کیا ہے[۱] علامہ دمیریؒ[۲] اور علامہ شامی نے ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے[۳] اگر امام سچی توبہ نہ کرے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی[۴] "اَنَّ النَّبِیَ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلّم قَالَ اِنَّ اللّٰہ یَغْفِرُ لِکُلِّ مُذْنِبٍ اِلَّاَلِصَاحِبِ مِرْطَبَۃٍ اَوْمَرْطَابَۃٍالخ" حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر گنہگار کی مغفرت فرمادینگے، مگر باجہ والی کی مغفرت نہیں

---

[۱] قال العلماء بتحريم الغناء (القرطبی، ص ۵۱/ج۷) تحت قوله تعالیٰ ومن الناس من يشتری لهوالحديث ليضل عن سبيل الله سورة لقمان الاية ،٦/ دارالفكر بيروت.

[۲] ولايحل لاحد يؤمن بالله واليوم الآخر ان يحضرهم ولايعينهم على باطلهم هذا مذهب مالكؒ وشافعیؒ وابی حنيفةؒ واحمدؒ وغيرهم من ائمة المسلمين حياة الحيوان ص ۲۱۱/ ج۲/ باب العين تحت العجل.

[۳] وان كان سماع غناء فهو حرام باجماع العلماء (شامی کراچی، ص ۳۴۹/ج۶/ كتاب الحظر والاباحة)

[۴] يكره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی (الدرالمختار علی الشامی ص ۵٦۰/ج۱) مطلب البدعة خمسة اقسام، باب الامامة.

فرمائینگے "يَكُوْنُ فِي اُمَّتِي قَوْمٌ يَسْتَحِلُّوْن الْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ" الحدیث[۱] میری امت میں ایسی لوگ پیدا ہو جائیں گے، جو زنا کو ریشم کو شراب کو اور باجہ کو حلال قرار دیں گے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قوالی اور خنزیر کھانے کی حرمت میں فرق

سوال:-ایک فتویٰ موصول ہوا، اس میں تحریر ہے کہ جس چیز کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا اس کی حرمت لعینہ ہے، اور شدید ہے، بعض مرتبہ ایک حرام کا ارتکاب متعدی ہوتا ہے، اس کے بعد تحریر ہے کہ جس جگہ جس قسم کی حرمت ہوگی اس پر اسی حیثیت سے نکیر کی جائے گی، لہٰذا قوالی مع معازف مزامیر اور گانے کی حرمت قرآن کریم میں " ومن الناس من یشتری لهو الحدیث الخ واستفزز من استطعت منهم بصوتک الخ " سے لعینہ ثابت ہوئی، لہٰذا یہ حرمت شدید ہوئی، اور اس حرام کا ارتکاب متعدی بھی ہے، اس لئے باعث اشتداد ہوا، چونکہ حرمت اس کی بھی قرآن کریم سے ثابت ہے بایں وجہ اس پر شدید نکیر ہونی چاہئے، اس میں تعدیہ ہے، خنزیز، شراب اور زنا میں تعدیہ نہیں، اس لئے قوالی بہ مقابلہ خنزیر و شراب اور زنا کے زیادہ سخت ہوئی، اور اس کا گناہ بھی زیادہ ہوا، اس کا مرتکب بہ نسبت اس کے زیادہ لعن وطعن کا مستحق ہوا، نیز جس طرح خنزیر و شراب و زنا کی حلت کا قائل کافر ہے اسی طرح حلت وجواز کا قائل کافر ہوا، جس طرح خنزیر وغیرہ کی قسم کی اعانت کبیرہ گناہ ہے اسی طرح یہ بھی ہے۔

---

[۱] بخاری شریف، ج ۲/ ص ۸۳۷/ کتاب الاشربہ، باب ماجاء فیمن یستحل الخمر، مطبوعہ اشرفی دیوبند، ابوداؤد شریف ج ۲/ص ۵۵۹/ کتاب اللباس، باب ماجاء فی الخمر، مطبوعہ دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً

قوالی کی مضرتیں تو آپ نے تحریر فرمادی ہیں، مگر ان کے مقابلہ میں خنزیر، شراب وزنا کی خرابی کو غیر متعدی قرار دے کر بہت ہلکا کر دیا، حالانکہ حرام غذا سے جو خون پیدا ہو کر دل ودماغ اور جوارح میں پہنچتا ہے، پھر اس سے جیسے نظریات اور اعمال ظہور پذیر ہوتے ہیں، ان کی طرف نظر نہیں گئی، نیز شراب پی کر عقل کھو کر جو خرابیاں رونما ہوتی ہیں، ان کی جانب دھیان نہیں گیا[1] اور زنا کی حالت میں ایمان کا جدا ہونا بھی حدیث شریف میں موجود ہے[2] اور اس سے اگر استقرار حمل ہو جائے، تو یہ زنا کا اثر کس قدر متعدی ہے، کیسے کیسے بے حیائی کا اخلاق کے مبدأ ہے، ان سب پر بھی غور کیجئے تو اندازہ ہوگا، پھر توازن قائم کرنے میں سہولت ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۵/۳/۲۲ھ

پختہ قبر اور قوالی وغیرہ

سوال:- قبروں کو چونے، گچ سے پختہ قبے تعمیر کرنا، روشنی کرنا، عرس کرنا، قوالی گانا

---

[1] یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر الآیة قال العلامه آلوسی تحت هذه الآیة المفاسد التی تنشأ منها اعظم من المنافع المتوقعة فیهما فمن مفاسد الخمر ازالة العقل الذی هو اشرف صفات الانسان: ذکر ابن ابی الدنیا انه مربسکران وهویبول بیده ویغسل به وجهه... ومنها صدها عن ذکر اللّٰه تعالیٰ وعن الصلوٰة وایقاعهاالعداوة والبغضاء غالبا وربما یقع القتل بین الشاربین الخ، روح المعانی ص: ۱۱۴/ ج: ۲/ سورۂ بقره آیت : ۲۱۹/ مطبوعه دیوبند.

[2] لَایَزْنِی الزَّانِیُ حِیْنَ یَزْنِیُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ الحدیث (مشکوٰة شریف، ۱۷/ (مطبوعه یاسرندیم دیوبند)باب الکبائر وعلامات النفاق.

وغیرہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب چیزیں ناجائز اورمعصیت ہیں۔"لما روی جابرؓ نهٰى رَسُولُ اللّٰه ﷺ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقُبُوْرِ وَاَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهَا وَاَنْ يُبْنٰى عَلَيْهَا رواه مسلم[1] اھ شامی ص ۶۰۱/ج ۱[2] اماالغناء المعتاد الذی یحرک الساکن ویهیج الکامن الذی فيه وصف محاسن الصبيان والنساء ونحوها من الامور المحرمة فلايختلف فی تحريمه"اھ تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ،ص ۳۵۹/۲[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۲۴/۹۰ھ

غناپراستدلال اوراس کا جواب

سوال:-جب حضور ﷺ نے سماع سنا ہے اورانصار کی لڑکیوں کواجازت دی ہے، اورحبشی کا کھیل مسجد میں دیکھا ہے وہ گاناتھا،تو یہ فعل لہونہ ہوناچاہئے،حضرت کی شان سے بعید ہے،کیااس کومستحب کہیں گے،یامباح یامنع کی حدیثیں بعد کی ہیں،جس سے جوازمنسوخ سمجھاجائے،طبل جنگ اوررمضان شریف میں سحری کے لئے نقارہ بجانا جائز ہے تو کیوں؟

---

[1] مسلم شریف ص ۳۱۲/ ۱، کتاب الجنائز، فصل فی النهی عن تجصیص القبور والقعود.

[2] شامی نعمانیه ص ۶۰۱/ج ۱/ وشامی کراچی ص ۲۳۷/ج ۲/ باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی دفن المیت.

ترجمہ:-حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اوران پر لکھنے اوران پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔

[3] تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ص ۳۲۶/ج ۲، کتاب الحظر والاباحة، مطلب فی تحریم الغناء،

الجواب حامداً ومصلیاً

انصار کی چھوٹی بچیاں کچھ گارہی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا، اس سے بالغین کے گانے پر استدلال بعید ہے کیونکہ وہ بچیاں غیر مکلّف تھیں[1] حبشی کا کھیل مسجد میں کیا تھا، وہ لڑائی کے ہاتھ دکھانا تھا، آج بھی اگر کوئی لڑائی کے ہاتھ دکھائے، نیزہ، تلوار وغیرہ چلائے، یا بندوق کا نشانہ لگائے، یا تیراندازی کرے تو نہ اس فعل کی ممانعت ہے، نہ اس کے دیکھنے کی، بلکہ احادیث[2] میں تیراندازی وغیرہ کی ترغیب آئی ہے، یعنی فن سپہ گری مستحسن ہے، کیونکہ معین علی الجہاد ہے، طبل غازی اور نقارہ سحری کی شرعاً اجازت ہے[3] اس سے مقصود اعلان واطلاع ہے نہ کہ حظ نفس جیسا کہ قوالی اور سماع میں ہوتا ہے، باقی قوالی اور سماع کی روایت جیسا کہ بعض

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ (الحدیث) قوله جاريتان تثنيةجارية والجارية فى النساء كالغلام فى الرجال ويقال على من دون البلوغ منها وسيجئ فى الباب الذى بعده من جوارى الانصار (عمدة القارى شرح بخارى ص۳۵۵-۳۵۶/ ج۲/، ومطبوعه دارالفكر ص۲۶۸/ج۳/ جزء ۶/ كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد،

والثانى فيه جواز اللعب بالسلاح للتدريب، على الحرب والتنشيط عليه وفيه جواز المسابقة لمافيه من تمرين الأيدى على آلات الحرب (ايضاً، ص۳۵۹/۲/ومطبوعه دار الفكر ص۲۷۱/ ج۳/ جزء ۶/، باب الحراب والدرق يوم العيد، مرقاة ص۲۱۰/ج۶/ اعلان النكاح، كتاب النكاح، الفصل الاول، مطبوعه ملتان.)

[2] روى ابوداؤد والنسائى وصححه ابن حبان من حديث عقبة بن عامر مرفوعاً ليس من اللّهو اى مشروع اومطلوب تأديب الرجل فرسه وملاعبته اهله ورميه بقوسه ونبلهالخ. (فتح البارى ص۹۳/ج۶/

[3] نصاب الاحتساب ملاحظه هو مترجم، ص۲۲. "اقول وينبغى ان يكون طبل المسحر فى رمضان لايقاظ النائمين للسحور كبوق الحمام تأمل (الشامى، نعمانيه، ص۲۲۳/ج۵/ كتاب الخطر و الاباحاحة.

صوفیہ بیان کرتے ہیں، وہ قطعاً غیر معتبر ہے، حق السماع میں اور ''آثار الابرار[1] فی حرمة الغنا والمزامیر'' وغیرہ میں اس کے عدم جواز پر دلائل قائم کئے ہیں، علاّمہ دمیری[2] نے بحوالہ قرطبی نقل کیا ہے، کہ رقص وتواجد کی ابتداء اصحاب سامری سے ہوئی[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] بزازیه علی هامش الهندیه، ج ۶/ص ۳۴۹/ فصل فی المتفرقات قبیل کتاب الکراهیة)

[2] حیاة الحیوان ، ج ۲/ص ۱۱۲/باب العین ،تحت العجل.

[3] استماع الدف والمزمار واللعب بالرقص الذی احدثه أولاً السامری حین اخرج لهم عجلا جسداً لهٗ خوار ،حیوٰة الحیوان ۱۱۲/ج ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

مخصوص ایام کی مروجہ بدعات ورسوم

اعمال شب براءت

سوال: -(۱) شب براءت میں کون کون سے کام مسنون اور کون کون سے کام ممنوع ہیں۔

(۲) کیا شب براءت کے دن حلوہ بنانا اور اس پر حضرت اویس قرنیؒ کے نام مروجہ فاتحہ دلانا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مدلل فرمائیں، نیز کرنے سے اگر گناہ ہے تو کونسا گناہ ہے، مکروہ یا حرام؟

(۳) کیا شب براءت کی رات کو مساجد میں چند آدمی جمع ہوکر اطمینان وسکون کے ساتھ تلاوت، ذکر، مذاکرہ کرسکتے ہیں یا نہیں؟

۱؎ نصاب الاحتساب ملاحظه هو مترجم ،ص ۲۲. "اقول وينبغى ان يكون طبل المسحر فى رمضان لايقاظ النائمين للسحور كبوق الحمام تأمل (الشامى ،نعمانيه ، ص ۲۲۳/ج۵/ كتاب الخطر و الاباحاحة.

۲؎ بزازيه على هامش الهنديه، ج۶/ص ۳۴۹/ فصل فى المتفرقات قبيل كتاب الكراهية)

۳؎ حياة الحيوان ،ج۲/ص ۱۱۲/باب العين ،تحت العجل.

۴؎ استماع الدف والمزمار واللعب بالرقص الذى احدثه أو لاً السامرى حين اخرج لهم عجلا جسداً لهٗ خوار،حيوٰة الحيوان ۱۱۲/ج۲/.

الجواب حامداً ومصلیاً

رات میں نفلی عبادت کرنا، پھر دن میں روزہ[۱] رکھنا، موقع مل جائے تو چپکے سے قبرستان جاکر مردوں کیلئے دعائے خیر کرنا، یہ کام تو کرنے کے ہیں، باقی آتش بازی، نفل کی جماعت کرنا، قبرستان میں جمع ہوکر تقریب کی صورت بنانا، حلوہ کا التزام کرنا وغیرہ اور جو جو غیر ثابت امور رائج ہوں وہ سب ترک کرنے کے ہیں[۲]۔

(۲) یہ حلوہ اور اس پر اصرار والتزام اور مروجہ فاتحہ اور مخصوص طور پر حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ کے نام کی اس رات میں فاتحہ کا التزام کسی دلیل سے ثابت نہیں[۳] اگر یہ چیزیں ثواب ہوتیں تو ضرور کتاب وسنت، اجماع، قیاس مجتہدین سے ثابت ہوتیں، جب ثابت نہیں تو پھر ان کو ثواب اور دین کا کام سمجھنا بدعت وقابل رد ہے " مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَاھٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ اھ متفق علیہ[۴]".

---

[۱] قال رسول اللّٰہ ﷺ اِذَاکَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْ لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا.

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتو اس کی رات میں قیام کرواور اسکے دن میں روزہ رکھوالحدیث،

مشکوۃ شریف ص ۱۱۵، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، کتاب الصلوۃ، باب قیام شھر رمضان، ابن ماجه شریف ص ۹۹/ باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان،

[۲] وکل هذه بدع ومنکرات لااصل لهافی الدین ولا مستند لها من الکتاب والسنة ویجب علی اهل العلم ان ینکروها ،وان یبطلوا هذه العادات مااستطاعوا انتهٰی کلامه،معارف السنن ص ۲۶۶/ج ۱/ باب التشدید فی البول.

[۳] کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم مکروهاً الخ .سباحة الفکر ،ص ۷۲/ مطبوعه لکهنؤ الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة .سعایه ،ص ۲۶۵/ج ۲/ (سهیل اکیڈمی لاهور) باب صفة الصلوٰة قبیل فصل فی القرأة.

[۴] مشکوٰة شریف ، ۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ترجمہ:- جس نے میرے اس دین میں کوئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(۳) جمع ہونا غلط ہے، اپنے اپنے مقام پر تلاوت ونوافل میں مشغول رہیں تو بہتر ہے۔ کذا فی المراقی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

شب براءت اوراس کے اعمال

سوال: -(۱) شب براءت میں عبادت کرنا کس نص سے ثابت ہے؟

(۲) عشاء کی نماز کے بعد مزار پر جانا، جو معروف ہے، کس نص سے ثابت ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہ فعل بدعت ہے یا نہیں؟ اور صحیح مسنون طریقہ کیا ہے؟

(۳) بعد نماز فجر مزار پر شعبان کی پندرہ تاریخ کو جانا کس نص سے ثابت ہے؟ اگر منع ہے تو منع کہاں لکھا ہے؟

(۴) شعبان کی پندرہویں کا روزہ اور اس کی فضیلت کس نص سے ثابت ہے؟

(۵) مقابر مسلمین پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ، مسنون کس نص سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) شب براءت میں بلا کسی قید وخصوصیت کے مطلق نماز کا ثبوت ہے، ہر شخص اپنے طور پر عبادت کرے جس میں نمائش یا کسی رسم اور ہیئت مخصوصہ کی پابندی نہ ہو تو مستحسن ہے،

”عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رسُول اللّٰہ ﷺ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَان فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللّٰہ تَعَالیٰ یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلیٰ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْل

[۱] ویکرہ الاجتماع علیٰ احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی المتقدم ذکرہ فی المساجد وغیرھا الخ مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۳۲۶/(مطبوعہ مصری) فصل فی تحیۃ المسجد وصلوٰۃ الضحیٰ واحیاء اللیالی.

اَلَامِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاغْفِرَ لَهٗ اَلَامُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَامُبْتَلیٰ فَاعَافِیْهِ اَلَاکَذَا اَلَاکَذَا حَتّٰی يَطْلَعَ الْفَجْرُ، رواه ابن ماجه مشكوٰة شريف "ص۱۱۵ /[1] اور اگر اس میں رسوم اور ہیئت مخصوصہ کی پابندی ہوگی تو بدعت ہے۔

(۲) شب براءت میں بعد العشاء کسی بھی وقت مزار پر جانا کافی ہے، "وَمِمَّاثَبَتَ مِنْ فَعْلِهٖ صَلّٰی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَتَی الْمَقْبَرَةَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰه تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلیّ رَسُولُ اللّٰه ﷺ فَوَضَعَ عَنْهُ ثَوبَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَسْتَقِمْ اِنْ قَامَ فَلَبَسَهُمَا فَاَخَذَتْنِیْ غَيْرَةٌ شَدِيْدَةٌ ظَنَنتُ اَنَّهٗ يَاتِیْ بَعْضَ صُوَيْحبَاتِیْ فَخَرَجْتُ اَتْبَعَهٗ فَاَدْرَكْتُهٗ بِالْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ يَسْتَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ" ماثبت بالسنۃ[2] ص۱۱۸/)

(۳) پندرہویں شعبان کو مزار پر جانا منع نہیں، لیکن پندرہویں شعبان کی وجہ سے مسنون بھی نہیں، البتہ اسی تاریخ میں اگر جمعہ، پیر، جمعرات یا سنیچر آجائے تو اس میں افضل ہے، مگر یہ فضیلت پندرہویں شعبان کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان دنوں کی وجہ سے ہوگی، "وتزار فی کل اسبوع کمافی مختارات النوازل قال فی شرح الباب المناسک الا ان الافضل یوم الجمعة والسبت والاثنین والخمیس، شامی، ص۸۴۳/ج ا[3]

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص۱۱۵، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، کتاب الصلوٰۃ باب قیام شھر رمضان، ابن ماجه ص۹۹/ باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان.

ترجمہ:- حضرت علیؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو تم رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں آفتاب غروب ہونے کے بعد ہی آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی مغفرت چاہنے والا ہے تاکہ میں اسکو بخشدوں! کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اسکو رزق دوں! کوئی گرفتار بلا ہے کہ میں اسکو عافیت دوں، اور ایسا اور ویسا یہاں تک کہ صبح روشن ہوجاتی ہے۔

[2] ماثبت بالسنة از ص۲۱۰-۲۱۱، کذا فی الصحیح للمسلم ص۳۱۳/ج ا/ کتاب الجنائز، فصل فی التسلیم علی اهل القبور، مطبوعه بلال دیوبند،

[3] الشامی نعمانیه ص۶۰۴/ا، وشامی زکریا ص۱۵۰/۳/ باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور،

E:\f.m.Final \ Jild-5\ MaKhsoos Ayyam ki Muraovija Bidat & Rusoom

(۴) شعبان کی پندرہویں کوروزہ رکھنے کا حکم حدیث میں موجود ہے، ”عَنْ عَلیؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وَسَلّم اِذَاکَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْایَوْمَهَا الخ (مشکوٰۃ شریف[1]، ص۱۱۵ر۔

(۵) جب قبرستان میں داخل ہوتو پڑھے ”السلام علیکم دارقوم مومنین وانا ان شاء اللّٰه بکم لاحقون“ (شامی، ص۸۴۴رج۱ر[2] اورسورہ یٰسین شریف پڑھے، اوراس کا ثواب مردوں کوبخش دے۔”من دخل المقابر فقرأ سورة یٰسین خفف اللّٰه عنهم یومئذ وکان له بعد دمن فیها حسنات. شامی، ص۸۴۴رج۱ر جوشخص قبرستان میں داخل ہوکرسورہ یٰسین شریف پڑھےتواس روزاللہ تعالیٰ ان قبرستان والوں پرآسانی کردیگا، اور پڑھنے والےکو اتنی مقدار میں نیکیاں ملیں گیں، جتنے آدمی اس میں ہیں، اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اوراس کا ثواب بخش دے، حدیث میں ہے ”من قرأ الاخلاص احدعشرمرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات درمختار علیٰ هامش الشامی“ ص۸۴۴ر۱ر[3] یعنی جوشخص گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھےاوراس کا ثواب مردوں کوبخش دےتو اس کوبھی مردوں کے برابرثواب ملے گا، اورمتوفی کےقدموں کی طرف سے جاوے سرکی طرف سےنہیں، اوراس طرح کھڑارہے کہ اس کی نظروں کے سامنے ہو ”انه یاتی الزائرمن قبل رجل المتوفی لامن قبل راسه لانه اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانه

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص۱۱۵ / مطبوعه یاسرندیم دیوبند، باب قیام شهر رمضان.

ترجمہ:-حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات آئےتواس کی راتوں میں قیام کرواوردنوں کوروزہ رکھو۔

[2] الشامی نعمانیه ص۶۰۵/ج۱/ وشامی زکریا ص۱۵۱/ج۳/ باب صلوٰۃ الجنازة، مطلب فی زیارة القبور، مسلم شریف ص۳۱۳/ج۱/ کتاب الجنائز، فصل فی التسلیم علی اصول القبور،

[3] ایضاً.

یکون مقابل بصره لکن هذا اذا امکنه''۔شامی،ص۸۴۳/ج ا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۸/۸۸ھ

شب براءت کی رسمیں

سوال:-شبِ براءت کو حلوا پکانا اور گھروں کی صفائی کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ اس شب گھروں اور قبرستان کو چراغاں کرنا،عود اور اگر بتی سے معطر کرنا باسنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے جب کہ ایک طبقہ ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرتا ہے،اور گھروں کی صفائی اس عقیدے کی بناء پر کرتا ہے کہ بزرگوں کی روحیں زیارت کو آتی ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

امورِ مسئولہ کو سنت کہنا بے دلیل ہے[2] اور بزرگوں کی ارواح کے آنے پر کوئی قوی دلیل نہیں[3] جو روایات بیان کی جاتی ہیں،وہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الشامی نعمانیه،ص ۶۰۵/ج ا.

[2] ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعن زائرات القبور والمتخدین علیها المساجد والسراج لاصحاب السنن ص ۱۷/ج ا/ کتاب الجنائز،کتاب الصلوة،باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الثانی. جمع الفوائد ص ۳۹۴/ ا/ کتاب الجنائز، التعزیة واحوال القبور وزیارتها.

[3] آمدن ارواح دریں شبہا از روئے احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت نگشتہ (مائة مسائل ص ۱۰۸) فتری العامة یلقون الزهور علی القبور،بالاخص علی قبور الصلحاء والاولیاء والجهلة لعقائد فاسدة مأباها الشریعة النقیة وظنوا ذالک سبباً للثواب والاجر الجزیل،وکل هٰذه بدع ومنکرات لااصل لهافی الدین ولامستندلهامن الکتاب والسنة،معارف السنن ص ۲۶۵، ۲۶۶/ ج ا/ باب التشدید فی البول، المکتبة النوریة دیوبند،

[4] الجنة لاهل السنة ص ۱۷۴-۱۷۷/ به تخصیص جمعرات اورعیدین اورشب براءت الخ، البراهین القاطعة ص ۹۱-۹۲،

شب براءت میں کھانا تقسیم کرنا

سوال:- شب براءت کی فضیلت میں عام طور پر اس روز فقراء کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے بعض لوگ مغرب کے پہلے دن ہی دن میں اور بعض لوگ مغرب کے بعد رات میں کھانا تقسیم کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کھانا تقسیم کرنے کے متعلق اس شب میں خاص طور پر کوئی روایت میری نظر سے نہیں گذری، البتہ اس شب کی جو فضیلت وارد ہوئی ہے وہ غروب شمس سے طلوع فجر تک ہے "شعبان بین رجب وشهر رمضان يغفل الناس عنه يرفع فيه اعمال العباد فاحب ان لا يرفع عملي الا وانا صائم رواه البيهقي في شعب الايمان عن اسامة اھ عن علیؓ عن النبی ﷺ اذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر رواه ابن ماجة[1] والبيهقي قال العبد الضعيف نزول الله تعالىٰ الى السماء الدنيا يكون في كل ليلة ولٰكن يختص ذٰلك بالثلث الاخير وفي ليلة النصف من شعبان يكون من غروب الشمس الى الفجر ولا ينحصر ذٰلك في الثلث الاخير وهذا من فضل هذه الليلة اھ ماثبت بالسنة[2]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵؍شوال ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا ۱۶؍شوال ۶۷ھ

---

[1] ابن ماجه شريف ۹۹/ماجاء قيام شهر رمضان، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان.

[2] ماثبت بالسنة، ص ۱۹۳/ ۲۰۰/.

شب براءت کو عرفہ بنانا

سوال:- اگر کسی شخص کا انتقال ہوگیا ہے تو وہ ایک روز قبل شب براءت کے عرفہ کرتا ہے، اس کا ثواب شرعاً کیا ہے؟ تینوں امور کا جواب مع استدلال چاہئے، بینوا توجروا۔

نوٹ:- جو لوگ عرفہ کرتے ہیں یا شب براءت کے روز مغرب کے پہلے دن ہی دن میں کھانا دیتے ہیں وہ محض اس خیال سے کہ اس روز کھانے کی زیادتی کی وجہ سے فقراء کھانے کی بے قدری نہ کریں، بلکہ عزت کے ساتھ اس کو کھا پی جائیں، اس لئے ایک روز قبل عرفہ کے نام سے اور شب برات کو دن کو کھانا دیدیتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

عرفہ تو ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو ہوتا ہے، شعبان میں نہیں ہوتا، انتقال کے بعد شب براءت[1] سے ایک روز قبل عرفہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیسے عرفہ کرتا ہے، نوٹ کا جواب اوپر آچکا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/شوال ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/شوال ۶۷ھ

شب براءت میں قبروں پر روشنی اور اگربتی

سوال:- شب براءت میں قبروں پر روشنی کرنا اور اگربتی جلانا کیسا ہے؟

---

[1] شب برأت کے عرفہ کے متعلق حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں یہ بھی محض تصنیف یاراں (یعنی لوگوں کی گھڑی ہوئی بات) اور بالکل غلط ہے، (عوام کے غلط مسائل ص ۱۵)

الجواب حامداًومصلیاً

رسم جہالت ہے، جس سے بچنا ضروری ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شب براءت میں تہجد کی نماز باجماعت

سوال:-شب براءت میں تہجد کی نماز باجماعت اعلان کرکے پڑھی جاسکتی ہے، اس مقصد سے کہ جو بے نمازی ہیں کم ازکم اس بابرکت رات میں شریک ہوکر ثواب کے مستحق ہو جائیں، اگر تہجد کی جماعت کی جائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا کرنا مکروہ وممنوع ہے[۲] بے نمازیوں کو تبلیغ وتاکید کی جائے کہ وہ نماز کی پابندی کریں، ترک فرض کو برداشت کیا جائے، اور مکروہ کے ارتکاب کی دعوت دی جائے، نہ دانشمندی کی بات ہے نہ شرع کی طرف سے اجازت ہے، اس رات میں عبادت کیلئے جمع ہونا بھی منع ہے۔کذافی مراقی الفلاح[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۵/۲۵ھ

---

[۱] عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسِّرَاجِ، (مشکوٰۃ شریف ص ۷۱/ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ،الھندیۃ ص ۳۵۱/ج۵/ الباب السادس عشرفی زیارۃ القبور، کتاب الکراھیۃ ، مطبوعہ کوئٹہ.

ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والوں پراور قبروں پر مساجد بنانے والوں پراور قبروں پر چراغاں کرنے والوں پرلعنت فرمائی ہے۔

[۲] ویکرہ الاجتماع علیٰ احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی المتقدم ذکرھا فی المساجد وغیرھا الخ مراقی الفلاح ص ۶۴/ مطبوعہ مصر، فصل فی تحیۃ المسجد وصلاۃ الضحیٰ واحیاء اللیالی)

[۳] وفی الاشباہ عن البزازیۃ یکرہ الاقتداء فی صلاۃ رغائب وبراءۃ وقدر (الشامی نعمانیہ، ص ۴۷۶/ مطلب فی کراھۃ الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی الخ)

شب براءت اورشبِ قدر میں مسجدوں کو سجانا

سوال:-شبِ براءت اورشب قدر میں مسجدوں کو پھول پتی سے سجانا کیسا ہے، جبکہ سجانے کی نیت ان تیوہاروں کی وجہ سے خوشی منانا ہے نہ کہ بدعت کرنا؟

الجواب حامداًومصلیاً

شبِ قدر،شبِ براءت کے لئے شریعت نے عبادت،نوافل،تلاوت،ذکر،تسبیح، دعا،استغفار کی ترغیب دی ہے، پھول وغیرہ سے سجانے کی ترغیب نہیں دی، تیوہار ہندوانہ لفظ ہے اور یہ سجانا بھی ان کا ہی طریقہ ہے،اس سے بچنا چاہیئے ”لِاَنَّ مَنْ تَشَبَّـهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“ الحدیث[1] (ابوداؤدشریف) البتہ مسجد میں خوشبو کی ترغیب آئی ہے[2] تاکہ نمازیوں کو اذیت نہ پہنچے بلکہ راحت پہنچے،ان مخصوص متبرک راتوں میں مسجد میں جمع ہوکر اجتماعی حیثیت سے جاگنا مکروہ وممنوع ہے۔کذافی مراقی الفلاح[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ابوداؤد شریف ص۵۵۸-۵۵۹/ج۲/ باب فی لبس الشهرة كتاب اللباس، مطبوعه رشيديه دهلي،

[2] عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنْظَفَ وَيُطَيَّبَ، (مشكوٰة شريف ص ۶۹/ باب المساجد ومواضع الصلاة. مطبوعه ياسرنديم ديوبند)

ترجمہ:-حضرت عائشہؓ سے منقول ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجد بنانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ ان کو صاف ستھرا رکھا جائے اور خوشبو سے مہکایا جائے۔

[3] ويكره الاجتماع على احياء ليلة من هذه الليالى المتقدم ذكرها فى المساجد وغيرها لانه لم يفعله النبى ﷺ ولا اصحابه فانكره اكثر العلماء (الى قوله)وقالوا ذلك كله بدعة (مراقى الفلاح مصرى ص ۳۲۶/ فصل فى تحية المسجد)

شب براءت کا حلوا

سوال:-حلوہ بنانا فی نفسہ مباح ہے جس پر خاص وعام سب متفق ہیں، لیکن شب براءت ۱۴؍شعبان المعظم کو حلوہ تیار کرنا اسی دن کی خصوصیات پر جو کہ ضروریات کی بناء پر تیار کیا جاتا ہے، قولاً یا عملاً جیسا کہ مشاہدہ ہے، جس کے بارے میں اصلاح الرسوم مصنفہ حضرت مولانا تھانویؒ (چھوٹی تختی) ص ۱۳۸-۱۳۹؍ پر جو کچھ لکھا ہے، اس کے مطالعہ سے اتنا مفہوم ہوتا ہے، کہ شب برأت کے روز عوام الناس کے مفاسد کثیرہ میں ابتلاء عام کے پیش نظر حلوہ تیار کرنا گناہ ہے، جس کی اس روز شرعی نقطۂ نظر سے بالکل اجازت نہیں دی گئی ہے۔

(۲) ایک مولوی نے اس قسم کے الفاظ اپنے میزبان کے یہاں چند عامی آدمیوں کے روبرو کہے کہ شب براءت کے روز ایک مباح چیز کو (یعنی حلوہ کو) علماء نے خواہ مخواہ ناجائز کر رکھا ہے، تو اب امر دریافت طلب یہ ہے کہ شب براءت کے روز حلوہ بنانا جائز ہے، یا ناجائز ہے، اگر جائز ہو تو پھر ایک امر جائز کی اشاعت کیوں نہ عام کردی جائے، جس سے لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہوجائے، اور ہم سب لوگ بھی جو اس کو گناہ سمجھتے ہیں اور ایک جائز امر کو آج تک ناجائز سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہیں اس کے گناہ پر مطلع ہوکر تائب ہوجائیں، اور اگر ناجائز ہے جیسا کہ اصلاح الرسوم میں مرقوم ہے تو کسی کا ایسے الفاظ کہنا اعلان اور اشاعت کے ساتھ اگر گناہِ کبیرہ ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے؟ مکروہ تنزیہی؟ بصورت مکروہ کیا ایسا شخص فاسق ہے، ہر شئی کا جواب مفصل ومکمل بحوالہ کتب رقم فرما کر عنداللہ ماجور ومشکور ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو چیز شرعاً ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا اور امر مباح کے ساتھ واجب یا سنت جیسا معاملہ کرنا درست نہیں، اس سے وہ چیز مکروہ ہوجاتی ہے، ''کل مباح یؤدی الیٰ زعم الجہال سنیة امر او وجوبہ فھو مکروہ کتعیین السورة للصلوٰة وتعیین

القراء ۃ لوقت کذا فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیه،[۱] ’’بلکہ امر مستحب پر بھی اصرار کی اجازت نہیں،‘‘ الاصرار علی المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة،،[۲] (سباحة الفکر)[۳] ان تصریحات کی وجہ سے شب براءت کے حلوہ کو منع کیا جاتا ہے[۴] جو صاحب اس کی منع کو خواہ مخواہ کہتے ہیں، غالباً انکے ذہن میں مذکورہ تصریحات نہیں ورنہ وہ خواہ مخواہ ایسی بات نہ کہتے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۹/۹۰ھ

شب براءت کے اعمال حلوا وغیرہ

سوال:- (۱) یہاں پر علاقہ کوہ کن (چاول کے ملک میں) شعبان کی ۱۵/تاریخ کو عید سمجھ کر ثواب کی نیت سے چاول کا حلوا بنایا جاتا ہے تو ایسا حلوا بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) یہاں ایک عالم صاحب کا قول ہے کہ ۱۵/تاریخ شعبان کو ہلکی غذا کھا کر اس رات میں مسجد آنا جائز ہے یعنی چاول کی ہلکی غذا ہے یہ کہنا سچ ہے صحیح ہے یا غلط ہے؟

(۳) بہت لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ رسم حلوا ہمارے بڑے بزرگوں کا ہے اس کو ہم ثواب کی نیت سے کرتے ہیں تو یہ رسم شعبان میں کر سکتے ہیں یا نہیں جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) ان عالم صاحب کا قول یہ ہے کہ خطبہ مواعظ حسنات اور بہشتی زیور اور دوسری

---

[۱] تنقیح الفتاویٰ الحامدیة، ص ۳۳۳/ج ۲.

[۲] السعایة ص: ۲۶۵/ ج: ۲/ کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، قبیل الفصل فی القراء ۃ، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

[۳] بندہ کو یہ عبارت سباحۃ الفکر میں اسطرح ملی، ’’کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروها کماصرح به علی القاری فی شرح المشکوٰة والحصکفی فی الدرالمختار وغیرهما (سباحة الفکر ،ص ۷۲/(مطبوعه لکهنؤ)

[۴] ملاحظه هو اصلاح الرسوم ص ۷۹/ مطبوعه امدادیه دیوبند،

فقہ کی کتابوں میں جولکھا ہے کہ حلوا پکا کر کھانا منع ہے یہ قابل سنت نہیں ہے، یہ اختلافی مسائل ہیں، ایسی کتابوں کو باہر مت نکالو یعنی مت پڑھو مجھے قرآن کے ثبوت کی ضرورت ہے، اور ایسے عالم کے لئے آپ کا کیا کہنا ہے یہ کس عقیدہ کا ہے؟

(۵) جو عالم قرآن ہی کو سند مانتا ہے اور دوسری کتابوں کو مانتا نہیں اس کے لئے فتویٰ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس کو عید سمجھ کر ثواب کی نیت سے چاول کا حلوا بنانا بے اصل اور غلط ہے [۱]۔

(۲) اس کو شرعی سمجھنا غلط ہے، البتہ اس رات کو نوافل پڑھنا، تلاوت کرنا دعا کرنا ثابت ہے، وہاں بھی مجمع نہ کیا جائے [۲]۔ قبرستان میں مخفی طور پر جانا بھی ثابت ہے [۳]۔

(۳) جو رسم غلط ہو اگر چہ بڑوں نے کی ہو وہ قابل ترک ہے۔

(۴) کسی چیز کو ثواب سمجھنے اور بطور عبادت کرنے کیلئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے، ان عالم صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کونسی دلیل سے ثابت ہے شرعی دلیل چار ہیں [۴]۔

---

[۱] مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ . الحديث مشكوٰة شريف ،ص۲۷/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

[۲] وندب احياء ليلة النصف من شعبان، ومعنى القيام ان يكون مشتغل معظم الليل بطاعة وقيل بساعة منه يقرا اويسمع القرآن اوالحديث اويسبح اويصلى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الى قوله ويكره الاجتماع على احياء هذه الليالى الخ، طحطاوى على المراقى ص۳۲۵/ كتاب الصلوٰة فصل تحية المسجد وصلوٰة الضحى واحياء الليالى (مطبوعه مصر)

[۳] عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلّم فَخَرَجتُ فَاِذَا هُوَبِالْبَقِیْعِ اِلیٰ قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰه تَعَالیٰ یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلیٰ سَمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ اَلْحَدِیْث ترمذى شريف، ص ۱۵٦/ ج ۱/ (مطبوعه ياسرنديم ديوبند ابواب الصوم باب ماجاء فى ليلة النصف من شعبان)

[۴] فان اصول الشرع ثلاثة الكتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القياس الخ حسامى ص۲/ مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

قرآن پاک، حدیث شریف، اجماع، قیاس مجتہد، جو چیز ان میں سے کسی دلیل سے ثابت نہ ہو وہ عبادت نہیں، اس کے عبادت نہ ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں، ہاں جو شخص ایسی چیز کو عبادت کہے اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے!

(۵) کیا حدیث شریف کو بھی تسلیم نہیں کرتا اور اجماع کا بھی منکر ہے اور قیاس مجتہد کو بھی نہیں مانتا، اگر ایسا ہے تو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج اور گمراہ ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۸/۲۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱ھ

لیلۃ القدر اور لیلۃ البراءت میں چراغاں کرنا

سوال:- شب براءت اور لیلۃ القدر میں ضرورت سے زائد روشنی کی جاتی ہے، اور اس کے لئے چندہ کرتے ہیں، یہ حرکت جائز ہے یا نہیں؟ اور چندہ دینے والوں کو ثواب ہوگا یا نہیں؟ اگر مسجد یا بیت المال سے خرچہ ہو تو متولی کو گناہ ہوگا یا سب نمازیوں کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لیلۃ القدر اور لیلۃ البراءت میں ساری رات روشنی کرنا اور وہ بھی ضرورت سے زیادہ یعنی چراغاں کرنا ثابت نہیں، شرعاً ناجائز ہے حرام ہے، جیسا کہ "الحموی" شرح الاشباہ والنظائر[۲]،

---

[۱] فاھل السنة والجماعة ھم المتبعون للنص والاجماع الخ، منھاج السنة ص ۲۷۲/ ج ۳/ (مطبوعہ سلفیہ لاھور)

[۲] "ومن المفاسد مایجعل فی الجوامع من ایقاد القنادیل وترکھا الی ان تطلع الشمس وترتفع وھو من فعل الیھود فی کنائسھم واکثرمایفعل ذلک فی العید وھوحرام (غمز عیون البصائر، شرح الاشباہ والنظائر ص ۵۶۱) مشکوٰۃ شریف ۷۱/ج ۱/ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

اور تنقیح فتاویٰ[1] الحامدیہ میں بصراحت مذکور ہے، مسجد کے وقف کے مال سے جو ایسا کرے گا، اس کے ذمہ ضمان لازم ہوگا،[2] اگر متولی ایسا کرتا ہے تو نمازیوں کو لازم ہے کہ اس کو فہمائش کریں، روکیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵؍۸؍۹۳ھ

الجواب صحیح: نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

محرم کی رسوم

سوال: -حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ پر رسم تعزیہ داری، سیاہ پوش ہونا، ننگے سر ہونا، سر میں خاک ڈالنا، سر کو پیٹنا، اور سر کو تیل وغیرہ سے خشک رکھنا، ماتم کرنا، واویلا کرنا، نوحہ کرنا، مرثیے گانا، جس میں بزرگان دین کی توہین ہوتی ہو، چلاّ چلاّ کر رونا، علم نکالنا، بچوں کو قیدی فقیر بنانا، تعزیہ گاہ میں تلاوت کلام پاک کرنا، اور منتیں ماننا، دُلدل کو گائے کا دودھ اور جلیبی کھلانا، ڈھول اور تاشے بجانا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کی اصل کیا ہے؟

---

[1] من البدعة المنكرة مايفعل فى كثير من البلدان من ايقاد القناديل الكثيرة العظيمة والسرف فى ليال معروفة من السنة كليلة النصف من شعبان فيحصل بذٰلک مفاسد كثيرة. منها مضاهاة المجوس فى الاعتناء بالنار فى الاكثار منها ومنها اضاعة المال فى غير وجهه ومنها مايترتب علٰى ذلک من المفاسد من اجتماع الصبيان واهل البطالة الخ (تنقيح الفتاویٰ الحامدیه ص ۳۲۶/ ج ۲)

[2] ولا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب ونحوه (الیٰ قوله)هذا اذافعل من مال نفسه اما المتولى فلايجوز ان يفعل من مال الوقف الامايرجع الى احكام البناء حتى لوجعل البياض فوق السواد للنقاء ضمن كذافى الغاية (كبيرى ،ص ۶۱۵–۶۱۶) (مطبوعه سهيل اكيڈمی) فصل فى احكام المساجد،شامى زكريا ۵۴۷/ ج ۶/ كتاب الوقف ، مطلب فى احكام المسجد،الهندية ص ۴۶۲/ ج ۲/ كتاب الوقف،الباب الحاوى عشر فى المسجد ومايتعلق به الخ،الفصل الثانى فى الوقف على المسجد الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یقیناً ایک دردناک حادثہ ہے اور خاندانِ نبوت سے عقیدت ومؤدّت کا تعلق رکھنے والوں کے لئے روح فرسا واقعہ ہے، سب کو اس سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے، کہ حق پر کس طرح قائم رہنا چاہئے، کسی جابر طاقت کے سامنے جھکنے سے جام شہادت نوش کرنے کا مقام بہت بلند ہے، لیکن یہ انتہائی بدقسمتی اور حرمان نصیبی ہے کہ جراءت اور حق گوئی کا سبق حاصل کرنے کی جگہ پر ان جاہلانہ اور زنانہ مراسم نے قبضہ کرلیا ہے، اور اب ان ہی کے ذریعہ حق وفاداری ادا کیا جاتا ہے، اور مذکورہ سوال میں بعض چیزیں مکروہ ہیں، بعض بدعت سیئہ ہیں، بعض حرام ہیں، بعض درجۂ شرک تک پہنچے ہوئے ہیں اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ان کا کوئی ربط نہیں ہے[1] یہ روافض کا شعار ہے، ان کی صحبت کا اثر بے علم یا بے عمل اہل سنت والجماعت میں بھی پھیل گیا ہے، ان کا بند کرنا ضروری ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

محرم کی بدعت شنیعہ

سوال: -محرم میں تعزیہ میں قرآن پاک لگانا، اور اس کو گلی گلی گھمانا، جس کو پاک ناپاک ہندو مسلم سب ہی چومتے ہیں، کیسا ہے؟

---

[1] واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسين بن علی رضی اللہ عنہ كمايفعله الروافض فهو من عمل الذين ضل سعيهم فی الحيٰوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اذلم يامر الله ولا رسولهٗ باتخاذ ايام مصائب الانبياء وموتهم ماتما فكيف بمن دونهم يجب علی ولاة الدين ان يمنعو هم، والمستمعون لايعذرون فی الاستماع الخ (مجالس الابرار، ص ۲۵۳)

الجواب حامداً ومصلیاً

سخت معصیت ہے اور قرآن پاک کی بے حرمتی ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

محرم کا شربت

سوال: -محرم کے دنوں میں جو لوگ سبیل شربت یا کھلاتے پلاتے ہیں، وہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں چندہ دینا جائز ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ پابندی بھی غلط اور غیر ثابت ہے، اگر سردی کا موسم ہو تب بھی شربت ہی پلایا جائے،[2] ایک غلط عقیدہ کو بھی اس میں دخل ہے، وہ یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ پیاسے شہید کئے گئے اور یہ شربت انکے پاس پہنچ کر ان کی پیاس بجھائیگا، اس عقیدہ کی اصلاح ضروری ہے، یہ شربت وہاں نہیں پہنچتا نہ ان کو اس شربت کی ضرورت ہے اللہ پاک نے ان کیلئے جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں عطا کر رکھی ہیں جن کے مقابلہ میں یہاں کا شربت کوئی حیثیت نہیں رکھتا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہو" امداد الفتاویٰ ص ۵۰۲ ر ج ۴ ر مسائل شتی ۳۴۹ ر ج ۵، کتاب البدعات، مطبوعہ زکریا دیوبند،

[2] کم من مباح یصیر بالتزام من غیر لزوم مکروهاً الخ سباحة الفکر، ص ۷۲ ر (مطبوعه لکهنؤ) اما مایفعلون الیوم من ان عاشوراء یختص بذبح الدجاج وغیرها ومن لم یفعل ذٰلک عند هم فکانه ماقام بحق ذٰلک الیوم وکذالک طبخهم فیه الحبوب وغیر ذٰلک ولم یکن السلف یتعرضون فی هذه المواسم. المدخل، ص ۲۸۹ ر ج ۱ ر (مصری) یوم عاشوراء)

یوم عاشوراء کی خصوصیات

سوال:-مظاہر حق جلد دوم،ص۱۴۲/ باب الصدقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ یوم عاشوراء میں روزہ رکھے اور کشادگی کرے اپنے کنبے اور اہل وعیال پر خرچ کرنے میں تو اللہ تعالیٰ کشادگی کرے گا،اس پر باقی سال کشادگی رہے گی،فرمایا سفیان ثوریؒ نے میں نے تحقیق کیا اور ایسا ہی پایا اور بعض نے ضعیف کہا ہے، جیسے بیہقی نے !اس کے علاوہ ''مرقع کلیمی''میں جو دس افعال لکھے ہیں،وہ بدعت ہیں یا نہیں؟

(۱) عزیزوں سے ملنا، (۲) قبروں کی زیارت کرنا(۳) مسلمانوں سے مصافحہ و معانقہ کرنا، (۴) عطر وخوشبو لگانا، (۵) بالخصوص میٹھا لقمہ کھانا (۶) یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا (۷) صلح کرانا آپس میں (۸) والدین کے لئے بستر بچھانا(۹) خط بنوانا،لباس بدلنا و غسل کرنا(۱۰) سرمہ لگانا وغیرہ؟

الجواب حامداًومصلیاً

یوم عاشوراء میں روزہ اور خرچ کی کشادگی کی فضیلت دیگر کتب میں بھی ہے،اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے باقی جملہ امور مذکورہ کی خصوصیت اس روز حدیث وفقہ سے ثابت نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ودرفضائل عاشورا واستحباب صیام آن ثابت شده وسائر احادیث درفضل آن وفضل صلوٰة وانفاق وخضاب وادهان وطبخ حبوب وغیرذٰلک مجموع موضوع ومفتری ست ودرتکثیر طعام برعیال احادیث ضعیفه واردشده که بتعدد طرق جبر آن نقصان شده الخ (شرح سفر السعادة ص ۵۴۲/۵۴۳،ماثبت فی السنة ص ۱۶/ ج۷/

عاشورۂ محرم کے خصوصی اعمال

سوال:-یوم عاشورہ میں مندرجہ ذیل باتیں سنت ہیں یانہیں؟ (۱) خوف خدا سے رونا (۲) جنازہ کی نماز پڑھنا (۳) سورہ اخلاص کثرت سے پڑھنا (۴) والدین کی قبور کی زیارت کرنا اور کچھ آیتیں پڑھ کر ان کو اور تمام مردوں کو ثواب پہنچانا (۵) شہداءِ کربلا کی روحوں کو ثواب پہنچانا جیسے حلیم یا کھچڑا نوح علیہ السلام کی سنت ہے یانہیں؟ (۶) غسل کرنا (۷) سرمہ لگانا (۸) کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا (۹) نماز پڑھنا روزہ رکھنا، قرآن پاک کی دس آیتیں پڑھنا (۱۰) دس مسلمانوں سے مصافحہ کرنا (۱۱) دو دشمنوں میں صلح کرانا؟

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) خوف خدا سے ہمیشہ رونا چاہئے[۱]، جنازہ جب موجود ہو اسکی نماز فرض کفایہ ہے[۲]، سورۂ اخلاص ہر روز پڑھنا چاہئے[۳]، والدین کی قبر کی بلکہ عامۂ مؤمنین کی قبور کی زیارت ہر ہفتہ مستحب ہے[۴]،

---

[۱] عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلّم مَامِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئاً مِنْ حُرِّوجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰـه على النار، (مشكوٰة شريف ص۴۵۸، باب البكاء والخوف، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، ابن ماجه ص ۳۰۹/ باب الحزن والبكاء، كتاب الزهد، مطبوعه ديوبند،

ترجمہ:-عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا کوئی مومن بندہ ایسا نہیں جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف میں آنسو نکلیں اگر چہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر وہ آنسو اس کے باعزت چہرہ پر پہنچیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

[۲] والصلاة عليه فرض كفاية (درمختار على الشامى نعمانيه ص ۶۲۱/ ج ۱/ شامى زكريا ص ۱۰۲/ ج۳/ باب صلوة الجنازة، مطلب فى صلوٰة الجنازة،

[۳] عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِى صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّم قَالَ مَنْ قَرأ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةِ مَرَّةٍ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ مُحىَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً الحديث، مشكوٰة شريف ص۱۸۸/ (مطبوعه ياسرنديم ديوبند، كتاب فضائل القرآن) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایصال ثواب بھی مستحب ہے[۱] ان چیزوں کو عاشورہ کے دن خاص کر دینا بلا دلیل ہے، اس دن کھانے میں کچھ وسعت کر دینا برکت کا باعث ہے[۲] روزہ رکھنا بھی مستحب ہے،[۳] مگر ایک دن پہلے ملالے یا بعد میں، بقیہ مذکورہ چیزیں اس دن صحیح روایات سے ثابت نہیں، جو چیز مستحب ہے وہ بغیر عاشورہ کے بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صلوٰۃ العاشورہ

سوال :- بعض عالم بزرگ روز عاشورہ چار رکعت نماز مع قرأت جماعت سے پڑھتے ہیں، اور بڑی لمبی جماعت ہوتی ہے، کیا روز عاشورہ جماعت سے نماز ادا کرنا شرعاً ثابت ہے یا بدعت، اوراس کو ترک کرنا یا اس میں شامل ہونا چاہیئے یا نہیں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ:- حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر روز قل ہواللہ احد سو مرتبہ پڑھے اس کے پچاس سال کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

[۴] ندب زيارتها (الى قوله) عن محمدبن النعمان يرفعه من زار قبرابويه اواحدهما فى كل جمعة غفرلهٗ وكتب براً رواه البيهقى (طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۵۱۲/ فصل فى زيارة القبور مصرى، وتزار فى كل اسبوع كمافى مختارات النوازل، (شامى نعمانيه ص ۶۰۴/ ج ۱، مطلب فى زيارة القبور)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] يستحب لزائر القبور ان يقرأ ماتيسر من القرآن ويدعولهم عقبها نص عليه الشافعى الخ مرقات ،ص ۸۲/ج ۴/مطبوعه ملتان، باب زيارة القبور.

[۲] مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهٖ فِى يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ السنةَ كُلَّهَا(المقاصد الحسنة ص ۴۳۱) مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، الجامع الصغير للسيوطى ص ۱۸۲/ج ۲/ تحت الواو، مطبوعه مكه مكرمه،

[۳] قال ابن الهمام يستحب صوم يوم عاشوراء ويستحب ان يصوم قبله يومًااوبعده يوماً(مرقاة ص ۲۸۸/ ج ۴) باب صيام التطوع، الفصل الاول،مطبوعه پاکستان.

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً یہ نماز ثابت نہیں یہ بدعت ہے[1] اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان ۶۱ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان المعظم ۶۱ھ

صفر کے آخری چہار شنبہ کو مٹھائی تقسیم کرنا

سوال:- یہاں مرادآباد میں ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کو کارخانہ دارانِ ظروف کی طرف سے کاریگروں کو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، بلا مبالغہ یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ ہے، کیونکہ صدہا کاریگر ہیں، اور ہر ایک کو اندازاً کم وبیش پاؤ پاؤ بھر مٹھائی ملتی ہے، انکے علاوہ دیگر کثیر متعلقین کو بھی کھلانی پڑتی ہے، مشہور یہ روایت کر رکھی ہے کہ اس دن حضرت رسول ﷺ نے غسل صحت کیا تھا، مگر ازروئے تحقیق بات برعکس ثابت ہوئی، کہ اس دن حضرت رسول مقبول ؐ کے مرض وفات میں غیر معمولی شدت تھی، جس سے خوش ہوکر دشمنانِ اسلام یعنی یہودیوں نے خوشی منائی تھی، احقر نے اس کا ذکر ایک کارخانہ دار سے کیا تو معلوم ہوا کہ جاہل کاریگروں کی ہوا پرستی اور لذت پروری اتنی شدید ہے کہ کتنا ہی ان کو سمجھایا جائے، وہ ہرگز نہیں مانتے، اور چونکہ کارخانوں کی کامیابی کا دارومدار کاریگروں ہی پر ہے، تو اگر کوئی کارخانہ دار ہمت کر کے

---

[1] ومن البدع التی احدثوها فی هذا الشهر الکریم ان اول لیلة جمعة منه یصلون فی تلک اللیلة فی الجوامع والمساجد صلوٰة الرغائب ویجتمعون فی بعض جوا مع الامصار ومساجد هایفعلون هذه البدعة ویظهرونهافی مساجد الجماعة بامام وجماعة کانها صلوٰة مشروعة الخ، المدخل ص: ۲۹۳/ ج: ۱/ مطبوعه مصری، المواسم التی ینسبونها الی الشرع ولیست منهم،

شیرینی تقسیم نہ کرے تو جاہل کاریگر اس کے کارخانہ کو سخت نقصان پہنچائیں گے، کام کرنا چھوڑ دیں گے؟

(الف) حقیقت کی رو سے مذکورہ تقسیم شیرینی کا شمار افعال کفریہ اسلام دشمنی سے ہونا تو عقلاً ظاہر ہے، تو بلا عذر شرعی اس کے مرتکب پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے یا نہیں؟ اگرچہ وہ مذکورہ حقیقت سے ناواقف ہی کیوں نہ ہوں؟

(ب) جاہل کاریگروں کی ایذاء رسانی سے حفاظت کیلئے کیا کارخانہ داروں کو فعل مذکور میں معذور مانا جاسکتا ہے؟

(ج) ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ سے متعلق جو صحیح روایت اوپر مذکور ہوئی وہ کس کتاب میں ہے؟

(د) حضرت رسول مقبول ﷺ کے مرض وفات میں شدت کی خبر پاکر یہودیوں نے کس طرح خوشی منائی تھی؟

الجواب حامداً ومصلياً

ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کو خوشی کی تقریب منانا، مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً بے دلیل ہے[1] اس تاریخ میں غسل صحت ثابت نہیں، البتہ شدت مرض کی روایت مدارج النبوۃ میں ہے[2]، یہود کو آنحضرت ﷺ کے شدت مرض سے خوشی ہونا بالکل ظاہر اوران کی عداوت اور شقاوت کا تقاضہ ہے۔

---

[1] مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ. مشكوٰة شريف ص۲۷/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ملاحظه هو كفايت المفتى ص۲۲۷/۱، نواں باب بدعات واقسام شرک.

[2] وابتداء مرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراواخر صفر بود ودرروایتی روز چہار شنبہ الخ، مدارج النبوة ص۴۱۷، ج۲/ مكتبه نوريه رضويه پاكستان، قسم چهارم، باب اول دروفات رسول اللهﷺ از ابتداء مرض تاوقت رحلت.

(الف) مسلمانوں کا اس دن مٹھائی تقسیم کرنا نہ شدت مرض کی خوشی میں ہے، نہ یہودیوں کی موافقت کی خاطر ہے، نہ ان کو اس روایت کی خبر ہے، نہ یہ فی نفسہ کفر وشرک ہے، اس لئے ان حالات میں کفر وشرک کا حکم نہ ہوگا[1] ہاں یہ کہا جائیگا، کہ یہ غلط طریقہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے، حضور اکرم ﷺ کا اس روز غسلِ صحت ثابت نہیں، کوئی غلط بات منسوب کرنا سخت معصیت ہے[2] بغیر نیت موافقت بھی یہود کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے[3]

(ب) نہایت نرمی وشفقت سے کارخانہ دار اپنے کاریگروں کو بہت پہلے سے تبلیغ وفہمائش کرتا رہے اور اصل حقیقت ان کے ذہن میں اُتار دے، ان کا مٹھائی کا مطالبہ کسی دوسری تاریخ میں حسن اسلوب سے پورا کردے، مثلاً رمضان، عید، بقرعید وغیرہ کے موقعہ پر دیدیا کرے، جس سے انکے ذہن میں یہ نہ آئے کہ یہ بخل کی وجہ سے انکار کرتا ہے، بہرحال کارخانہ دار بڑی حدتک معذور ہے۔

(ج) مدارج النبوۃ[4] میں ہے۔

---

[1] الکفر شئ عظیم فلا اجعل المؤ من کا فراً متیٰ وجدت روایة ، انه لایکفرا نتھیٰ ثم قال : والذی تحرر انه لایفتی بکفرمسلم، امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره اختلاف ولوروایة ضعیفة رسم المفتی ص ۱۵۱ / لایفتی بکفر، مسلم حتی الوسع، مطبوعه زکریا دیوبند، البحرالرائق کوئٹه ۱۲۵/ ج۵/ باب احکام المرتدین.

[2] مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، ابن ماجه شریف ص۵/ رشیدیه دهلی، باب التغلیظ فی تعمد الکذ ب الخ، مشکوۃ شریف ص ۳۲/ ۱، کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

ترجمه:- جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

[3] مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ .مشکوٰۃ شریف، ص۳۷۵/ کتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

ترجمه:- جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

[4] مدارج النبوۃ ص۴۱۷/ ج۲/ (مطبوعه نوریه رضویه پاکستان، قسم چهارم، باب اول در وفات رسول اللها ازابتداء مرض تاوقت رحلت،

(د) یہود نے کس طرح خوشی منائی اس کی تفصیل نہیں معلوم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۲/۹۲ھ

۲۲/رجب کے کونڈوں کی حقیقت

سوال:-۲۲/رجب کو بعض جگہ کونڈہ کرنے کا بڑا رواج ہے، اس میں جو جو رسمیں کی جاتی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟ کونڈے کی اصلیت کیا ہے، کیا مسلمانان اہل سنت کو یہ رسم کرنی چاہئے؟ امید کہ شریعت کے مطابق اس رسم کی اصلیت تفصیل سے بیان فرما کر مسلمانان اہل سنت والجماعت کی رہنمائی فرمائیں گے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کونڈوں کی مروجہ رسم مذہب اہل سنت والجماعت میں محض بے اصل، خلاف شرع اور بدعت ممنوعہ ہے[1]، کیونکہ بائیسویں رجب نہ حضرت امام جعفر صادقؒ کی تاریخ پیدائش ہے، اور نہ تاریخ وفات حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸/رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں ہوئی، اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی[2] پھر بائیسویں رجب کی تخصیص کیا ہے، اور اس تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے کیا خاص مناسبت ہے، ہاں بائیسویں

---

[1] ملاحظہ ہو کفایت المفتی، ص ۷۹/ج ۹/تیسرا باب، رسوم مروجہ، مطبوعہ دھلی،

[2] امام جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ میں اور ماہ شوال ۱۴۸ھ میں بعمر ۶۸/سال وفات ہوئی، سفینۃ الخیرات فی ذکر مناقب السادات، ص ۲۳۸/. اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ، ص ۵۸۹. جعفر الصادق، فصل فی التابعین، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے، (دیکھو تاریخ طبری ذکر وفات معاویہ[۱]) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا گیا، ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے، جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی، اہل سنت والجماعت کا غلبہ تھا، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی بطور حصہ علانیہ نہ تقسیم کیجائے، تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے یہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے، اوراس طرح اپنی خوشی اور مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں، جب کچھ اس کا چرچا ہوتو اس کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرکے یہ تہمت امام موصوف پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں[۲] لہٰذا برادران اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہئے، نہ خود اس رسم کو بجالائیں، اور نہ اس میں شرکت کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رجب کا روزہ، کونڈہ

سوال:- ماہ رجب میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنڈہ ہوتا ہے، اس کی بھی

---

[۱] حَدَّثَنِیْ عُمَرُ قَالَ حَدَّ ثَنَا عَلِیٌّ قَالَ بَایَعَ اَھْلُ الشَّامِ مُعَاوِیَۃَ وَاِلٰی اَنْ قَالَ،مَاتَ بِدِمَشْقَ سنة ۶۰، یَوْمَ الْخَمِیْسِ لِثَمَانٍ بِقِین مِنْ رَجَب (تاریخ ابن جریر طبری ذکر وفاۃ معاویه ص ۱۸۰/ ۱۸۱/ج۶/ اکمال فی اسماء الرجال ص۶۱۷/۲، حرف المیم، فصل فی الصحابة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[۲] احسن الفتاویٰ ص۳۶۸/ج۱/ مطبوعه زکریا دیوبند، ملاحظہ ہو "مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هَذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مشکوٰۃ شریف، ص۲۷/ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب الاعتصام بالکتاب والسنة.

شریعت میں کوئی اصلیت ہے یا نہیں؟ اور ۷/رجب ۱۳/ و ۲۷/ کو روزہ رکھتے ہیں، اور بہت ثواب سمجھتے ہیں، آیا حدیث شریف سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ماہ رجب کی شرعی فضیلت کیا ہے، مختصر، تھوڑی تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ماہ رجب میں تواریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچی، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ماثبت بالسنۃ[1] میں ذکر کیا ہے، بعض بہت ضعیف ہیں، اور بعض موضوع ہیں، ایصال ثواب جس کو چاہے جب چاہے بلا کسی التزام تاریخ ومہینہ وغیرہ کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ بہت بہتر ہے، لیکن کونڈہ کرنا جیسا کہ رواج ہے بے اصل اور بدعت ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

رجب کی روٹی

سوال:- رجب المرجب کا جب مہینہ آتا ہے، تو لوگ جمعہ کے دن کچھ میٹھی روٹی پکواتے ہیں اور اکتالیس بار سورہ ملک پڑھواتے ہیں، اس کو تبارک کہتے ہیں، اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ روٹی میت کی جانب سے فدیہ یا صدقہ یا خیرات کی جارہی ہے، پھر بھی پڑھنے والے اس روٹی کو حاصل کرنے کے لئے سبقت کرتے ہیں، اور جگہ جگہ سے روٹی باندھ

---

[1] وان من صامه استوجب مغفرة جميع ماسلف الى غير ذٰلک من الفضائل حديث كذب موضوع مختلق ،ماثبت با السنة ،ص ۱۸۵)

[2] وتصدق طعام نمودن وثواب آن بمیت رسانیدن جائز است موقوف بروی نیست وتعین کردن روز برای ایصال ثواب بمردہ بالتخصیص کہ ہموں روز خواہد رسید ودیگر روز نخواہد رسید خطا است، واللہ اعلم (مائة مسائل ص ۳۶)

ترجمہ:- کھانا صدقہ کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے اس پر موقوف نہیں، اور مردہ کو ثواب پہنچانے کیلئے کسی دن کو متعین کرنا کہ اسی روز پہنچے گا، دوسرے روز نہیں پہنچے گا غلطی ہے۔

کرلے آتے ہیں، اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحب خانہ مسجد میں بھیج دیتا ہے، اور سب پر تقسیم کر دیتا ہے، اس کو بھی تبرک سمجھ کر کھا جاتے ہیں، چاہے وہ صاحب نصاب ہو یا کوئی دوسرا، ہر شخص اس کو کھاتا ہے، تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں ایصال ثواب کی یہ صورت نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث شریف سے، نہ صحابہ کرام ﷺ سے نہ فقہاء ومجتہدین کی کتب سے بلکہ من گھڑت ہے، ایسی چیز کو شریعت میں بدعت[۱] کہتے ہیں، اور اس کا ترک کرنا واجب ہے، قرآن کریم یا اس کی کوئی سورت پڑھ کر اُجرت لینا جائز نہیں، پڑھنے والے کے حق میں ممانعت کی یہ مستقل وجہ موجود ہے، علامہ شامیؒ نے معتمد کتب سے اس کو نقل کیا ہے، ردالمحتار[۲] میں بھی شرح عقود رسم المفتی[۳] میں بھی شفاء العلیل میں بھی[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شب معراج کے اعمال مروجہ

سوال:- (الف) یہاں افریقہ میں یہ التزام ورواج ہے کہ شب معراج میں عشاء کے

---

۱. ملاحظہ ہو بهشتی زیور اختری، ۶۰/ج۶، رجب کی رسموں کا بیان۔

۲. فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لایجوز لان الامر بالقراءة واعطاء الثواب للآمر الخ (الشامی نعمانیه، ص۳۵/ج۵/ مطلب فی الاستئجار علی الطاعات)باب الاجارة،

۳. شرح عقود رسم المفتی ص۳۶-۳۹/ شناعة الاستجار علی تلاوة القرآن، مطبوعه سهارنپور،

۴. مجموعه رسائل ابن عابدین، الرسالة السابعة، شفاء العلیل وبل الغلیل ج۱/ص۱۵۲/ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

وقت خصوصی اعلان ودعوت کے ساتھ لوگوں کو جمع کر کے وعظ، شیرینی اور نماز، نوافل کا اہتمام کیا جاتا ہے، آیا شریعت میں اس قسم کا التزام واہتمام کہیں مشروع ہے، اور اس التزام کا نہ ماننے والا گنہگار رہوگا؟

(ب) اس شب میں علاوہ فرض وقت کے آیا کوئی دوسری عبادت فرض، واجب، سنت یا نفل مشروع ہے؟

(ج) یہاں بیشتر مقامات ایسے ہیں جہاں مساجد نہیں ہیں، وہاں نمازی اپنے گھروں میں فرداً فرداً یا نماز باجماعت ادا کرلیا کرتے ہیں، صرف جمعہ اور عیدین کیلئے ایک خاص جگہ تجویز کرلی جاتی ہے، جہاں سب مل کر خطبہ ونماز ادا کرلیتے ہیں، سوایسے مقام پر جہاں مسجد بھی نہ ہو اور لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہوں وہاں ایک خاص جگہ تجویز کر کے شب معراج میں اعلان عام اور دعوت ناموں کے ذریعہ لوگوں کو جمع کر کے اس مخصوص مقام پر وعظ، شیرینی اور نوافل کا التزام واہتمام کرنا کیسے مشروع ہے، جو شخص ان مراسم کو روکے اسے برا بھلا اور کافر وفاسق کہنا کیسا ہے؟ اور اس قسم کے غیر مشروع اور رسمی امور کو دین کے اہم امور میں شمار کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) یہ التزام واہتمام بے دلیل ہے، بدعت وخلاف شرع ہے[1] جو اس التزام کو نہ مانے وہ گنہگار نہیں بلکہ اس کو روکنے والا ماجور ہے۔

(ب) اس شب میں خصوصیت سے کوئی نماز علاوہ روزانہ کی نماز کے مسنون ومشروع نہیں[2]۔

[1] ملاحظہ ہو "تالیفات رشدیہ" ص ۱۴۸، مطبوعہ لاہور،

[2] اعلم انالم نجد فی کتب الاحادیث لا اثباتاً ولا نفیاً ممّا اشتھر بینھم من تخصیص الخامس عشر من رجب بالتعظیم والصوم والصلوٰۃ الخ (ماثبت بالسنۃ ص ۱۹۱-۱۹۲،

(ج) نفس وعظ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے جمع کرنا شرعاً درست ہے[۱] اور اس شب کو اس کے لئے مخصوص کرنا بے دلیل ہے، اسی طرح شیرینی کا اہتمام بے اصل ہے اور التزام مالا یلزم ہے[۲] اس شب کے لئے نوافل خصوصی کا اہتمام کہیں سے ثابت نہیں، نہ کبھی حضور اقدس ﷺ نے کیا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ تابعین عظام رحمہم اللہ نے کیا، علامہ حلبی تلمیذ شیخ ابن ہمامؒ نے غنیۃ المستملی، ص۴۱۱[۳] میں علامہ ابن نجیمؒ نے بحر الرائق شرح کنز الدقائق،

[۱] عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیؓ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِیُّ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالَ فَاجْعَلَ لَّنَایَوْمًا مِنْ نَفْسِکَ فَوعَدَهُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعُظَهُنَّ الحدیث (بخاری شریف ص ۲۰/ ج ۱/ کتاب العلم)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا سے عرض کیا کہ مرد ہم سے بڑھ گئے ہیں، پس آپ ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرما دیجئے تو آپؐ نے ان سے کسی دن کا وعدہ کرلیا، اس دن ان سے ملے اور انھیں نصیحت فرمائیں۔

وقع فی روایة سهل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة بنحوهذه القصة فقال. موعدکن بیت فلانة، فاتا هن فحدثهن (فتح الباری ص ۱۹۶/ ج ۱)

[۲] کم من مباح یصیر بالالتزام من غیرلزوم والتخصیص من غیرمخصص مکروهاً، سباحة الفکر ص ۲/ مطبوعه لکهنؤ، السعایة ص ۲۶۵/ ج ۲/ باب صفة الصلٰوة، قبیل الفصل فی القراءة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور،

[۳] اعلم ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروه علی ماتقدم ماعداالتراویح وصلوٰة الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلوٰة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب وصلوٰة البراءة لیلة النصف من شعبان وصلوة القدر لیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهة (الی ان قال)ولاینبغی ان یتکلف لالتزام مالم یکن فی الصدرالاول کل هذا التکلف لاقامة امرمکروه وهو اداء النفل بالجماعة علی سبیل التدعی فلوترک امثال هذه الصلوات تارک لیعلم الناس انه لیس من الشعائر لحسن انتهی وهذالان حدیث صلوٰة الرغائب والبراءة قدحکم علیها الائمة بالوضع الخ (کبیری، ص ۴۳۲)(سهیل اکیڈمی لاهور ۴۳۳/ تتمات من النوافل)

ص ۵۶ ر ج ۶ [1] میں علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں [2] اس رواج پر نکیر فرمائی ہے، اور اس کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں، ان کو رد کیا ہے، اس رواج کے روکنے والے کو کافر کہنا تو انتہائی جسارت ہے، کسی مسلمان کو بلا دلیل شرعی کافر کہنے والے پر کفر لوٹ آتا ہے [3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴ محرم ۶۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲ر محرم ۶۸ھ

شب معراج کی رسوم ثابت نہیں

سوال:-(۱) ہمارے یہاں شب معراج میں چند باتیں خصوصی طور پر کرتے ہیں جو مذکور ہیں اس میں صحیح اور غیر صحیح کو واضح فرمائیں، اس رات مسجد کی طرف سے کوئی شیرینی تقسیم ہوتی ہے، اور بتیاں ضرورت سے زائد جلاتے ہیں۔

(۲) اس رات میں امام یا کسی سے تقریر کراتے ہیں، بعدازاں لوگ نوافل میں مشغول ہوتے ہیں، اس میں ایک غلطی یہ ہوتی ہے، کہ لوگ اس وقت میں نوافل یا قضائے عمری پڑھتے ہیں، اس میں ثواب کی کثرت سمجھتے ہیں، اگر امام اس رات اس وجہ سے کہ ثواب زیادہ سمجھتے ہیں لہٰذا وہ تقریر نہ کریں تو کونسا راستہ صحیح ہے؟ احادیث میں اس رات کو خصوصی طور پر گزارنے کی ترغیب ثابت ہے یا نہیں؟ جیسا کہ شب قدر کے متعلق ہے، وضاحت فرمائیں؟

---

[1] ومن هنا يعلم كراهة الا جتماع على صلوٰة الرغائب التى تفعل فى رجب فى اول ليلة جمعة منه وانها بدعة، (البحر الرائق ص ۵۲-۵۳ / ج ۱)

[2] ويكره الاجتماع على احياء ليلة من هذه الليالى الخ، (مراقى الفلاح مصرى ص ۶۴. وطحطاوى على المراقى ص ۲۲۶ / فصل فى تحية المسجد وصلوٰة الضحىٰ واحياء الليالى، مطبوعه مصرى، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب حامداً ومصلیاً

(۲/۱) نوافل کا پڑھنا ہر شب میں درست اور موجب ثواب ہے، شب معراج میں پڑھنے پر زیادتی ثواب کی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، نہ تقریر کا اہتمام ثابت ہے[۱]، زیادہ بتیاں جلانا اسراف ہے جس کی ممانعت صراحۃً مذکور ہے[۲]، تبرک کی تقسیم بھی ثابت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۸/۱۳۹۹ھ

متبرک راتوں میں چراغاں

سوال:- بارہ ربیع الاوّل کی شب میں چراغاں کرنا کیسا ہے؟ کیا چراغاں کرنا بارہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] ولوقال لمسلم اجنبی یاکافر المختار للفتوی فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان کان ارادالشتم ولایعتقده کافراً لایکفروان کان یعتقده کافراً فخاطبه بهذا بناءً علی اعتقاده انه کافر یکفر کذافی الذخیرة (عالمگیری کوئٹه ص۲۷۸/۲، مایتعلق بتلقین الکفر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، راجع حدیث: لایرمی رجل رجلا الخ، بخاری شریف ص ۲/۸۹۳/ کتاب الادب، باب ما ینهی عن السباب واللعن، رشیدیه دهلی)

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] یکره الاجتماع علی احیاء لیلة من هذه اللیالی المتقدم ذکرها فی المساجد وغیرها لانه لم یفعله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ولااصحابه فانکره اکثر العلماء من اهل الحجاز وقالوا ذٰلک کله بدعة(ملخصاً مراقی الفلاح مع الطحطاوی،ص ۳۲۶/فصل فی تحیة المسجد)مطبوعه مصری، اعلم انا لم نجد فی کتب الاحادیث لا اثباتا ولا نفیا مما اشتهر بینهم من تخصیص الخامس عشر من رجب بالتعظیم والصوم والصلوة الخ، ماثبت بالسنة ص ۱۹۱/۱۹۲،

[۲] اسراج السراج الکثیر الزائد عن الحاجة لیلة البراء ة او لیلة القدر فی الاسواق والمساجد کما تعارف فی امصارنا هل یجوز؟ الاستبشار: هو بدعة الخ، نفع المفتی والسائل ص۱۲۷/ مایتعلق بالنوم والقیام وافعال العاد (مطبوعه رحیمیه دیوبند) هندیه ص ۳۵۱/ ج۵/ الباب السادس عشرة فی زیارة القبور، کتاب الکراهیة، مطبوعه کوئٹه،

ربیع الاول میں قرآن کریم وحدیث شریف وفقہ حنفی سے ثابت ہے؟ مدلل ومفصل جواب مرحمت فرما کر مسلمان اہل السنۃ والجماعت کی رہنمائی فرمائیں؟ بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

افضل الرسل خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت اور توقیر آپ سے محبت وعقیدت اصل ایمان ہے، جس بدنصیب کے قلب میں رسول مقبول ﷺ سے عقیدت ومحبت نہیں، وہ درحقیقت ایمان ہی سے ناآشنا ہے[1] اس کے باوجود قرآن کریم میں اللہ پاک نے حدیث شریف میں رسول مقبول ﷺ نے جہاں ہم کو یہ بتایا ہے کہ رسول مقبول ﷺ سے محبت اور عقیدت رکھنا ایمان کی جڑ ہے تو ہم کو محبت اور عقیدت کا طریقہ بھی بتلایا ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کرکے دکھلا دیا ہے[2]۔

بارہ ربیع الاوّل کو چراغاں کرنا اگر خیر وبرکت کی چیز ہوتی، تو رسول مقبول ﷺ اس کو ضرور بیان فرمادیتے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دل کھول کر چراغاں کرتے، لیکن رسول مقبول ﷺ نے چراغاں نہیں کیا، اور نہ اس کا حکم فرمایا، نہ کسی صحابیؓ وتابعیؒ، نے چراغاں کیا، ائمہ مجتہدین نے بھی چراغاں نہیں کیا، اولیاء کرام مثلاً خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ وغیرہم ان میں سے کسی بزرگ نے بھی چراغاں نہیں کیا، اور نہ اس کی اجازت دی اگر چراغاں کرنا

---

[1] عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہ علیہ وسلم: لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین، بخاری شریف ص۷/ج۱/ کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الایمان.

[2] ولاشک ان حظ الصحابۃ رضی اللّٰہ عنہم من ھٰذاالمعنی اتم لان المحبۃ نمرۃ المعرفۃ وھم بقدرہ ومنزلتہ اعلم واللّٰہ اعلم. حاشیہ البدرالساری علی فیض الباری ص۸۳/ج۱/ لاول، باب حب الرسول من الایمان، مطبوعہ خضر راہ بکڈپو دیوبند.

واقعی ثواب اور ذریعہ خیر وبرکت ہوتا تو یہ سب حضرات جو ہم سے زیادہ رسول مقبول ﷺ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے تھے، ضرور بالضرور چراغاں کرتے، خیر القرون میں چراغاں کا نہ ہونا اولیاء کرام، ائمہ مجتہدین، فقہاء اسلام، محدثین عظامؒ کا چراغاں نہ کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اس رات میں چراغاں کرنا ثواب کی چیز نہیں، لہٰذا اس عمل کو ذریعہ قرب وثواب سمجھنا بدعت اور معصیت ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے صاف طور پر اپنی کتابوں میں متبرک راتوں میں چراغاں کرنے کو بدعت وحرام اور آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت قرار دیا ہے، سائل ومجیب چونکہ حنفی ہیں اس لئے کتب فقہ حنفی سے چند حوالے پیش کرنے پر قناعت کرتا ہوں۔

(۱) "**قنیة**" اس کتاب کے مصنف نجم الدین ابوالرجاء مختار ابن محمود بن محمد الزاہدی الغزمینیؒ ہیں، جن کی وفات ۶۵۸ھ میں ہوئی، اس کتاب کے ص ۱۰۷ میں ہے:-

اسراج السرج الکثیرة فی السکک والاسواق بدعة وکذ فی المساجد ویضمن القیم[1]

مطلب:- گلیوں اور بازاروں میں کثرت سے چراغ جلانا بدعت ہے، مساجد کا بھی یہی حکم ہے اور متولی (اگر مال وقف سے چراغاں کرے) تو اس کو ضمان (تاوان) ادا کرنا پڑے گا۔

(۲) "**تنقیح الفتاویٰ الحامدیة**" اس کے مصنف الشیخ السید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامیؒ ہیں، جن کی وفات ۱۲۵۲ھ میں ہوئی انکو تمام ارباب فتاویٰ جانتے اور پہچانتے ہیں، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی بھی ان کو بہت بڑا فقیہ مانتے ہیں اور ان کی کتابوں سے مسائل اخذ کرتے ہیں، تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ سے بھی "اعلیٰ حضرت" نے مسائل اخذ کئے ہیں، اس کتاب کی جلد ۲ رص ۳۵۹ رمیں ہے۔

---

[1] (فتاویٰ قنیة، ص ۲۰۸ رج ۱ ر مطبوعه مهانندیه کلکته.

من البدع المنکرة مایفعل فی کثیر من البلدان من ایقادالقنادیل الکثیرة العظیمة والسرف فی لیال معروفة من السنة کلیلة النصف من شعبان فیحصل بذٰلک مفاسد کثیرة منها مضاهاة المجوس فی الاعتناء بالنار فی الاکثار منها ومنها اضاعة المال فی غیروجهه ومنهامایترتب علیٰ ذٰلک من المفاسد من اجتماع الصبیان واهل البطاله ولعبهم ورفع اصواتم وامتانهه المساجد وانتهاک حرمتها وحصول اوساخ فیهاوغیرذٰلک من المفاسد التی یجب صیانة المسجد عنها وفی شرح المهذب للامام النوویؒ وصرح ائمتنا الاعلام رضی اللّٰہ عنهم بانهم لایجوزان یزاد علیٰ سراج المسجد سواء کان فی شهررمضان اوغیره لان فیه اسرافاً کما فی الذخیرة وغیرها.تنقیح الفتاویٰ الحامدیه، ص ۳۵۹/ج ۲[1]

مطلب :-اکثر شہروں میں جورواج ہوگیا ہے، کہ سال کی متبرک مخصوص راتوں میں چراغاں کیا جاتا ہے،اوراس میں مال کثیرخرچ کیا جاتا ہے، یہ بدعت اورنا جائز ہے کیونکہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً آتش پرستوں کیساتھ مشابہت ہے اور بلا وجہ شرعی مال کو ضائع کرنا ہے، اور بچے اور بے ہودہ لوگ مساجد میں جمع ہوکر شوروشغب کرتے ہیں، جس سے مساجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

حالانکہ مساجد کا احترام لازمی ہے،شرح المہذب میں امام نوویؒ نے اس کی تصریح کی ہے اور ہمارے اکابر واجب الاقتداء اماموں نے تحریر فرمایا ہے، کہ مسجد میں جو چراغ بقدرضرورت جلایا جاتا ہے اس سے زائد جلانا جائز نہیں ،خواہ رمضان شریف میں جلائے جائیں یا غیر رمضان (عرفہ)عید،شعبان ربیع الاول، میں اسلئے کہ یہ فضول خرچی ہے،جیسا کہ ذخیرہ وغیرہ میں ہے۔

---

[1] تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ص ۳۲۶/ج ۲ ، فوائد ومسائل شتی، کتاب الحظر والاباح، مطلب من البدع المنکرة القاد، القنادیل الکثیرة ص ۲/۳۵۹، مطبوعه مصر،

علاّ مہ شامیؒ نے اس عبارت میں دو کتابوں کے نام لئے ہیں، جہاں سے انہوں نے یہ مسئلہ لیا ہے، پہلی کتاب شرح المہذب ہے جو شارح مسلم شریف امام نوویؒ کی تصنیف ہے، امام موصوف کی وفات ۶۷۷ھ میں ہوئی، یہ امام شافعیؒ کے مذہب کے منقح ہیں، بہت اونچی شخصیت کے فقیہ ہیں۔

دوسری کتاب ''ذخیرہ'' ہے اس کے مصنف محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین صاحب محیط برہانی ہیں، یہ بڑے امام مجتہد، متواضع عالم، کامل شخص تھے، ابن کمال پاشانے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔

(۳) ''**غمز عیون البصائر**'' شرح الاشباہ والنظائر، اس کتاب کے مصنف سید احمد الحنفی الحمویؒ ہیں، آپ بڑے فقیہ اور اصولی تھے، علامہ شامیؒ اور علامہ طحطاویؒ نے جگہ جگہ اس کتاب کے حوالہ دیئے ہیں، اس کتاب کے ص ۳۸۳ ر میں بھی عبارت مذکورہ موجود ہے، اور اس کے بعد لکھا ہے۔

ومن المفاسد مایجعل فی الجوامع من ایقاد القنادیل وترکھاالیٰ ان تطلع الشمس وترتفع وھو من فعلالیھود فی کنائسھم واکثر ما یفعل ذٰلک فی العید وھو حرام۔[1]

مطلب:- اور جو خرابیاں مسلمانوں میں پھیلتی جارہی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ مساجد میں چراغاں کیا جاتا ہے، اور تمام رات چراغ روشن رہتے ہیں، حالانکہ یہ یہود کا شعار و طریقہ ہے جو کہ وہ اپنے گرجوں میں کرتے ہیں، اور مسلمان زیادہ تر شب عید (عیدالفطر) عیدالاضحیٰ (عید میلاد) میں کرتے ہیں حلانکہ یہ حرام ہے۔

---

[1] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر ص ۱۹۲/۳، مطبوعہ کراچی ص ۵۱۶، مطبوعہ دیوبند،

(۴)"**نفع المفتی والسائل**" اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی ہیں، یہ بہت جلیل القدر صاحب بصیرت عالم تھے، اعلیٰ حضرت بریلویؒ نے بھی ان کی کتابوں سے بعض جگہ حوالے دیئے ہیں، اس کتاب کے ص ۱۳۸ میں ہے۔

الاستفسار اسراج السراج الزائد عن الحاجة ليلة البراء ة اوليلة القدر فی الاسواق والمساجد كما تعارف فی امصارنا هل يجوز؟ "استبشار" هو بدعة كذافی خزانة الروايات عن القنية[1] فقط والله سبحانه تعالىٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

متبرک راتوں میں بیداری کیلئے اجتماع

سوال:- کیا شب برأت اورشب قدر کی تلاش واہتمام میں مساجد میں شب بیداری کر سکتے ہیں، حسب ذیل حدیث کی روشنی میں جواب دیجئے؟

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلّا السَّهْرُ"

نیز اس حدیث کی مختصر تشریح بھی فرمادیجئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

شب براءۃ اورشب قدر کی تلاش اورعبادت کیلئے مساجد میں جمع ہونا مکروہ اور بدعت

---

[1] نفع المفتی والسائل ص۱۲۷/ (مطبوعه رحيميه ديوبند) مايتعلق بالنوم والقيام وافعال العباد، كذا فی الهندية ص ۴۶۱/ ج۲/ كتاب الوقف، الفصل الثانی، الوقف علی المسجد، مطبوعه كوئٹه.

ہے، ''مراقی الفلاح[1]'' میں اس کی تصریح موجود ہے، حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جو شخص روزہ رکھے اور اللہ کے یہاں ثواب کی نیت نہ کرے یا جھوٹ، غیبت بہتان وغیرہ گناہوں سے نہ بچے تو اس کو ثواب نہیں ملے گا، بلکہ اس کو بھوک پیاس کے علاوہ روزہ کے فضائل وثمرات میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا، اسی طرح جو شخص رات بھر نماز پڑھے مگر ثواب کی نیت نہ ہو یا گناہوں سے نہ بچتا ہو تو اس کو بیداری کی تکان کے علاوہ ثمرہ اور ثواب حاصل نہ ہوگا، یہی حال ہر عبادت کا ہے، یہ تشریح مشکوٰۃ[2] کی شرح میں مذکور ہے۔

تنبیہ:- اس حدیث شریف میں مشکوٰۃ شریف[3] میں الا الظمأ مذکور ہے۔ الا الجوع نہیں[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلة من هذه اللیالی فی المساجد وغیرهالانه لم یفعله النبی صلّی اللّٰه علیه وسلم ولااصحابه فانکره اکثرالعلماء وقالوا ذٰلک کله بدعة (مراقی الفلاح مصری، ص۳۲۶/ فصل فی تحیة المسجد.

[2] قال الطیبی فان الصائم اذالم یکن محتسباً اولم یکن مجتنباعن الفواحش من الزور والبهتان والغیبة ونحوها من المناهی فلاحاصل لهٗ الا الجوع والعطش وان سقط القضاء وکذلک الصلوٰة فی الدار المغصوبة واداؤها بغیر جماعة بلاعذر فانها تسقط القضاء ولایترتب علیها الثواب اه والی قوله) وان النفی محمول علی نفی الکمال اوالمرادبه المرائی فانه لیس لهٗ ثواب اصلاً. مرقاة ص۵۲۵/ج۲/ باب تنزیه الصوم، قبیل الفصل الثالث، مطبوعه بمبئی.

[3] مشکوٰة شریف ص۱۷۷،

[4] البتہ ابن ماجہ میں شریف میں الا الجوع ہے۔ عن ابی هریرة قال: قال: رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رب صائم لیس له من صیامه الاالجوع ورب قائم لیس له من قیامه الاالسهر، ابن ماجه شریف ص ۱۲۱/ ج۱، باب ماجاء فی الغیبة والرفث، ابواب ماجاء فی الصیام، مطبوعه اشرفی دیوبند،

متبرک راتوں میں عبادت کے لئے جمع ہونا

سوال:- ہم لوگ اپنے محلّہ کی مسجد میں شب معراج کی تقریب کے سلسلے میں شب بیداری یعنی تلاوت قرآن، صلوٰۃ النفل اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں اور شب گزارتے ہیں، اور جمعہ کو روزہ رکھتے ہیں، زید کا کہنا ہے کہ قرآن وحدیث سے رجب کی ستائیس تاریخ کو شب بیداری کرنا اور بطور تقریب کے ماننا ثابت نہیں ہے اور یہ بدعت کے مترادف ہے، اس بارے میں زید کا قول کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا قول صحیح ہے اس طرح اس شب میں مسجد وغیرہ میں جمع ہونا اور اجتماعی ہیئت سے نوافل وتلاوت میں مشغول رہنا ثابت نہیں بلکہ مکروہ اور بدعت ہے "ویکرہ الاجتماع علیٰ احیاء لیلة من هذه اللیالی فی المساجد وغیرها لانه لم یفعله النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا اصحابه فانکره اکثر العلماء وقالوا ذٰلک کله بدعة[1] اھ" (مراقی الفلاح، ص ۲۴۱)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

بچہ کو چالیسویں دن مسجد میں لانے کی رسم

سوال:- بچہ پیدا ہونے کے چالیس دن بعد بچہ کو مسجد میں بھیجتے ہیں اس رسم کا کیا حکم ہے؟

---

[1] مراقی الفلاح ص ۳۲۶/ مصری فصل فی تحیة المسجد،

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ رسم بے اصل لغو اور قابل ترک ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چالیسویں روز بچہ کو مسجد میں بھیج کر سجدہ کرانا

سوال:- عورتوں کے بڑے غسل بعد ولادت بچہ چالیسویں دن لڑکے کو غسل دے کر سب سے پہلے بچہ کو مسجد میں بھیجتے ہیں معہ شیرینی وغیرہ کے کہ بچہ کو سجدہ کرا کے لاؤ اللہ کے گھر میں عام طور پر ہر شخص ۴۰/دن بعد بچہ کو مسجد میں لے جاتا ہے، سجدہ کی رسم کی نیت سے حالانکہ ظاہر ہے کہ ایسا بچہ سجدہ کیا کرسکتا ہے؟ پس ایسا کرنا چاہئے یا نہیں؟ کیا زمانہ سابقہ میں یہ طریقہ تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس رسم کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، یہ قابل ترک ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۳/ذیقعدہ ۶۱ھ

---

۱ یحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجسهم (الدر) لما اخرجه المنذری مرفوعاً، جنبوا مساجدکم، صبیانکم مجانینکم الخ، (شامی کراچی ص ۶۵۶/ج ۱/ مطلب فی احکام المسجد، کتبا الصلوٰة،

۲ یحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجسهم (الدر) لما اخرجه المنذری مرفوعاً، جنبوا مساجدکم، صبیانکم ومجانینکم الخ (شامی کراچی ص ۶۵۶/ج ۱/مطلب فی احکام المسجد، کتاب الصلوٰة.

بسم اللہ خوانی کی تقریب

سوال:- یہاں پر بسم اللہ خوانی کا رواج ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس کا شمار بدعت میں ہوگا یا نہیں؟ جبکہ اس کو جزو دین نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایک رواج اور موقع خوشی ہے، کہ بچے کی تعلیم کا اب آغاز ہو رہا ہے، تو ایسے موقع پر دعوت وغیرہ کی جاتی ہے، تو ایسی دعوت قبول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی بزرگ وصالح شخص سے بسم اللہ کرادی جائے، اور کچھ غرباء واحباب کو کھلا دیا جائے، تاکہ بچے کی تعلیم میں برکت ہو تو درست ہے، مگر تکلفات وریاء وفخر سے بچنا لازم ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ خوانی کیلئے عمر کی تعیین

سوال:- بعض لوگ بسم اللہ خوانی کے لئے بچہ کی عمر کی تعیین کر کے یعنی (چار سال چار مہینے چار دن) بسم اللہ خوانی کرتے ہیں، آیا یہ درست ہے یا نہیں؟ اس کی اصل کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا التزام کرنا غلط ہے، اس عمر سے پہلے بھی بسم اللہ درست ہے، اگر بچہ ذہین

---

[1] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من یسمع یسمع اللّٰہ بہ ومن یرای یرای اللّٰہ بہ ابن ماجہ شریف ص ۳۱۰/باب الریاء والسمعۃ، ابواب الزھد، مطبوعہ اشرفی دیوبند،

ہونہار ہوتو اس عمر کے انتظار میں اس کا وقت ضائع نہ کریں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۶/۴/۹۴ھ

ارواح کا اپنے گھر آنا مخصوص ایام میں

سوال:- تیجہ، جمعراتیں، چالیسواں اور برسی وغیرہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کی بعض تصنیفات میں لکھا ہے کہ ہر جمعرات کو میت کی روح اپنے پسماندگان کی طرف رجوع کرتی ہے، اور خیرات وصدقات کی امیدوار ہوتی ہے، اوراسی طرح ایک سال کے اختتام پر بھی اس کا رجوع متحقق ہوجاتا ہے، کیا یہ قول صحیح سند سے کسی حدیث مرفوع صحیح یا ضعیف یا علماء متقدمین میں سے کسی امام مجتہد کے قول سے مؤید ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نہیں، بلکہ یہ جملہ امور بدعت ہیں، نفس ایصال ثواب بغیر تعیین تاریخ والتزام مالا یلزم خیرات بدنیہ ومالیہ کا شرعاً درست اور باعث اجر ہے۔ "**قال ابن الحاج فی المدخل[۲]**

ولا بأس بفعله للصدقة عن المیت للمحتاجین والمضطرین لاللجمع علیه مالم یتخذ ذٰلک شعاراً یستن به ثم قال وکذالک یحذر مما احدثه بعضهم من فعل الثالث للمیت وعملهم الاطعمة فیه حتی صار عندهم امراً معمولاً به ویشیعونه کانه ولیمة عرس ویجمعون لاجله الکثیر من الاهل والاصحاب الخ،

[۱] بهشتی زیور کامل ص ۳۰۸/ حصه ۶/ مکتب یعنی بسم اللہ کی رسموں کا بیان۔فریدبکڈپو،دهلی.

[۲] المدخل ص ۲۷۶–۲۷۸/ ج۳/ البدع المحدثة فی الماتم (مطبوعه مصر)

قال فی الفتح[1]: ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اھل الیمت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعة مستقبحة اھـ

وفی البزازیة[2]: ویکرہ اتخاذ الطعام فی الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر واتخاذ الدعوۃ بقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام وسورۃ الاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ اھـ

"قال العلامة الشامی: واطال فی ذٰلک فی المعراج وقال: ھذہ الافعال کلھا للسمعة والریاء فیحترز عنھا لایریدون به وجه اللّٰه تعالیٰ اھ"[3]

قلت لاشک فی دعویٰ صاحب المعراج لان الذی یرید وجه اللّٰه تعالیٰ لایطعم الاغنیاء ولایفتخر بکثرۃ الناس وقلتھم ولا یعین الیوم والشھر بل لایتصور ارادۃ وجه اللّٰه تعالیٰ بارتکاب مالا یرضی اللّٰه وکل ماترد السنة فھو داخل فیمالا یرضی اللّٰه الخ. تبلیغ الحق، ص۶-۷[4]

اشعۃ اللمعات[5] میں اس کو بلاسند بلاحوالہ نقل کیا ہے، صحاح ستہ میں یہ مضمون کہیں موجود نہیں، اور بھی کسی صحیح معتبر روایت میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ صحاح کی روایت اس کے خلاف ہیں۔

---

[1] فتح القدیر ص ۲/۱۴۲، باب الجنائز، قبیل باب الشھید، مطبوعه دارالفکر بیروت،

[2] بزازیه علی ھامش الھندیه ص ۸۱/ج۴/ الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر، مطبوعه مصر،

[3] الشامی زکریا، ص۱۴۸/ج۳/ باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی کراھة الضیافة من اھل المیت. الشامی نعمانیه، ص۶۰۳/ج۱/ طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری، ص ۵۱۰/ باب فی حملھا ودفنھا،

[4] تبلیغ الحق ص۷.

[5] ودربعض روایات امدہ است کہ روح میت فی آبدخانۂ خودراشب جمعہ پس نظرمیکند کہ تصدیق میکند الخ، اشعة اللمعات ص۷۶۳/ج۱/ باب زیارۃ القبور،

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا اَلْمُنْکَرُ وَللآخر اَلنَّکِیْرُ، فَیَقُوْلُ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هَذَاالرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هَوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّانَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ هَذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهُ فِی قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُلَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلیٰ اَهْلِیْ فَاخْبِرُهُمْ فَیَقُوْلُ نَمْ کَنَوْمَةِالْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَایُوْقِظُهُ اِلَّااَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجِعِهٖ ذٰلِکَ وَاِنْکَانَ مُنَافِقاًقَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلاً فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَااَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اِنَّکَ تَقُوْلُ ذٰلِکَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ اِلْتَئِمِی عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمَ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَایَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجِعِهٖ ذٰلِکَ. رواه الترمذی[1]

[1] ترمذی شریف ج ۱ /ص ۲۰۵ / ابواب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبور،

ترجمہ: -حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میت کو یا تم میں سے کسی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے کیری آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں، ایک کا نام منکر دوسرے کا نام نکیر ہوتا ہے، وہ دونوں اس مرنے والے سے کہتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے، یہ آدمی وہی بات کہتا ہے جو دنیا میں کہا کرتا تھا، کہ یہ تو اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، اور بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہاں ہم جانتے ہیں کہ تم یوں ہی کہتے تھے، پھر اس کیلئے ستر ہاتھ لمبا، ستر ہاتھ چوڑا فراخ ووسیع کر دیا جاتا ہے اور اس میں نور وروشنی کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تم آرام سے سو رہو، وہ کہتا ہے کہ میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر انہیں خبر دیدوں فرشتے کہتے ہیں سو رہو، جس طرح دلہن سوتی ہے، جس کو وہی اٹھاتا ہے جو گھر والوں میں سب سے زیادہ اس کا پیارا اور محبوب ہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خوابگاہ سے اُٹھائے گا، اور اگر وہ منافق ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جیسے کہتے سنا ویسا ہی میں نے بھی کہہ دیا باقی مجھے معلوم نہیں تو دونوں فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے ہیں تو یہی کہے گا، پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ تو اس پر مل جا زمین اس پر مل جاتی ہے، جس سے اسکی پسلیاں اِدھر کی اُدھر، اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں، اس کو قبر میں برابر عذاب ہوتا رہتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسے نہیں اُٹھالیتا۔

E:\f.m.Final \ Jild-5\ MaKhsoos Ayyam ki Muraovija Bidat & Rusoom

ائمہ مجتہدین میں سے بھی کسی کا قول اس کی تائید میں نہیں دیکھا، **دقائق الاخبار خزانۃ الروایات، کنز العباد** میں ایسی روایات مذکور ہیں، مگر یہ کتب خود ہرگز ایسے امور میں قابل اعتماد نہیں، جب تک حدیث کی معتبر کتب سے تائید نہ ہو، چنانچہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر وغیرہ میں ان کتب کو ناقابل اعتماد قرار دیا ہے[۱] نیز ان روایات میں یہ بھی مذکور ہے[۲] جب ورثہ میت کچھ ایصال ثواب نہیں کرتے تو ارواح موتی ان کو سب وشتم کرکے اوران پر لعنت کرکے واپس ہوتی ہیں، یہ چیز بالکل اصول کے خلاف ہے۔

علاّمہ ابن القیم علیہ الرحمہ نے کتاب الروح میں قاضی ثناء اللہ صاحبؒ نے تذکرۃ الموتی فی القبور میں، سیوطیؒ نے شرح الصدور میں روح کے احوال اور قبر کے احوال پر تفصیلی بحث کی ہے، مگر روایات مسئولہ کو ان حضرات نے ذکر نہیں کیا، حالانکہ مؤخر الذکر جامع بین الرطب والیابس ہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] **وكذا كنز العباد فانه مملوء من المسائل الواهية والاحاديث الموضوعة لاعمدة له لاعند الفقهاء ولاعند المحدثين قال على القارى فى طبقات الحنفية على بن احمد الغورى له كتاب جمع مكروهات المذهب سماه مفيدالمستفيد وله كنزالعباد فى شرح الاوراد قال العلامه جمال الدين المرشدى فيه احاديث سمجة موضوعة لايحل سماعها انتهى (النافع الكبير، ص ۲۹/، ص ۱۲۱/ ومن الكتب الغير المعتبره. (مطبوعه احمد لكهنؤ)**

[۲] **ملاحظه هو الجنة لاهل السنة ص ۱۵۲.**

[۳] **سيوطى درتصانيف خود رطب ويابس بسيار مى آورد الخ (فتاوىٰ عزيزى، ص ۸۲/ ج ۲/ فارسى، مطبوعه رحيميه ديوبند، (كشف الظنون للحاجى خليفة ص ۶۳۹/ ج ۱، علم الحديث، مطبوعه دارالفكر بيروت،**

بچہ کا دودھ بخشوانا

سوال:-اگر شیر خوار بچہ کا انتقال ہوگیا تو اکثر لوگ ماں سے دودھ بخشواتے ہیں، یہ بخشوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

"**ھذامن اغلاط العوام**"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

سلامی ورونمائی

سوال:- دولہا کو سلامی اور دولہن کو رونمائی دینا، انوار ساطعہ ،ص۲۳۲ر مطبوعہ جمال پریس دہلی میں بحوالہ مولانا اسحاق صاحب قدس سرہٗ جائز لکھا ہے، اور صاحب براہین قاطعہ نے "**تھادوا تحابوا**" اس روایت کو پیش کر کے اصل موجود ہونے پر تسلیم کرلیا کیا مسئلہ ایسا ہے؟ حالانکہ سلام عبادت ہے اور رونمائی فتح باب فحش کے مرادف ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

رونمائی کا مقصد اگر یہ ہو کہ نامحرموں کو دلہن اپنا چہرہ دکھائے تو یہ فتح باب فحش کا مرادف

---

[1] اس لئے کہ چھوٹے بچوں کو دودھ پلانا ماں کی ذمہ داری ہے لہٰذا بڑے ہونے کے بعد یا مرنے کے بعد دودھ بخشنا بخشوانا محض جہالت ہے، "وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُتِمَّ الرَّضَاعَةَ" سورہ البقرہ آیت ۲۳۳،

ترجمہ:-اور مائیں اپنے بچوں کو دوسال کامل دودھ پلایا کریں، یہ مدت اس کے لئے ہے جو شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے۔(از بیان القرآن)

ہوگا، لیکن اگر دلہن کی ساس وغیرہ اپنی لائی ہوئی دلہن کو خوش ہوکر ہدیہ دیں کہ وہ تازہ تازہ میکہ چھوڑ کر آئی ہے، اس کی دلجوئی ہوجائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے، اسی طرح اگر دولہا کو ہدیہ دیں اور اس کا نام سلامی رکھدیں تو کیا حرج ہے، یہ تو صرف ہدیہ دینے کا ایک عنوان ہوا، تاہم اگر اس عنوان میں کوئی فتنہ ومفسدہ ہو تو اس کو ترک کردیا جائے، جیسا کہ بعض جگہ کے حالات سے معلوم ہوا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خطبۂ جمعہ میں الوداع

سوال:-رمضان المبارک کا آخری جمعہ جس کو الوادا ع کہتے ہیں، اس میں جدائی، حسرت وافسوس کے مضامین پڑھے جاتے ہیں، ردع الاخوان میں ہے کہ حضور ﷺ سے مضامین ثابت نہیں، اسلئے بدعت ہے، حالانکہ ہندوستان میں خصوصاً دہلی میں ہزاروں آدمی الوداع پڑھنے جاتے ہیں، شرعاً الوداع پڑھنا بدعت ہے یا کیا حکم ہے؟ اور ایسے مضامین پڑھنے والوں کو منع کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسے خطبوں میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ردع الاخوان میں جولکھا ہے وہ صحیح ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۶/۶۱ھ

سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف ۲۵/۶/۶۱ھ

---

[1] امافی زماننا تمنع من الشابة لالانه عورة بل لخوف الفتنة (شامی زکریا، ج ۹/ص ۵۳۲) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس (رفاہ المسلمین، ص ۷۶/) بحر الرائق ص ۲۷۰/ ج ۱/ باب شروط الصلوٰة، مطبوعہ کوئٹہ، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رمضان کے خطبہ میں الوداع

سوال:- رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں عام طور سے الوداع خطبہ پڑھتے ہیں، مجموعہ خطب مولانا اسماعیل احمد صاحب شہیدؒ کے خطبہ وغیرہ میں اس کا کچھ ذکر نہیں، میری نظر میں صرف خطبہ علمی میں ہے، محمد حسن علی بریلوی کا نوشتہ الوداع خطبہ ہے، اور اکثر مسجدوں میں وہی خطبہ ہے، کیا الوداع خطبہ بدعت ہے، اگر بالفرض بدعت لکھیں تو کس قسم کی بدعت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ خطبہ الوداع پڑھنا قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہیں فقہاء نے اس کے پڑھنے کا ذکر نہیں کیا[1]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] اہتمام کرنا خطبہ وداع جیسا کہ اس زمانہ میں مروج ہے اور اس کو حد التزام تک پہنچانا خالی ابتداع سے نہیں علماء معتمدین کو لازم ہو کے اس طریقے کے التزام کو چھوڑیں تا کہ عوام اعتقاد استحباب وسنت بلکہ ضروری ہونے اس طریقۂ خاص سے نجات پاویں۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۲۵/۲) اور ملاحظہ ہو "ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان" (ص ۸۱/)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ومن الامور المحدثة ماذاع فی اکثر بلادالھند والدکن وغیرھما من تسمیة خطبة الجمعه الاخیرة بخطبة الوداع وتضمینها جملا دالة علی التحسر بذھاب ذٰلک الشھر فیدرجون فیھا جملا دالة علی فضائل ذٰلک الشھر یقولون بعد جملة اوجملتین الوداع ، الوداع اوالفراق الفراق یاشھر رمضان اوالوداع الوداع یاشھر رمضان ونحو ذٰلک من الالفاظ الدالة علی ذٰلک ومنھم من یقرأ خطبة الوداع یوم عید فطر وھذالمحدث لایدری من ای زمان حدث واین حدث وکتب الفقه والحدیث من المتقدمین والمتاخرین لایوجد فیھا اثر من ذٰلک (الیٰ قوله) مثل ھذا الخطبة المشتملة علی مثل ھذه الکلمات. الوداعیه لم ینقل عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم واصحابه وتابعیھم وکل مالم یوجد فی القرون الثلثة فھو بدعة محدثة وکل بدعة ضلالة اھ ثم اطال فی ذٰلک فراجعه ردع الاخوان عن محدثات آخرجمعة رمضان ص ۸۱/

مولانا عبدالحئیؒ صاحب لکھنویؒ نے اس کے بدعت ممنوع ہونے کو تفصیل سے مدلل بیان فرمایا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

بچوں کی روزہ کشائی

سوال:-رمضان میں اکثر چھوٹے بچے کو روزہ رکھوا کر روزہ کشائی کرواتے ہیں اور اپنے گھروں پر بہت اہتمام کرتے ہیں، ایسی جگہ روزہ کھولنے جانا چاہئے یا نہیں؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی ایسا رواج تھا روزہ کشائی کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روزہ میں مشقت زیادہ ہوتی ہے، بچہ کا دل بڑھانے کے لئے نیز شکریہ کے طور پر اگر نسبتہً افطاری میں کچھ زیادتی کرلی جائے تو بظاہر گنجائش ہوتی ہے، دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کا پتہ نہیں چلتا، جس میں ریا اور نمود یا فخر ہو یا وسعت سے زیادہ قرض وغیرہ لیکر اہتمام کرنا خلاف شرع اور ناجائز ہے[۲] ایسی حالت میں شرکت بھی منع ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۷/۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم //

صحیح عبداللطیف ۴/شعبان ۶۱ھ

---

[۱] فتاوٰی عبدالحئ لکھنوی مبوب ص ۵۱۰/ مسائل متفرقہ،

[۲] ملاحظہ ہو کفایت المفتی ص ۶۵/ ج۴، اغلاط العوام مسائل ص ۶۵، مطبوعہ دیوبند، کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم مکروھاً الخ، سباحۃ الفکر ص ۷۲/ مطبوعہ لکھنؤ،

فدیۂ صوم وصلوٰۃ کا رواج

سوال:- ہمارے یہاں عام رواج ہے کہ سن بلوغ کے بعد کسی کا انتقال ہو جائے تو آدھا من پانچ سیر گیہوں اور ایک قرآن شریف بطور صدقہ نکالتے ہیں، متوفی خواہ امیر ہو یا غریب فاقہ کش، سب کے لئے یہی دستور رائج ہے، گیہوں کے ٹوکرے فقیر کے سر پر چڑھا کر جنازہ کے آگے کر دیتے ہیں، بعد نماز جنازہ گیہوں کے ڈھیر کر کے دس بارہ فقیر اور ملاں بیٹھ کر حیلہ کرتے ہیں، حیلہ کے وقت ملاں صاحب اس طرح فرماتے ہیں، صوم وصلوٰۃ واجبات جو اس مردے سے قضا ہوئے ہیں اس کی طرف سے یہ کفارہ میں نے قبول کر کے تم کو بخشا، دائرے والے بھی یکے بعد دیگرے اسی طرح کہتے ہیں، پندرہ بیس مرتبہ یہ الفاظ دائرے میں دہراتے ہیں، پھر گیہوں بانٹ لیتے ہیں، ملاں صاحب کا حصہ مع قرآن شریف کے مکان پر پہنچا دیتے ہیں، حیلہ میں قرآن کریم لانا لازمی ہے، بلکہ ضروری سمجھا جاتا ہے، بغیر قرآن کریم کے ملان صاحب حیلہ نہیں شروع کرتے، اور اس حیلے کو متوفی کے فوت شدہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ کا نعم البدل مانتے ہیں، متوفی غریب ہو اور اس کی جانب سے گیہوں وغیرہ نہ نکالے جاویں تو بعد میں طعنہ تشنیع کی جاتی ہے، بس صورت مسئولہ کا جواب مع حوالہ کتب وعبارت فقہ مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں وعند الناس مشکور ہوں تاکہ ان بدعات سے باز آئیں؟

سوال:- (۲) ہبہ میں قبضہ شرط ہے یا اشارہ بھی کافی ہے جائیداد متقوم کا حیلہ کیسا ہے؟

سوال:- (۳) موافق شرع حیلہ کیا جائے تو کیا اس میں فوت شدہ صوم وصلوٰۃ کا حساب ضروری ہے؟

سوال:- (۴) ولی میت فقیر کے سر پر ٹوکرا چڑھا کر قبرستان پہنچا دیتا ہے، وہ خود حیلہ میں نہیں بیٹھتا تو کیا یہ ہبہ سمجھا جاوے گا اور حیلہ درست ہوگا؟

سوال: - (۵) دینے والے کو یہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس ڈھائی من پانچ سیر گیہوں اور ایک قرآن کریم سے کتنی عبادات کا کفارہ ہوا، بصورت ہذا کفارہ صحیح ہوا کہ نہیں؟ بینوا وتوجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

طریقہ مذکورہ بدعت وناجائز ہے[۱] اصل بلکہ خلاف اصول شرع ہے، نفس ایصال ثواب بغیر التزام تاریخ وروز وہیئت وغیرہ مستحسن اور باعث راحت میت ہے، خواہ کچھ قرآن کریم پڑھ کر یا نماز روزہ عبادات کر کے یا غرباء مساکین کو نقد غلہ کپڑا وغیرہ دیکر یا مسجد، مدرسہ میں کنواں وغیرہ بنا کر ہو، اور طریقہ مذکورہ میں چند خرابیاں ہیں، اول یہ کہ اس کو لازم اور ضروری سمجھا جاتا ہے، حتیٰ کہ اگر اس کو کوئی ترک کرے تو اس پر طعن، تشنیع کی جاتی ہے، حالانکہ جس شئی کا استحباب شریعت سے ثابت ہو اس پر بھی اصرار کرنا ممنوع ہے، اصرار سے وہ شئی ممنوع ہو جاتی ہے، چہ جائیکہ بدعت پر اصرار کرنا "**الاصرار علی المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة من اصر علی امر مندوب وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطٰن من الاضلال فکیف من اصر علیٰ بدعة او منکر اھ**" سعایہ[۲]، ص ۱۶۲ / ۱۶۳ / ج ۲ /

دوم یہ کہ اس میں قرآن کریم کا ہونا بھی لازم سمجھا جاتا ہے، حالانکہ نفس غلہ کا ثواب پہنچانا شرعاً قرآن کریم کے ساتھ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ بغیر قرآن کریم ساتھ ہوئے بھی پہنچ جاتا ہے، یہ ایک حکم شرعی کی تغییر ہے۔

۱؎ ملاحظہ ہو (تذکرۃ الرشید، ص ۱۷۱ / ج ۱) ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع والاعیاد ونقل الطعام الی القبر الخ، بزازیہ علی الهندیہ ص ۸۱ / ج ۴ / مطبوعہ کوئٹہ، فی الجنائز، نوع آخر،

۲؎ السعایة ص ۲۶۳ - ۲۶۵ / ج ۲ / باب صفة الصلوٰۃ منها استحباب الانصراف عن احد الجانبین الخ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور،

سوم یہ کہ یہ حیلہ بغیر ترکہ کے تقسیم کئے ہوتا ہے، حالانکہ بسا اوقات بعض ورثاء نابالغ ہوتے ہیں، نابالغ کا حصہ صرف کرنا ہرگز جائز نہیں، اگر وہ اجازت دے تو اجازت بھی معتبر نہیں[1]۔

چہارم اس میں قبضہ نہیں ہوتا، حالانکہ صدقہ کے لئے قبضہ شرط ہے[2]۔

پنجم غلے کی یہ مقدار بھی شرعاً متعین نہیں۔

ششم یہ مقدار کافی ولازم سمجھی جاتی ہے، حالانکہ بعض اوقات، صوم، صلوٰۃ میت کے ذمے کچھ بھی نہیں ہوتا، اور بعض اوقات اتنی مقدار ہوتی ہے کہ حساب کے اعتبار سے یہ غلہ ناکافی ہوتا ہے کیونکہ ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار غلہ واجب ہوتا ہے، اور یہی مقدار ہر روزے کے عوض میں ہے[3]۔

ہفتم عام طور پر یہ حیلہ ریاکاری اور فخر کیلئے کیا جاتا ہے، اسی لئے حساب نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ مقدار مقررہ اور قرآن کریم کے دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے، اور اسی کو ضروری سمجھا جاتا ہے،

---

[1] وان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا الاان یکون فی الورثة صغیر فلایتخذ ذلک من الترکة الخ، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۰/ احکام الجنائز فصل فی حملها ودفنها مطبوعه مصری، شامی زکریا ص ۱۴۹/ ج۳/ باب الجنائز مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت،

وتصرف الصبی والمعتوه ان کان نافعاً محضا کالاسلام والاتهاب صح بلااذن وان ضارا کالطلاق والعتاق والصدقه والقرض لاوان اذن به ولیهما الخ شامی زکریا، ص ۲۵۳/ ج۹/ کتاب الماذون مطلب فی تصرف الصبی الخ .

[2] الصدقة بمنزلة الهبة فی المشاع وغیر المشاع وحاجتها الی القبض الاانه لارجوع فی الصدقة اذا تمت الخ، عالمگیری ص ۴۰۶/ ج۴/ کتاب الهبة، الباب الثانی عشرفی الصدقة، مطبوعه کوئٹه،

[3] ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع من بر کالفطرة وکذا حکم الوتر والصوم الخ الدرالمختارعلی هامش ردالمحتار زکریا ص ۲۳۳، ۲۳۲/ ج۲/ باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلاة عن المیت.

خواہ میت کے ذمہ صوم وصلوٰۃ کچھ فوت شدہ باقی ہو یا نہ ہو، نیز اگر ہو تو کم ہو یا زیادہ ہو، قرآن کریم کو خدا جانے کس قدر کفارہ سمجھتے ہیں، حالانکہ اس میں قیمت کا اعتبار ہوتا ہے۔

"وفی البزازیة ویکره نقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم واطال فی ذلک فی المعراج وقال وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها لایریدون بها وجه اللّٰه تعالیٰ ولاسیما اذا کان فی الورثة صغار او غائب اھ. ردالمحتار، ص ۹۴۰/ ۹۴۱ "[1]

تقسیم کردن نقد غلہ وغیرہ بعد میت از ترکہ آن بمحتاجاں بہ نیت ثواب جائز است بشرطیکہ وارثانش کبار باشند وراضی باشند بدادن واگر ورثہ میت صغار اند بدون تقسیم ترکہ تصدق جائز نیست وبردن ایں چیز ہا ہمراہ جنازہ رسم جاہلیت است از شرع شریف ثابت نیست وچیزے کہ نظیرش دراصل شرع یافتہ نمی شود کردن آں چیز مکروہ است یا حرام اما دادن تصدق بفقراء ومساکین برائے ثواب میت بے آنکہ ہمراہ جنازہ ببرند جائز است زیرا کہ برائے ثواب میت چیزیکہ بمحتاجاں میدہند مستحب آنست کہ بے روی وریا وبے تعین وقت وروز باشد والا بدعت می گردد ودریں صورت دادن ایشاں خالی از کراہت نخواہد شد، **واللّٰه یهدی من یشاء الی صراط مستقیم**[2] رسائل اربعین، ص ۵۱-۵۰/ مطبوعہ در مطبع محمدی ماہ صفر ۱۲۱۶ھ

---

[1] شامی زکریا ص ۳/۱۴۸، باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت،

[2] میت کے بعد اس کے ترکہ سے بہ نیت ثواب غریبوں کو نقد غلہ وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ میت کے وارث بڑے ہوں، اور دینے پر رضامند ہوں، اگر ورثہ چھوٹے ہوں تو ترکہ تقسیم کئے بغیر صدقہ جائز نہیں ہے، اور ان چیزوں کو جنازہ کے ہمراہ لے جانا جاہلیت کی رسم ہے، شرع شریف سے ثابت نہیں ہے اور جس چیز کی نظیر اصل شریعت میں نہ پائی جاتی ہو اس کا کرنا مکروہ ہے، یا حرام، بہرحال فقراء ومساکین کو میت کے ثواب کے لئے صدقہ دینا اس کے بغیر کہ جنازہ کے ہمراہ لے جائیں جائز ہے، اس لئے کہ میت کے ثواب کے واسطے جو چیز غریبوں کو دیتے ہیں مستحب یہ ہے کہ دکھاوے کے بغیر، وقت اور دن کے متعین کئے بغیر ہو ورنہ بدعت ہو جائے گی، اور اس صورت میں ان کا دینا کراہت سے خالی نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔

کفارہ صوم وصلوٰۃ میت کا مشروع طریقہ یہ ہے کہ اگراس نے مرنے سے پہلے وصیت کی تو ایک ثلث ترکہ میں ہر نماز کے عوض ایک صدقۃ الفطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت کسی فقیر کو دے دی جائے اسی طرح ہر روزہ کے عوض اور وتر بھی شرعاً مستقل نماز ہے، اگر ایک ثلث ترکہ میں سے پورا ہوجائے تب تو خیر ورنہ سب ورثہ کی اجازت سے بشرطیکہ وہ بالغ ہوں، ایک ثلث سے زائد سے بھی وصیت کو پورا کیا جاسکتا ہے بغیر وصیت صدقہ دینا جائز نہیں تاہم اگر بالغ ورثہ اپنے حصہ میں سے دے دیں تب بھی درست ہے اور نابالغ کا حصہ صدقہ کرنا جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۱۲/ ۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/ ۶۰ھ

صحیح عبد اللطیف ۱۸/۱۲/ ۶۰ھ

حج کو جانے والے کو نعروں کے ساتھ رخصت کرنا

سوال:- جب کوئی حج کو جاتا ہے تو عوام اس کے نام کے اور بھی دیگر کے نام مثلاً مسٹر جناب کے نعرے زندہ باد بولنا، حاجی زندہ باد وغیرہ اسٹیشن وغیرہ پر بلند آواز سے روانگی کراتے وقت، تو اس کا کیا حکم ہے؟

---

[1] (فیخرج عنه ولیه) ای من له التصرف فی ماله لوراثة اووصایة (من ثلث ماترک) الموصی لان حقه فی ثلث ماله حال مرضه وتعلق حق الوارث بالثلثین فلا ینفذ قهراً علی الوارث الافی الثلث ان اوصیٰ به وان لم یوص لایلزم الوارث الاخراج فان تبرع جاز (الی قوله) فاذالم یف به الثلث توقف الزائد علی اجازة الوارث فیعطی (لصوم کل یوم والصلوٰة کل وقت حتی الوتر نصف صاع من برا وقیمته (مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص۲۳۸/ ج۱) مطبوعه دمشق، مطبوعه مصری ص۳۵۵، ۳۵۶، کتاب الصلوٰة، فصل فی اسقاط الصلوٰة والصوم.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ایک نمائش ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ ۳؍۱۱؍۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد

صحیح: عبداللطیف ۶۱ھ

خطبہ کے بعد مصلے پر بیٹھنا

سوال:- امام خطبہ سے فارغ ہوکر جائے نماز پر قدر قلیل بیٹھ جاتا ہے، مؤذن کے قول ''قدقامت الصلوٰۃ'' کے انتظار میں یہ شرعاً درست ہے یا نہیں یا بدعت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدعت ہے[2] ''لِاَنَّہٗ لَمْ یَثْبُتْ مِمَّنْ یُقْتَدیٰ بِہٖ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹؍۱؍۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

---

[1] (لہٰذا قابل ترک ہے) عن شداد بن اوس قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْاَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ یُرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ .مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵؍ باب الریا والسمعۃ الفصل الثالث، ملاحظہ ہو معلم الحجاج ص ۳۳۸، مطبوعہ دیوبند،

[2] ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ص ۳۲۴؍ج ۱، مطبوعہ دیوبند، ''من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد'' مشکوٰۃ شریف ص ۲۷؍ ج ۱ / کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الاول، صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول، من علم او عمل او حال بنوع شبھۃ واستحسان، الدرالمختار مع الشامی ص ۵۶۰/ ۱، باب الامامۃ، مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام،

سوئم چہلم وغیرہ

سوال :- میت کے وارث کا میت کے نام پر چوتھے روز ے دسواں وبیسواں و پندرہواں اور مولوی صاحبان وطلبہ کو کھانا کھلانا ان ایام مقررہ میں ایصال ثواب کیلئے شرع سے ثابت ہے یا نہیں، کیا کوئی دن شریعت کی جانب سے مقرر ہے، تا کہ ایصال ثواب کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایصال ثواب بہت اچھی چیز ہے، خواہ نماز قرآن شریف تسبیح وغیرہ پڑھ کر ہو یا غرباء کو کھانا کپڑا وغیرہ کچھ دیکر ہو[1] لیکن تیجہ دسواں، بیسواں، چالیسواں، شرعاً ثابت نہیں، بلکہ ایصال ثواب، جس قدر جلد ممکن ہو بہتر اور نافع ہے، اور یہ دسواں وغیرہ جو کچھ ہے محض رسم اور بدعت ہے جو کہ واجب الترک ہے اگر ورثا نابالغ ہوں تو میت کے ترکہ میں سے بغیر وصیت بلا تقسیم دینا درست نہیں[2] تقسیم کے بعد بالغ ورثا اپنے حصہ میں سے دے سکتے ہیں، نابالغ کے حصہ میں سے دینا ناجائز ہے اور اگر میت نے وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں وہ نافذ ہوسکتی ہے، زیادہ میں نافذ کرنے کیلئے جمیع ورثہ کی اجازت ضروری ہے، اور نابالغ کی اجازت

---

[1] الاصل فی هذا الباب ان لانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره عند اهل السنة والجماعة صلاة کان او صوما او حجا او صدقة او قراءة قرآن او الاذکار الی غیر ذالک زیلعی ص۵۳/ ج ۱/ باب الحج عن الغیر، مطبوعه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص ۵۹/ج۳/ باب الحج عن الغیر،

[2] وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسنا اذاکانت الورثة بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکة کذافی التاتارخانیه (الهندیه مصری ص ۳۴۴/ج۵ کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، طحطاوی مع مراقی الفلاح مصری ج ۱/ ص ۵۱۰/ فصل فی حملها ودفنها)

شرعاً معتبر نہیں، لہٰذا اس کے حصہ میں سے بعد اجازت بھی نافذ کرنا درست نہیں[1]، ایک تہائی میں نافذ کرنے کے لئے بلوغ یا اجازت کی قید نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/ ذی الحجہ ۵۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

صحیح عبداللطیف

سوئم چہلم وغیرہ

سوال:- آج کل کے رائج طریقے سے سوئم، دسواں، بیسواں، چہلم کرنا فرض، واجب، سنت، مستحب میں سے کیا ہے؟ ان کو نہ کرنے والے کو کیا کیا شرعی سزائیں اور آخرت کے عذاب کی وعیدیں آئی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ چیزیں ادلۂ شرعیہ سے ثابت نہیں، بلکہ فقہاء نے ان کے بدعت ممنوعہ ہونے کی تصریح کی ہے، جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ[2] ردالمحتار وغیرہ میں مذکور ہے، اس لئے ان چیزوں کو ترک کیا جائے، فی نفسہ ایصال ثواب ہر نیک کام کا ہر وقت درست اور مفید ہے، اپنی طرف سے تخصیصات وتقییدات نہ کی جائیں۔

---

[1] قولہ ان لم تجز الورثة راجع الی الثلاثة المذکورة الوصیة بمازاد علی الثلث وللقاتل وللوارث لان الامتناع فی الکل لحقهم فتجوز باجازتهم (الی قوله) ویشترط ان یکون المجیز من اهل التبرع بان یکون بالغا عاقلاً الخ (تبیین الحقائق ص ۱۸۳ / ج ۶/ اول کتاب الوصایا (مطبع امدایه ملتان)

[2] فتاویٰ بزازیه علی هامش الهندیه کوئٹه ص ۸۱/ ج ۴/ الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر، طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۱۰/ ۱، فصل فی حملها ودفنها مصری،

"ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة روی الامام احمدوابن ماجة باسناد صحیح عن جریر بن عبداللّٰه قال کنا نعد الاجتماع الیٰ اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءة سورة الانعام او الاخلاص (الیٰ قوله) هذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها لانهم لایرون بها وجه اللّٰه تعالیٰ۔الخ شامی،ص۶۰۳/ج[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

سوئم وچہلم وغیرہ

سوال:-هل یجوزان یطعم الطعام للفقراء والمساکین مع الاقرباء فی الیوم الثالث والاربعین من الموت بختم القرآن اوسورة یسن وغیره بنیة ایصال الثواب الیه؟ وهذالعمل ایضاً کان یجری بین یدی المتقین کماذکر اجیبوابدلائل القاطعة.

الجواب حامداًومصلیاً

قال فی البزازیه: ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الیٰ القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء

[1] الدرالمختار علی الشامی بیروت ص ۲/۲۴۰، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت،

والقرّاء للختم اولقراء ة سورة الانعام اوالاخلاص اھ ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اھل المیت لانه شرع فی السرورلافی الشروروھی بدعة مستقبحة روی الامام احمد بن حنبل وابن ماجة باسناد صحیح عن[1] جریربن عبداللّٰہؓ قال کنا نعد الاجتماع الیٰ اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحة الیٰ قوله وھذہ الافعال کلھا للسمعة والریاء فیحترزعنھا .لانھم لایریدون بھا وجه اللّٰہ تعالیٰ ھذا کله من رد المحتار کتاب الجنائز[2] قال الشیخ العارف بااللّٰہ المحدث الفقیه قامع البدعات زین الدین محمدبن ببرعلیٰ محی الدین البرکری فی الطریقة المحمدیة: الفصل الثالث فی امور مبتدعة باطلة: اکب الناس علیھا علی ظن انھا قرب مقصودة وھذہٖ کثیرة فلنذکر اعظمھا: ومنھا الوصیة من المیت باتخاذ الطعام والضیافة یوم موته اوبعده وباعطاء دراھم معدودة لمن یتلوا القرآن لروحه اویسبح له اویھلل اوبان یبیت عند قبرہٖ رجال اربعین لیلة اواکثرااواقل وبان یبنی علیٰ قبرہ بناء وکل ھذہ بدع منکرات والوقف والوصیة باطلان والماخوذ منھا حرام للاٰخذ وھو عاص بالتلاوة والذکر لاجل الدنیا[3] اھ واما ما ذکرہ بعض من قال بالجواز من حدیث امرأة دعت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم لمارجع من دفنه وفیه فجاء وجئ بالطعام الخ فقد اجاب عنه العلامة ابن عابدین حیث قال: بعد ذکرہ الحدیث المذکور اقول:

---

[1] عن جریربن عبداللّٰہ قال کنا نری الاجتماع الی اھل المیت وصنعة الطعام من النیاحة، ابن ماجه شریف ص۱۱۶ / باب ماجاء فی النھی عن الاجتماع الی اھل المیت الخ، ولم اجدہ فی مسند للامام احمد،

[2] الشامی نعمانیه ص۶۰۳/ج۱/ مطلب فی کراھة الضیافة من اھل المیت، شامی کراچی ص۲۴۰/ ج۲،

[3] رسالہ ''شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتھالیل ص۱۷۳/۱۷۴، ملحقة'' مجموعة رسائل ابن عابدین الشامی، مطبوعه سھیل اکیڈمی لاھور،

فیہ نظر فانه واقعة حال لاعموم لها مع احتمال سبب خاص بخلاف مافی حدیث جریر المذکور آنفا علی انه بحث فی المنقول فی مذهبنا ومذهب غیرنا کالشافعیة والحنابلة استدلا لابحدیث جریر المذکور علیٰ الکراهیة ولاسیما اذاکان فی الورثة صغار اوغائب مع قطع النظر عما یحصل عندذلک غالباً من المنکرات الکثیرة کایقاد الشموع والقنادیل التی توجدفی الافراح وکدق الطبول والغناء بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة علی الذکر وقراء ة القرآن وغیر ذٰلک مما هومشاهد فی هذه الازمان وماکاکذٰلک فلاشک فی حرمته وبطلان الوصیة به ولاحول ولاقوة الابالله العلی العظیم[1] وصلّی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنامحمد واٰله وصحبه اجمعین. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۶/ ۸۷ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۲۴۱ /۲، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت،

خلاصہ سوال وجواب

سوال :-قرآن اورسورۂ یٰسین کے ختم کے موقعہ پر ایصال ثواب کی نیت سے سوئم اور چہلم کیا جاتا ہے(اور رشتہ داروں کے ساتھ فقراء مساکین کوکھانا کھلایا جاتا ہے، اور یہ طریقہ سلف صالحین کے زمانہ سے چلاآرہا ہے، ایا یہ صورت جائز ہے یانہیں ہے؟

جواب:-میت کی وفات کے تیسرے دن یاایک ہفتہ کے بعدکھانا بنانا مکروہ ہے، نیزقبر کے پاس کھانا لیجانا اورصلحاء کے جمع ہونے کے موقع پرختم قرآن وغیرہ کے موقعہ پر دعوت کرنا مکروہ ہے، اس لئے کہ کھانا بنانا اور دعوت کرنا خوشی کے وقت مشروع ہے، مصیبت کے وقت جائزنہیں ہے، بلکہ یہ تو بدعت قبیحہ ہے، الیٰ آخرہ۔

بعض حضرات وفات کے بعد دعوت کے جواز پراس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جس میں ایک عورت نے وفات کے بعدحضورﷺ کی دعوت کی تھی، اورحضورﷺ نے کھانا تناول فرمایا تھااس کا جواب یہ ہے کہ یہ وقتی واقعہ ہے اس میں عموم نہیں ہے، لہٰذا اس واقعہ سے استدلال درست نہیں الیٰ آخرہ۔

سوئم، چہلم وغیرہ کا ثبوت نہیں

سوال: - آج کل کے طریقہ کے مطابق کیا حضور اقدس ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہما، حضرات تابعین، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بھی کسی کا سوم، دسواں، بیسواں، چہلم کیا ہے؟ ان مقدس صاحبان کے چہلم بھی کیئے گئے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان اسلاف کرام واکابرِ عظام رضی اللہ عنہم سے یہ بدعات قبیحہ ثابت نہیں، وہ حد درجہ متبع سنت تھے، بدعات کے پاس نہیں جاتے تھے، جوان کا بہت قابل قدر سرمایۂ حیات ہے اخلاف کو ان کا اتباع لازم ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تیجہ، دسویں کا کھانا

سوال: - تیجا، دسواں، بیسواں، چالیسواں، کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز ہے، البتہ جو شخص فقیر محتاج ہو اس کو کھانے کو نہ ملتا ہو اس کیلئے جائز ہے[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/ ج ۶/ ۵۶ھ

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۲۱/ ۶/ ۵۶ھ

---

[1] لافيه مصلحة فى الدين بل فيه طعن ومذمة وملامة على السلف الخ. ملاحظه هو (الجنة لاهل السنة ص ١٧١) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تیجہ مسجد پر یا مکان پر

سوال:- تیجہ جس میں چنے پر کلمہ طیبہ اور قرآن خوانی اور پھولوں کا عرق گلاب میں ڈبونا اندرونِ مسجد یہ فعل کیسا ہے؟ کیونکہ مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے کتاب آداب الصالحین میں مکروہ لکھا ہے کہ سیپارہ قرآن کی مسجد میں قرآن خوانی مکروہ ہے، یا چنے و پھول ڈبونا اور غم کے واسطے مسجد میں بیٹھنا کیسا ہے؟ اور اگر مکانوں میں صرف قرآن خوانی کرائے بلا پابندی رسم ورواج تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم پڑھنااورایصال ثواب کرنا بلاالتزام تاریخ وہیئت وغیرہ کے مسجد میں اور مکان میں درست اور ثواب ہے[1]، تیجہ مروجہ وغیرہ بدعت ہے،غم کے واسطے مسجد میں بیٹھنا تا کہ لوگ تعزیت کریں مکروہ ہے۔(ردالمحتار،ص ۹۴۱/۱)[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[2] وان اتخذ طعاماً للفقراء كان حسنا، (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱ ۰ ۵) مصری.
شامی کراچی ج۲/ ص ۲۴۰/ باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی کراهة الضيافة من اهل الميت،

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] ان دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم فی علو الحالات الیٰ ماقال قال القونوی والاصل فی ذٰلک عنداهل السنة ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوماً اوصدقة اوغيرها .شرح فقه اكبر ، ص ۱۵۸/ (مكتبه مجتبائی دهلی) دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم لهم نفع لهم .

[2] (وقوله وبالجلوس لها) ای للتعزية (فی غير مسجد امافيه فيكره كمافی البحر عن المحبتی (الشامی بيروت ، ص ۲۴۱/ ج۲/مطلب فی كراهةالضيافة من اهل الميت)

گیارہویں وغیرہ

سوال:- زید گیارہویں کرتا ہے اوراس میں امیروں کو یعنی صاحب زکوٰۃ کواوراپنے رشتہ داروں کو بلاتا ہے، اور کہتا ہے کہ اس پر ثواب ملے گا اوراس کا ثواب حضرت پیران پیر عبدالقادر جیلانی صاحبؒ کی روح کو پہنچے گا، عمر کہتا ہے کہ صاحب زکوٰۃ کوایسا مال کھانا جائز نہیں بلکہ حرام اور گناہ ہے کیونکہ گیارہویں ہی کرنا حرام ہے، قرآن کریم میں صاف ہے کہ وہ چیز جو پکاری جائے غیر کے لئے حرام ہے، بکر کہتا ہے کہ گیارہویں کھانا صاحب زکوٰۃ کو یعنی امیروں کو بلاکراہت جائز ہے، البتہ امراء کے کھانے سے اہل میت کواوراس شخص کوجس کوایصال ثواب کرنا ہے نہ پہنچے گا، باقی گیارہویں یادیگر خیرات ونیاز امیر غریب سب کھاسکتے ہیں، اس میں کوئی گناہ نہیں اور دلیل میں پیش کرتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کنواں کھودنے کوفرمایا تو کنویں میں سب غریب امیر پانی پیتے تھے، اوراسکا ثواب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ کوملتا ہے، عمر کہتا ہے کہ یہ حدیث اول تو کمزور ہے اس کی اسناد قوی نہیں ہے، پھر وہ وقف تھا، وقف اور خیرات میں بڑا فرق ہے، خیرات ونیاز محض غریبوں کا حق ہے، پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ گیارہویں کرنا اوراس کیلئے پیسہ جدا نکال کر رکھنا کیسا ہے؟ اورامیروں کوکھانا حرام ہے یا ثواب ہے، اور ہر وہ شخص جوغریب ہے اورمزدوری کرتا ہے اسی نذرمعین کوکھاسکتا ہے یانہیں؟ براہِ کرم بحوالہ کتب مفصل جواب ارقام فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نفس ثواب بغیرالتزام تاریخ وہیئت وغیرہ کے شرعاً درست اورفائدہ مند ہے[1] لیکن

---

[1] ومنها ان دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم فى علو الحالات الىٰ ان قال قال القونوى: والا صل فى ذٰلک عنداهل السنة والجماعة ان للانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوماً اوحجا اوصدقة اوغيرها .شرح فقه اكبر ص١٥٨ / مطبوعه رحيميه ديوبند، دعاء الاحياء للاموات الخ،

گیارہویں مروجہ بدعت اور ناجائز ہے، کسی بزرگ کیلئے نذر ماننا حرام اور شرک ہے وہ کھانا جائز نہیں، البتہ خداوند تعالیٰ کیلئے نذر ماننا اور اس کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچانا درست ہے، اور یہ کھانا فقراء اور محتاجوں کا حق ہے کسی مالدار کو کھانا جائز نہیں، صحابیؓ کے کنویں سے استدلال صحیح نہیں وہ بطور نذر نہیں تھا، بلکہ وہ عام مومنین امیر غریب سب کیلئے وقف تھا[1] ''اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الیٰ ضرائح الاولیاء الکرام،تقرباً الیھم فھو باطل وحرام اھـ قال فی البحر: لوجوہ منھا: انہ نذر لمخلوق ولایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنھا: ان المنذورلہٗ میت والمیت لایملک ومنھا: انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰہ تعالیٰ کفر اللّھم الاان یقول یا اللّٰہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی اورددت غائبی (الیٰ) اوزیتا لوقودھا اودراھم لمن یقوم بشعائرھا الیٰ غیر ذٰلک ممایکون فیہ نفع للفقراء والنذرللّٰہ عزوجل وذکرالشیخ: انماھوبیان لمحل صرف النذرلمستحقیہ القاطنین برباطہ اومسجدہ فیجوز بھذاالاعتبار اذمصرف النذر الفقراء وقد وجد ولایجوز ان یصرف ذٰلک لغنی غیرمحتاج ولالشریف منصب لانہ لایحل لہٗ الاخذ مالم یکن محتاجاً فقیرا ولالذی النسب لاجل نسبہ مالم یکن فقیراً ولالذی علم لاجل علمہ مالم یکن فقیراً ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علیٰ حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد

---

[1] وعن سعد بن عبادۃ قال قال یارسول اللّٰہ ﷺ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل ای لروحھا قال الماء ،انماکان الماء افضل لانہ اعم نفعاً فی الامور الدینیۃ والدنیویۃ خصوصا فی تلک البلادالحادۃ، فحفر ای سعد بئراً وقال سعد ھٰذا البئر صدقۃ لام سعد (مرقاۃ ص ۲۰۹ / ج۴، مطبوعہ ملتان، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی ص۴۷۷ / ج۲ / باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی،

ولاتشغلا الذمة ولانه حرام بل سحت اھ طحطاوی[۱] ص ۳۷۸/۳۷۹.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۶/۹/ ۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲/۱۰/ ۶۴ھ

D:\INPAGE24\A006.TIF not found.

---

[۱] طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص ۵۷۱/ کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به من منذور الصوم الخ، البحر الرائق ص ۲۹۸/ ج ۲/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نہم

﴿مزارات وغیرہ کی بدعات﴾

ہر سال کی ابتداء میں زیارت قبور

سوال:- بنارس میں اعراس کے شیدائی اور اہل بدعت کے غوغائی حضرات نے اس وقت موسم کے لحاظ سے نیاز، فاتحہ، عرس اور دوسرے تمام لوازمات کی غزل پڑھنا شروع کر دی ہے، اس سلسلہ میں سالانہ مزارات کی حاضری کے بارے میں فریق مخالف نے بس یہ تحریر کیا کہ آنحضرت ﷺ ہر سال صحابہ کرام ؓ کولیکر اُحد جاتے تھے، میں نے جب تلاش کیا تو شنبہ میں آپ ﷺ کا جانا ثابت ہے اور حضرت عقبہ کی روایت ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے، وہ ضرور آپ ؐ کے ساتھ تھے کہ دعاء مغفرت کے سماں کا کیف و سرور انہوں نے انتہائی ذوق وشوق سے بیان فرمایا ہے، اور بھی دوجگہ ہے، مگر صحابہ کے ساتھ ہر سال جانا صحاح میں نظر سے نہیں گزرا، البتہ مولانا فرنگی محلی کے مجموعہ فتاویٰ میں ابن جریر کے حوالہ سے ایک حدیث "علیٰ رأس کل حول" ملی اس کے بعد فتاویٰ دارالعلوم، ج۵/ص۱۹۶/ میں یہ حدیث ملی "لما اخرج ابن جریر عن محمدبن ابراهیم قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یأتی قبور الشهداء علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بماصبرتم فنعم عقبی الدار

و ابو بکر و عمر و عثمان'' اس حدیث کے بارے میں دریافت طلب بات یہ ہے کہ سنداً یہ حدیث کس درجہ کی ہے، اور یہ توتعیین تاریخ کے لئے بہت مفید ہے، راویوں میں اگر کوئی راوی کمزور ہو تو اس کا نام تحریر فرمادیں گے، اور صاحب رجال نے جو اس کے بارے میں تحریر فرمایا ہو اس کو بھی۔

چونکہ ابن جریرؒ یہاں نہیں ہے، دوسرے یہ کہ مجھ میں صلاحیت کہاں یقین ہے کہ جواب سے شکر گزار فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شہداءِ اُحد کے ساتھ بعض خصوصی معاملات بھی ہوئے، مثلاً یہ کہ قبل دفن ان پر صلوٰۃ جنازہ پڑھ لینے کے باوجود ان پر حیاتِ طیبہ میں بھی دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی ہے، جیسا کہ امام طحاویؒ نے تصریح فرمائی ہے[1] اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بار بار تمام شہدائے اُحد کے ساتھ نماز پڑھی گئی[2] ہوسکتا ہے کہ یہ ''علیٰ رأس کل حول'' کی زیارت بھی خصوصیات میں سے ہو

[1] فی حدیث عقبة ان رسول اللّٰه ﷺ صلی علی قتلیٰ احد بعد مقتلهم بثمان سنین وفی حدیث آخر حدثنا یونس: انه سمع عقبة بن عامر یقول ان آخر ماخطب لنا رسول اللّٰه ﷺ انه صلی علی شهداء احدثم رقی علی المنبر فحمداللّٰه واثنیٰ علیه ثم قال انی لکم فرط وانا علیکم شهید، طحاوی شریف ص ۳۲۲/۳۲۳/ کتاب الجنائز، باب الصلوٰة علی الشهداء، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند، ص ۲۹/۱، مطبوعه کلکته،

[2] عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهماان رسول اللّٰه ﷺ کان یوضع بین یدیه یوم احدعشرة فیصلی علیهم وعلی حمزة ثم یرفع العشرة وحمزة موضوع ثم یوضع عشرة فیصلی علیهم وعلی حمزة معهم الخ، شرح معانی الآثار ص ۲۹۰/ج ۱/ مطبوعه دار الاشاعة الاسلامیه مطبوعه کلکته، باب الصلوٰة علی الشهداء، کتاب الجنائز،

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے سامنے دس جنازے رکھے جاتے تھے، اور آنحضرت ﷺ ان پر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھتے تھے پھر اس کو اٹھا لیا جاتا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رکھے رہتے تھے، اور پھر دس جنازہ لاکر رکھے جاتے اور آنحضرت ﷺ ان پر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھتے۔

ورنہ اس قسم کی چیز شہدائے بدر کی زیارت سے متعلق بھی ثابت ہوتی خاص کر جبکہ ان کا مقام شہدائے اُحد سے بلند ہے[1] اور مدفون بقیع کی زیارت کے متعلق بھی ثابت ہوتی، کہ ان کے مناقب مستقلاً احادیث میں موجود ہیں[2]، نیز غزوۂ اُحد شوال[3] میں ہوا اور رأس کل حول کا مصداق محرم ہے اور اعراس کا معمول تاریخ وفات پر ہے نہ کہ رأس کل حول پر پھر اس زیارت پر رأس کل حول سے استدلال کیسے صحیح ہوگا؟ علاوہ ازیں زیارت رأس کل حول بھی مسلسل اور دائمی ثابت نہیں، ورنہ خلفائے راشدینؓ بعد میں بھی اس کا اہتمام فرماتے، اور محدثین ومجتہدین بھی، اس لئے مبتدعین کا استدال بالکل بے محل ہے، روایت پر جرح کی ضرورت نہیں شامی[4] نے

---

[1] عَنْ مَعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعُ الزرقي عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ اَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَائِيْلُ اِلٰى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍفِيْكُمْ؟ قَالَ: مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ الحديث (بخاری شریف، ص ۵۶۹/ج ۲. (مطبوعه اشرفی دیوبند) کتاب المغازی، باب شهود الملئکة بدراً رقم الحدیث ص ۳۸۴۸،

[2] ملاحظه هو باب دوازدهم درذکر مقبرة شریفه بقیع وبیان فضائل وی الخ (جذب القلوب ص ۱۴۹، عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لیلتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول: السلام علیکم دار قوم مؤمنین واتاکم ماتوعدون غدا مؤجلون، وانا ان شاء الله بکم لاحقون، الهم اغفر لاهل البقیع الغرقد، رواه مسلم، مشکوة شریف ص ۱۵۴/ ۱، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[3] وکانت عنده (ای السهیلی) الواقعة المشهورة فی شوال سنة ثلاث باتفاق الجمهور، فتح الباری ص ۸۸/ج ۸، مطبوعه نزار مصطفی الباز الریاض، کتاب المغازی، اول باب غزوة احد،

[4] یستحب ان یزورشهداء جبل احد لماروی ابن ابی شیبة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یأتی قبور الشهداء باحد علی رأس کل حول الحدیث، مطلب فی زیارة القبور، الشامی نعمانیه ص ۶۰۴/ج ۱، وشامی زکریا ص ۱۵۰/ج ۳،

مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے بھی نقل کی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۹۱ھ

خرافات مزارت

سوال:-قبروں پر قبے بنانا، چادریں ڈالنا، چڑھاوے چڑھانا، جھنڈے لگانا، نذرو نیاز کے طور پر مزاروں پر بکرے ذبح کرنا، شیرینی تقسیم کرنا، قرآن وحدیث وفقہ سے ثابت ہے یانہیں؟ اور سنت طریقہ ہے یا بدعت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب کام شرعاً، ناجائز مکروہ[1] اور گناہ ہیں اور بعض شرک کی حدتک پہنچے ہوئے ہیں،[2] نظام تصوف[3] نمبر اگست ۶۳ء میں ملاحظہ فرمائیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مزاروں کا چکر

سوال:- خداوند کریم قرآن کریم میں فرماتے ہیں ''اتباع کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) پھر

---

[1] (ویکره البناء علیه) ظاهر اطلاقه الکراهة انها تحریمیة قال فی غریب الخطابی: نهی عن تقصیص القبور وتکلیلها انتهی، التقصیص التجصیص والتکلیل بناء الکلل وهو القباب والصوامع الّتی تبنی علی القبر، طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۰۴/ فصل فی حملها ودفنها، کتاب الجنائز،

[2] الشامی نعمانیه ص ۲۰۲/ج ۱/ مطلب فی النذر الذی عقع للاموات، کتاب الصوم، البحرالرائق کوئٹه ص ۲۹۸/ج ۲/ قبیل باب الاعتکاف.شامی زکریا ، ص ۱۴۴/ج ۳/ باب صلوٰة الجنائز،مطلب فی دفن المیت. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مزاروں کا چکر مرادوں کا مانگنا کیسے اسلام میں داخل ہو گیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیا

مرادیں مانگنے کیلئے مزاروں کا چکر غلط اور خلاف شرع ہے[1] البتہ ایصال ثواب کیلئے اور دنیا کی محبت کم کرنے کے لئے قبرستان جانے کی ترغیب آئی ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبروں کا طواف کرنا اور چومنا

سوال:- بزرگوں کی قبروں کا طواف کرنا اور اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدعت، ضلالت، اور معصیت ہے، فتاویٰ عزیزی، ص ۱۰۳ / ج ۲ /[3] و مجموعہ فتاویٰ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ جامع العلوم کانپور سے ماہنامہ شائع ہوتا تھا جس میں حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ کے فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ طواف کردن قبور صلحاء و اولیاء بلاشبه بدعت است الخ، فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۵ / ۲ / مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، مسائل متفرقه مجموعه فتاویٰ ص ۶۷ / ج ۳ /، مطبوعه لکھنؤ، **ترجمہ**:- صلحاء اور اولیاء کی قبروں کا طواف کرنا بلاشبہ بدعت ہے۔

۲؎ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ. مشکوٰۃ، ص ۱۵۴ / باب زیارۃ القبور الفصل الثالث، کتاب الجنائز، (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) **ترجمہ**:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، پس تم زیارت کیا کرو اسلئے کہ یہ زیارت قبور) دنیا میں بے رغبتی کرتی ہے، اور آخرت کو یاد دلاتی ہے

۳؎ طواف کردن قبور صلحاء و اولیاء بلاشبه بدعت است الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۵ / ج ۲ / مطبوعه رحیمیه دیوبند،

ج ۳/ص ۶۷/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

قبور کو سجدہ اور تقبیل وغیرہ

سوال:- ایک مولوی صاحب فارغ التحصیل مدرسہ ہذا حسب ذیل امور کا ارتکاب کرتے ہیں، کیا شریعت کی رو سے مذہبِ حنفی میں یہ باتیں کرنا اور تعلیم دینا جائز ہیں؟ آیا کیا یہ مولوی صاحب خاندانی پیر ہیں؟ اپنے بزرگوں کے مزارات پر جا کر درو دیوار کو چومتے ہیں مزار کے دروازہ پر جا کر سر رکھتے ہیں، پھر اندر داخل ہوتے ہیں، اوران کو دیکھ کر مرید بھی بڑھ چڑھ کر ایسا کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا حرام ہے؟ آڑ کرنے والا کیسا ہے حوالہ جات کتب معتبرہ فقہ حدیث تفسیر سے جوابات ارقام فرما کر عنداللہ مشکور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مزار کے دروازہ پر جا کر سر رکھنا، سجدہ کی ہیئت بنانا اگر بہ قصد تعظیم ہو تو حرام ہے، اگر بقصد عبادت ہو تو شرک ہے، قبر کو بوسہ دینا یا مزار کے درو دیوار کو چومنا بھی حرام ہے "**من سجد للسلطان بنية العبادة اولم يحضرها فقد كفر، وفى الخلاصة: ومن سجد لهم ان ارادبه التعظيم اى كتعظيم اللّٰه سبحانه كفر، وان ارادبه التحية اختار بعض العلماء انه لايكفر اقول وهذا هو الاظهر وفى الظهيرية قال بعضهم يكفر مطلقاً واما تقبيل الارض فهو قريب من السجود الا ان وضع الجبين او الخد على الارض افحش واقبح من تقبيل الارض اقول وضع الجبين اقبح من وضع الخد اھ**

[1] حرام است كذاصرح على القارى وغيره ومجموعه فتاوىٰ ص ۶۷/ ج ۳/ مطبوعه لكهنؤ، (ارشادالسارى الى مناسك الملا على قارى، ص ۳۴۲/

شرح فقه اکبر ص۲۳۸ [1] والسجدة حرام لغیر سبحانه اھ شرح فقه اکبر ص۲۳۰ [2] والمستحب فی زیارة القبور ان یقف مستدبر القبلة مستقبلاً وجه المیت وان یسلم ولایمسح القبر ولایقبله ولایمسه فان ذٰلک من عادة النصاریٰ اھ طحطاوی [3] ص ۳۴۱/ ومن وقف بالقبر لایلتصق به ولا یمسه الیٰ قوله فینبه العالم غیره علیٰ ذٰلک ویحذرهم من تلک البدع التی احدثت هناک فتری من لاعلم عنده یطوف بالقبر الشریف کما یطوف بالکعبة الحرام ویتمسح به ویقبله الخ مدخل، ج ۱/ص ۲۶۲ [4] واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور

مزارات پر حاضری اور توسل وغیرہ

سوال:- میں خود گنہگار رہوں مزارات پر جاتا ہوں قرآن شریف اپنے باپ دادا کی قبر کے پاس پڑھتا ہوں، اور دیگر حضرات اولیاء کے مزارات پر بھی جاتا ہوں ان سے مدد مانگتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نیک وصالح بندے ہیں، میرے حق میں دعا فرماویں کہ خدا مجھ کو صحیح معنی میں مسلمان بنادے اور مجھے خدا خوش وخرم رکھے، اور قوم مسلم کو نیک اور ایک بنادے

---

[1] شرح فقه اکبر ص۲۳۸، مکتبه رحیمیه دیوبند، الشامی نعمانیه ص۲۴۶/ ج ۱/۵/ باب الاستبراء وغیره، البحر الرائق کوئٹه ص۱۹۸/ج۸/ قبیل فصل فی البیع ،کتاب الکراهیة،

[2] شرح فقه اکبر ص ۳۳۰، مکتبه رحیمیه دیوبند،

[3] طحطاوی علی المراقی ص۵۱۳/ مصری فصل فی زیارة القبور،

[4] مدخل ص۲۶۲/ج ۱/ مطبوعه مصر، زیارة سید الاولین والاٰخرین،

آمین۔ اور میں تعزیہ داری میں بھی شریک ہوتا ہوں اس میں چندہ بھی دیتا ہوں، اور فاتحہ، دسویں، بیسویں، چالیسویں میں بھی دیتا ہوں، نذر و نیاز بھی کرتا ہوں، ہر سال اجمیر شریف جاتا ہوں، اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار اقدس پر جا کر ان کے توسل سے دعا مانگتا ہوں، میں گیارہویں شریف حضرت غوث اعظم کی بھی کرتا ہوں، خواجہ غریب نوازؒ کی بھی فاتحہ کرتا ہوں، دیگر رسوم میں بھی شرکت کرتا ہوں، دیگر حضرات اولیاء کرام مثلاً مولانا کمال الدین چشتیؒ، حضرت بابا بدخشانیؒ، شاہ نیاز صاحبؒ کے مزارات پر بھی جاتا ہوں، کیا ایسی جگہ جانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ ان چیزوں کی وجہ سے مجھ کو ایمان سے خارج اور کافر خیال کرتے ہیں، آپ تحریر فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان باتوں میں کوئی بات ایسی نہیں جس کی وجہ سے آپ کو خدانخواستہ کافر یا اسلام سے خارج قرار دیا جائے[1]، الحمد للہ آپ مسلمان ہیں کفر کا خیال بھی دل میں نہ لائیں، خدائے پاک آپ کو بطفیل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسلام پر قائم رکھے اور کفر سے ہمیشہ محفوظ رکھے آمین!

ضرورت اس بات کی ہیکہ اپنی زندگی کو سنت رسول پاک کے مطابق بنایا جائے، اور ہر کام کرنے سے پہلے تحقیق کر لی جائے، کہ یہ کام خلاف سنت تو نہیں؟ جو کام خلاف سنت ہو اس سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے، یہی نجات کا سیدھا راستہ ہے، اس سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ خوش ہوتے ہیں، یہی حضور ﷺ کے سچے خادم اور محبت کرنے والے کی نشانی ہے، ورنہ اس کا دعویٰ محبت بے دلیل رہے گا، اور قرب کی دولت نصیب نہیں ہوگی، آپ نے جو طویل فہرست

---

[1] الکفر شئ عظیم فلا اجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایة انه لایکفر الیٰ قوله لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علیٰ محمل حسن الخ، رسم المفتی ص ۸۳، (مطبوعه سعیدیه سهار نپور، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۲۵/۵، باب احکام المرتدین)

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Mazarat Waghairah ki Bidaat

اپنے اعمال کی تحریر فرمائی ہے، اس میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے، بعض چیزیں اگرچہ خلاف سنت نہیں لیکن ان کا طریقہ غلط ہے، اگر آپ کا ارادہ اصلاح کا ہے اور آپ سنت کے مطابق زندگی بنا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو خوش کرنا چاہتے ہوں تو لکھئے اور خط بھی بھیجئے انشاء اللہ تعالیٰ جملہ امور کو تفصیل کے ساتھ عرض کر دیا جائے گا، خدائے پاک آپ کو اور مجھے اور سب مسلمانوں کو اتباعِ سنت کی پوری توفیق دے آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

مزار پر چڑھاوا پھول وغیرہ

سوال:- یہاں گاؤں میں ایک درگاہ شریف ہے، اس کے مجاوروں کیلئے مہاراجہ گائیکواد نے کچھ زمین دی ہے، کہ جو مجاوری کرے وہ اس زمین کی کاشت کرکے اس کی پیداوار کھائے اور مجاوری کا کام ایک مؤذن کرتا ہے، اور گاؤں کے لوگ سب درگاہ پر پھول چڑھاتے ہیں، اور دیا بھی جلاتے ہیں، مؤذن کا کہنا ہے کہ میں اس قبر پرستی کو برا سمجھتا ہوں، اگر میں یہ کام نہ کروں تو یہ زمین کی پیداوار کھا سکتا ہوں کہ نہیں؟ چونکہ اس کی تنخواہ بہت کم ہے، اس لئے اس نے ایسا کام اختیار کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درگاہ کی حفاظت کرے، پھول چڑھانے والوں کو نرمی وشفقت سے سمجھا دیا کرے کہ اس چڑھاوے سے نہ تم کو فائدہ ہے نہ صاحب مزار کو فائدہ ہے[1]، اگر دو رکعت نماز پڑھ کر

---

[1] فتریٰ ان العامة یلقون الزهور علی القبور وبالاخص علی قبور الصلحاء والاولیاء والجهلة منهم ازدادوا اصراراً علی ذلک وتغالوا فیوا وضحت ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یا کچھ قرآن کریم پڑھ کر ان کو ثواب پہنچا دو تو تم کو بھی نفع ہے، اور ان کو بھی نفع ہے، اور اس طریقہ پر ثواب پہنچانا حدیث شریف سے ثابت بھی ہے[۱] درگاہ سے متعلق جو زمین ہے اس کی پیداوار کھانا اس کیلئے جائز ہوگا، مگر جو چیز مزار پر چڑھائی جائے اس کا کھانا درست نہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۹۱ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۹۱ھ

قبور کا چڑھاوا

سوال:- چڑھاوے کی اشیاء و **مااھل به لغير الله** کے تحت علماء حرام قطعی فرماتے ہیں، بدعتی لوگ اس آیت سے صرف اس ذبیحہ کو مراد لیتے ہیں، جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......ذلک منشأ فی الجهلة لعقائد فاسدة تأباه الشريعة النقية وظنوا ذلک سببا للثواب والا جر الجزيل (الیٰ أن قال) وبالجملة هذه بدعة مشرقيةمنكرة (معارف السنن ج ۱/ص ۲۶۵/ ابواب الطهارة ،باب التشديد فى البول، مكتبه اشرفيه ديوبند)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِقْرَؤُوْا يٰس عَلٰى مَوْتَاكُمْ (ابوداؤد شريف، ج۲/ ص ۴۴۵/ كتاب الجنائز ،باب القرأة عندالميت، مطبوعه رشيديه دهلى)

ترجمه:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں پر یٰس شریف پڑھو۔

"قَالَ صلّى الله عليه وسلم اَنَّ مِنَ الْبِرِّبَعْدَ الْمَوْتِ أنْ تُصَلِّي لَهُمَا مَعْ صَلوتِکَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِکَ،رواه الدار قطنی بحواله شامی كراچی، ج ۱/ص ۵۹۶/ كتاب الحج ،باب الحج عن الغير،مطلب فى اهداء ثواب الاعمال للغير"

[۲] واعلم ان النذر الذى يقع للاموات من اكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقرباً اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام (درمختار مع الشامی كراچی،ج۲/ص ۴۳۹/كتاب الصوم، مطلب فى النذر الذى يقع للاموات، البحرالرائق كوئٹه ص۲۹۸/۲، قبيل باب الاعتكاف،

ہواور بظاہر صحیح بھی یہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مفسرین نے اس آیت میں صرف ذبح حیوانات ہی کو ذکر کیا ہے، مفصل مدلل جواب مرحمت ہو کہ شفاء میسر ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مفسرین نے وما اهل به لغير الله کے ذیل میں چڑھاوے کو بھی ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو، تفسیر فتح العزیز پارہ الم، ص ۶۱۵[1]، تفسیر احمدی[2] اور فقہاء کے کلام میں مستقل چڑھاوے کی حرمت موجود ہے، درمختار[3]، طحطاوی[4]، فتاویٰ عالمگیری[5]، بحر الرائق[6]، وغیرہ سب کتب میں اس کو بصراحت لکھا ہے، ''واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الیٰ ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو باطل وحرام اھ قال فی البحر: لوجوه، منها: انه نذر لمخلوق ولایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ومنها: ان المنذور له میت والمیت لایملک، ومنها: انه ان ظن المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰه تعالیٰ کفر اللّٰهم الا ان یقول یا اللّٰه انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسه او الفقراء الذین بباب الامام الشافعی رضی اللّٰه عنه

---

[1] بیان احکام ما اهل به لغیر اللّٰه، تفسیر فتح العزیز فارسی ص ۷۷۹-۷۸۱/ مطبوعه حیدری، تفسیر فتح العزیز اردو ص ۴۴-۴۵، سورۂ بقره تحت آیت ۱۷۳/، مطبوعه رحیمیه دیوبند،

[2] التفسیرات الاحمدیه، ص ۴۲/سورۂ بقره تحت آیت ۱۷۳/مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[3] درمختار علی الشامی ص ۲۰۷/ج ۱/ قبیل باب الاعتکاف (شامی زکریا ص ۴۲۷/ ج ۳، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات،

[4] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۷۱/ مصری باب مایلزم الوفاء به الخ.

[5] الهندیة ص ۱۱۶/ج ۱/ قبیل کتاب المناسک، مطبوعه کوئٹه،

[6] البحر الرائق ص ۲۹۸/ج ۲/ مطبوعه کوئٹه (قبیل باب الاعتکاف)

او الامام الليث او اشترى حصراً لمسجدهم اوزيتا لوقودها او دراهم لمن يقوم بشعائرها الىٰ غيرذٰلک ممايكون فيه نفع للفقراء والنذرللّٰه عزوجل وذكرالشيخ انماهو بيان لمحل صرف النذر لمستحقيه القاطنين برباطهاومسجده فيجوز بهذاالاعتبار اذمصرف النذر الفقراء وقد وجد ولايجوزان يصرف ذٰلک لغنى غيرمحتاج اليه ولالشريف منصب لانه لايحل له الاخذ مالم يكن محتاجاً فقيراً ولا لذى نسب لاجل نسبه مالم يكن فقيرا ولالذى علم لاجل علمه مالم يكن فقيراً ولم يثبت فى الشرع جواز الصرف للاغنياء للاجماع علىٰ حرمة النذر للمخلوق ولاينعقد ولاتشتغل به الذمة وانه حرام بل سحت اھ طحطاوی[1] ص۴۰۳/

تاوقتیکہ چڑھاوا چڑھانے والا اپنے اعتقاد اور نیت سے توبہ اور رجوع کر کے بیع یا ہبہ یا صدقہ وغیرہ کے ذریعہ کے کسی کو نہ دے اس کا کھانا جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۴/۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف ۱۸/ربیع الثانی ص۵۶ھ

قبر پر چراغ، اگربتی، لوبان وغیرہ

سوال:- قبر کے اوپر چراغ، اگربتی، لوبان وغیرہ کا جلانا کیسا ہے؟

---

[1] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۷۱/باب مایلزم الوفاء به الخ،مطبوعه مصر.

[2] ولايجوز لخادم الشيخ اخذه ولا اكله ولاالتصرف فيه بوجه من الوجوه الا ان يكون فقيراً اوله عيال فقراء عاجزون عن الكسب وهم مضطرون فياخذونه على سبيل الصدقة المبتداءة فاخذه ايضاً مكروه مالم يقصد به الناذرالتقرب الى اللّٰه تعالىٰ وصرفه الى الفقراء ويقطع النظر عن نذر الشيخ، البحرالرائق كوئٹه ص۲/۲۹۸، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف،

الجواب حامداً ومصلیا

بدعت اور ممنوع ہے، میت کے لئے خوشبو لگانا تین وقت ثابت ہے ایک جب اس کی روح نکلے، دوسرے جب اس کو غسل دیا جائے، تیسرے کفن پہنانے کے قریب۔اھ بحر، ص ۱۹۱ /ج ۲[1]۔

قبر پر ثابت نہیں نہ دفن سے پہلے اور نہ دفن کے بعد، جو لوگ قبر پر چراغ جلاتے ہیں ان پر حضرت نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔(مشکوٰۃ شریف، ص ۷۱[2]) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مصنوعی قبر پر چراغ، منت ذبح سجدہ وغیرہ

سوال:-مصنوعی قبر بنا کر اس کو کسی ولی کا مزار قرار دینا اس میں چراغ جلانا اور منت چڑھانا اور بکرا، گائے وغیرہ منت کر کے وہاں پر ذبح کرنا اور لوگوں کو کھلانا اور مزار کو سجدہ کرنا شرعاً یہ افعال کیا حکم رکھتے ہیں؟ اور فاعل فعل مذکور کو کیا حکم لگایا جاسکتا ہے؟ اور اس قسم کا طعام حلال ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مصنوعی قبر بنا کر کسی ولی کا مزار قرار دینا مخلوق کو دھوکہ دینا ہے ،لہٰذا قطعاً ناجائز

---

[1] وجميع مايجمر فيه الميت ثلاث مواضع عند خروج روحه لازالة الرائحة الكريهة وعند غسله، وعند تكفينه ولا يجمر خلفه ولافى القبر، (البحرالرائق كويٹه ص۱۷۷/ ۲، كتاب الجنائز، شامى كراچى ص۱۹۵ /۲/ باب صلاة الجنازه، شامى زكريا ص۸۵/۳، مطلب فى القراء ة عندالميت، فتح القدير ص۱۰۸ /۲/ فصل فى الغسل، كتاب الجنائز، طبع دارالفكر،

[2] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرَ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ (مشكوٰة ،ص ۷۱/باب المساجد ومواضع الصلوٰة.(۲) طحطاوى على مراقى الفلاح ،ص ۵۱۲/مصرى فصل فى زيارة القبور)

ہے[1]، اور دیگر افعال مذکورہ بھی ممنوع اور ناجائز ہیں، اگر واقعی کسی بزرگ کی قبر ہو تب بھی افعال مذکورہ کا ارتکاب ناجائز ہوگا، اور قبر کو سجدہ کرنا شرک ہے، اگر بہ نیت عبادت ہو، اگر بہ نیت تعظیم ہو تو حرام ہے مشابہ بالشرک ہے، اگر نذر خدا کے لئے کی جائے اور اس کا کھانا مزار کے فقراء کو کھلا دیا جائے تو کھانا فقرا کے لئے جائز ہے، اور اگر نذر صاحب مزار کے لئے کی جائے تو حرام ہے، اس کا کھانا درست نہیں "اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحو ھا الیٰ ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیھم فھو باطل وحرام اھ قال فی البحر لوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق ولایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنھا: ان المنذولہ میت والمیت لایملک الخ، ص۴۳/[2] طحطاوی السجود لغیراللّٰہ علیٰ وجہ التکرمۃ والتحیۃ منسوخ بماروت عائشۃؓ وجابر بن عبداللّٰہ وانسؓ ان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال ماینبغی لبشر ان یسجد لبشر لوصلح لبشر ان یسجدلبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا من عظم حقہ علیھا احکام القرآن، ج ۱/ص ۳۵"[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا الحدیث ترمذی شریف، ص۱۵۷/ج ۱/(مطبوعہ رشیدیہ دھلی) کتاب البیوع باب ماجاء فی کراھیۃ الغش.
ترجمہ:- جوشخص دھوکہ دیوے وہ ہم میں سے نہیں۔

[2] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۵/ج ۱/ مصری، باب مایلزم الوفاء بہ من منذور الصوم والصلوٰۃ وغیرھما، البحرالرائق ص۲۹۸/ج ۲/ قبیل باب الاعتکاف،

[3] احکام القرآن للجصاص ص ۳۲/ج ۱/ باب السجود لغیر اللّٰہ، مکتبہ دارالکتاب العربی (بیروت) الشامی نعمانیہ ص ۲۴۶/ج۵/ باب الاستبراء، شرح فقہ اکبر ص ۲۷۲/ مصری، ورحیمیہ ص۲۳۸/

پیرومرشد کوسجدہ کرنا

سوال: - کیا اللہ تعالیٰ کوایک سجدہ اور دوسرا سجدہ پیرومشائخ کودرست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہر سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے، پیرومرشد کیلئے سجدہ کرنا حرام ہے، اورنماز میں پیر ومرشد کے لئے سجدہ کرنا شرک ہے[1] حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کوکہا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے، اس وجہ سے کسی کوبھی خدا کےسوا سجدہ نہ کیا جاوے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۹/۹۰ھ

قبر پر پھول، چادر، روشنی

سوال: -قبر کے گرد روشنی کرنا، قبر پرغلاف ڈالنا اور پھولوں کی چادر جنازہ یاقبر پر

---

[1] وکـذا مـایـفـعلونه من تقبيل الارض بين يدى العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضى به آثـمـان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفران على وجه العبادة والتعظيم كفر الخ والتفصيل فى الشـامية فـليـراجع: الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۵۵۰/ ج ۹/ كتاب الحظر والاباحة، بـاب الاستبـراء وغيـره ،احـكـام القرآن للجصاص ،ص ۳۲/ ج ۱/ باب السجود لغير الله ، مطبوعه دارالكتاب العربى بيروت.

[2] عَنْ اَبِى هُـرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلّم لَوْكُنْتُ اٰمُرُ اَحداً اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لاَمَـرْتُ الْـمَـرْأَةَ اَنْ تَسْـجُـدَ لِـزَوْجِهَـا. مشكوٰة شريف، ص ۲۸۱/ ج ۲، باب عشرة النساء ومالكل واحد من الحقوق،الفصل الثانى (مطبوعه ياسرنديم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا اگر میں کسی کوکسی کیلئے سجدہ کاحکم دیتا توعورت کوحکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے۔

ڈالنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب چیزیں بھی بدعت ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا

سوال: -جب دین مکمل ہے تو ہر چیز کا حکم اور نہی موجود ہوگی، خصوصاً جبکہ ان امور کو مستحب سمجھ کر کیا جاتا ہو، پھر دیوبندی حضرات کیوں نہیں کرتے، اور کیوں منع کرتے ہیں، جبکہ مخالفت کی صریح دلیل نہیں اور حنفیہ کے یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار بھی نہیں، دیوبندی حضرات بھی مفہوم مخالف کا اعتبار کر کے امر مستحب پھول، مالا، دعاء ثانیہ وغیرہ سے منع کرتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میت اور قبر سے متعلق فرائض، واجبات، سنن، مستحبات سب احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں، جو کہ کتاب، سنت، اجماع، قیاس سے ماخوذ ہیں، اگر یہ پھول وغیرہ اور دعاء ثانیہ دین کی لازمی چیزیں ہوتیں تو ان کا بھی ثبوت ہوتا، مدعی کے لئے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے، منکر کے لئے عدم ثبوت کافی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وضع الستور والعمائم والثياب على قبور الصالحين والاولياء كرهه الفقهاء الخ (العقود الدرية فى تنقيح الفتاوىٰ الحامديه ص ۳۲۴/۲) واخراج الشموع الى رأس القبور الليالى الا ولى بدعة كذا فى السراجيه، الهنديه ص ۳۵۱/۵ كتاب الكراهية: الباب السادس عشرفى زيارة القبور، مطبوعه كوئٹه، شامى كراچى ص ۴۳۹/۲ كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، مطلب فى النذر الذى يقع للاموات الخ، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات پر پھول ڈالنا

سوال:- اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر تعداد میں شہید ہوئے ، اور امامان شریعت و طریقت ہوئے ، کیا ان کے مزارات پر غلاف یا پھول وغیرہ چڑھایا جاتا ہے؟ اور ان کا سویم دسواں، چالیسواں وغیرہ بھی ہوتا ہے؟ جس طرح ہندوستان میں ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیا

ہندوستان میں بزرگان دین کے مزارات پر جو کچھ بھی لوگ کرتے ہیں مجھے علم نہیں کہ دوسرے ممالک میں بھی یہ سب کیا جاتا ہے، بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کے مزارات تو ان چیزوں سے محفوظ ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ
دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[2] ملاحظہ ھو مائة مسائل ص۵۷-۶۷، عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: البینة علی المدعی، الحدیث قال النووی: ھذا الحدیث قاعدہ کبیرۃ من قواعد احکام الشرع ففیه انه لایقبل قول الانسان فیما یدعیه بمجرد دعواہ بل یحتاج الی بینة الخ شرح نوی علی المسلم ص ۷۴/۲/ مطبوعه رشیدیه دھلی، ابن ماجه ص ۱۶۸/ مطبوعه دیوبند، کتاب الاقضیه،باب الیمین علی المدعی الخ، مطبوعه بلال دیوبند،

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء کرھه الفقھاء الخ (العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ،ص ۳۲۴/ج۲)واخراج الشموع الی رأس القبور اللیالی الا ولی بدعة کذا فی السراجیه الھندیه ص ۳۵۱/ج۵/ کتاب الکراھیة:الباب السادس عشرفی زیارۃ القبور، مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص ۴۳۹/ ج۲/ کتاب الصوم،باب مایفسد الصوم ومالایفسد،مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ.

قبور پر چادر اور اولیاء سے استمداد

سوال:-مزارات پر چادر چڑھانا اولیاء اللہ سے استمداد چاہنا کن صورتوں میں جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مزارات پر چادر چڑھانا منع ہے ''تکرہ الستور علیٰ القبور''[1]، اولیاء اللہ کی ارواح سے استمداد کرنا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ ہم جب مصیبت میں گرفتار ہو کر ان بزرگوں کو آواز دیتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں تو وہ ہماری فریاد کو ہر جگہ سنتے اور ہماری مدد کیلئے آتے ہیں، یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مشرکانہ عقیدہ ہے، اس سے اسلام سلامت رہنا دشوار ہے ''ویکفر بقوله ارواح المشائخ حاضرة تعلم''(مجمع الانہر،ص۶۹۹/ج۲)[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مزارات پر عورتوں کا جانا اور منت مانگنا

سوال:-مزارات پر عورتوں کا جانا اور وہاں منتیں مانگنا اور وہاں سے واپس آکر تبرک تقسیم کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر مرادیں اور منتیں مانگنا حرام ہے، جیسا کہ البحر الرائق

---

[1] الشامی نعمانیہ،ص۲۰۲/ وشامی زکریا،ص۱۴۵/ج۳،مطلب فی دفن المیت،

[2] مجمع الانہر ص۵۰۵/ج۲/کتاب السیر والجھاد، باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع الاوّل فیمایتعلق باللہ تعالیٰ،البحر الرائق ص۱۲۴/ج۵/باب احکام المرتدین،کتاب السیر، مطبوعہ کوئٹہ،

شرح کنز الدقائق[۱] میں تصریح موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مزار کی اگربتی کی بھسم

سوال:- اکثر مزاروں میں اگربتی کی راکھ بھسم کہہ کر دیتے ہیں کیا یہ دینا اور لینا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگربتی قبر پر جلانا منع ہے اس کی راکھ کو تبرک سمجھنا اور بھی زیادہ برا ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۰/۹۹ھ

قبر کی مٹی کھانا

سوال:- ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی قبر کی مٹی یا پختہ قبر سے قلیل

---

[۱] واما النذر الذی ینذره اکثر العوام علی ماهو مشاهد کان یکون لانسان غائب اومریض اوله حاجة ضروریة فیاتی بعض الصلحاء فیجعل ستره علی رأسه فیقول یاسیدی فلان ان ردغائبی اوعوفی مریضی اوقضیت حاجتی فلک من الذهب کذااومن الفضة کذا اومن الطعام کذا فهذا النذر باطل بالاجماع (البحر الرائق ،ص۲۹۸/ج۲) قبیل باب الاعتکاف مطبوعه کوئٹه، طحطاوی علی المراقی ص ۱۷۵/باب مایلزم الوفاء به الخ،مطبوعه مصر.

[۲] لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ، مشکوٰة شریف ،ص ۱۷/ کتاب الصلوٰة باب المساجد ومواضع الصلاة الفصل الثانی.

''والنهی عن اتخاذ السراج لمافیه من تضییع المال لانه لانفع لاحدمن السراج ولا نها من آثارجهنم واما للاحتراز عن تعظیم القبور، مرقاة ص ۴۷۰/ (مطبوعه اصح المابع بمبئی) کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلوٰة، الفصل الثانی''

چونہ چاٹ لینا درست ہے کہ اس میں فائدہ مرتب ہوتا، جیسے کہ مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اپنے فتاویٰ میں نصاب الاحتساب وخزینۃ الروایات ومجمع البرکات سے پان میں چونہ کھانے کو مفید تحریر فرمایا ہے یا مطلقاً قدر قلیل مٹی کو کھالینا درست بلا کراہت لکھا ہے، لہٰذا عرض ہے کہ مدلل جواب سے اطلاع دیں تاکہ عوام اس گمراہی سے احتراز کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

الطین الذی یحمل من مکة ویسمی طین حمرة هل الکراهیةفیه کالکراهیة فی اکل الطین علیٰ ماجاء فی الحدیث قال الکراهیة فی الجمیع متحدة کذافی جواهر الفتاویٰ اھ عالم گیری، ص۲۲۰ رج ۴[1]

اس سے معلوم ہوا کہ طین مکہ معظّمہ اور طین غیر مکہ معظّمہ ہر دو مکروہ ہیں اور کراہت ہر دونوں میں متحد ہے اور کراہت حدیث شریف سے ثابت ہے "**اکل الطین مکروه الیٰ قوله وکراهیة اکله لالحرمته بل لتهییج الداء وعن المبارک کان ابن ابی لیلیٰ یردّالجاریة من اکل الطین وسئل ابوالقاسم عمن اکل الطین قال لیس ذٰلک من عمل العقلاء کذافی الحاوی للفتاویٰ**"[2]

مٹی کے کھانے کی ممانعت حرمت کی وجہ سے نہیں، بلکہ مورث امراض ہونے کی وجہ سے ہے، نیز یہ فعل عقلاء کا نہیں، اگر مٹی کا کھانا مورث امراض نہ ہو نیز اس میں منفعت ہو اور ایسی منفعت کہ کسی اور چیز سے حاصل نہ ہو تو بقدر ضرورت کھانا درست ہوگا، "**فی نصاب الاحتساب وذکر الحلوانی ان اکل الطین ان کان یضریکره والا فلا وان کان**

---

[1] الهندیة ص: ۳۴۰-۳۴۱ / ج: ۵ / کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل، مطبوعه کوئٹه،

[2] عالم گیری ص ۳۴۱ / ج۵ ، کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الاکل، مطبوعه دارالکتاب دیوبند،

یتناوله قليلاً اويفعله احياناً لايكره قال العبد اصلحه الله شانه ويقاس على هذا انه يباح اكل النورة مع الورق الماكول فى ديار الهند لانه قليل نافع فان الغرض المطلوب من الورق المذكور لايحصل بدونها وهوالحمرة انتهىٰ وقد نقل عنه فى خزانة الروايات ومجمع البركات ايضاً نفع المفتى ،ص١١٠[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زیارت قبر کیلئے احرام

سوال:- بعض بزرگوں کے عرس میں شرکت کرنے والے خاص قسم کا جوڑا پہن کر جاتے ہیں، اوراس جوڑے کو احرام کہتے ہیں، ایسا سمجھنا اور کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ سراسر جہالت یا غوایت ہے اس سے توبہ لازم ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صاحب قبر سے دعا کی درخواست

سوال:- قبرستان کا زائر صاحب قبر کو خطاب کرکے یوں کہہ سکتا ہے کہ اے صاحب قبر آپ اللہ تعالیٰ سے ہماری مغفرت کی دعا کیجئے؟ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ عمل

---

[1] نفع المفتى ص ١٠٩ / مكتبه يوسفى لكهنؤ و،ص٩٣ / مطبوعه رحيميه ديوبند كتاب الحظر والاباحة مايتعلق بالاكل،بزازيه على الهندية ص ٣٦٥/ج ٦ /الفصل الخامس فى الاكل، كتاب الكراهية، مطبوعه مصر،

[2] سوم طور جمع شدن برقبوراینست کہ مردمان یک روز معین نمودہ ولباس ہائے فاخرہ ونفیس پوشیدہ مثل روز عید شادمان شدہ برقبرہا جمع میشوند رقص ومزامیر ودیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برائے قبور وطواف کردن میںمایند ایں قسم حرام وممنوع است (فتاوی عزیزی،ص۵۰/ج۱/(مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

حدیث شریف سے ثابت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ کے روضہ پر حاضر ہوکر اس طرح دعا کی درخواست تو ثابت ہے،[1] لیکن دوسری جگہ کسی قبر پر جا کر کسی صاحب قبر سے اس طرح خطاب کرنا ثابت نہیں، جس حدیث سے اس کے ثبوت میں استدلال کیا جاتا ہے، جب تک وہ سامنے نہ ہو اس کے متعلق کیا عرض کیا جاسکتا ہے؟ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اپنی زندگی میں مردہ سمجھ کر ایصال ثواب کرانا

سوال:-قبر پر خواہ صالح کی ہو یا عام قبر ہو بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنا کیسا ہے؟ جیسا کہ رسم و رواج ہے کہ فاتحہ پڑھو۔

(۲) بعض لوگ اپنی حیات میں تیجہ، چالیسواں، برسی، ختم قرآن، صدقہ اپنی روح کو کراتے ہیں، اور اپنے آپ کو پھر مردہ سمجھتے ہیں، اور کسی کے یہاں وہ موت و زندگی میں شریک نہیں ہوتے، اور نہ میت کا کھانا کھاتے ہیں، اسی خیال سے اپنا فاتحہ اپنی زندگی میں کروا ڈالتے

---

[1] ویقول السلام علیک یارسول اللہ ﷺ اسئلک الشفاعة الکبریٰ واتوسل بک الیٰ اللہ تعالیٰ فی ان اموت مسلماً علیٰ ملتک وسنتک الخ مجمع الانھر ،ص ۴۶۴/ج ۱/ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ آخر کتاب الحج، طحطاوی مع المراقی س ۶۱۴، کتاب الحج، فصل فی زیارة النبی ﷺ، مطبوعہ مصر،

ترجمہ: اور کہے آپ ﷺ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ سے شفاعت کبریٰ کا سوال کرتا ہوں، اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں، کہ مجھ کو آپ کی ملت پر اور آپ کی سنت پر مسلمان ہونے کی حالت میں موت آئے۔

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Mazarat Waghairah ki Bidaat

ہیں، کہ مرنے کے بعد کوئی فاتحہ کرے یا نہ کرے، کیا حیات میں بھی دوسروں سے اپنی روح کو ایصال ثواب پہنچوانے کے لئے اپنے نام قرآن پڑھوا کر بخشوانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس ایصال ثواب بغیر التزام تاریخ یوم وہیئت وغیرہ کے زندہ کیلئے بھی درست ہے اور مردہ کے لئے بھی درست ہے[1] مگر تیجہ، چالیسواں، برسی، فاتحہ مروجہ وغیرہ یہ سب چیزیں شرعاً بے اصل، بدعت اور ناجائز ہیں[2] ان سے اجتناب واجب ہے، ایصال ثواب کے لئے جو کھانا دیا جاتا ہے وہ غرباء ومساکین کو دینا چاہئے[3] مالدار کو نہیں، کسی کے یہاں موت اور زندگی میں بلاوجہ شریک نہ ہونا اور سب سے قطع تعلق کر دینا رہبانیت، قطع رحمی، اضاعت حقوق ہے، شرع نے اس سے منع کیا ہے[4]۔

---

[1] من صام او صلی اوتصدق وجعل ثوابه لغیر ہ من الاموات والاحیاء جازویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة اختلف فی اهداء الثواب الی الحی فقیل یصح لاطلاق قول احمد یفعل الخیر ویجعل نصفه لابیه اوامه (الشامی نعمانیه ، ص۶۰۵ / ج ۱ / مطبوعه زکریا ، ص ۱۵۲ / ج۳/ باب صلوٰة الجنائز مطلب فی القرأة للمیت.

طحطاوی مع مراقی الفلاح مصری ص ۴ ۱ ۵ / احکام الجنائز، فصل فی زیارة القبور،

[2] ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الخ شامی زکریا ص۱۴۸ / ج۳/ باب صلوٰة الجنائز، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت، طحطاوی علی المراقی ص ۰ ۱ ۵، احکام الجنائز، فسل فی حملها ودفنها، مطبوعه مصر،

[3] وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثة بالغین فان کان فی الورثة صغیر لم یتخذواذٰلک من الترکة کذا فی التاتار خانیه (الهندیه ص ۳۴۴ / ج۵/مصری، الباب الثانی عشر فی الهدایات والضیافات، کتاب الکراهیة)

طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۰ ۱ ۵ / احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها،

[4] وصلة الرحم واجبة ولو کانت لسلام وتحیة وهدیة ومعاونة ...... لانه من القطیعة فی الحدیث (الدرالمختار) نقل القرطبی فی تفسیرہٖ اتفاق الامة علی وجوب صلتها وحرمه قطعها من الکتاب والسنة، شامی کراچی ص ۱ ۱ ۴/۶، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع،

(۱) نفس دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی ہوسکتی ہے، اگر ہاتھ اٹھا کر مانگنا ہو تو قبلہ رو ہوکر مانگنا چاہیئے، تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ صاحب قبر سے کچھ مانگا جارہا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ص ۲۴/ ج ۲/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۵/ ج ۲/ ۶۱ھ

کیا وفات کے بعد بزرگ آ کر یہ کہتے ہیں کہ میرے مزار پر چادر چڑھاؤ

سوال:- نظام الدین اولیاءؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ وفات کے بعد آ کر یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ہمارے مزار پر آ کر چادر چڑھاؤ اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں، اور اپنا پتہ بتلا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان کے مزار پر جا کر جو دعا کی جاتی ہیں وہ پوری کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت عبد القادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ بہت بڑے بزرگ تھے، انتقال کے بعد آ کر کسی کو ستانا ان حضرات کا کام نہیں نہ وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں، کہ ہماری قبر پر چراغ چادر یا غلاف چڑھایا جائے نہ اس بات پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں، شیطان اور جنات ان کا نام بتادیتے ہیں[۲]۔ بزرگان دین کے مزار پر جا کر ایصال ثواب کرنا اور اس طرح دعا کرنا کہ یا اللہ اپنے نیک بندہ

---

[۱] واذا اراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة عالمگیری کویٹہ، ص ۳۵۰/ ج ۵/ کتاب الكراهية الباب السادس عشر في زيارة القبور الخ.

[۲] اشرف الجواب ص ۱۱۹/ ۲/ مکتبہ نوردیوبند، مردہ کی روح دنیامیں واپس نہیں آتی،

کے طفیل ہمارا کوئی کام کردے، درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۰/۹۰ھ

کیا حج کیلئے خواجہ اجمیری کی زیارت لازم ہے

سوال:-(۱) بعض جگہ عوام سمجھتے ہیں کہ حرمین کی زیارت سے پہلے خواجہ اجمیری کے مزار کی زیارت کرنا ضروری ہے، یہ بھی مشہور ہے کہ جو شخص سات مرتبہ خواجہ اجمیری کے عرس میں شرکت کرے اسکو ایک حج کے برابر ثواب ملتا ہے، ایسا سمجھنا کہاں تک درست ہے۔

پیر کا فوٹو یا مجسمہ رکھنا اور اس پر نذر چڑھانا

سوال:- (۲) بعض جگہ لوگ اپنے بزرگوں کا فوٹو اوران کا مجسمہ تبرک کے لئے اپنے گھروں میں رکھتے ہیں تبرک کے علاوہ اس فوٹو کے آگے نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، اوران بزرگوں کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں ایسا کرنا اور سمجھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ دونوں شرکیہ افعال وعقائد ہیں[۲]، ان سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وبعد هذا كله أنا لا ارى بأساً في التوسل الى الله بجاه النبي ﷺ فيكون معنى قول القائل الٰهي اتوسل بجاه نبيك صلى الله عليه وسلّم ان تقضي لي حاجتي الىٰ ماقال ان التوسل بجاه غير النبي صلّى الله عليه وسلّم لابأس به ايضاً الخ .روح المعاني ،ص ۱۲۸/ج۶/(مكتبه مصطفائي ديوبند) تحت قوله تعالىٰ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْاللّٰه وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ. سورة المائدة آيت ۳۵/. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مصنوعی قبر پر پھول، چادر چڑھانا

سوال:-اکثر مقامات پر مصنوعی قبریں بنا کر چادر وغیرہ چڑھاتے ہیں، کیا مصنوعی قبروں پر ایسا کرنا جائز ہے، ایسے لوگ مثال دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دو قبروں پر کھجور کی سبز ٹہنی گاڑ دی تھی، وہ تو قبر والوں پر عذاب ہو رہا تھا، لہٰذا اس کا منشاء اور تھا لیکن اس جگہ تو زینت کے لئے پھول وغیرہ چڑھاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مصنوعی قبروں کو بنا کر مخلوق کو دھوکا دینا ہے، جو کہ معصیت ہے[1] اور قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانا درست نہیں ہے[2] حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ سے دو قبروں پر پھول وغیرہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] طواف کردن قبور......حرام وممنوع است بلکہ بعضے بحد کفر میرسند، فتاوی عزیزی ص ۵۰/۱، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، واما النذر الذی ینذراکثر العوام علی ماهو مشاهد کان یکون لانسان غائب اومریض اوله حاجة ضرورية فیاتی بعض الصلحاء فیجعل ستره علی رأسه فيقول یاسید فلان ان ردغائبی اوعوفی مریضی اوقضیت حاجتی فلک من الذهب کذا اومن الفضة کذا اومن الطعام کذااومن الماء هذا اومن الشمع کذا اومن الزیت کذا فهذالنذر باطل بالاجماع (البحرالرائق، ص۲۹۸/ج۲/)مکتبه الماجدیه کوئٹه، کتاب الصوم فصل فی النذر قبیل باب الاعتکاف)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا الحديث .ترمذی شریف ص۱۵۷/۱، مطبوعه رشیدیه دهلی، کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، قال فی الزواجر: الکبیرة الخامسة: الغش، الزواجر لابن حجر الهیثمی ص۱۴۶/۱، مطبوعه نزارمصطفی الباز مکة المکرمة،

[2] القاء الریاحین لیس بشئ،فیض الباری ص ۴۸۹/ج۲/کتاب الجنائز،باب الجریدعلی القبر، مطبوعه خضرراه، فتریٰ ان العامة یلقون الزهور علی القبور وبالاخص علی قبور الصلحاء والاولیاء ...... لعقائد فاسدة تاباه الشریعة النقیة ...... وبالجملة هذہ بدعة مشرقیة منکرة، معارف السنن ص۲۶۵/ج۱/ باب التشدیدفی البول، مطبوعه زکریا دیوبند.

چڑھانا ثابت نہیں ہے، حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ سے دوقبروں پر شاخ گاڑنا منقول ہے، وہ بھی اسلئے کہ ان دونوں پر عذاب قبر ہو رہا تھا[1] وہاں نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کی برکت شامل تھی[2] اگر اس سے استدلال کر کے بزرگان دین کے مزارات پر پھول چڑھائے جاتے ہیں، تو کیا یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ ان بزرگان دین کو عذاب قبر ہو رہا ہے (معاذ اللہ) ان دو قبروں کے علاوہ حضور اکرم ﷺ سے کہیں شاخ کا گاڑنا بھی ثابت نہیں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ کانپور

مصنوعی قبر کی پرستش

سوال: -زید مصنوعی قبر بنا کر پرستش کرتا کراتا ہے، یہ کس درجہ کا جرم ہے؟

---

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ اِلىٰ ان قَالَ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَّزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً الحديث. (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲/ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب آداب الخلاء، بخاری شریف ص ۱۸۲/ ج ۱/ باب الجريد على القبر، مطبوعه رشيديه دهلى، ابوداؤد شريف ص ۴/ ج ۱/ باب الاستبراء من البول، مطبوعه بلال ديوبند،

[2] قال الطرطوشي :لان ذالک خاص ببركة يده،اعلان السنن ص ۲۸۹/ ج۸/ كتاب الجنائز، باب استحباب غرزالجريد الرطبة على القبر،المكتبة الامداديه،معارف السنن ص ۲۶۵/ ۱، ابواب الطهارة، باب التشديدى فى البول، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[3] کسانیکہ انداختن سبزہ وگل برقبور جائز داشتہ اند تمسک کردہ اند بحدیثے کہ در مشکوٰۃ وغیرہ است مر النبی صلی الله علیه وسلم بقبرین الخ، شیخ عبدالقادر تحت ایں حدیث مینویسد تمسک میکند جماعت بایں حدیث در انداختن سبزہ وگل وریحان برقبور وخطابی کہ از ائمہ اہل علم وقدوۃ شراح حدیث است ایں قول رارد کردہ است وانداختن سبزہ وگل رابرقبور متمسک باین حدیث انکار نمودہ وگفتہ کہ ایں سخن اصلے ندارد ودرصدر اول نبودہ وبعضے گفتہ اند بنابرآن تحدید وتوقیت بدانست کہ آنحضرتؐ شفاعت خواست درتخفیف عذاب پس قبول کردہ شد از وی تامدت خشک شدن آنشاخ وکلمہ لعل ناظر ست دریں معنی ونہ بود آں مگر ببرکت دست مبارک سیدنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی (مأة مسائل ص ۷۵-۷۶،

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ مستحق لعنت ہے[1]، اس کو توبہ لازم ہے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۴/۹۴ھ

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ (مشکوٰۃ ،ص ۶۹/ ج ۱ /باب المساجد الفصل الاول، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

[2] ماکان فی کونه کفرا اختلاف فان قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذالک بطریق الاحتیاط عالمگیری ص ۲۸۳/ ج ۲/ قبیل باب البغاۃ ،باب احکام المرتدین،مطبوعہ کوئٹہ. الدر المختار مع الشامی ص۳۷۵/ ج۶/ باب المرتد کتاب الجهاد،تاتارخانیه ص ۴۶۱/ ج۵/ احکام المرتدین،مطبوعہ زکریا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دھم

﴿نذر ونیاز چڑھانا﴾

النذر لغير الله

سوال:-العبادة مطلقاً مالية كانت اوبدنية من الحقوق الخالصة لله تعالىٰ فالاتيان بشئى من العبادة لغيره تعالىٰ اشراک باللّٰه تعالىٰ فالنذر لتعظيم المخلوق والا هلال بشئى لاجل تعظيم غيرالله تعالىٰ كفر واشراک بالله تعالىٰ والمنذور حرام؟

الجواب حامداًومصلياً

العبادة مختصة بالله تعالىٰ النذر لغير الله حرام اوشرک والمنذور لغير الله حرام البتة لقولهٖ تعالىٰ وما اهل به لغير اللّٰه[1] والبسط فى البحر الرائق[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورۂ بقرہ آیت:۱۷۳،

[2] واماالنذر الذى ينذره اكثر العوام على ماهومشاهد ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بزرگوں کے مزاروں پر نذرونیاز چڑھانا

سوال:- بزرگوں کے مزاروں پر جو نذرونیاز چڑھائی جاتی ہے، اسی طرح بزرگوں کو خوش کرنے کے لئے ان بزرگوں کے نام پر جو مرغ وغیرہ ذبح کرتے ہیں، ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو عوام بزرگوں کے نام کی نذر نیاز مانتے، اور مزارات پر چڑھاتے ہیں، وہ سخت گنہ گار ہیں، اور وہ نذر حرام ہے اسکا کھانا بالکل ناجائز ہے، اور مرغ وغیرہ جو جانور بھی بزرگوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں، وہ بالکل مردار ہے، اگر نذر مانتے وقت بزرگوں کے نام کی نذر مانی پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جاوے وہ بھی حرام ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ كان يكون لانسان غائب اومريض اولهٔ حاجة ضرورية فياتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه فيقول ياسيدى فلان ان ردغائبى او عوفى مريضى اوقضيت حاجتى فلک من الذهب كذااومن الفضة كذا ومن الطعام كذا اومن الماء كذا اومن الشمع كذا اومن الزيت كذافهذا النذر باطل بالاجماع. (البحر الرائق ص۲۹۸/ ج۲/ مكتبه ماجديه كوئٹه پاكستان كتاب الصوم فصل فى النذر قبيل الاعتكاف "الجنة لاهل السنة ۱۸/ مطبوعه دهلى، طحطاوى على مراقى الفلاح مصرى، ص۵۱۰/ كتاب الصوم باب مايلزم الوفاء به من منذور الصوم الخ.

ترجمہ سوال:-عبادت مطلقاً خواہ مالی ہو یا بدنی اللہ تعالیٰ کے خالص حقوق میں سے ہے پس عبادات میں سے کچھ بھی غیر اللہ کیلئے کرنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے پس نذر بھی مخلوق کی تعظیم کیلئے اور جانور ذبح کرنا غیر اللہ کی تعظیم کیلئے کفر اور شرک باللہ تعالیٰ ہے اور جس چیز کی نذر مانی جائے، وہ بھی حرام ہوگی؟

ترجمہ جواب:-عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے، نذر غیر اللہ کیلئے حرام ہے، یا شرک ہے، اور غیر اللہ کیلئے جس کی نذر مانی گئی ہو، یقیناً حرام ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ما اہل بہ لغیر اللہ الایۃ کی وجہ سے بحر الرائق میں اس کی تفصیل ہے۔

”اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذمن الدارهم والشمع والزیت ونحوها الیٰ ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام درمختار قوله باطل وحرام لوجوه منها انه نذرلمخلوق ولا یجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ومنها ان المنذورله میت والمیت لایملک ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰه تعالیٰ واعتقاده ذٰلک کفر.الخ طحطاوی علی الدر،ص ۱۷۴؍[1]

ومااهل به: یعنی دیگر آں جانورکہ آواز برآوردہ شدوشہرت دادہ شددرحق آں جانورکہ لغیر اللّٰہ یعنی برائے غیر خدااست خواہ آن غیر بت باشد یاروحے خبیث کہ بطریق بہوگ کہ بنام اوبدہندوخواہ جنے مسلط برخانہ یاسرائے کہ بدوں دادن جانوراز ایذائے سکنہ آنجادست بردارنشود یاتوب راروانہ کردن ندہدوخواہ پیرے وپیغمبرے رابایں وضع جانورزندہ مقررکردہ دہندکہ این ہمہ حرام است ودرحدیث صحیح وارداست ملعون من ذبح لغیر الله یعنی ہرکہ بذبح جانورتقرب بغیر خدانمایدملعون است خواہ دروقت ذبح نام خدا بگیرد یانے زیرا کہ چوں شہرت دادکہ ایں جانور برائے فلانے است ذکرنام خداوقت ذبح فائدہ نہ کردآں جانورمنسوب بآن غیرگشت وخبثے دروپیداگشت کہ زیادہ اخبث مرداراست زیرا کہ مردار بے ذکرنام خدا جان دادہ است وجان این جانوررااز آں غیرقرار دادہ گشتہ اندوآں عین شرک است وہرگاہ ایں خبث دروے سرایت کردہ دیگر بذکرنام خدا حلال نمی شود مانندسگ وخوک کہ

[1] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۷۴/ ۱، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۲۷ /ج۳/ باب مایفسد الصوم ومالایفسده مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ، البحرالرائق ص۲۹۸ /ج۲/ کتاب الصوم فصل فی النذر، قبیل الاعتکاف،

اگر بنام خدا اند بوح شوند حلال نمی گردند کذا فی الاکلیل[1] ص ۸۶/ج ۲/من تفسیر فتح العزیز[2] للشاہ عبدالعزیز المحدث دہلوی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اولیاء اللہ کے لئے نذر ماننا

سوال:- کیا مشکل کے وقت مرحوم بزرگان دین اولیاء کرام کو پکارنا منتیں ماننا، پیروں کے نام سے نذر و نیاز کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ہم پیروں کو اللہ کے برابر نہیں مانتے ہم ان کو اللہ کے بندے مانتے ہیں، اسی نے ان کو یہ قدرت وتصرف بخشا ہے، اسی کی مرضی سے عالم میں

---

[1] الاکلیل علی مدارک التنزیل، ج ۲/ص ۸۶/ تحت سورۃ البقرہ آیت ۱۷۳/ مطبوعہ رسڑا.

[2] تفسیر عزیزی فارسی سورہ بقرہ ۷۹۔۷۸۰/تحت قولہ تعالیٰ وما اھل بہ لغیر اللّٰہ الایۃ، مطبوعہ حیدری بمبئی،

ترجمہ :-''الاکلیل ص ۸۶/ج ۲'' میں ہے وہ دوسرے وہ جانور بھی حرام ہیں جن کے بارے میں اعلان اور شہرت دیدی گئی ہو کہ یہ غیر اللہ کے واسطے ہیں، خواہ وہ غیر اللہ بت ہو یا کوئی خبیث روح جیسا کہ بت وغیرہ کے نام پر بھوگ چڑھاتے ہیں، اور خواہ روح کسی ایسے جن کی ہو جو کسی مکان پر مسلط ہو اور وہ بغیر اس جانور کے بھینٹ چڑھائے، وہ جن اس گھر کے رہنے والوں سے دست بردار نہ ہو، یا وہ جن توپ کو نہ چلانے دے اور ایسے ہی کسی پیر پیغمبر کے واسطے کوئی زندہ جانور موسوم کر دیا جائے، یہ سب شکلیں حرام ہیں، اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی جانور کو ذبح کر کے غیر اللہ کا تقرب کرنا چاہے وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لے یا نہ لے اس واسطے کہ جب اس بات کی شہرت دیدی گئی کہ یہ جانور فلاں (پیر یا پیغمبر) کے واسطے ہے تو بوقت ذبح خدا کا نام لینا مفید نہ ہوگا، کیونکہ وہ جانور غیر اللہ کی طرف منسوب ہی ہو چکا ہے، اور اس نسبت کی وجہ سے اس میں ایسی برائی پیدا ہوگئی، جو مردار کی برائی سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ مردار میں صرف یہی برائی ہے کہ اس کی موت بغیر اللہ کے نام لئے ہوئے واقع ہوئی ہے، اور اس جانور کی جان اس غیر خدا کے لئے مقرر کر کے لی گئی ہے، اور یہ عین شرک ہے، اور جب یہ برائی اس میں سرایت پذیر ہوگئی تو اب نام خدا لینے سے یہ حلال نہیں ہوسکتا، جیسے کہ کتا اور سورا گر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حلال نہیں ہوجاتے ہیں۔

تصرف کرتے ہیں، ان سے مدد مانگنا عین اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے، کیا ایسا عقیدہ درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا عقیدہ رکھنا تعلیمات اسلام کے خلاف اورغلط ہے، اس کوتوبہ لازم ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ ایمان بالکل ہی سلب نہ ہوجائے،"اما النذرالذی ینذرہ اکثر العوام علی ماھو مشاھد کان یکون لانسان غائب اومریض اولہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی بعض الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ فیقول یاسیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی اوقضیت حاجتی فلک من الذھب اومن الفضۃ کذااومن الطعام کذااومن الماء کذا اومن الشمع کذااومن الزیت کذافھذاالنذرباطل بالاجماع لوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق والنذرللمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون للمخلوق ومنھا ان المنذورلہٗ میت والمیت لایملک ومنھا ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰہ تعالیٰ واعتقادہ ذٰلک کفرھ بحر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند۲۴/۹/۹۰ھ

حضرت سیدسالارغازی مسعودی کی نذر

سوال :-مسعودی سالارغازی کی یادگارسالانہ تازہ کرنے کیلئے اپنے مکان میں

---

[1] البحرالرائق ص۲۹۸/ج۲/ فصل فی النذر قبیل باب الاعتکاف (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان) شامی زکریا ص۴۲۷/ج۳/ باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ ،مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ، طحطاوی علی الدر المختار ص۴۷۱/۱، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت،

نشان مٹی کے گولے کی طرح بناتے اور اس سے ڈرتے نیز تبرک مانتے ہیں، اور سالانہ غازی صاحب کے نام پر خصی ومرغ ذبح کرتے ہیں، خصی ومرغ کا خون نیز ہڈیاں سب اسی مٹی کے ڈھیر اور نشان میں دفن کردیتے ہیں، یہ سب ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کرتے ہیں، خصی نیز مرغ کا گوشت کھاتے نیز اقرباء میں تقسیم کرتے ہیں، اگر کوئی منع کرے تو اس کو برا تصور کرتے ہیں، ایسا کرنا اور اس میں مدد کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب مشرکانہ رسمیں ہیں، ان سے توبہ واجب ہے، نذر صرف اللہ پاک کے لئے جائز ہے، اور کسی کے لئے جائز نہیں[1] غیر اللہ پر ذبح کیا ہوا، جانور مرغ، خصی وغیرہ کھانا قطعاً حرام ہے، ''قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ[2] الاية'' فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] النذر للمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتكون للمخلوق ومنها ان المنذورلهٗ ميت والميت لايملك ومنها ان ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون اللّٰه تعالىٰ والاعتقاد ذٰلك كفر الخ (البحر الرائق ، ص ۲۹۸/ ج ۲ .قبيل باب الاعتكاف.

ذبح کردن جانور بنام غیر خدا حرام است و اگر بقصد تقرب بنام اینہا ذبح کردہ شد ذبیحہ آں جانور ہم حرام و مردار میشود توبہ ازیں فعل منع است الخ ،فتاوى عزيزى ملخصا ص ۵۰، ج ۱ ، مطبوعه رحيميه ديوبند،

تفسير فتح العزيز فارسى ص ۶۷۷- ۱۸۷/ تفسير فتح العزيز اردو ص ۳۳۰/ ۱ ، التفسيرات الاحمد يه، ص ۴۴-۴۵ ، الدرالمختارمع الشامى زكريا ج۳/ص۴۲۷/ قبيل باب الاعتكاف، فتاوىٰ عالمگيرى المعروف بالهنديه كوئٹه ص ۲۱۶/ ج ۱ ، كتاب الصوم،

[2] سوره بقره ركوع ۵/آيت ۱۷۳/وسوره المائده الآية ۳/ **ترجمه**:-(اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے) اور ایسی جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو (بیان القرآن)

''وما اهل به لغير اللّه'' اى ماذبح فذكر عليه اسم غير اللّه فهو حرام الخ، تفسير ابن كثير ص: ۴۷۹/ ج: ۱/ سورة المائده، تحت رقم الآية :۳/ مطبوعه مصطفى احمد الباز المكة المكرمة ص ۲/۱۲،

E:\f.m.Final \ Jild-5\ Nazar wa Niyaz Chadhana

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل ونذر

سوال:- امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقدس نام لے کر اگر کوئی یہ کہے کہ نذر حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل ہے، اور نذر حسین رضی اللہ عنہ کا لنگر ہے، تو اغنیاء وفقراء سب ہی مسلمان اس طعام اور سبیل کو جس کو امام عالی مقام کے مقدس نام سے منسوب کیا گیا ہے، بخیال تبرک استعمال کر سکتے ہیں؟ اور ذکر حسین رضی اللہ عنہ کی محفل اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی محفل منعقد کرنا اور ان کا غم کرنا اور ان کے علوم تبت کو یاد کر کے اور ان کا ذکر سن کر خوش ہونا اور فخر کرنا اور خوشنودی اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حسین رضی اللہ عنہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر اور ان کے محامد کا بیان کرنے کے لئے اگر محفل منعقد کی جائے تو پہلے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے محامد بیان کئے جائیں، پھر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کمالات عالیہ صحیح روایات سے بیان کئے جائیں تا کہ ان کی حق گوئی وحق پسندی کی دوسروں کو بھی رغبت ہو اور جرأت پیدا ہو شرح فقہ اکبر[1] میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اس طریق کو اختیار کرنے سے تشبہ بالروافض نہیں ہوگا، ایسی مجلس کو ماتم اور نوحہ سے بھی پاک صاف رکھا جائے کہ شرعاً ماتم اور نوحہ سے سخت ممانعت ہے[2] غیر اللہ کے نام کی نذر کا عامۃً مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس سے

---

[1] شرح فقہ اکبر میں تلاش بسیار کے باوجود اس کی صریح عبارت نہیں ملی، البتہ نفع المفتی والسائل میں اس کی عبارت ملی ہے، **هل يجوز بيان قصة شهادة الامام حسينؓ فی عشرة المحرم الاولیٰ بجمع المجالس وبكاء الناس عليه الاسبشار ،نقل فی مطالب المؤمنين عن امامنا ابو حنيفةؒ انه لايجوز للتشبه بالروافض وفی جامع الرموز يجوز لمن يبين قصص شهادة الخلفاء الاربعة وغير هم من اجلة الصحابة واما بيان قصة شهادة الحسين وترک بيان قصص شهادة الائمة فتشبه بالروافض نفع المفتی والسائل ص ۱۲۶ / (مطبوعه رحيميه ديو بند)** (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غیراللہ کا تقرب حاصل کیا جائے، شرعاً اس کی اجازت نہیں، غیراللہ کے نام پر کوئی چیز دی جائے یا نذر مانی جائے، یہ سخت معصیت اور ایک قسم کا شرک ہے''بحر شامی[1]'' وغیرہ میں اس کی تصریح ہے لہٰذا اس سے پورا اجتناب کیا جائے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب مقصود ہو تو دین کا کوئی بھی کام کر کے ثواب پہنچا دینا بہتر ہے، مثلاً مسجد بنوا دی جائے، مسجد میں چٹائی بچھا دی جائے، پانی کا انتظام کر دیا جائے، مدرسہ بنوا دیا جائے، قرآن پاک اور دینی کتابیں مدرسہ میں وقف کر دی جائیں، یا پڑھنے والوں کو دیدی جائیں، حج کرا دیا جائے، غریب حاجت مند کے کھانے، کپڑے اور دیگر ضروریات کا انتظام کر دیا جائے قرآن کریم، تسبیح نماز پڑھ کر بھی ثواب پہنچایا جاسکتا ہے[2] غرض جس قدر بھی اخلاص سے ہو زیادہ فائدہ مند ہے، مروجہ سبیل تو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَوَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَى بِدَعْوى الْجَاهِلِيَة، مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۰، باب الجنائز، باب البکاء علی المیت الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:-وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخساروں کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے اور ایام جاہلیت کی طرح پکار پکار کر روئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] واعلم ان النذر الذی یقع للاموات ومایؤخذمن الدراھم والشمع والزیت ونحو ھا الیٰ ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیھم فھوبا لاجما ع باطل وحرام لوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق، شامی ص۴۲۷/۳، مطبوعہ زکریا دیوبند، کتاب الصوم باب مایفسد الصوم الخ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ. البحرالرائق کوئٹہ ص۲۹۸/۲، کتاب الصوم قبیل باب الاعتکاف.

[2] ان دعاء الاحیاء للاموات وصد قتھم عنھم نفع لھم فی علوالحالات الیٰ قولہ قال القونوی والاصل فی ذٰلک عنداھل السنۃ ان للانسان أن یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃً اوصوماً اوحجاً اوصدقۃً اوغیر ھا .شرح فقہ اکبر ،ص۱۵۸ /(مطبوعہ مجتبائی دھلی) دعاء الاحیاء للاموات الخ شامی،ص ۱۵۱ / مطبع زکریا دیوبند)باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی القراءۃ للمیت واھداء ثوابھالہ، وللانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرۃ صلاۃ کاف او صوما ...... او غیر ذلک من انواع البر، طحطاوی مع المراقی ص۵۱۴، فصل فی زیارۃ القبور، احکام الجنائز، مطبوعہ مصر،

رسمی طریق پر کی جاتی ہے کہ اس روز حضرت حسینؓ پیاسے شہید ہوئے، لہٰذا پانی اور شربت پلایا جائے، حالانکہ نہ ان کے پاس یہ پانی پہنچتا ہے، نہ شربت نہ ان کو اس کی حاجت ان کو جنت کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں ملتی ہیں، جن کے سامنے اس پانی اور شربت کی کوئی حیثیت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۸۷ھ

شہید بابا پر دونے چڑھانے

سوال:- مسجد میں یا مکان کے کسی طاق میں یہ کہہ کر کہ یہاں شہید بابا ہیں اس پر ہندو مسلمان دونے چڑھاتے ہیں، ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مشرکانہ حرکت ہے[1]، توبہ لازم ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّاذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَالِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَالِشُرَكَاءِ نَاالخ سورہ انعام۔الآیة ۱۳۹/

ترجمہ :- اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ہیں، ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ معبودوں کا ہے۔

ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر البحر الرائق ص ۱۲۴/ ج۵/ باب احکام المرتدین،مطبوعه کوئٹه، مجمع الانهر ص۵۰۵/۲، باب المرتد، ثم ان الفاظ الکفر انواع مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

[2] انما التوبة علی اللّٰه للذین یعملون السوء بجهالة ،سورۂ نساء آیت ۱۷/.

کسی پیر کے نام کی بچہ کے سر پر چوٹی رکھنا

سوال:- بزرگوں سے منت ماننا اور بزرگوں کے نام پر بچوں کے سر پر چوٹی رکھنا پھر وقت مقررہ پر درگاہوں میں جا کر منڈوانا، ازروئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حرام اور شرک ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تم الجزء الخامس بحمد الله تعالیٰ ویلیه الجزء السادس مطلعه كتاب العلم انشاء الله تعالیٰ وصلی الله تعالیٰ علیه وعلی اٰله واصحابه اجمعین الی یوم الدین

محمد فاروق غفرله

جامعه هٰذا

---
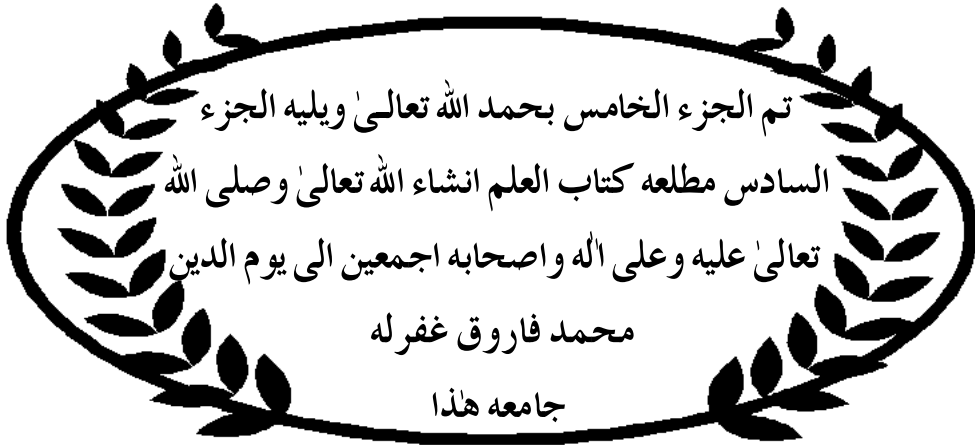
[۱] بهشتی زیور ص ۴۰-۴۱/ ملاحظه هو کفروشرک کی باتوں کابیان

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل حرام ،شامی کراچی ص ۴۳۹/ ج۲/ کتاب الصوم، مطلب فی النذر، البحر الرائق ص۲۹۸/ ج۲/ قبیل باب الاعتکاف، کتاب الصوم، مطبوعه کوئٹه،

اَبغَضُ النَّاسِ اِلٰی اللّٰه ثَلَثَةٌ مُلحِدٌفِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ الحدیث مشکوٰة شریف،ص ۲۷/ (مطبوعه یاسرندیم دیوبند)باب الاعتصام بالکتاب والسنة.

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ تین آدمی ہیں۔

(۱) حرم میں بے دینی اختیار کرنے والا (۲) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اختیار کرنے والا الخ۔